بار اول	مئی 2017
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

فہرست

عنوانات	صفحہ

حظروا باحت کا بیان

پانی پینے کا بیان

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

ظروف کا بیان

لباس کا بیان

عمامہ شریف کے فضائل

جوتا پہننے کا بیان

انگوٹھی اور زیور کا بیان

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

دیکھنے اور چھونے کا بیان

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

سلام کابیان

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام کا بیان

چھینک اور جماہی کا بیان

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

عیادت و علاج کا بیان

لہوولعب کابیان

اشعار کا بیان

جھوٹ کا بیان

زبان کو روکنا اور گالی گلوج غیبت اور چغلی سے پرہیز کرنا

بغض وحسد کا بیان

ظلم کی مذمت

غصہ اور تکبّر کا بیان

ھجر اور قطع تعلق کی ممانعت

اولاد پر شفقت اور یتامی پر رحمت

پڑوسیوں کے حقوق

مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا

نرمی و حیا و خوبی اخلاق کا بیان

اچھوں کے پاس بیٹھنا بُروں سے بچنا

اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی ودشمنی کا بیان

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

زینت کا بیان

نام رکھنے کا بیان

مسابقت کا بیان

کسب کا بیان

علم و تعلیم کا بیان

ریاو سمعہ کا بیان

زیارتِ قبور کا بیان

آدابِ سفر کا بیان

حظر و اباحت، سلام، آداب مسجد و قبلہ، زیارتِ قُبور اور اِیصال ثواب کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حظر واباحت کا بیان (۱)

کھانے کا بیان

اس کتاب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو شرعاً ممنوع یا مباح ہیں۔ اصطلاح شرع میں مباح اس کو کہتے ہیں، جس کے کرنے اور چھوڑنے دونوں کی اجازت ہو، نہ اس میں ثواب ہے نہ اس میں عذاب ہے۔ مکروہ کی دونوں قسموں کی تعریفیں حصہ دوم (2) میں ذکر کر دی گئیں وہاں سے معلوم کریں۔

اس کتاب کے مسائل چند ابواب پر منقسم ہیں۔ سب سے پہلے کھانے پینے سے جن مسائل کا تعلق ہے، وہ بیان کیے جاتے ہیں کہ انسانی زندگی کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴿۸۷﴾ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴿۸۸﴾﴾ (3)

اے ایمان والو اللہ (عزوجل) نے جو تمھارے لیے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کرو اور حد سے نہ گزرو، بے شک اللہ (عزوجل) حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور اللہ (عزوجل) نے جو تمھیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے، اس میں سے کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

---

(1) یعنی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان

(2) یعنی بہار شریعت، ج ا، حصہ دوم۔

(3) پ ۷، المآئدۃ: ۸۷۔ ۸۸

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترکِ دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزے رکھیں گے، شب عبادتِ الٰہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدا رہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔

اور فرماتا ہے:

(كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾)(4)

کھاؤ اس میں سے جو اللہ (عزوجل) نے تمھیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور فرماتا ہے:

(يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾)(5)

اے بنی آدم! اپنی زینت لو، جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور اسراف (زیادتی) نہ کرو، بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے محبوب! تم فرمادو، کس نے حرام کی اللہ (عزوجل) کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور ستھرا رزق، تم فرمادو کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو

(4) پ۸، الانعام:۱۴۲۔

(5) پ۸، الاعراف:۳۱۔۳۳۔

ان آیات کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے، مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہ ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے، اس پر یہ نازل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اِسراف اور تکبر سے بچتا رہ۔

مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیلِ حُرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ مسلّمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع نے ممانعت فرمائی ہو اور اس کی حُرمت دلیلِ مستقل سے ثابت ہو۔

مسئلہ: آیت اپنے عُموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حُرمت پر نص وارد نہ ہوئی ہو (خازن) تو جو لوگ توشۂ گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عُرس، مجالسِ شہادت وغیرہ کی شیرینی، سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف کرکے گناہ گار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بدعت وضلالت ہے۔

خاص انھیں کے لیے ہے، اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔ تم فرمادو کہ میرے رب (عزوجل) نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ (عزوجل) کا شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور یہ کہ اللہ (عزوجل) پر وہ بات کہو جس کا تمھیں علم نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾(6)

نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضایقہ اور نہ بیمار پر حرج اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے یہاں یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمھارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ مجتمع ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

❁❁❁❁❁

(6) پ۱۸، النور:۶۱۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہوجاتا ہے۔(1) یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمھیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے، اب تمھیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔(2)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب... إلخ، الحدیث: ۱۰۲۔(۲۰۱۷)، ص۱۱۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہاں حلال بمعنی کھل جانا اور استحلال بمعنی کھول لینا ہے یعنی کھانے کے اول بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کے لیے رکاوٹ ہوجاتی ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جاوے تو وہ کھانا پینا شیطان کے لیے کھل جاتا ہے۔ شیطان سے مراد قرین ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے والے کے ساتھ کھانا کھانے پر یہ شیطان قادر ہوجاتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۲)

(2) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۔(۲۰۱۸)، ص۱۱۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص گھر میں داخل ہوتے وقت پوری بسم اللہ پڑھ کر داہنا قدم پہلے دروازہ میں داخل کرے پھر گھر والوں کو سلام کرتا ہوا گھر میں آئے، اگر کوئی نہ ہو تو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ دے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں ہوتے ہیں تو بسم اللہ اور قل ھو اللہ پڑھ لیتے ہیں کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی۔

۲۔ شیطان کا یہ خطاب اپنی ذریت سے ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس خطاب میں قرین بھی داخل ہو کہ وہ بھی اس بسم اللہ کی برکت سے نہ کھائے اور ہمارے گھر میں رہنے سہنے سے محروم ہوجائے اور اس کے شر سے محفوظ ہوجائے اور اللہ کے ذکر سے غافل اس نعمت سے محروم رہے۔ دوپہر کے کھانے کو غذاء کہتے ہیں اور بعد دوپہر سے رات تک کے کھانے کو عشاء کہا جاتا ہے، یہاں مراد مطلقًا کھانا ہے جو شخص صبح کو یہ عمل کرے تو ناشتہ اور دوپہر کے کھانے سے شیطان محروم ہوگا جو بعد دوپہر یہ عمل کرے تو رات کے کھانے سے وہ محروم رہے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۳)

حدیث ۳: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی پرورش میں تھا (یعنی یہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٰالہٖ وسلّم) کے ربیب اور اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٰالہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ، جو تمھارے قریب ہے۔(3)

حدیث ۴: ابوداود وترمذی وحاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٰالہٖ وسلّم) نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔(4)

اور امام احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی کی روایت میں یوں ہے:

(3) المرجع السابق، الحدیث:۱۰۸۔(۲۰۲۲)، ص۱۱۱۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عمر ابن عبداللہ ابن عبدالاسد ہیں، قرشی مخزومی ہیں، جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں، ۲ ہجری میں حبشہ میں پیدا ہوئے، حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی، ۸۳ھ میں عبدالملک ابن مروان کے زمانہ حکومت میں وفات پائی، جنت البقیع شریف میں دفن ہوئے، جب حضور انور نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا تو آپ کو اور آپ کی بہن زینب کو اپنی پرورش میں لے لیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۲۔ یعنی کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ میں کھانا کھاتا تھا تو میں کھانے کے آداب سے واقف نہ تھا اس لیے ہر طرف سے کھانا کھاتا تھا جدھر سے دل چاہا ادھر سے بوٹی لے لی، ادھر ہی لقمہ شوربے میں بھگولیا۔

۳۔ یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ ہر طرف سے نہ کھاؤ، یہ تینوں حکم جمہور علماء کے نزدیک استحبابی ہیں، بعض آئمہ کے ہاں داہنے ہاتھ سے کھانا واجب ہے۔ خیال رہے کہ ہر چیز پیتے وقت بھی بسم اللہ پڑھے اور داہنے ہاتھ سے پئے یہ ہی سنت ہے، یہ تینوں امور سنت علی العین ہیں یعنی اگر جماعت میں سے صرف ایک آدمی کرلے تو کافی نہیں ہر شخص داہنے ہاتھ سے کھائے، ہر شخص بسم اللہ پڑھے، ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے، اگر اکیلا بھی کھائے تب بھی اپنے سامنے سے کھائے، ہاں اگر طباق میں مختلف مٹھائیاں یا مختلف قسم کی کھجوریں ہیں تو جہاں سے چاہے کھالے جیسا کہ آئندہ آوے گا۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۱)

(4) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام، الحدیث: ۳۷۶۷، ج۳، ص۴۸۷.

بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔(5)

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و حاکم وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: مجتمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔(6) ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہوگے۔ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو، برکت ہوگی۔(7)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اللہ کے ذکر سے مراد بسم اللہ شریف پڑھنا ہے کہ کھانے کے وقت یہ ہی ذکر اللہ سنت ہے ہر وقت کا ذکر علیحدہ ہے۔ خوشی کی خبر سننے کے وقت کا ذکر ہے الحمد للہ، غم کی خبر کا ذکر ہے انا للہ، بری بات سننے کے وقت کا ذکر ہے لاحول الخ تو کھانے کے وقت کا ذکر ہے بسم اللہ بلکہ وضو کرتے وقت، سوتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ اس جگہ بعض علماء نے فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد یہ ذکر ہے حتی کہ اگر کھاتے وقت کلمہ طیبہ بھی پڑھ لے تو بھی یہ فائدہ حاصل ہوجائے گا۔ شاید یہ حضرت کھاتے وقت انا للہ یا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے کو بھی مفید کہتے ہوں بہرحال قوی یہ ہے کہ یہاں ذکر اللہ سے مراد بسم اللہ شریف ہے۔

۲۔ اصل میں فی اولہ و آخرہ تھا فی کو دور کر دیا گیا اور اول آخر کو فتحہ دیا گیا۔ اول آخر سے مراد کھانے کی ساری حالات ہیں، اول آخر درمیانی حالت جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا" یہاں صبح شام سے مراد تمام اوقات ہیں یعنی جو شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آجائے تب یہ کہہ لے بلکہ بعض علماء نے فرمایا کہ کھانا کھا چکنے ہاتھ دھونے لینے کلی کر لینے کے بعد یاد آوے تب بھی یہ ہی کہہ دے مگر صحیح یہ ہے کہ دوران کھانے میں یاد آتے وقت ہی کہے تاکہ شیطان کھایا ہوا کھانا قے کر دے بعد فراغ یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۲)

(5) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیۃ عند الطعام، الحدیث: ۳۲۶۴، ج۴، ص۱۱۔

(6) سنن ابی داود، کتاب الاطعمۃ، باب فی الاجتماع علی الطعام، الحدیث: ۳۷۶۴، ج۳، ص۴۸۶۔

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الاجتماع علی الطعام، الحدیث: ۳۲۸۶، ج۴، ص۲۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ان کا نام وحشی ابن حرب ابن وحشی ابن حرب ہے، یہ وحشی تابعین سے ہیں اور ان کے دادا وحشی ابن حرب وہ ہی ہیں جنہوں نے زمانہ کفر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، پھر زمانہ اسلام میں خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا یعنی وحشی نے اپنے باپ حرب سے روایت کی اور حرب نے اپنے باپ وحشی سے روایت کی جو کہ ان راوی وحشی کے دادا ہیں، ان وحشی صحابی کے بہت سے بیٹے ہیں یعنی حرب، اسحاق وغیرہم۔ (مرقات واشعہ)

۲۔ یعنی ہم کھاتے زیادہ ہیں اور سیری کم ہوتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو قناعت اور قوۃ علی الطاعۃ نصیب ہو وہ کم میسر ہوتی ہے۔ ←

حدیث ٦: شرح سنہ میں ابو ایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلّٰی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے، کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی، مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی، ہم نے عرض کی، یارسول اللہ (صلّٰی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم)! ایسا کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی، پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا، اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھا لیا۔(8)

٣۔ یعنی گھر والے ایک ایک کر کے الگ الگ کھاتے ہیں جمع ہو کر ایک ساتھ نہیں کھاتے۔ سبحان اللہ! یہ ہے مرض کا بیان ہے اور یہ ہے حکیم مطلق کی تشخیص اور پہچان۔

٤۔ یہ ہے ان حکیم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہو کر ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے۔ خیال رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا" یعنی تم پر گناہ نہیں مل کر کھاؤ یا الگ الگ کیونکہ آیت کریمہ میں الگ الگ کھانے کے جواز کا ذکر ہے اور اس حدیث پاک میں مل کر کھانے کے استحباب کا تذکرہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص١٠٠)

(8) شرح السنۃ، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الاکل... إلخ، الحدیث: ٢٨١٨، ج٦، ص٦١۔ ٦٢۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ یہ واقعہ یا تو اس زمانہ کا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر میں رونق افروز تھے یا اسکے بعد اور کسی وقت کا، حضرت ابو ایوب حضور کے پہلے میزبان ہیں۔

٢۔ یعنی جب ہم نے کھانا شروع کیا تو اس میں بڑی برکت دیکھی اور جب فارغ ہونے لگے تو اس کھانے میں بہت ہی بے برکتی محسوس کی۔ برکت اور کثرت کا فرق ہم بارہا بیان کر چکے کثرت کمال نہیں برکت کمال ہے، اللہ تعالٰی ہر دینی و دنیاوی کاموں چیزوں میں برکت دے۔

٣۔ یعنی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ صرف بسم اللہ پڑھنا کافی ہے۔ باقی الرحمن الرحیم کہہ لینا بھی بہتر ہے مگر صحیح یہ ہے کہ پوری بسم اللہ پڑھنی چاہیے اور ہر کھانے پر ہر شخص پڑھے حتی کہ حیض و نفاس والی عورتیں بھی پڑھیں، حرام اور مکروہ کھانے پر نہ پڑھے بھنگ، چرس، حقہ پر بسم اللہ نہ پڑھے، شراب نوشی پر بسم اللہ پڑھنا کفر ہے۔ (مرقات وغیرہ) اس کے پورے مسائل کتب فقہ میں مطالعہ کرو۔

٤۔ یعنی کھانا شروع کرتے وقت ہم میں سے ہر شخص نے بسم اللہ پڑھی تھی دوران کھانے میں ایک شخص کھانے میں ایسا شریک ہوگیا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اور کھانا شروع کر دیا تو اس کے ساتھ جو شیطان قرین تھا وہ اس کے ہمراہ ہمارے کھانے سے کھانے لگا اس لیے بے برکتی آخری میں ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ رہنے والا شیطان ہے جسے قرین کہتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے کے وقت ←

حدیث ۷: ابو داود نے اُمَیّہ بن مخشی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا، جب کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا، یہ لقمہ اٹھایا اور یہ کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے تبسم کیا اور یہ فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔(9) اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو چلی گئی تھی واپس آگئی۔

حدیث ۸: صحیح مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: جب ہم لوگ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) شروع نہ کرتے،

ہر شخص کا بسم اللہ پڑھ لینا اس کے ساتھی شیطان کے لیے مفید ہوگا دوسرے کے قرین کے لیے مفید نہیں لہذا ہر شخص کو بسم اللہ پڑھنی چاہیے، اگر پچاس آدمی کی جماعت کھانے بیٹھے تو ہر شخص علیحدہ بسم اللہ پڑھے لہذا بسم اللہ پڑھنا سنت عین ہے سنت کفایہ نہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اگر کوئی جماعت کھانے بیٹھے تو بسم اللہ پڑھنا سنت کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص نے پڑھ لی تو سب کے لیے کافی ہوگئی اور جو شخص بعد میں کھانے میں شریک ہوا اسے علیحدہ بسم اللہ پڑھنی پڑے گی، وہ حضرات لفظ ثم سے دلیل پکڑتے ہیں مگر پہلی بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ اناذکر نا جمع فرمانے سے معلوم ہوا ہر شخص نے بسم اللہ پڑھی تھی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۱)

(9) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام، الحدیث: ۳۷۶۸، ج۳، ص۴۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کی کنیت ابوعبید ہے، امیہ تصغیر سے ہے اور مخشی میم کے فتح شین کے کسرہ ی کی شد سے ہے، آپ صحابی ہیں، خزاعی اسدی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے۔ (مرقات و اشعہ)

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا شروع کرتے وقت پوری بسم اللہ پڑھے لیکن اگر بیچ میں یاد آوے تو صرف بسم اللہ کہے اور ساتھ ہی اولہ و آخرہ کہہ لے۔ یہ اصل میں فی اولہ وآخرہ تھا فی کو پوشیدہ کرکے اول آخر کو فتح دے دیا گیا۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں حقیقت میں چھپی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں اور حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے ہمارا معدہ مکھی والا کھانا ہضم نہیں کرسکتا ایسے شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا اگرچہ اس کاتے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا مگر مردود تو بیمار بھی پڑ جاتا ہے اور بھوکا بھی رہ جاتا ہے اور ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔ غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اس کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا کھانا بھی ڈر کے سبب نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے قے کرنی پڑے۔ غالباً یہ شخص اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتا ہوتا تو بسم اللہ نہ بھولتا وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھیوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳)

کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس حاضر تھے، ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی، جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا، حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

اور یہ فرمایا کہ جب کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام نہیں لیا جاتا تو وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہوجاتا ہے۔ شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا یعنی بسم اللہ کہی اور کھانا کھایا۔(10) اسی کے مثل امام احمد وابوداود ونسائی وحاکم نے بھی روایت کی ہے۔

(10) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۰۲۔(۲۰۱۷)، ص۱۱۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہو تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کرے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سارے کھانے والے بالغ ہوں، ان میں ایک بزرگ باقی خدام لیکن اگر کھانے والے میں کوئی ناسمجھ بچہ بھی ہو تو وہ پہلے کھانا شروع کرسکتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانا کھا چکنے پر اس کے ہاتھ پیچھے دھلائے جائیں کیونکہ بچے آہستہ آہستہ کھاتے ہیں، دیر تک کھاتے ہیں اور کھانا سامنے آنے پر زیادہ صبر نہیں کرسکتے۔ یہ تمام احکام عالمگیری وغیرہ میں مطالعہ کرو۔

۲۔ جاریہ سے مراد لونڈی نہیں بلکہ چھوٹی بچی ہے جو اتنی تیز دوڑتی آرہی تھی جیسے کسی نے اسے اس طرح دھکا دیا ہو، دھکا کھا کر انسان بہت تیزی سے گرتا ہے۔

۳۔ یعنی ابھی ہم نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اس نے پہلے ہی ہاتھ ڈالنا چاہا بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے درحقیقت اسے شیطان اسی طرح بھگائے ہوئے لارہا ہے۔

۴۔ یہاں بھی یہی حال تھا کہ وہ بدوی صاحب بھی ان حضرات سے پہلے ہی بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے یہاں بھی شیطان ہی کا دھوکا تھا۔

۵۔ یعنی اگر جماعت میں ایک آدمی بھی بغیر بسم اللہ کھانے لگے تو شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے تم سب کو بسم اللہ پڑھ کر کھاتے شیطان کو ساتھ کھانے کی جرأت نہ ہوتی اس لیے وہ آگے پیچھے ان دونوں کو لایا کہ یہ بغیر بسم اللہ کھائے اور ان کے ذریعہ شیطان بھی کھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بچے جو بسم اللہ پڑھ سکیں ضرور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کریں ورنہ شیطان کھانے میں شریک ہوگا، ہاں بالکل بے سمجھ بچہ جو صحیح بول نہ سکے اس حکم سے علیحدہ ہے۔

حدیث ۹: ابن عساکر نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام ذکر نہ کیا ہو، وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔ (11)

حدیث ۱۰: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کھائے یا پیے تو یہ کہہ لے: بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ. (12) پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی، اگرچہ اس میں زہر ہو۔ (13)

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔ (14)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کوئی شخص نہ

۶۔ تاکہ یوں دونوں میں سے کوئی بغیر بسم اللہ ہاتھ نہ ڈال سکے اور شیطان کو موقع نہ ملے اس کی کوشش بیکار جائے۔

۷۔ مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں ہے بیدھما اس تثنیہ ضمیر کا مرجع وہ لڑکی اور یہ بدوی دونوں ہیں یعنی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔اس نسخہ میں بیدھا ہے جس کا مرجع لڑکی ہے چونکہ پہلے وہ ہی آئی تھی اس لیے اس کا ذکر فرمایا۔اس سے معلوم ہوا جس کے ساتھ یا جس پر شیطان ہو اس کو پکڑ لینے سے وہ شیطان بھی پکڑا جاتا ہے۔بعض عاملین کو دیکھا گیا کہ وہ اس شخص کے بال یا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں جس پر شیطان سوار ہو اس سے خود شیطان قبضہ میں آجاتا ہے، اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہوسکتی ہے۔

۸۔ ان دونوں نے بھی بسم اللہ پڑھ کر کھایا اور دوسرے حضرات نے بھی۔حضرات صوفیاء چشتیہ فرماتے ہیں کہ قوالی اہل کے لیے حلال ہے نا اہل کے لیے حرام، اگر مجمع میں ایک بھی نا اہل شریک ہوجائے تو سب کے لیے ممنوع کیونکہ ایک نا اہل کی شرکت سے شیطان شریک ہوجاتا ہے اور وہ کام شیطانی بن جاتا ہے، اس قول کا ماخذ یہ حدیث ہے کہ اگر کھانے والوں کو جماعت میں ایک شخص بھی بغیر بسم اللہ شریک ہوجائے تو شیطان شریک ہوجاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۸۵)

(11) تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم: ۴۷۴۲، ج۶۰، ص۳۲۵۔

(12) ترجمہ: اللہ تعالٰی کے نام سے شروع کرتا ہوں، جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی، اے ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے!

(13) الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث: ۱۱۱۳، ج۱، ص۱۶۸۔

(14) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحدیث: ۱۰۵۔(۲۰۲۰)، ص۱۱۱۷۔

بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے، نہ پانی پیے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔(15)

حدیث ۱۳: ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پیے اور داہنے ہاتھ سے لے اور دہنے ہاتھ سے دے، کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے، بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔(16)

حدیث ۱۴: ابن النجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تین انگلیوں سے کھانا انبیا علیہم السلام کا طریقہ ہے۔(17)

اور حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔(18)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے۔(19)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔(20)

---

(15) المرجع السابق، الحدیث:۱۰۶۔(۲۰۲۰)، ص۱۱۱۷۔

(16) سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب الاکل بالیمین، الحدیث:۳۲۶۶، ج۴، ص۱۲۔

(17) الجامع الصغیر للسیوطي، الحدیث:۳۰۷۴، ص۱۸۴۔

(18) کنزالعمال، کتاب المعیشۃ...إلخ، رقم:۴۰۸۷۲، ج۱۵، ص۱۱۵۔

(19) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب استحباب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث:۱۳۲۔(۲۰۳۲)، ص۱۱۲۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی روٹی کا لقمہ تین انگلیوں سے کھاتے تھے انگوٹھا، کلمہ کی انگلی، بیچ کی انگلی۔ سنت یہ ہی ہے کہ روٹی ان تینوں انگلیوں سے ہی کھائے بلاضرورت زیادہ انگلیاں استعمال نہ کرے، چاول تو بغیر پانچ انگلیوں کے کھائے جاسکتے ہی نہیں اس لیے پانچوں انگلیوں سے ان کا لقمہ بنایا جائے۔ عموماً اہل عرب فرنی چاولوں کا سلیقہ چار انگلیوں سے کھاتے ہیں۔

۲۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انگلیاں چاٹتے تھے پھر رومال سے پونچھتے تھے، پھر دھوتے تھے اب بھی ایسا کرنا سنت ہے، سنی ہوئی انگلیاں صرف دھوڈالنا طریقہ متکبرین ہے۔ جن روایات میں پانچ انگلیوں سے کھانا برا ہے وہاں یا پتلی چیز کا کھانا مراد ہے یا وہ عمل کبھی کبھی تھا یہاں جواز کے لیے، بہرحال سنت یہ ہے جو یہاں بیان ہوا۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹)

(20) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب استحباب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث:۱۳۳۔(۲۰۳۳)، ص۱۱۲۲۔

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ پونچھے، جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو چٹا نہ دے۔(21) یعنی ایسے شخص کو چٹا دے جو کراہت و نفرت نہ کرتا ہو، مثلاً تلامذہ و مریدین کہ یہ استاد و شیخ کے جھوٹے کو تبرک جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے نُبیشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لیے استغفار کریگا۔(22)
رزین کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی تجھ کو جہنم سے آزاد کرے، جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔(23)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کھاتے پیتے وقت، پیشاب پاخانہ، نماز و دعا حتی کہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی قرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتی کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے، لیکن اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے اولاد نیک و صالح اور باادب پیدا ہوتی ہے، اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

۲۔ اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو دھو کر کھالے، اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلا دے یوں ہی نہ چھوڑ دے کہ اسمیں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالٰی کی نعمت کی ناقدری ہے۔

۳۔ کہ اس چھوڑے ہوئے لقمہ کو یا تو شیطان کھا ہی لے گا یا اسکے ضائع ہونے پر خوش ہوگا شیطان کے دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔

۴۔ لہذا کچھ بھی نہ چھوڑے سب ہی چاٹ لے، اگر فی آدمی ایک ماشہ کھانا بھی برتن میں لگا رہا جو برتن دھوتے ہوئے نالیوں میں گیا تو حساب لگالو کہ جس شہر میں آٹھ دس لاکھ آدمی رہتے ہوں تو دو دفعہ کتنا کھانا نالیوں میں جاتا ہے، یہ فضول خرچی بھی ہے، مال ضائع کرنا بھی، کھانے کی بے ادبی بھی اس لیے کچھ بھی نہ چھوڑو برتن کو اچھی طرح صاف کرو کھانے کا احترام و ادب یہ ہی ہے یا اتنا چھوڑو کہ دوسرا آدمی کھاسکے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹)

(21) صحیح البخاري، کتاب الأطعمۃ، باب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث:۵۴۵۶، ج۳، ص۵۴۲.

(22) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند البصریین، حدیث نبیشۃ الھذلی، الحدیث:۲۰۷۵۰، ج۷، ص۳۸۲.

(23) مشکاۃ المصابیح، کتاب الأطعمۃ، الفصل الثالث، الحدیث:۴۲۲۲، ج۲، ص۴۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہ وہی نبیشہ ہیں جن کا ذکر ابھی کچھ پہلے ہوا جنہیں نبیشۃ الخیر کہتے ہیں۔

←

حدیث ۱۹: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی۔(24)

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: شیطان تمھارے ہر کام میں حاضر ہوجاتا ہے۔کھانے کے وقت بھی حاضر ہوجاتا ہے۔لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اسے شیطان کے لیے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہوجائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔(25)

۲۔ظاہر یہ ہوا کہ پیالہ اپنی زبان میں یہ الفاظ رکھتا ہے صرف زبان حال مراد نہیں۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ سنا ہوا برتن بغیر صاف کیے ہوئے پڑا رہے تو اس سے شیطان چاٹتا ہے،حدیث ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔بعض نے فرمایا کہ کہنے سے مراد ہے زبان حال سے کہنا اور شیطان کے چاٹنے سے مراد کتے بلّوں کا چاٹنا کہ بچے ہوئے برتن کو کتے بلے چاٹتے ہیں اس سے برتن کی توہین ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۹۰)

(24) المسند للامام أحمد بن حنبل،مسند عبد اللہ بن العباس،الحدیث:۲۸۱۸،ج۱،ص۶۶۲۔
والمعجم الاوسط،باب المیم،الحدیث:۸۱۳۵،ج۴،ص۴۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے،نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو۔گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو قدرے ٹھنڈی ہوجائے پھر پیو،اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو کچھ گرادو پھونک سے الگ نہ کرو۔بعض لوگوں کو گندہ دہنی کی بیماری ہوتی ہے انکی پھونک سے پانی میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے اس لیے ہر شخص ان دونوں سے پرہیز کرے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے،حضور کے احکام میں صدہا حکمتیں ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۱۲۵)

(25) صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ،باب استحباب لعق الاصابع۔۔۔الخ،الحدیث:۱۳۵۔(۲۰۳۳)،ص۱۱۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔کھاتے پیتے وقت،پیشاب پاخانہ،نماز و دعاحتی کہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی قرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتاحتی کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے،اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے اولاد نیک و صالح اور باادب پیدا ہوتی ہے،اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

۲۔اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو دھو کر کھالے،اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلادے یوں ہی نہ چھوڑ دے کہ اسمیں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالٰی کی نعمت کی ناقدری ہے۔ ←

حدیث ۲۱: ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ کھانا کھارہے تھے، ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، انہوں نے اٹھالیا اور صاف کر کے کھالیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انھوں نے کھالیا) کسی نے ان سے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھالیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ انھوں نے فرمایا ان عجمیوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے، ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے، اسے صاف کر کے کھا جائے، شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔ (26)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مکان میں تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اس کو لے کر پونچھا پھر کھالیا اور فرمایا: عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔ (27) یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

حدیث ۲۳: طبرانی نے عبداللہ ابن اُم حرام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے، جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھا لے گا، اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ (28)

حدیث ۲۴: دارمی نے اسما رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ جب ان کے پاس ثرید لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ چھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہوجائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے

۳۔ کہ اس چھوڑے ہوئے لقمہ کو یا تو شیطان کھا ہی لے گا یا اسکے ضائع ہونے پر خوش ہوگا شیطان کے دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔

۴۔ لہذا کچھ بھی نہ چھوڑے سب ہی چاٹ لے، اگر فی آدمی ایک ماشہ کھانا بھی برتن میں لگا رہا جو برتن دھوتے ہوئے نالیوں میں گیا تو حساب لگالو کہ جس شہر میں آٹھ دس لاکھ آدمی رہتے ہوں تو دو دفعہ کتنا کھانا نالیوں میں جاتا ہے، یہ فضول خرچی بھی ہے، مال ضائع کرنا بھی، کھانے کی بے ادبی بھی اس لیے کچھ بھی نہ چھوڑو برتن کو اچھی طرح صاف کرو کھانے کا احترام و ادب یہ ہی ہے یا اتنا چھوڑو کہ دوسرا آدمی کھاسکے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹)

(26) سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب اللقمۃ إذا سقطت، الحدیث: ۳۲۷۸، ج۴، ص۱۷۔

(27) سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب النھی عن إلقاء الطعام، الحدیث: ۳۳۵۳، ج۴، ص۴۹۔

(28) الجامع الصغیر للسیوطي، الحدیث: ۱۴۲۶، ص۸۸۔

کہ اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔ (29)

حدیث ۲۵: حاکم جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابوداود اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ ارشاد فرمایا: کھانے کو ٹھنڈا کرلیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔ (30)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری شریف میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا، اُس وقت نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔ (31)

---

(29) سنن الدارمي، کتاب الاطعمۃ، باب النھي عن اکل الطعام الحار، الحدیث: ۲۰۴۷، ج ۲، ص ۱۳۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ثرید کے معنی پہلے بیان کیے جاچکے ہیں۔ شوربے میں گلائی ہوئی روٹی یعنی آپ بہت گرم کھانا نہ کھاتی تھیں اور کھانا کھول کر پھونکیں مار کر ٹھنڈا نہ کرتی تھیں بلکہ پکنے کے بعد کچھ دیر ڈھکا رہنے دیتیں جب خود ٹھنڈا ہوجاتا تو کھاتی تھیں۔

۲۔ یعنی کھانے کا قدرے ٹھنڈا ہوجانا اور پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرنا برکت کا باعث ہے اس لیے کھانے میں بھی تکلیف نہیں ہوتی، دیلمی شریف میں ہے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۸۹)

(30) المستدرک للحاکم، کتاب الاطعمۃ، باب أبردوا الطعام الحار، الحدیث: ۷۲۰۷، ج ۵، ص ۱۶۲۔

(31) صحیح البخاري، کتاب الاطعمۃ، باب مایقول إذا فرغ من طعامہ، الحدیث: ۵۴۵۸، ج ۳، ص ۵۴۳۔

وسنن الترمذي، کتاب الدعوات، باب مایقول إذا فرغ من الطعام، الحدیث: ۳۴۶۷، ج ۵، ص ۲۸۳۔

ترجمہ: اللہ تعالٰی کے لیے بے شمار تعریفیں، نہایت پاکیزہ اور بابرکت نہ کفایت کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ اے ہمارے رب! (قبول فرما)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حق یہ ہے کہ یہاں مائدہ سے مراد کپڑے کا دسترخوان ہے یا کھجور کے پتوں کا نہ کہ لکڑی کا خوان کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے خوان اور میز پر کھانا نہ کھاتے تھے۔

۲۔ یعنی ایسی حمد جو ریا وغیرہ سے پاک ہو، اخلاص سے شامل ہو یہ تینوں کلمے یعنی کثیر، طیب اور مبارک حمدًا کی صفات ہیں اور حمدًا مفعول ہے نحمدہ فعل پوشیدہ کا۔

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ غیر پیش سے ہے ھو پوشیدہ کی خبر اور یہ کلام دعائیہ ہے، ھو کا مرجع بچا ہوا وہ کھانا ہے جو سامنے سے اٹھایا جارہا ہے یعنی ابھی یہ کام ہم کو کافی نہ ہوچکا ہو، ہم سے وداع نہ ہوگیا ہو، ہم اس سے بے نیاز نہ ہوگئے ہوں، ہم کو پھر بھی عطا ہو۔ یہ تینوں لفظ اسم مفعول ہیں مکفی۔ مودع اور مستغنی اور ہوسکتا ہے کہ غیر کو فتح ہو اور یہ حمدًا کی صفت یا حال ہو یعنی ہم رب کی ایسی حمد کرتے ہیں جو نہ تو کفایت کی ←

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ (عزوجل) کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد کرتا ہے۔(32)

حدیث ۲۸: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کھانے سے فارغ ہوکر یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ.(33)

حدیث ۲۹: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کھانے والا شکر گزار ویسا ہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔(34)

جاچکی ہے اور بس ہوچکی اور نہ آخری حمد ہے اور نہ ہم آئندہ کے لیے اس حمد سے بے نیاز ہوچکے ہم پھر بھی اپنے رب کی حمد کرتے رہیں اس کی نعمتوں کے گن گاتے رہیں اور ہوسکتا ہے کہ مکفی، مودع اور مستغنی تینوں اسم فاعل ہوں اور یہ عبارت نحمدہ کے مفاعل سے حال ہو تب معنی ہوں گے کہ ہم اتنی حمد پر کفایت ہی نہ کریں آئندہ بھی حمد کریں نہ حمد کی وداع کریں نہ آئندہ حمد الٰہی سے مستغنی و بے نیاز ہوجائیں مگر پہلی توجیہ ظاہر بھی ہے قوی بھی اور موقعہ کے مناسب بھی کہ کھانا کھا چکنے پر یہ دعا ہے تو کھانے کے متعلق ہونی چاہیے۔ ربنا مرفوع بھی ہوسکتا ہے منصوب بھی مجرور بھی۔ انت ربنا یا ربنا یہ اللہ کا بدل ہے تو مجرور ہے۔ (مرقات وغیرہ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۴۹)

(32) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء... إلخ، باب استحباب حمد اللہ... إلخ، الحدیث: ۸۹۔(۲۷۳۴)، ص ۱۴۶۳۔

(33) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب مایقول الرجل إذا طعم، الحدیث: ۳۸۵۰، ج۳، ص ۵۱۳۔

ترجمہ: اللہ تعالٰی کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خواہ اکیلے یا جماعت کے ساتھ پھر خواہ اپنے گھر والوں کے ساتھ خواہ مہمانوں کے ساتھ پھر خواہ اپنے گھر یا کسی اور کے گھر مہمان بن کر ہر کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

۲۔ کھانے پانی سے جسم کی پرورش ہے، اسلام وایمان سے جان و دل کی پرورش، ان دونوں نعمتوں پر شکر کرتے تھے کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے، قرآن مجید کا وعدہ ہے، فقط پانی پی کر یہ دعا نہ پڑھتے تھے وہاں صرف الحمد للہ کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نئی نعمت پا کر نیا شکر کرے چونکہ کھانا اصل مقصود ہے اور پانی اس کے تابع اس لیے نعمت ظاہری کا ذکر پہلے فرماتے تھے باطنی کا بعد میں، نیز دعا کو اسلام کے ذکر پر ختم فرمانا اس لیے تھا کہ خاتمہ ایمان پر میسر ہو۔ (مرقات)

۳۔ یہ حدیث احمد اور نسائی نے بھی روایت کی، ابن سنی نے اپنی کتاب الیوم واللیلۃ میں نقل فرمائی۔ غرضیکہ بہت محدثین نے نقل فرمائی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۴)

(34) سنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: ۴۳، الحدیث: ۲۴۹۴، ج ۴، ص ۲۱۹۔

←

حدیث ۳۰: ابو داود نے ابو ایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے، یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا.(35)

حدیث ۳۱: ضیا نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا: آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اور اٹھانے سے پہلے اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔(36) اس کی صورت یہ ہے کہ جب رکھا جائے بسم اللہ کہے اور جب اٹھایا جانے لگے الحمد للہ کہے۔

حدیث ۳۲: نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَیْنَا فَھَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ رَّبِّیْ وَلَا مُکَافٍی وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَکَسَانَا مِنَ الْعُرْیِ وَھَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَنَا

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شکر کا اقل درجہ یہ ہے کہ بسم اللہ سے شروع کرے الحمد للہ سے ختم کرے، عملی شکر یہ ہے کہ کھا پی کر رب تعالٰی کی اطاعت کرے، اللہ توفیق دے۔

۲۔ روزہ دار کا کم سے کم صبر یہ ہے کہ اپنے روزہ کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے محفوظ رکھے اور درمیانی شکر یہ ہے کہ مکروہات سے بچائے، اعلٰی شکر یہ ہے کہ ان چیزوں سے روزہ کو محفوظ رکھے جن سے روزہ غیر مقبول ہوتا ہے یعنی سر سے پاؤں تک ہر عضو کا روزہ ہو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے دو رکن ہیں: شکر اور صبر تو گویا نصف ایمان شکر ہے نصف ایمان صبر، نصف ہونے میں تشبیہ ہے ورنہ روزہ کا خصوصی درجہ وہ ہے جو کسی عبادت کو حاصل نہیں، فرماتا "الصوم لی وانا اجزی بہ" روزہ میرا ہے اور اس کا ثواب میں ہی دوں گا یا اس کا ثواب خود میں ہوں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ صابر روزہ دار تو کھانا پینا چھوڑ کر صبر کرتا ہے اور شاکر کھانے والا اس کھانے سے پیدا شدہ قوتوں کو ناجائز جگہ خرچ کرنے سے روک کر صبر کرتا ہے تو شاکر بھی بالواسطہ صابر ہی ہے۔ بہرحال شکر کو صبر سے بہت مناسبت ہے۔

۳۔ سنان سین کے کسرہ اور نون کے فتحہ سے ہے، سنہ کے فتحہ اور نون کے شد سے۔ بعض محدثین نے فرمایا کہ سنان اور سنہ دونوں باپ بیٹے صحابی ہیں، بعض نے فرمایا کہ سنان تابعی ہیں اور سنہ صحابی ہیں، سنہ اسلمی ہیں ۳۲ بتیس ہجری میں خلافت عثمانیہ میں ان کی وفات ہوئی، ان کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔ (اشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۵)

(35) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب ما یقول الرجل إذا طعم، الحدیث: ۳۸۵۱، ج۳، ص۵۱۳.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے کھلایا، پلایا اور اسے باآسانی اتارا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔

(36) الأحادیث المختارۃ، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۲۳۰۰، ج۶، ص۲۸۶.

عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِہٖ تَفْضِیْلًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (37)

حدیث ۳۳: امام احمد وابوداود و ترمذی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَاَبْدِلْنَا خَیْرًا مِّنْہُ. (38) اور جب دودھ پیے تو یہ کہے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ. (39) کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔ (40)

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے کھانے پر سے اُٹھنے کی ممانعت کی، جب تک کھانا اٹھا نہ لیا جائے۔ (41)

حدیث ۳۵: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے، جب تک دسترخوان نہ اٹھالیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھاچکا ہو، جب تک سب لوگ فارغ نہ ہوجائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کیے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا، وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔ (42) اسی حدیث کی بناء پر علما یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

---

(37) کنزالعمال، کتاب المعیشۃ، رقم: ۴۰۸۴۳، ج۱۵، ص۱۱۳۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جو کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا، اس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ھدایت دی اور ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں ہر نعمت خوب عطا کی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، اس حال میں کہ نہ تو وہ نعمت چھوڑی گئی نہ اس کا بدلہ دیا گیا اور نہ ناشکری کی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور برہنگی میں کپڑا پہنایا اور گمراہی سے ھدایت دی اور اندھے پن سے بینا کیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہمیں فضیلت دی تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

(38) ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس (کھانے) میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

(39) ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں مزید عطا فرما۔

(40) شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۹۵۷، ج۵، ص۱۰۴۔

(41) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب النھی ان یقام عن الطعام حتی یرفع... إلخ، الحدیث: ۳۲۹۴، ج۴، ص۲۴۔

(42) المرجع السابق، الحدیث: ۳۲۹۵، ج۴، ص۲۴۔

←

حدیث ۳۶: ترمذی و ابو داود نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے۔ اس کو میں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے ذکر کیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے۔(43) (اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ کھانا کھائے اور خود جلد کھا چکے اور لوگ ابھی کھا رہے ہوں تو نہ تو دسترخوان سے اٹھے نہ کھانے سے ہاتھ سمیٹے بلکہ چھوٹے چھوٹے لقمے کچھ وقفہ سے کھاتا رہے تاکہ دوسرے اپنا پیٹ بھر لیں۔

۲۔ یعنی اگر جانے کی جلدی ہو تو باقی کھانے والے ساتھیوں سے کہہ دے کہ مجھے جلدی ہے میں معذور ہوں آپ حضرات کھاتے رہیں۔ میرے مرشد برحق صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ کا دسترخوان بہت وسیع تھا، حضرت اپنے خادم کے ساتھ کھاتے تھے مگر جلد کھا چکتے تو فرمادیتے کہ تم لوگ کھاتے رہو مجھے کچھ عذر ہے وہ عمل شریف اس حدیث کی تفسیر تھا۔

۳۔ اس جملہ میں اس حکم کی حکمت کا بیان ہے کہ اگر تم دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو تمہارے ساتھی شرم کی وجہ سے بغیر فراغت ہی اٹھ کھڑے ہوں گے وہ بھوکے رہیں گے اس لیے ان کا لحاظ کرتے ہوئے ابھی ٹھہر د کچھ کھاتے جاؤ۔ امام غزالی فرماتے ہیں جو شخص کم خوراک ہو جب وہ جماعت کے ساتھ کھائے تو کچھ دیر بعد کھانا شروع کرے اور چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھائے اور دیر دیر سے کھائے مگر کھانا سب کے ساتھ ختم کرے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۱۰۲)

(43) سنن الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی الوضوء قبل الطعام وبعدہ، الحدیث: ۱۸۵۳، ج۳،ص۳۳۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ یعنی مسلمان ہونے سے پہلے میں نے توریت میں پڑھا تھا۔

۳۔ یہاں وضو لغوی معنی میں ہے جو بنا ہے وضؤ سے بمعنی صفائی اور اچھائی لہذا اس کے معنی ہیں ہاتھ و منہ کی صفائی کرنا کہ ہاتھ دھونا کلی کرلینا۔

۴۔ یا تو توریت شریف کے اس فرمان کی تصدیق و تائید کے لیے یا یہ پوچھنے کے لیے کہ اب اسلام میں بھی یہ حکم ہے یا دیگر احکام کی طرح منسوخ ہوگیا۔

۵۔ یعنی توریت شریف میں دوبار ہاتھ دھونے کلی کرنے کا حکم تھا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر یہود نے صرف بعد رکھا پہلے کا ذکر مٹا دیا۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کلی کرنے کی ترغیب اس لیے ہے کہ عموماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ میلے دانت میلے ہوجاتے ہیں اور کھانے میں ہاتھ و منہ چکنے ہوجاتے ہیں لہذا دونوں وقت یہ صفائی کرلو کھانا کھا کر کلی کرلینے والا شخص ان شاء اللہ پائیوریا سے محفوظ رہتا ہے، وضو میں مسواک کرنے کا عادی دانتوں اور معدے کے امراض سے بچا رہتا ہے، کھانے کھانے کے فوراً بعد پیشاب کرلینے کی ←

حدیث ۳۷: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ مونھ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین (علیہم السلام) کی سنتوں میں سے ہے۔(44)

حدیث ۳۸: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالٰی اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے۔(45) یعنی ہاتھ مونھ دھولے۔

حدیث ۳۹: ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلّم) نے فرمایا کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔(46)

حدیث ۴۰: ترمذی نے عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائیں گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلّم) نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ اسکے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائیں گئیں، میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کیں اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔ پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلّم) نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مونھ اور کلائیوں اور سر پر مسح کرلیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو، اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔(47)

عادت ڈالو اس سے گردہ و مثانہ کے امراض سے حفاظت ہے بہت مجرب ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۷)

(44) المعجم الاوسط، باب المیم، الحدیث:۷۱۶۶، ج۵، ص۲۳۱.

(45) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الوضوء عند الطعام، الحدیث:۳۲۶۰، ج۴، ص۹.

(46) المرجع السابق، باب الاجتماع علی الطعام، الحدیث:۳۲۸۷، ج۴، ص۲۱.

(47) سنن الترمذي، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء في التسمیۃ، الحدیث:۱۸۵۵، ج۳، ص۳۳۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ تمیمی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، آپ ہی اپنی قوم کے صدقات لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تھے۔

۲۔ ثرید کے معنی پہلے بیان ہو چکے کہ گوشت میں بھیگی ہوئی گلائی ہوئی روٹی جس میں بوٹی (شوربا) روٹی یک جان کرلی جائیں۔ وذر جمع ہے وذرۃ کی بمعنی گوشت کے ٹکڑے بغیر ہڈی والے یعنی چھوٹی بوٹیاں۔ (مرقات، لمعات)

←

حدیث ۱۴: ترمذی و ابو داود و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔ (48) اسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

۳؎ یعنی ہر طرف سے کھانا شروع کیا۔خبط بنا ہے خبط سے بمعنی اونٹ کا چارہ چرنا، چونکہ اونٹ ہر طرف سے کھاتا ہے اس لیے ہر طرف سے کھانے کو خبط کہا جاتا ہے۔

۴؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سامنے سے کھانا حضرت عکراش کی تعلیم کے لیے کہ انہیں کھانے کا طریقہ آ جائے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف سے کھا سکتے کیونکہ آپ اپنے خادم کے ساتھ کھا رہے تھے لہذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور انور کے ساتھ حضرت انس کھا رہے تھے تو آپ پیالہ میں ہر طرف سے کدو تلاش کر کے کھاتے رہے، وہ عمل بھی تعلیم کے لیے تھا۔معلوم ہوا کہ عالم قولی تبلیغ کے ساتھ عملی تبلیغ بھی کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال عملی تبلیغ فرما کر پھر ظہور نبوت کے بعد قولی تبلیغ کی۔

۵؎ کیونکہ حضور انور کا بایاں ہاتھ صاف تھا داہنے ہاتھ میں سالن کا اثر تھا، حضرت عکراش کے داہنے کا اوپر کا حصہ صاف تھا۔

۶؎ اور جب کھانا ایک ہو تو ہر طرف سے کھانا حریص ہونے کی علامت ہے کہ دوسرے کے سامنے بوٹی یا روغن لے کر کھایا جائے لہذا صرف اپنے سامنے سے کھاؤ۔(مرقات)

۷؎ یہ ہے حضور انور کے فرمان پر عمل کہ اب اس طباق میں بھی حضرت عکراش کا ہاتھ گردش نہیں کرتا، ان ہاتھوں پر قربان۔

۸؎ اب ہاتھ شریف کی گردش بھی تعلیم کے لیے تھی کہ اے عکراش ہم کو دیکھو ہم ہر طرف سے کھا رہے ہیں تم بھی ہر طرف سے کھاؤ۔

۹؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اگر پھل مٹھائی بھی ایک قسم ہو تو ہر شخص اپنے سامنے سے ہی کھائے، اگر چند قسم کی ہو تو جہاں سے جو چاہے اٹھالے مگر پھر بھی درمیان سے نہ کھائے بلکہ دوسرے کناروں سے کھا سکتا ہے۔(مرقات) خیال رہے کہ اگر برتن میں اکیلا آدمی ہی کھا رہا ہے تب بھی اپنے سامنے سے ہی کھائے کہ یہ ہی سنت ہے جب کہ ایک ہی کھانا ہو۔

۱۰؎ یہ اس لیے کہ اس وقت رومال موجود نہ تھا یا بیان جواز کے لئے کہ اسی طرح اعضاء پر اپنے تر ہاتھ خشک کر لینا بھی جائز ہے۔خیال رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے تو انہیں نہ پونچھے اور جب کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے تو پونچھ لے اس میں بڑی حکمت ہے۔

۱۱؎ یعنی وہ جو ہم نے فرمایا ہے کہ آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرے وہاں وضو سے مراد ہے یہ ہی ہاتھ دھونا کلی کرنا ہے نہ کہ نماز کا وضو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۱)

(48) سنن أبي داود، کتاب الاطعمۃ، باب في غسل الید من الطعام، الحدیث: ۳۸۵۲، ج۳، ص۵۱۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جو کھانا کھا کر ہاتھ نہ دھوئے یوں کھانے کی چکنائی اس کے ہاتھ میں لگی رہے اور دوپہری میں یا رات میں اسی طرح سو جائے۔

۲؎ یہاں مصیبت سے مراد چوہے یا سانپ کا کاٹ جانا ہے کہ یہ دونوں جانور کھانے کی خوشبو پر دوڑتے ہیں یا اس سے مراد برص کی ←

حدیث ۴۲: حاکم نے ابوعبس بن جبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ارشادفرمایا: کھانے کے وقت جوتے اتارلو کہ یہ سنتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے۔(49) اور اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے، کہ کھانا رکھا جائے تو جوتے اتارلو، کہ اس سے تمھارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔(50)

حدیث ۴۳: ابوداود عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے ارشادفرمایا کہ (کھاتے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، اس کو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے۔(51)

یہ اس وقت ہے کہ گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہو۔ آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں، یہ مذموم طریقہ ہے اور اگر بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوچا جاسکے یا مثلاً مسلّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، اسی قسم کے بعض مواقع پر حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے، اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔

حدیث ۴۴: صحیح بخاری میں اَبُوجُحَیفَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔(52)

بیماری ہے کہ کھانے کے سنے ہوئے ہاتھ جسم کے پسینہ سے لگ کر جہاں چھو جائیں وہاں کوڑھ کے سفید داغ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔(مرقات واشعہ)

۳۔ نہ کسی شخص کو برا کہے نہ اپنی تقدیر پر اعتراض کرے کہ قصور خود اس کا اپنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص کھانے کے بھرے ہوئے ہاتھ لے کر نہ سویا کرے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۶۷)

(49) المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، باب دعا النبی۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۵۵۵۰، ج۴، ص۴۲۳.

(50) سنن الدارمي، کتاب الاطعمۃ، باب في خلع النعال عند الاکل، الحدیث: ۲۰۸۰، ج۲، ص۱۴۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جب تمہارے سامنے کھانے کے لیے کھانا رکھا جائے تو جوتے اتار دو جوتا پہن کر کھانا نہ کھاؤ ننگے پاؤں کھانا کھانا مفید بھی ہے اور اس میں کھانے کا ادب بھی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۸۸)

(51) سنن أبي داود، کتاب الاطعمۃ، باب في أکل اللحم، الحدیث: ۳۷۷۸، ج۳، ص۴۹۰.

(52) صحیح البخاري، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل متکئا، الحدیث: ۵۳۹۸، ج۳، ص۵۲۸.

حدیث ۴۵: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا، نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم) کے لیے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔

دوسری روایت میں یہ ہے، کہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم) نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔ (53)

خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے، جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے، اس پر کھانا کھانا متکبرین کا طریقہ تھا۔ جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امراء کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (یعنی بُرا نہیں کہا)، اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔ (54)

حدیث ۴۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا کھانا، دو ۲ کے لیے کفایت کرتا ہے اور دو ۲ کا کھانا، چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا، آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔ (55)

حدیث ۴۸: صحیح بخاری میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اپنے اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔ (56)

حدیث ۴۹: ابن ماجہ و ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک برتن میں ثرید پیش کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کناروں سے کھاؤ، بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ

---

(53) صحیح البخاري، کتاب الاطعمة، باب ما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ یأ کلون، باب شاة مسموطة ... إلخ، الحدیث: ۵۴۱۵، ۵۴۲۱، ج ۳، ص ۵۳۲، ۵۳۳.

(54) صحیح البخاري، کتاب الاطعمة، باب ماعاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، الحدیث: ۵۴۰۹، ج ۳، ص ۵۳۱.

(55) صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب فضیلة المواساة... إلخ، الحدیث: ۱۷۹۔(۲۰۵۹)، ص ۱۱۴۰.

(56) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب مایستحب من الکیل، الحدیث: ۲۱۲۸، ج ۲، ص ۲۷.

ومشکاة المصابیح، کتاب الاطعمة، الفصل الاول، الحدیث: ۴۱۹۸، ج ۲، ص ۴۴۸.

میں برکت اترتی ہے۔(57) ثرید ایک قسم کا کھانا ہے، روٹی توڑ کر شوربے میں مل دیتے ہیں۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰: طبرانی نے عبدالرحمن بن موقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کوئی ظرف (برتن) جو بھرا جائے، پیٹ سے زیادہ برا نہیں اگر تمھیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لیے رکھو۔(58)

حدیث ۵۱: ترمذی و ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پانی کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔(59)

حدیث ۵۲: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی، فرمایا: اپنی ڈکار کم کر، اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔(60)

حدیث ۵۳: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔(61)

حدیث ۵۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا، جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔(62)

---

(57) سنن الدارمي، کتاب الاطعمة، باب النھی عن اکل وسط الثرید...إلخ، الحدیث: ۲۰۴۶، ج۲، ص۱۳۷.
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الاطعمة، الفصل الثاني، الحدیث: ۴۲۱۱، ج۲، ص۴۴۹.

(58) کنز العمال، کتاب المعیشة...إلخ، رقم: ۴۰۸۱۳، ج۱۵، ص۱۱۰.

(59) سنن الترمذي، کتاب الزھد، باب ماجاء في کراھیة کثرۃ الاکل، الحدیث: ۲۳۸۷، ج۴، ص۱۶۸.

(60) سنن الترمذي، کتاب صفة القیامة...إلخ، باب حدیث أکثرھم شبعاًفي الدنیا...إلخ، الحدیث: ۲۴۸۶، ج۴، ص۲۱۷.

(61) صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب تواضع الاکل...إلخ، الحدیث: ۱۴۸۔(۲۰۴۴)، ص۱۱۳۰.

(62) المرجع السابق، باب نھی الآکل مع جماعة عن قران تمرتین...إلخ، الحدیث: ۱۵۱۔(۲۰۴۵)، ص۱۱۳۱.

حدیث ۵۵: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جن کے یہاں کھجوریں ہیں، اس گھر والے بھوکے نہیں۔(63) دوسری روایت میں یہ ہے، کہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔(64)

یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انھیں کھالیں گے، بھوکے نہیں رہیں گے۔

حدیث ۵٦: صحیح مسلم میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بقیہ (اولش) میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا، اس میں سے کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کیونکہ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا، کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، مگر میں بُو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی، جس کو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔(65)

حدیث ۵۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا: وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی، جس میں سبز ترکاریاں تھیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ بعض صحابہ کو پیش کردو اور ان سے فرمایا کہ تم کھالو، اس لیے کہ میں ان سے باتیں کرتا ہوں کہ تم ان سے باتیں نہیں کرتے۔(66) یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸: ترمذی و ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا، مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔(67)

حدیث ۵۹: ترمذی نے اُم ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ میرے یہاں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) تشریف لائے، فرمایا: کچھ تمھارے یہاں ہے۔ میں نے عرض کی، سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ

---

(63) المرجع السابق، باب في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، الحديث: ١٥٢۔(٢٠٤٦)، ص١١٣١۔

(64) المرجع السابق، الحديث: ١٥٣۔(٢٠٤٦)، ص١١٣١۔

(65) صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم... إلخ، الحديث: ١٧٠۔(٢٠٥٣)، ص١١٣٥۔

(66) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الانفتال والانصراف... إلخ، الحديث: ٨٥٥، ج١، ص٢٩٧۔

(67) سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ٣٨٢٨، ج٣، ص٥٠٦۔

نہیں، فرمایا: لاؤ، جس گھر میں سرکہ ہے، اس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔ (68)

حدیث ۶۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا، ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے اسے طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے۔ (69)

حدیث ۶۱: ابن ماجہ نے اسما بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے ہم پر پیش فرمایا، ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا: بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو۔ (70)

یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھالے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا دنیا وآخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا کیا کرتے ہیں اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان سے بار بار نہ کہا جائے، کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے، ارشاد فرمایا: کیا چیز تمھیں اس وقت گھر سے باہر لائی؟ عرض کی، بھوک۔ فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چیز تمھیں گھر سے باہر لائی، وہی مجھے بھی لائی۔ ارشاد فرمایا: اُٹھو! وہ لوگ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے، دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہیں، انصاری کی بی بی نے جوہیں ان حضرات کو دیکھا مرحبا و اہلاً کہا، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے دریافت فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ کہا کہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

اتنے میں انصاری آگئے۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) کو اور شیخین کو دیکھ کر کہا، الحمدللہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں، جس کے یہاں ایسے معزز مہمان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے، جس میں ادھ پکی اور خشک کھجوریں بھی تھیں اور رطب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا، کہ کھایئے اور خود چھری نکالی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ

---

(68) سنن الترمذی الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء في إدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۷۲، ج۵، ص۵۳۲۔

وسنن الترمذي، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء في الخل، الحدیث: ۱۸۴۸، ج۳، ص۳۳۲۔

(69) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ الخل... إلخ، الحدیث: ۱۶۶۔ (۲۰۵۲)، ص۱۱۳۴۔

(70) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب عرض الطعام، الحدیث: ۳۲۹۸، ج۴، ص۲۶۔

کیا) حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: دودھ والی کو نہ ذبح کرنا۔ انصاری نے بکری ذبح کی، ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں، پانی پیا۔ جب کھا پی کر فارغ ہوئے، ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا، تمھیں بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔(71)

حدیث ۶۳: مسلم و ابو داود نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اُتارتا ہے۔(72)

حدیث ۶۴: ابو داود وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے۔(73) یعنی وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے، لہٰذا پوری کو غوطہ دیدو۔

حدیث ۶۵: ابو داود و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے، جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔(74)

❀❀❀❀❀

---

(71) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب جواز استتباعہ غیرہ... إلخ، الحدیث: ۱۴۰۔ (۲۰۳۸)، ص ۱۱۲۵.

(72) صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم إستعمال أواني الذھب... إلخ، الحدیث: ۱۔ (۲۰۶۵)، ص ۱۱۴۲.

(73) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب في الذباب یقع في الطعام، الحدیث: ۳۸۴۴، ج ۳، ص ۵۱۱.

(74) سنن أبي داود، کتاب الطھارۃ، باب الاستتار في الخلاء، الحدیث: ۳۵، ج ۱، ص ۴۶.

مسائل فقہیہ

بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔ اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مرجائے گا تو اتنا کھالینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مرگیا تو گنہگار ہوا۔ اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہوجائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔(1)

مسئلہ ۱: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان (یعنی جو کچھ نقصان ہوا، وہ ادا کرے) دینا ہوگا۔(2)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۵۹.

میرے ولی نعمت، میرے آقا اعلیحضرت، امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامی سنّت، ماحی بِدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولٰنا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۸ میں فرماتے ہیں:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ

ترجمہ کنزالایمان: جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو۔(پ٦، المائدہ:۳)

بھوک یا پیاس سے جان نکلی جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں، اب اگر ترک کرے تو گناہگار ہوگا اور حرام موت مرے گا۔ بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے۔(درمختار معہ ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۵۹)

(2) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۵۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہ حکم اس مجبور و مضطر کے لیے ہے جو بھوک سے مررہا ہو اور کوئی کھانے کی چیز میسر نہ ہو وہ ایسی مجبوری میں اس جانور کا دودھ بغیر مالک کی اجازت بھی پی لے بلکہ اگر مالک موجود ہو اور اجازت نہ دے تب بھی پی لے کہ جان جارہی ہے اس کا بچانا ضروری ہے، پھر جب خدا دے تو اس کی قیمت مالک کو ادا کردے اور یہ پینا بھی بقدر ضرورت جائز ہے جس سے جان بچ جائے، بلاضرورت یا ضرورت سے زیادہ ←

مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔(3)

مسئلہ ۳: دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے، تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے، تو اس سے زبردستی چھین لے اور اگر اس کے لیے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لیے چھوڑ دے۔(4)

مسئلہ ۴: ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھالو۔ اس کے لیے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں ہے، یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں۔(5)

ہرگز نہ بچے۔(مرقات، لمعات وغیرہ) ایسی مجبوری میں تو مردار بلکہ سور وغیرہ حرام گوشت بھی حلال ہو جاتے ہیں، رب فرماتا ہے: "فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ" اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے نہ جائے کہ یہ ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا حدیث پر چکڑالویوں کا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اس میں چوری جائز کردی گئی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۱۵۵)

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۵۹۔

اعلیحضرت، امامِ اَہلسنّت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۸ میں فرماتے ہیں:

شریعتِ مُطَہرہ کا عام قاعِدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آجاتی ہے فوراً اپنی مُمانَعت اُٹھا لیتی ہے خمر (یعنی شراب) وخنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی! مگر ساتھ ہی مُضطَر (یعنی اضطراری حالت والے) کا اِستثناء فرما دیا جنگل میں ہے پیاس کی شِدّت ہے شراب موجود ہے پانی کہیں نہیں ہے نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بُجھ سکے اب اگر شراب نہ پیے تو پیاس کی وجہ سے مرجائے گا یا نو الہ اَٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اُتر جائے اگر نہ پیے تو دم گُھٹ کر مرجائے گا، ایسی حالت میں اگر اُس نے شراب نہ پی اور مرگیا گنہگار ہوا، حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شِدّت ہے اب اگر کچھ نہ کھائے تو مرجائے گا اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں اگر اس نے نہ کھایا اور مرگیا تو گنہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

(الاشباہ والنظائر، الفن الاول، القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال، ص ۷۳ ملخصاً)

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۵۹۔

(5) المرجع السابق۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۵: کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے، یعنی حالتِ اضطرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے، مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہوجائے گا۔ (6)

مسئلہ ٦: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھالینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہوجائے گی۔ (7)

مثلاً مالِ غیر بے اذن لینا حرام ہے اور خوک وخمر کی حرمت اس سے بھی زائد اور سدرمق اور دفع جوع قاتل وعطش مہلک کی فرضیت ان سب سے اقوی ہے لہٰذا حالت مخمصہ میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاک دفع ہو لازم ہوا اور جانب غرض کو ترجیح دی گئی اور اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض سے اقوی ہے لہٰذا جانب سبب کو ترجیح رہی۔

فی الدر الاکل للغذاء والشرب للعطش ولو من حرام اومیتة او مال غیرہ وان ضمنه فرض یثاب علیه بحکم الحدیث ولکن مقدار مایدفع الانسان الھلاك عن نفسه اھ وفی الشامیة عن وجیز الکردری ان قال له اخر اقطع یدی وکلھا لایحل لان لحم الانسان لایباح فی الاضطرار لکرامته ٢۔ (١۔ الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ٢ / ٢٣٦) (٢۔ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ٥ / ٢١٥)

درمختار میں ہے: غذا کے لئے کھانا اور پیاس کی وجہ سے پینا اگرچہ حرام، مردار یا غیر کا مال ہو تو جب اس کے ضمن میں فرض ہے تو ثواب پائے گا حدیث کے مطابق۔ لیکن یہ اس مقدار کے لئے جس قدر سے انسان اپنے کو ہلاکت سے بچا سکے، اھ، اور شامی کے فتاوی میں وجیز کردری سے منقول ہے اگر کسی نے دوسرے شخص کو کہا میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو، تو یہ حلال نہیں کیونکہ انسان کا گوشت اضطراری حالت میں بھی مباح نہیں انسانی کرامت کی وجہ سے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ٢٣، ص ٦٢٣ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) المرجع السابق.

(7) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج٩، ص ٥٦٠.

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، ایک روایت میں ہے، سیر ہونے کی حالت میں کھانا برص پیدا کرتا ہے۔

(قوت القلوب ج ٢ ص ٣٢٦ مرکز اھلسنت برکاتِ رضا ہند)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں بھی یہ ترغیب دلائی جاتی ہے کہ حرام و مشتبہ چیزوں سے بچا جائے اور جائز و مباح کھانے بھی بھوک سے کم کھائے جائیں تاکہ بھوک کی بدولت عبادت میں دل لگ جائے اور برے کاموں کی طرف ذہن نہ جائے۔ جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو عبادت میں سُستی ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس بھوک کی حالت میں سوز و گداز مزید بڑھ جاتا ہے۔ آپ سے ←

مسئلہ ۷: اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لیے کھالیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں، جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی، دوسرے کاموں میں دقت ہوگی۔ یوہیں اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھالینے کی اجازت ہے۔ (8)

مسئلہ ۸: سیر ہو کر کھانا اس لیے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی، اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ شکم خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر مباح تناول کرے یا بقدر مندوب، مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس کے لیے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو (9) کہ اس نیت سے کھانا ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو (یعنی صرف حصول لذت اور خواہش کی تکمیل کے لیے نہ ہو) کہ یہ بری صفت ہے۔

قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی، کہ کھانے سے ان کا مقصود تمتع و تنعم (یعنی صرف لطف و لذت اٹھانا) ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی۔ (10)

مسئلہ ۹: ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تقلیل غذا (یعنی کھانے میں کمی کرنا) کہ عبادت مفروضہ (یعنی فرض کی ہوئی عبادت) کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے، مثلاً اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔ (11)

گذارش ہے مکتبۃ المدینہ سے شائع کردہ کتاب آداب طعام اور پیٹ کا قفل مدینہ کا ضرور مطالعہ فرمائیں اس کی برکت سے ان شاء اللہ عزّ وجلّ آپ کو کھانے کے آداب اور بھوک سے کم کھانے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں سیکھنے کو ملیں گے۔

(8) المرجع السابق، ص۵۶۱.

(9) مزید نیتوں کے لیے امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کی طرف سے فیضانِ سنت (تخریج شدہ) میں بیان کردہ کھانے کی 7 نیتیں پیشِ خدمت ہیں: (۱) تلاوت۔ (۲) والدین کی خدمت۔ (۳) تحصیلِ علمِ دین۔ (۴) سنّتوں کی تربیت کی خاطر مدنی قافلے میں سفر۔ (۵) علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت۔ (۶) اُمورِ آخرت اور (۷) حسبِ ضرورت کسبِ حلال کیلئے بھاگ دوڑ پر قوت حاصل کروں گا (یہ نیتیں اُسی صورت میں مُفید ہوں گی جبکہ بھوک سے کم کھائے، خوب ڈٹ کر کھانے سے اُلٹا عبادت میں سُستی پیدا ہوتی، گناہوں کی طرف رُجحان بڑھتا اور پیٹ کی خرابیاں جنم لیتی ہیں)

(ماخوذ از: فیضان سنت (تخریج شدہ) ج۱ص۱۸۲)

(10) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹ص۵۶۰.

(11) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹ص۵۶۱.

مسئلہ ۱۰: زیادہ کھالیا اس لیے کہ قے کر ڈالے گا اور یہ صورت اس کے لیے مفید ہو تو حرج نہیں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔(13)

مسئلہ ۱۲: جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبہ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبہ شہوت نہ ہو، مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔(14) اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبہ شہوت ہوتا ہے، وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ ۱۳: ایک قسم کا کھانا ہوگا تو بقدر حاجت نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی، لہٰذا کئی قسم کے کھانے طیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کرلے گا اس مقصد کے لیے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لیے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے، وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔(15)

مسئلہ ۱۴: کھانے کے آداب وسنن یہ ہیں۔

(۱) کھانے سے پہلے اور

(۲) بعد میں ہاتھ دھونا

(۳) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور

(۴) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔(16)

مسئلہ ۱۵: سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں، بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔(17)

مسئلہ ۱۶: مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے، دوسرے سے اس میں مدد نہ لے

---

(12) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۱.

(13) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۱.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشرفي الکراھیۃ، ج۵، ص۳۳۶.

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشرفي الکراھیۃ، ج۵، ص۳۳۶.

(16) المرجع السابق، ص۳۳۷.

(17) المرجع السابق.

یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے۔(18)

(۵) کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں، کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے، بھوسی یا آٹے یا بیسن سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں، کھانے کے لیے مونھ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کردی، ہاں جنب نے اگر مونھ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

(۶) کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں، اس کے بعد جوانوں کے۔

(۷) یہی حکم علما و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے پہلے دھلائے جائیں۔

(۸) کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور

(۹) ختم کر کے الحمدللہ پڑھیں اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔(۱۰) بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انھیں یاد آجائے اور الحمدللہ آہستہ کہے۔ مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو الحمدللہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر خدا بجالائیں۔

(۱۱) روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے، بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔

(۱۲) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔

(۱۳) تکیہ لگا کر یا

(۱۴) ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔

(۱۵) بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔

(۱۶) روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے، بلکہ پوری روٹی کھائے، ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں، اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے، ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھالیتا ہے، باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔

---

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھیۃ، ج۵، ص۳۳۷.

(۱۷) روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کردے سالن کا انتظار نہ کرے، اسی لیے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

(۱۸) دہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

(۱۹) ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا، اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھائے۔

(۲۰) رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداء نہ کھائے، بلکہ ایک کنارہ سے کھائے اور

(۲۱) جو کنارہ اس کے قریب ہے، وہاں سے کھائے۔

(۲۲) جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے۔ ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں، ادھر ادھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں۔

(۲۳) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔

(۲۴) گرم کھانا نہ کھائے اور

(۲۵) نہ کھانے پر پھونکے۔

(۲۶) نہ کھانے کو سونگھے۔

(۲۷) کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے، بالکل چپ رہنا مجوسیوں (یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں) کا طریقہ ہے، مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

(۲۸) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے، ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے اور

(۲۹) برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے، کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ (عزوجل) تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا۔(19) اور ایک روایت میں ہے، برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔(20)

(۳۰) کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور

(۳۱) ختم بھی اسی پر کریں، اس سے ستر بیماریاں دفع ہوجاتی ہیں۔(21)

---

(19) کنز العمال، کتاب المعیشۃ... الخ، رقم: ۴۰۸۲۲، ج۱۵، ص۱۱۱۔

(20) المسند للامام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۷۵۰، ج۷، ص۳۸۲۔

(21) البزازیۃ ھامش علی الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الفصل الخامس فی الاکل، ج۶، ص۳۶۵۔
وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۱، وغیرہما۔

مسئلہ ۱۷: راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔(22)

مسئلہ ۱۸: دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہوگئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی، گائے، بکری وغیرہ کو کھلادے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے، کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی راستہ پر نہ پھینکے۔(23)

مسئلہ ۱۹: کھانے میں عیب نہ بتانا چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ برا ہے۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا، اگر پسند آیا تناول فرمایا، ورنہ نہ کھایا۔(24)

مسئلہ ۲۰: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ، اگر نہ پوچھیں تو طعن (ملامت) کرتے ہیں کہ انھوں نے پوچھا تک نہیں، یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لیے بلانا اچھی بات ہے، مگر بلانے والے کو یہ چاہیے، کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے۔

یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ، یہ نہ کہنا چاہیے، کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں، اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علما نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے، مثلاً اللہ تعالٰی برکت دے، زیادہ دے۔

مسئلہ ۲۱: باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے، اگر احتیاج (یعنی ضرورت) اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام (یعنی روپیہ) نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے، یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتا، کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے تو جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے، اُس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے قابل ہوجائے، اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ

---

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھیۃ، ج۵، ص۳۴۷، وغیرہا.

(23) البزازیۃ ھامش علی الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الفصل الخامس في الاکل، ج۶، ص۳۶۵۔۳۶۶.

(24) انظر: صحیح البخاري، کتاب الاطعمۃ، باب ما عاب النبي صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طعاما، الحدیث:۵۴۰۹، ج۳، ص۵۳۱.

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھیۃ، ج۵، ص۳۳۸.

مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جاسکتا ہے مگر کمانے پر قادر نہیں تو جا کر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو، اس پر دینا واجب ہے اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کر کے پیسے حاصل کرے، اس کے لیے مانگنا حلال نہیں، محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کرسکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے، ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا۔(26)

مسئلہ ۲۳: کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے، کھایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہوگئی وہ پیا جاسکتا ہے۔(27)

مسئلہ ۲۴: روٹی میں اگر اُپلے کا ٹکڑا (وہ گوبر جس کو جلانے کے لیے سکھاتے ہیں اس کا ٹکڑا) ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے، پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے۔(28)

مسئلہ ۲۵: نالی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس پر یہ لازم نہیں کہ اسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے۔(29)

مسئلہ ۲۶: گیہوں (گندم) کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہے۔(30)

مسئلہ ۲۷: گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔(31)

مسئلہ ۲۸: باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں، تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا اور اجازت دونوں طرح ہوسکتی ہے۔ صراحۃً اجازت ہو، مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف وعادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔

درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں، مگر جبکہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو

---

(26) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٨.

(27) المرجع السابق.

(28) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٩.

(29) المرجع السابق.

(30) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٩.

(31) المرجع السابق

ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے، مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھا لائے۔(32) ان سب صورتوں میں عرف و عادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف و عادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگوار ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۹: خریف (یعنی خزاں) کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں، اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھا لانا ناجائز ہے اور مالک کے لیے بیکار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا، بھاڑ (بھٹی،تنور) جلانے والے اٹھا لاتے ہیں ایسے پتوں کو اٹھا لانے میں حرج نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۰: دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی، خود لے کر کھالی یا اس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھا لیے، اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے، مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اسے ناگوار ہے۔(34)

مسئلہ ۳۱: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ہاں اگر ضرورت ہو، مثلاً ڈبل روٹی کہ چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے، ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مُسلّم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲: مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے اجتناب چاہیے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیے، غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳: خمیری روٹی پکوانے میں نانبائی (یعنی روٹی پکانے والا) سے خمیر لے لیتے ہیں پھر ان کے آٹے میں سے اسی انداز سے نانبائی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۴: بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز طیار کی اور سب مل کر اسے کھائیں گے، چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں، اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں

---

(32) المرجع السابق

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشرفی الکراھیۃ، ج۵، ص۳۴۰.

(34) المرجع السابق.

اور بعض کی ویسی نہیں۔(35)

مسئلہ ۳۵: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے، بلکہ اسے لیے رہے جب اس کے سامنے طشت (یعنی ہاتھ دھونے کا برتن) آئے، اس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے۔(36)

خلال کے لیے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے مونھ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لیے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں (یعنی جھاڑو کی تیلیاں) بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

❀❀❀❀❀

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھیۃ، ج۵،ص۳۴۱.

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشر في الھدایا والضیافات، ج۵،ص۳۴۵.

پانی پینے کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے۔(1)

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ فرماتے تھے کہ اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔(2)

حدیث ۲: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو مونھ سے ہٹاؤ تو اللہ (عزوجل) کی حمد کرو۔(3)

حدیث ۳: ابو داود و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔(4)

حدیث ۴: ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے، فرمایا: اسے گرادو۔ اس نے عرض کی، کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں، فرمایا: برتن کو مونھ سے جدا کر کے سانس لو۔(5)

حدیث ۵: ابو داود نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے، وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں پھونکنے کی ممانعت فرمائی۔(6)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھۃ التنفس في نفس الاناء...إلخ، الحدیث: ۱۲۳۔(۲۰۲۸)، ص۱۱۲۰.

(2) المرجع السابق.

(3) سنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء في التنفس في الاناء، الحدیث: ۱۸۹۲، ج۳، ص۳۵۲.

(4) سنن أبي داود، کتاب الاشربۃ، باب في النفخ في الشراب...إلخ، الحدیث: ۳۷۲۸، ج۳، ص۴۷۴.

(5) سنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء في کراھیۃ النفخ في الشراب، الحدیث: ۱۸۹۴، ج۳، ص۳۵۳.

(6) سنن أبي داود، کتاب الاشربۃ، باب في الشرب من ثلمۃ القدح، الحدیث: ۳۷۲۲، ج۳، ص۴۷۳.

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔ (7)

حدیث ٧: صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مشک کے دہانے کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ (8)

ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات میں اُٹھا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لیے موڑا، اس میں سے سانپ نکلا۔ (9)

حدیث ٨: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ (10)

حدیث ٩: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے، وہ قے کر دے۔ (11)

حدیث ١٠: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں آبِ زم زم کا ایک ڈول نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر لایا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔ (12)

حدیث ١١: صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لیے رحبہ کوفہ (یعنی کوفہ کی جامع مسجد کے صحن) میں بیٹھ گئے، جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انھوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور یہ فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے

وسنن الدارمي، كتاب الأشربة، باب من شرب بنفس واحد، الحديث: ٢١٢١، ج٢، ص١٦١.

(7) صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، الحديث: ٥٦٢٩، ج٣، ص٥٩٢.

(8) المرجع السابق، باب اختناث الأسقية، الحديث: ٥٦٢٦، ج٣، ص٥٩٢.

(9) سنن ابن ماجه، كتاب الأشربة، باب اختناث الأسقية، الحديث: ٣٤١٩، ج٤، ص٧٨.

(10) صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب في الشرب قائما... إلخ، الحديث: ١١٣-(٢٠٢٤)، ص١١١٩.

(11) المرجع السابق، الحديث: ١١٦-(٢٠٢٦)، ص١١١٩.

(12) صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائما، الحديث: ١١٧-(٢٠٢٧)، ص١١١٩.

ہیں اور جس طرح میں نے کیا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بھی ویسا ہی کیا تھا۔(13)

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مطلقاً کھڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اس کو کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آبِ زم زم کو بھی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے۔ یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنٰی ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہوکر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے، مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا ان کا تمام اعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ مسلم کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہوکر پینا چاہیے، مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء مذکور پایا۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللہ۔

حدیث ۱۲: ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میرے یہاں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے، مشک لٹکی ہوئی تھی، اس کے دہانے سے کھڑے ہوکر پانی پیا۔ (حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے اس فعل کو علما نے بیان جواز پر محمول کیا ہے)، میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔(14) ان کا کاٹ کر رکھ لینا بغرض تبرک تھا، کہ چونکہ اس سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا دہن اقدس لگا ہے، یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔

حدیث ۱۳: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں پیڑوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا: کیا تمھارے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے؟ (اگر ہو تو لاؤ) ورنہ ہم مونھ لگا کر پانی پی لیں۔ انھوں نے کہا، میرے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے، اپنی جھونپڑی میں گئے اور برتن میں پانی انڈیل کر اس میں بکری کا دودھ دوہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے پیا پھر دوبارہ انھوں نے پانی لے کر دودھ دوہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے ساتھی نے پیا۔(15)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لیے

---

(13) صحیح البخاري، کتاب الاشربۃ، باب الشرب قائما، الحدیث: ۵۶۱۶، ج ۳، ص ۵۸۹.

(14) سنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء في الرخصۃ...إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ج ۳، ص ۳۵۵.

(15) صحیح البخاري، کتاب الاشربۃ، باب شرب اللبن بالماء، الحدیث: ۵۶۱۳، ج ۳، ص ۵۸۸.

وباب الکرع في الحوض، الحدیث: ۵۶۲۱، ج ۳، ص ۵۹۰.

بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کنواں تھا، اس کا پانی اس میں ملایا گیا یعنی لسی بنائی گئی پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے نوش فرمایا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے اور دہنی طرف ایک اعرابی تھے، حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو دیجیے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا: دہنا مستحق ہے پھر اسکے بعد جو دہنے ہو، دہنے کو مقدم رکھا کرو۔ (16)

حدیث ۱۵: بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے نوش فرمایا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں۔ انہوں نے عرض کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کے اولش (یعنی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے تبرک) میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے ان کو دے دیا۔ (17)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں ہیں۔ (18)

حدیث ۱۷: ترمذی نے زہری سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔ (19)

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

---

(16) صحیح البخاري، کتاب المساقاۃ، باب من رأی صدقۃ الماء... إلخ، الحدیث: ۲۳۵۲، ج۲، ص۹۵.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، باب الاشربۃ، الحدیث: ۴۲۷۳، ج۲، ص۴۶۲.

(17) صحیح البخاري، کتاب المساقاۃ، باب من رأی صدقۃ الماء... إلخ، الحدیث: ۲۳۵۱، ج۲، ص۹۵.

(18) صحیح البخاري، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل في إناء... إلخ، الحدیث: ۵۴۲۶، ج۳، ص۵۳۵.

وکتاب الاشربۃ، باب الشرب في آنیۃ الذهب، الحدیث: ۵۶۳۲، ج۳، ص۵۹۳.

(19) سنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء أي الشراب... إلخ، الحدیث: ۱۹۰۳، ج۳، ص۳۵۷.

پیٹ کے بل جھک کر پانی میں مونھ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور نہ ایک ہاتھ سے چلو لے کر پیے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں، جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیے تو اسے ہلا لے، مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے، اللہ تعالٰی اس کے لیے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا برتن تھا کہ انھوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔(20)

حدیث ۱۹: ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔(21)

حدیث ۲۰: مسلم واحمد وترمذی نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیے گا۔(22)

حدیث ۲۱: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔(23)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، انھوں نے کہا یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں؟ فرمایا: پانی اور نمک اور آگ۔ کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا، مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں؟ فرمایا: اے حمیراء! جس نے آگ دے دی گویا اس نے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دے دیا گویا اُس نے تمام اُس کھانے کو صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اُس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا (یعنی غلام آزاد کیا) اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کر دیا۔(24)

---

(20) سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربۃ، باب الشرب بالاکف والکرع، الحدیث: ۳۴۳۱، ج۴، ص۸۲۔

(21) المرجع السابق، الحدیث: ۳۴۳۳، ج۴، ص۸۴۔

(22) صحیح مسلم، کتاب المساجد...إلخ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ...إلخ، الحدیث: ۳۱۱۔(۶۸۱)، ص۳۴۴۔
وسنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء أن ساقي القوم...إلخ، الحدیث: ۱۹۰۱، ج۳، ص۳۵۶۔

(23) کنز العمال، کتاب المعیشۃ...إلخ، رقم: ۴۱۰۴۲، ج۱۵، ص۱۲۶۔

(24) سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء في ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۴، ج۳، ص۱۷۷۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے، ہر مرتبہ برتن کو مونھ سے ہٹا کر سانس لے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔ اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے، جب پی چکے الحمدللہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصا کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلافِ تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیبِ نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

مسئلہ ۲: مشک کے دہانے میں مونھ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی مضر (نقصان دہ) چیز اس کے حلق میں چلی جائے۔ (1) اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا مگر جبکہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ صراحی میں مونھ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۳: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جاسکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے۔ ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جاسکتا ہے۔ (2) جاڑوں (سردیوں) میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھۃ، ج۵، ص۳۴۱.

(2) المرجع السابق

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سبیل (۳) جو پینے کیلئے لگائی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اُس سے وضو، غسل اگرچہ صحیح ہو جائیں گے جائز نہیں یہاں تک کہ اگر اُس کے سوا اور پانی نہ ملے اور اسے وضو یا غسل کی حاجت ہے تو تیمم کرے اس سے طہارت نہیں کرسکتا۔

اقول: مگر جبکہ مالک (۴) آب کی اجازت مطلقاً یا اس شخص خاص کیلئے صراحۃً خواہ دلالۃً ثابت ہو، صراحۃً یہ کہ اُس نے یہی کہہ کر سبیل لگائی ہو کہ جو چاہے پیے وضو کرے نہائے، اور اگر فقط پینے اور وضوء کے لئے کہا تو اس سے غسل روانہ ہوگا اور خاص اس شخص کیلئے یوں کہ ←

آئیں، اس سے وضو وغسل کریں، یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کرسکتے ہیں گھر نہیں لے جاسکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۴: لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں، یہ ناجائز و اسراف ہے۔

مسئلہ ۵: وضو کا پانی اور آبِ زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے، باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔(3)

❁❁❁❁❁

سبیل تو پینے ہی کو لگائی مگر اُسے اُس سے وضوء یا غسل کی اجازت خود یا اس کے سوال پر دے دی اور دلالۃً یوں کہ لوگ اس سے وضوء کرتے ہیں اور وہ منع نہیں کرتا یا سقایہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا چلا آیا ہے یا پانی اس درجہ کثیر ہے جس سے ظاہر ہے کہ صرف پینے کو نہیں مگر جبکہ ثابت ہوا کہ اگرچہ کثیر ہے صرف پینے ہی کی اجازت دی ہے فان الصریح یفوق الدلالۃ (کیونکہ صراحت کو دلالت پر فوقیت حاصل ہے۔ت) اور شخص خاص کے لئے یوں کہ اس میں اور مالک آب میں کمال انبساط واتحاد ہے یہ اُس کے ایسے مال میں جیسا چاہے تصرف کرے اُسے ناگوار نہیں ہوتا۔

لان المعروف کالمشروط کما ھو معروف فی مسائل لاتحصی وفی الھندیۃ عن السراج الوھاج ان کان بینھما انبساط یباح والافلا ۔

کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے، اور یہ چیز بے شمار مسائل میں ہے، اور ہندیہ میں سراج الوہاج سے ہے کہ اگر ان دونوں کے درمیان بے تکلفی کا رشتہ ہو تو یہ مباح ہے ورنہ نہیں۔ (ت) (۱؎ سراج الوہاج)

محیط وتجنیس وولوالجیہ وخانیہ وبحر ودرمختار میں ہے:

واللفظ لہ الماء المسبل فی الفلاۃ لایمنع التیمم مالم یکن کثیرا فیعلم انہ للوضوء ایضا قال ویشرب ماللوضوء ۲؎۔(۲؎ الدر المختار باب التیمم مجتبائی دہلی ۱/ ۴۵)

لفظ درمختار کے ہیں وہ پانی جو جنگل میں سبیل کے طور پر ہو مانع تیمم نہیں تاوقتیکہ کثیر نہ ہو، اگر کثیر ہو تو معلوم ہوگا کہ یہ وضوء کے لئے بھی ہے۔ نیز فرمایا: جو پانی وضوء کیلئے ہے وہ پیا جائیگا۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۴۸۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) انظر صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فی الشرب من زمزم قائما، الحدیث: ۱۱۷۔(۲۰۲۷)، ص۱۱۱۹۔
صحیح البخاري، کتاب الاشربۃ، باب الشرب قائما، الحدیث: ۵۶۱۶، ج۳، ص۵۸۹۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی، میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی)، فرمایا: اللہ تعالٰی تمھارے لیے مبارک کرے، تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔(1)

حدیث ۲: بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔(2) یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔

---

(1) صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب کیف یدعیٰ للمتزوج، الحدیث: ۵۱۵۵، ج ۳، ص ۴۴۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی ان کے جسم یا کپڑوں پر زرد رنگ کا اثر ملاحظہ فرمایا جو زوجہ سے اختلاط کے باعث بے قصد لگ گیا تھا ورنہ حضرت صحابہ کرام شادی میں اپنے پر زعفران نہ ملتے تھے کہ مرد کے لیے یہ رنگ ممنوع ہے ہاں شادی سے پہلے دولہا دولہن کو جو ابٹن ملا جاتا ہے جس میں خوشبو اور صفائی والی چیزیں ہوتی ہیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ یہ صابون کی طرح جسم کی صفائی نرمی کے لیے ہے۔ بعض صابون بہت خوشبودار ہوتے ہیں جیسے لکس (Lux) وغیرہ ایسے ہی یہ ابٹن ہے۔

۲۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ نواۃ ایک خاص وزن کا نام ہے جو پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے جیسے نش بیس درہم کا اور اوقیہ چالیس درہم کا مگر یہ درست نہیں نواۃ کے معنی ہیں چھوارے کی گٹھلی وہ ہی یہاں مراد ہے۔

۳۔ حق یہ ہے کہ یہ امر استحبابی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ (۱) ناکح کو دعائے برکت دینا سنت ہے (۲) ولیمہ کرنا سنت ہے (۳) ولیمہ رخصتی کے بعد بھی ہوسکتا ہے (۴) ولیمہ بقدر طاقت زوج ہو اس کے لیے مقدار مقرر نہیں بعض علماء کے ہاں ولیمہ واجب ہے وہ حضرات یہ امر وجوب کے لیے مانتے ہیں مگر حق وہ ہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۳۱)

(2) المرجع السابق، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، الحدیث: ۵۱۶۸، ج ۳، ص ۴۵۳۔

←

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔(3)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلا لایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے حکم دیا، دسترخوان بچھا دیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔(4)

امام احمد و ترمذی و ابو داود و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ولیمہ میں ستو اور

حکیم الامت کے مدنی پھول

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا نام شریف پہلے مبرہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر زینب رکھا، آپ زینب بنت جحش ہیں آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کیا تھا انہوں نے کچھ عرصہ بعد طلاق دے دی بعد عدت حضور انور نے خود ہی جناب زید کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر جناب زینب کے پاس بھیجا حضرت زید بی بی زینب کے گھر پہنچے اور ان کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوئے اور حضور کا پیغام دیا آپ بولیں کہ میں اپنے رب سے مشورہ کرلوں۔ یہ کہہ کر آپ اپنے گھر کی مسجد میں عبادت میں مشغول ہوگئیں ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا"۔ اس آیت کے نزول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اجازت آپ کے گھر میں داخل ہوئے بی بی زینب فخر کرتی تھیں کہ تمام بیبیوں کا نکاح ان کے عزیزوں نے فرش پر کیا میرا نکاح میرے رب نے عرش پر کیا۔ منافقین نے طعنہ دیا کہ حضور نے اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" الایہ۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۳۲)

(3) صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب قولہ (لا تدخلوا بیوت النبی ... الخ)، الحدیث: ۴۷۹۴، ج۳، ص۳۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس ولیمہ کا وہ واقعہ ہے کہ بعض صحابہ کرام کھانا پکنے سے پہلے ہی دولت خانہ سرکار میں پہنچ گئے اور بعض حضرات کھانا کھا چکنے کے بعد وہاں ہی باتوں میں مشغول رہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ" الایہ۔

۲۔ یعنی حاضرین مدعوین کو پیٹ بھر گوشت روٹی کھلائی یا ثرید بنا کر یا جیسے آج کل عموماً کھائی جاتی ہے اس طرح اس ولیمہ کے علاوہ باقی ولیموں میں چھوارے پنیر وغیرہ کھلائے گئے تھے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۳۳)

(4) صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب غزوۃ خیبر، الحدیث: ۴۲۱۳، ج۳، ص۸۶۔

کھجوریں تھیں۔(5)

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔(6)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔(7)

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں مال دار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دیے جاتے ہیں اور جس

---

(5) سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ماجاء في الوليمة، الحديث: ۱۰۹۷، ج ۲، ص ۳۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی اس ولیمہ میں ستو اور چھوارے ملا کر کھلائے یا ستو علیحدہ اور چھوارے علیحدہ لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور نے اس ولیمہ میں حیس دیا کہ ستو اور چھوارے ملا کر بھی حیس بنایا جاتا ہے یا ستو علیحدہ دیئے اور حیس علیحدہ۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۳۳)

(6) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب حق إجابة الوليمة... إلخ، الحديث: ۵۱۷۳، ج ۳، ص ۴۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے، بعض نے فرمایا کہ فرض کفایہ ہے وہ حضرات وجوب کے لیے یہ امر مانتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت طعام اس کا قبول کرنا سنت ہے وہاں جانا بھی سنت رہا کھانا اس کا اختیار ہے جیسا کہ آیندہ حدیث میں آرہا ہے۔ خیال رہے کہ دعوت قبول کرنا واجب یا فرض کفایہ یا سنت جب ہے جب کہ کوئی مانع موجود نہ ہو ورنہ نہیں جس کا کھانا مشکوک ہو حرام کی آمدنی سے کھانے پکانے کا قوی احتمال ہو یا ولیمہ میں صرف مالدار بلائے گئے ہوں فقراء کو چھوڑ دیا گیا ہو یا دعوت میں کوئی ایذا رساں چیز موجود ہو یا دسترخوان پر گانا باجہ ہو یا وہاں شراب کے دور ہوں یا رشوت کے طور پر بلاوا ہو یا ناجنسوں کی صحبت ہو تو قبول کرنا سنت نہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اب اس زمانہ میں جلوت سے خلوت افضل ہے بری صحبت سے تنہائی افضل۔

(از مرقات و اشعہ و لمعات)

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عبارت کہ ولیمہ ہو یا اس کی مثل کسی راوی کا اپنا قول ہے جو بطور شرح شامل کیا گیا ہے۔ یعنی ولیمہ، ختنہ، عقیقہ، کسی کی آمد پر دعوت یوں ہی اتفاقیہ دعوت سب ہی قبول کرنی چاہئیں، ختم فاتحہ کے کھانے فقراء کھائیں مالدار احتیاط کریں، بزرگوں کی فاتحہ کے کھانے تبرک ہیں سب کھائیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۳۷)

(7) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي... إلخ، الحديث: ۱۰۵۔(۱۴۳۰)، ص ۷۴۹.

نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کر دیا) اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نافرمانی کی۔(8)

مسلم کی ایک روایت میں ہے، ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اسے منع کرتا ہے۔ اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نافرمانی کی۔(9)

حدیث ۷: ابو داود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا۔(10)

---

(8) صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب من ترک الدعوة... إلخ، الحدیث: ۵۱۷۷، ج۳، ص۴۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

کیونکہ ایسے ولیمہ میں زیادہ نام و نمود ہی ہوتا ہے للّٰہیت نہیں ہوتی آج کل خوشی کی دعوتوں میں عموماً امراء اور موت وغیرہ غمی کی دعوتوں میں فقیر وطلبہ بلائے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ فقیر دعائیں کرتے ہیں کہ خدا کرے امیر مریں تاکہ ہم کو کھانا وخیرات ملے، اگر ولیمہ اور دیگر خوشی کی دعوتوں میں بھی فقراء بلائے جائیں تو یہ فقراء خوشی کی بھی دعائیں کرتے۔ آج کل مشہور ہے کہ بھانڈ بھنڈ لیے مراثی، باجے والے تو خوشی کی دعائیں کرتے ہیں اور فقراء غمی کی، غرض کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان میں صدہا حکمتیں ہیں، بعض لوگ ان دعوتوں میں فقراء کو بھی بلاتے ہیں۔ مگر انہیں سب سے پیچھے اور ذلت وخواری سے کھلاتے ہیں، یہ اور زیادہ برا ہے فقراء بھی ہمارے بھائی ہیں۔

۳۔ یہ جملہ ان علماء کی دلیل ہے جو قبول دعوت کو واجب یا فرض کہتے ہیں جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس سے استحباب کی تاکید مقصود ہے یا وہ شخص مراد ہے جو تکبر کی وجہ سے مسلمانوں کی دعوتوں میں شرکت نہ کرے جیسا کہ آج بعض منکرین کو دیکھا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۳۹)

(9) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر بإجابة الداعي... إلخ، الحدیث: ۱۰۷۔(۱۴۳۲)، ص۷۴۹.

(10) سنن أبي داود، کتاب الأطعمة، باب ما جاء في إجابة الدعوة، الحدیث: ۳۷۴۱، ج۳، ص۳۷۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو بلا وجہ صرف تکبر کی وجہ سے دعوت قبول نہ کرے وہ نافرمان ہے لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔

۲۔ کیونکہ جیسے چور بغیر اجازت مالک گھر میں گھس بھی جاتا ہے مال بھی لے لیتا ہے، ایسے ہی یہ ہے۔

۳۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق کی تعلیم ہے کہ بلا وجہ دعوت قبول نہ کرنا تکبر شیخی ہے اور بغیر دعوت پہنچ جانا کمینہ پن ہے دونوں سے بچنا چاہیے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۳۹)

حدیث ۸: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے، اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لیے ہے)۔ جو سنانے کے لیے کوئی کام کریگا، اللہ تعالٰی اس کو سنائے گا۔(11) یعنی اس کی سزا دے گا۔

حدیث ۹: ابو داود نے عکرمہ سے روایت کی، کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔(12)

---

(11) سنن الترمذي، کتاب النکاح، باب ماجاء في الولیمۃ، الحدیث:۱۰۹۹، ج۲، ص۳۴۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس جملہ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ پہلے دن سے مراد شادی و برات کا دن ہے اور حق سے مراد مستحق ہے، یعنی برات والے دن کا کھانا مہمانوں کا حق ہے جو شرکت بارات کے لیے آئے ہیں اور دوسرے دن یعنی زفاف کے بعد ولیمہ کا کھانا سنت ہے مؤکدہ یا مستحبہ اس صورت میں حدیث بالکل واضح ہے دوسرے یہ کہ پہلے دن سے مراد زفاف کے بعد کا دن ہے اور دوسرے دن سے مراد اس دن کے بعد کا دن یعنی زفاف سے سویرے۔ دعوت ولیمہ حق درست ہے اور دوسرے دن کا کھانا بھی سنت ہے یعنی بدعت یا خلاف سنت نہیں، تیسرے یہ کہ زفاف کے سویرے کھانا دینا فرض یا واجب ہے جس میں بلاوجہ شرکت نہ کرنا گناہ دوسرے دن کا بھی کھانا سنت ہے، یہ تیسرے معنی ان کے مذہب پر ہیں جو ولیمہ کو واجب کہتے ہیں فقیر کے نزدیک پہلے معنی زیادہ قوی ہیں، چوتھے یہ کہ زفاف کے سویرے ولیمہ کا کھانا دینا برحق ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے اس دن نہ دے سکے تو دوسرے دن دے دینا بھی سنت ولیمہ میں شامل ہے۔

۲۔ یعنی مسلسل تین دن تک کھانا دینا محض نام ونمود ہے ثواب نہیں یا زفاف کے تیسرے دن کھانا دینا سنت نہیں صرف نام ونمود ہے یہ حدیث حضرت امام مالک کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں ولیمہ سات روز تک ہوسکتا ہے۔(از مرقات)

۳۔ یعنی جو دنیا میں محض اپنی ریا کاری کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالٰی کل قیامت میں اس کو رسوا فرمائے گا، اعلان ہوگا کہ یہ ریا کار تھا، یا جو دنیا میں محض ناموری کے لیے نیکی کرے گا اس کی جزا صرف یہاں کی ناموری ہوگی قیامت میں کوئی ثواب نہ ملے گا، ثواب کے لیے اخلاص چاہیے۔

۴۔ یہ حدیث طبرانی نے حضرت ابن عباس سے نقل فرمائی اس کا مضمون یہ ہے کہ شادی میں ایک دن کھانا سنت ہے دو دن کا کھانا افضل اور تین دن کا کھانا دکھلاوا۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۴۵)

(12) سنن أبي داود، کتاب الأطعمۃ، باب في طعام المتباریین، الحدیث:۳۷۵۴، ج۳، ص۴۸۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ عکرمہ ابن ابوجہل نہیں ہیں بلکہ حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں بربر کے رہنے والے ہیں، فقہائے مدینہ سے ہیں۔ ←

حدیث ۱۰: امام احمد و ابو داود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمھارے دروازہ سے قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔(13)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابو شعیب تھی، انھوں نے اپنے غلام سے کہا، کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لیے کفایت کرے۔ میں نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا طیار کیا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ﷺ وسلَّم) کو بلانے آئے، ایک شخص حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ﷺ وسلَّم) کے ساتھ ہو لیے، نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ابو شعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا، اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو، انھوں نے عرض کی،

۲۔ یعنی جب دو شخص ایک دوسرے کے مقابلہ میں دعوت کریں ہر ایک یہ چاہے کہ میرا کھانا دوسرے سے بڑھ جائے کہ میری عزت ہو دوسرے کی ذلت تو ایسی دعوت قبول نہ کرے۔ مثلاً شادی میں دلہن و دولہا والے مقابلہ میں دعوت کریں تو کسی کی دعوت قبول نہ کرو یا کسی برادری میں کسی کی شادی میں دعوت ہوئی کچھ دن کے بعد دوسرے کے ہاں شادی ہوئی اس نے بڑھ چڑھ کر کھانے پکائے اس نیت سے کہ پہلے کا نام نیچا ہو جائے اور میرا نام اونچا، تو یہ دعوتیں قبول نہ کرو۔ بزرگان دین ایسی دعوتیں قبول نہ کرتے تھے آج کل مسلمان اسی مقابلہ کی رسوم میں تباہ ہو گئے اور نام کسی کا بھی نہیں ہوتا۔

۳۔ یعنی صحیح یہ ہے کہ اس کی اسناد میں حضرت ابن عباس کا نام نہیں ہے، حضرت عکرمہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کہا ہے اسی کو مرسل کہتے ہیں کہ تابعی حضور کی طرف نسبت کر دیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۴۶)

(13) المرجع السابق، باب اذا اجتمع داعیان... إلخ، الحدیث: ۳۷۵۶، ج۳، ص۴۸۴۔

والمسند، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۵۲۶، ج۹، ص۱۲۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان صحابی کا نام معلوم نہ ہو سکا مگر چونکہ تمام صحابہ عادل متقی ہیں اس لیے یہ نامعلومیت مضر نہیں علاوہ صحابی کے اگر اور کسی راوی کا پتہ نہ لگے تو حدیث مجہول نامقبول ہوتی ہے۔

۲۔ یعنی جب تمہارے دو پڑوسی بیک وقت دعوت دیں اور دونوں دعوتیں متعارض ہوں تو زیادہ قریبی پڑوسی کی دعوت قبول کیجئے کہ اس کا حق زیادہ ہے، اس قرب میں زیادہ دروازہ کا قرب معتبر ہے نہ کہ گھر کا قرب رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی"۔

۳۔ یعنی نزدیک دور کا فرق جب ہوگا، جب کہ دونوں بیک وقت آپ کو دعوت دیں لیکن اگر ان میں سے ایک آپ کے پاس پہلے پہنچ جائے دوسرا بعد میں تو پہلے کی دعوت قبول کیجئے کہ پہلا مقدم ہے اور حقدار ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۴۶)

میں نے ان کو اجازت دی۔ (14)

(14) صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الرجل یدعی الی الطعام...الخ، الحدیث: ۵۴۶۱، ج ۳، ص ۵۴۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی چار حضرات غالبًا خلفائے راشدین حضور انور کے ساتھ ہوں اور پانچویں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس نے چہرہ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تھے جیسا کہ بعض روایات میں ہے تب یہ انتظام کیا تھا معلوم ہوا کہ گوشت کی تجارت بھی سنت صحابہ ہے۔

۲؎ مرقات نے فرمایا طعیما کی تفسیر کمی کے لیے نہیں ہے کیونکہ ابوشعیب نے کھانا کافی تیار کیا تھا بلکہ معنی یہ ہیں کہ پر تکلف کھانا تیار کیا جو نہایت لذیذ تھا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے لذیذ کھانے بھی تناول فرمائے ہیں، مرغ بھی کھایا ہے مگر بیک وقت چند کھانے نہ کھائے، اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ بیک وقت چند کھانے بدعت، جائز نہیں۔ (دیکھو شامی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کے لیے پر تکلف لذیذ کھانا تیار کرنا سنت ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے پراٹھے شیر مال ایجاد کیے مہمانوں کے لیے۔ (دیکھو ہماری کتاب تفسیر نعیمی پہلا پارہ)

۳؎ غالبًا یہ چھٹا شخص راستہ سے ساتھ ہو لیا تھا اور غالبًا اسی سے فرما بھی دیا ہوگا کہ تمہارے لیے اگر اجازت مل گئی تو کھالینا ورنہ واپس آجانا، اس پر برا نہ ماننا۔

۴؎ سبحان اللہ! یہاں تو ایک زائد شخص کے لیے اجازت حاصل فرما رہے ہیں اور حضرت جابر و طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے گھر چار پانچ آدمیوں کی دعوت میں کئی سو حضرات کو لے گئے اور کھانا کھلایا، یہاں مسئلہ شرعی بتانا مقصود ہے اور وہاں اپنی ملکیت اور سلطنت خداداد کا اظہار مقصود کہ حضور ہم سب کے مالک ہیں، ساری امت حضور کی لونڈی غلام، مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام کی دعوت میں جسے چاہے بلائے، کیونکہ غلام کا مال مالک کا مال ہے، نیز وہاں ان صدہا حضرات کو حضور نے خود اپنے معجزے سے کھانا کھلایا کہ وہاں کھانا کھانے سے کم نہ ہوا، جو چیز خرچ کرنے سے کم نہ ہو وہاں بلانے نہ بلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کنوئیں، دریا سے بغیر بلائے سب پانی پیتے ہیں مگر گھڑے کا پانی مالک سے پوچھ کر، ایصال ثواب کا بھی یہی حکم ہے، اگر کسی خاص میت کے لیے کھانا پکایا گیا ہے تو تم اس کے ساتھ ساری امت رسول کو ثواب پہنچا سکتے ہو۔

۵؎ اس سے دعوت کے متعلق بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص بغیر بلائے دعوت میں نہ جائے۔ دوسرے یہ کہ بلایا ہوا آدمی بھی اپنے ساتھ کسی ناخواندہ کو نہ لے جائے الا بالعرف چنانچہ بادشاہ کی دعوت میں اس کا باڈی گارڈ عملہ جاسکتا ہے کہ اب اس پر عرف قائم ہے، تیسرے یہ کہ ناخواندہ شخص کے لیے اجازت لی جائے۔ چوتھے یہ کہ ناخواندہ بغیر اجازت داعی کے گھر میں داخل نہ ہو، پانچویں یہ کہ مہمان کھاتے وقت کسی آجانے والے آدمی کو آرڈر نہ کرے کہ آؤ کھانا کھالو کیونکہ مہمان کھانے کا مالک نہیں، چھٹے یہ کہ دستر خوان والا دوسرے دستر خوان والے کو کوئی چیز اس دستر خوان کی نہ دے ہاں ایک دستر خوان کے لوگ ایک دوسرے کو جو چاہیں دیں، بعض فقہاء تو فرماتے ہیں کہ مہمان اجنبی کتے کو ہڈی بھی نہیں ڈال سکتا، اگر مالک کا کتا ہے تو اس کو ڈالے۔ (از مرقات، وشامی وغیرہ مع زیادت) بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر مہمان کسی وجہ سے خود کھانا نہ کھائے تو اپنا حصہ دوسرے کو بغیر اجازت کھلا سکتا ہے۔ واللہ اعلم! (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۴۰)

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر کردے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے، اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے، کیونکہ ظاہر نہ کریگا تو صاحب خانہ کو یہ ناگوار ہوگا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔ (15)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلی بات بولے یا چپ رہے۔ (16) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (17)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا طیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔ (18)

حدیث ۱۵: ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے عرض کی،

---

(15) شعب الایمان، باب في المطاعم والمشارب، فصل في طيب المطعم... إلخ، الحديث: ۵۸۰۳، ج۵، ص۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہاں فاسقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی کمائی خالص حرام کی ہو ان کی دعوت ہرگز قبول نہ کرو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۴۸)

(16) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی إکرام الجار... إلخ، الحدیث: ۷۷۔(۴۸)، ص۴۴.

مشکاۃ المصابیح، کتاب الأطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث: ۴۲۴۳، ج۲، ص۴۵۶.

(17) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب إکرام الضیف... إلخ، الحدیث: ۶۱۳۸، ج۴، ص۱۳۶.

(18) المرجع السابق، الحدیث: ۶۱۳۵، ج۴، ص۱۳۶.

مسائل فقہیہ

دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا طیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب۔ علما کے دونوں قول ہیں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِجابت سنت مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لیے دعا کرے اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے، ورنہ اس کے لیے دعا کرے۔(1)

مسئلہ ۱: دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور

---

(1) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثاني عشر في الهدایا والضیافات، ج۵،ص۳۴۳.
وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، ج۹،ص۵۷۴.

ضیافت (یعنی مہمان نوازی) کے آداب:

حضرت سیّدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لُبابُ الِاحیاء فرماتے ہیں:

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: مہمان کے لئے تکلف نہ کرو کیونکہ اس طرح تم اس سے نفرت کرنے لگو گے اور جو مہمان سے نفرت کرتا ہے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے بُغض کرتا ہے اور جو شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے بُغض کرتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے ناپسند کرتا ہے۔

(البحر الزخار بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث: ۲۵۱۴، ج۶،ص۴۸۲، مختصراً)

فقیر و غنی کے لئے دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک میل چل کر مریض کی عیادت کرو، دو میل چل کر جنازہ میں شریک ہو اور تین میل چل کر دعوت قبول کرو۔

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی کُرَاعٍ لَاَجَبْتُ. (صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب القلیل من الهبة، الحدیث ۲۵۶۸،ص۲۰۲)

ترجمہ: اگر مجھے (کُرَاعُ الْغَمِیْم میں بھی) بکری کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔ (لُبابُ الِاحیاء صفحہ ۱۳۴)

اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے، تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔(2)

مسئلہ ۲: دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں، اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

---

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۵۷۴.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قبول دعوت سنت ہے فقہاء کرام کا حکم غیر معین پر ہے اور نہ ہرگز ان کے یہاں تعمیم، نہ اصلا اس پر دلیل قویم۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جہاں ایسا ہو وہاں نہ جانا چاہیے۔ غیر معین پر حکم کسی معین مسلمان کے لئے سمجھ لینا بدگمانی ہے جب تک اس کے قرائن واضحہ نہ ہو اور بدگمانی حرام۔

قال اللہ تعالٰی یایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ا۔ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم الظن فان الظن اکذب ۲ الحدیث۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ الحدیث۔ (ت) (ا القرآن الکریم ۴۹ / ۱۲)

(۲ صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۸۴)

بحال قصد تفاخر اگر یہ جاتا تو ایک نامناسب ہی بات ہوتی۔ بنایہ امام عینی میں ہے:

اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرھا وامادعوۃ یقصد بہا التطاول اوابتغاء المحمدۃ اوما اشبہہ فلیس ینبغی اجابتہا لاسیما اہل العلم فقد قیل ماضع احد یدہ فی قصعۃ غیرہ الاذل لہ ۳۔ ملخصا۔

دعوت قبول کرنا سنت ہے خواہ دعوت ولیمہ ہو یا کوئی اور، لیکن جس دعوت میں تفاخر اور مدح سرائی یا اس قسم کی باتیں ہوں تو پھر ایسی دعوت قبول کرنا مناسب نہیں خصوصاً علم وفضل رکھنے والوں کے لئے، کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ کسی نے ہاتھ دوسرے کے پیالے میں رکھا تو یہ اس کے لئے ذلت اختیار کرے گا۔ ملخصاً۔

(۳ البنایہ فی شرح الہدایہ کتاب الکراھیۃ فصل فی الاکل والشرب المکتبۃ الامدادیہ مکۃ المکرمہ ۴ / ۲۰۴)

اور اب کہ ایک مسلمان پر بلا دلیل یہ گمان کیا کہ اس کی نیت ریا وتفاخر ونا موری ہے تو یہ حرام قطعی ہوا، حیوب طعام کی اگر بے ادبی ہوتی ہے تو جائے اور اس سے منع کرے اگر نہ مانے تو وبال ان پر ہے۔ امام ابوالقاسم صفار رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں میں آج کل دعوت میں جانے کی کوئی نیت نہیں پاتا ہوں سوا اس کے کہ نمک دانی روٹی پر سے اٹھاؤں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۶۷۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔(3)

مسئلہ ۳: اگر وہاں لہو و لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہوجائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے منکراتِ شرعیہ روک دیے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے، کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔(4)

مسئلہ ۴: دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ۲ ہی دن تک یہ دعوت ہوسکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔(5) ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنت سے آگے بڑھنا ریا و سمعہ (6) ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں، ان میں سے ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، جبکہ معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں، بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔(7)

بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لیے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے۔ مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے، اس نے ایسے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحبِ خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے، لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور

---

(3) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاکل والشرب، ج۲، ص۳۶۵.

والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۴.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشر في الھدایا والضیافات، ج۵، ص۳۴۳.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشر في الھدایا والضیافات، ج۵، ص۳۴۳.

(6) ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشر في الھدایا والضیافات، ج۵، ص۳۴۴.

اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، مثلاً روٹی، گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی، دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ ۶: دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے، سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے، اس کو مالک نہیں کر دیا کہ جس کو چاہے دیدے۔(8)

مسئلہ ۷: دو دسترخوان پر کھانا کھایا جارہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے۔ مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔(9)

مسئلہ ۸: کھاتے وقت صاحب خانہ کا بچہ آگیا تو اس کو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔(10)

مسئلہ ۹: کھانا ناپاک ہوگیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔(11)

مسئلہ ۱۰: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔

(۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

(۲) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

(۳) بغیر اجازتِ صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

(۴) اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مضر ہو، میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہوجائے، بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطرداری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم

---

(8) المرجع السابق.

(9) المرجع السابق.

(10) المرجع السابق.

(11) المرجع السابق.

علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مُروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔(12)

مسئلہ ۱۱: جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لیے طشت پیش کرے۔(13)

مسئلہ ۱۲: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال وحرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے۔(14)

مسئلہ ۱۳: جس شخص پر اس کا دَین (یعنی قرض) ہے، اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس ۱۰ دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلّفات بڑھا دیے، تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے۔(15)

۞۞۞۞۞

---

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشرفي الھدایا والضیافات، ج۵،ص ۳۴۴۔۳۴۵۔

(13) المرجع السابق،ص ۳۴۵۔

(14) المرجع السابق،ص ۳۴۲۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني عشرفي الھدایا والضیافات، ج۵،ص ۳۴۲۔

ظروف کا بیان

مسئلہ ۱: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اوران کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا (یعنی دھونی لینا) منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کے لیے ہے۔عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں موںھ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد وعورت دونوں کے لیے ممنوع

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص ۵۶۴.

سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۷/ ۵۳۸۵،ص ۱۰۴۷)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الاطعمۃ، باب صحاف الفضۃ، الحدیث: ۶۶۳۲، ج ۴،ص ۱۴۹)

حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب آنیۃ الفضۃ، الحدیث: ۵۶۳۴،ص ۴۸۳)

حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظّم ہے: جو سونے چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۷/ ۵۳۸۵،ص ۱۰۴۷)

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم ودیباج (کے کپڑے) پہننے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، الحدیث ۵۸۳۷،ص ۴۹۸)

ہے۔(2)

مسئلہ ۳: سونے چاندی کی آرسی (ایک زیور جو عورتیں ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں، اس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے) پہننا عورت کے لیے جائز ہے، مگر اُس آرسی میں مونھ دیکھنا عورت کے لیے بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۴: سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کو استعمال کرنا ہی مقصود ہو اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو ممانعت نہیں، مثلاً سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹورے میں کھانا رکھا ہوا ہے اگر یہ کھانا اسی میں چھوڑ دیا جائے تو اضاعتِ مال ہے اُس کو اُس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں لے کر کھائے یا اُس میں سے پانی چلّو میں لے کر پیا یا پیالی میں تیل تھا، سر پر پیالی سے تیل نہیں ڈالا بلکہ کسی برتن میں یا ہاتھ پر تیل اس غرض سے لیا کہ اُس سے استعمال ناجائز ہے، لہٰذا تیل کو اُس میں سے لے لیا جائے اور اب استعمال کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرض استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا داڑھی میں لگاتے ہیں، اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال سے بچنا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے۔(3)

مسئلہ ۵: چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے، کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔(4)

مسئلہ ۶: سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لیے ہوں، مثلاً قرینہ سے (یعنی سجا کر) یہ برتن و قلم و دوات لگا دیے، کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے، ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔(5)

مسئلہ ۷: بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لاکر رکھتے ہیں، یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں، بلکہ پڑھانے والے کو دے دیتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۸: سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے، مثلاً تانبے، پیتل، سیسہ، بلور وغیرہا۔ مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے، فرشتے اُس کی

---

(2) المرجع السابق۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۴۔

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۵۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۶۔

زیارت کو آئیں گے۔ تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہیے، بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔(6)

مسئلہ ۹: جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے، جبکہ موضع استعمال (استعمال کی جگہ) میں سونا چاندی نہ ہو، مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اس جگہ مونھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے، اور قول اول اصح ہے۔(7)

مسئلہ ۱۰: چھڑی کی موٹھ (یعنی چھڑی کا دستہ) سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں

---

(6) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

" تانبے کے برتن سے وضو کرنا، اُس میں کھانا پینا، سب بلاکراہت جائز ہے، وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب ومستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔

ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے:

(منھا) ای من أداب الوضو (کون أنیته من خزف) اے

(ان ہی میں سے) یعنی آداب وضو میں سے (یہ ہے کہ وضو کا برتن پکی مٹی کا ہو)۔(ت)

(اے ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱ /۸۴)

اُسی میں اختیار شرح مختار سے ہے۔

(اتخاذھا) ای اوانی الاکل والشرب (من الخزف افضل اذلا سرف فیہ ولا مخیلۃ وفی الحدیث من اتخذ اوانی بیتہ خزفا زارتہ الملئکۃ ویجوز اتخاذھا من نحاس اور صاص ۲ے

کھانے پینے کے برتن مٹی کے ہونا افضل ہے کہ اُس میں نہ اسراف ہے نہ اِترانا، اور حدیث میں ہے: جو اپنے گھر کے برتن مٹی کے رکھے فرشتے اس کی زیارت کریں۔ اور تانبے اور رانگ کے بھی جائز ہیں۔ ۱۲

(۲ے ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۱۸)

اُسی میں ہے:

یکرہ الاکل فی النحاس بالغیر المطلی بالرصاص لانہ یدخل الصداء فی الطعام فیورث ضررا عظیما واما بعدہ فلا اے اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم. (اے ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۱۸)

بغیر قلعی کیے ہوئے تانبے کے برتن میں کھانا مکروہ ہے، کیونکہ اُس کا زنگ کھانے میں مل کر ضرر عظیم پیدا کرتا ہے اور قلعی ہو جانے کے بعد ایسا نہیں اھ ملخصاً۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱، ص ۷۳۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۷.

استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے، لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی اور اگر اُس کی شام (یعنی چھڑی کے سروں پر چڑھایا جانے والا کسی دھات کا چھلے کی طرح کا خول) سونے چاندی کی ہو، دستہ سونے چاندی کا نہ ہوتو استعمال میں حرج نہیں، کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے۔ اسی طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہوتو اس سے لکھنا ناجائز ہے کہ وہی موضع استعمال ہے اور اگر قلم کے بالائی حصہ میں ہوتو ناجائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱: چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے، جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے۔ محصل (خلاصہ) یہ ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے، اُس کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے اور اگر اس میں جگہ جگہ سونا چاندی ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز، ورنہ جائز۔ مثلاً چاندی کی انگیٹھی سے بخور کرنا مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اسی طرح اگر حقہ کی فرشی (یعنی پینیدا) چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے، اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے۔

اسی طرح حقہ کی موتھ نال (دھات وغیرہ کی بنی ہوئی چھوٹی سی نلی جسے حقے میں لگاتے ہیں) سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے اور اگر میچہ (حقہ کی نلیاں) پر جگہ جگہ چاندی سونے کا تار ہو تو اس سے حقہ پی سکتا ہے، جبکہ استعمال کی جگہ پر تار نہ ہو۔ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا تکیہ ہے جس سے پیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اسی طرح زین میں اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اس میں کام بنا ہوا ہو تو موضع استعمال میں نہ ہو۔ یہی حکم لگام اور دُمچی (8) کا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۲: برتن پر سونے چاندی کا مُلمّع ہو (یعنی برتن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہو) تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۳: آئینہ کا حلقہ جو بوقتِ استعمال پکڑنے میں نہ آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو، اس کا بھی وہی حکم ہے۔(11)

---

(8) یعنی تسمہ جو زین کے پچھلے حصے سے جڑا ہوتا ہے، دُم کے نیچے سے گزرتا اور زین کو آگے کی طرف سے جانے سے روکتا ہے۔

(9) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاکل والشرب، ج۲، ص۳۶۳.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۷.

(10) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاکل والشرب، ج۲، ص۳۶۴.

(11) المرجع السابق.

والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۸.

مسئلہ ۱۴: تلوار کے قبضے میں اور چھری یا پیش قبض (یعنی خنجر) کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۵: کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے، اس کے استعمال کا بھی وہی حکم ہے۔ (13) اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۱۶: ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا، جائز ہے اور اُس کا استعمال بھی جائز ہے، جبکہ اُس جگہ سے استعمال نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا لکڑی کا پیالہ تھا، وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا۔ (14) اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ (15)

❁❁❁❁❁

---

(12) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاکل والشرب، ج۲، ص ۳۶۴۔

والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۵۶۸۔

(13) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۵۶۸۔

(14) صحیح البخاري، کتاب فرض الخمس، باب ماذکر... إلخ، الحدیث: ۳۱۰۹، ج۲، ص ۳۴۴۔

(15) صحیح البخاري، کتاب الاشربۃ، باب الشرب... إلخ، الحدیث: ۵۶۳۸، ج۳، ص ۵۹۵۔

خبر کہاں معتبر ہے؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴿۶﴾﴾ (1)

اے ایمان والو! اگر فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اُسے خوب جانچ لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ناواقفی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچادو پھر تمھیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

مسئلہ ۱: اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لیے بھیجا، اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اگر اس نے آکر یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہے، اگرچہ حلّت وحرمت (یعنی حلال وحرام ہونا) دِیانات میں سے ہیں اور دیانات میں کافر کی خبر نامقبول ہے، مگر چونکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حلت وحرمت اس مقام پر ضمنی چیز ہے، لہٰذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہوجائے گی اور اصل خبر حلت وحرمت کی ہوتی تو نامعتبر ہوتی۔(2)

مسئلہ ۲: معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہونا اس وقت ہے، جب غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے۔(3)

---

(1) پ۲۶، الحجرٰت:۶.

(2) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاکل والشرب، ج۲، ص۳۶۴.

والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۹.

(3) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، جز۲، ص۳۶۲.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حکم شرعی یہ ہے کہ مشرک یعنی کافر غیر کتابی سے گوشت خریدنا جائز نہیں، اور اس کا کھانا حرام ہے، اگرچہ وہ زبان سے سو بار کہے کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، اس لئے کہ امر دینی میں کافر کا قول اصلا مقبول نہیں،

درمختار میں ہے:

←

مسئلہ ۴۳: گوشت خریدا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے، پھیرنے (واپس کرنے) کو لے گیا،

خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات ۱؎۔

معاملات میں کافر کی خبر بالاجماع مقبول ہے دینی معاملہ میں مقبول نہیں۔ (ت)

(۱؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۳۷)

نہایہ وغیرہا میں ہے:

من الدیانات الحل والحرمۃ ۲؎۔

دیانات میں سے حلال وحرام ہے۔ (ت) (۲؎ ردالمحتار بحوالہ النہایۃ کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۱۹)

ردالمحتار میں ہے:

فی التاتر خانیۃ قبیل الاضحیۃ عن جامع الجوامع لابی یوسف من اشتری لحما فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ اھ ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا یثبت الحرمۃ، فانہ بعد اخبارہ بالحل بقولہ ذبحہ مسلم کرہ اکلہ فکیف بدونہ ۱؎۔

تاتارخانیہ میں قربانی کے بیان سے تھوڑا پہلے ابو یوسف کی جامع الجوامع سے منقول ہے کسی نے گوشت خریدا تو معلوم ہوا کہ فروخت کرنے والا مجوسی ہے اور اس نے واپس کرنا چاہا تو مجوسی نے کہا اس کو مسلمان نے ذبح کیا ہے اس کا کھانا مکروہ ہے اھ تو اس کا مفاد یہ ہے کہ خالی فروخت کرنے والے کا مجوسی ہونا حرمت کو ثابت کرتا ہے کیونکہ مجوسی کے اس بیان کے بعد کہ اس کو مسلمان نے ذبح کیا ہے جو کہ حلال ہونے کی خبر ہے، کھانا مکروہ ہے، تو اس کے خبر نہ دینے کی صورت میں کیسے مکروہ نہ ہوگا۔ (ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۱۹)

ہاں اگر وقت ذبح سے وقت خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو، اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا خریدنا جائز اور کھانا حلال ہوگا، جب یہ حکم شرعی معلوم ہوگیا جواب سوالات ظاہر ہوگیا وہ پرانا طریقہ شرعاً محض حرام تھا، اس پر جمنا حرام، سخت حرام، اگرچہ دو نہیں، دو لاکھ ورغلائیں، جو حکم شرع کو بناوٹی بتائے اگر جاہل ہے سمجھایا جائے، ورنہ اس پر لزوم کفر ہے توبہ کرے، تجدید اسلام کرے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید، یہی حکم اس کے ساتھیوں کا ہے، یہ لوگ جب تک تائب نہ ہوں مسلمان ان سے میل جول نہ کریں،

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین ۲؎۔ (۲؎ القرآن الکریم ۶ / ۶۸)

اور کبھی شیطان تجھ کو بھلادے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے پاس مت بیٹھ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۲۸۱، ۲۸۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے، اب بھی اس گوشت کو کھانا ممنوع ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے، مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لا کر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے، وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کرسکتا ہے، کھانے کی چیز ہوتو کھاسکتا ہے۔ اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجی ہے، بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے۔ فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اس سے یہ شخص وطی بھی کرسکتا ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ ہمارے ولی یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے یہ خبر بھی معتبر ہے، جبکہ غالب گمان ان کی سچائی ہو، لہٰذا بچہ نے کوئی چیز خریدی مثلاً نمک، مرچ، ہلدی، دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ مثلاً اسے چند پیسوں کی مٹھائی یا پھل وغیرہ خریدنا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے، جبکہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو پیسے اس لیے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھالے۔ (6) یعنی جبکہ گمان غالب یہ ہو کہ اسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے، مثلاً یہ گمان ہے کہ چھپا کر لایا ہے، مٹھائی خرید رہا ہے، اس کے گھر والے ایسے کہاں ہیں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۶: کافر یا فاسق نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل ہوں، اس کی خبر اعتبار کی جاسکتی ہے اور اُس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں، جبکہ ظن غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: دیانات میں مخبر (خبر دینے والا) کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے۔ مثلاً حلت، حرمت، نجاست، طہارت اور اگر دیانت کے ساتھ زوالِ ملک بھی ہو مثلاً میاں بی بی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو اس کے ثبوت کے لیے فقط عدالت کافی نہیں، بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے دو ۲ مرد یا ایک مرد دو ۲ عورتیں ہوں اور یہ سب عادل

---

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۶۹.

(5) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، ج۷،ص۲۸.

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۷۰.

(7) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۵۷۰.

ہوں۔(8)

مسئلہ ۸: پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ خبر دی کہ یہ نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے، بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر فاسق یا مستور (یعنی وہ شخص جس کا عادل یا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو) نے خبر دی کہ پانی نجس ہے تو تحری (غور) کرے اگر دل پر یہ بات جمتی ہے کہ سچ کہتا ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمم کرے وضو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ جھوٹ کہتا ہے تو وضو کرے اور احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمم بھی کرلے اور اگر کافر نے نجاست کی خبر دی اور غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہ ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمم کرے۔(9)

مسئلہ ۹: ایک عادل نے یہ خبر دی کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی خبر دی یا ایک نے خبر دی کہ یہ مسلم کا ذبیحہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا ذبیحہ ہے، اس میں بھی تحری کرے، جدھر غالب گمان ہو اُس پر عمل کرے۔(10)

❁❁❁❁❁

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۱۔

(9) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۱۔

(10) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۳۔

لباس کا بیان

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم: تُو جو چاہے کھا اور تُو جو چاہے پہن، جب تک دو باتیں نہ ہوں، اسراف وتکبر۔ (1)

حدیث ۲: امام احمد ونسائی وابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اسراف وتکبر کی آمیزش نہ ہو۔ (2)

حدیث ۳: صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو

---

(1) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب قول اللہ تعالٰی: (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ)، ج۴، ص۴۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اعلٰی سے اعلٰی مباح کھانا کھاؤ اور بڑھیا سے بڑھیا مباح لباس پہنو، اللہ نے اعلٰی لباس اور اللہ نے کھانے تمہارے ہی لیے بنائے ہیں، حلال کھانے چھوڑنے کا نام تقویٰ نہیں حرام خصلتیں چھوڑنے کا نام تقویٰ ہے۔ بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر بھنگ چرس پینے میں نماز کے قریب نہیں آتے اور اپنے کو پہنچا ہوا کہتے ہیں، واقعی وہ شیطان تک پہنچے ہیں۔

۲۔ کھانے پینے کی مقدار میں حد سے بڑھ جانا اسراف وفضول خرچی ہے۔ کیفیت میں حد سے بڑھ جانا مخیلہ یا تکبر ہے اسی لیے علماء فرماتے ہیں: لاخیر فی اسرف اور لا اسرف فی الخیر یعنی اسراف میں بھلائی نہیں اور بھلائی میں اسراف نہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دل ونفس کی ہر خواہش پوری کرنا اسراف ہے کہ جو دل چاہے وہ ہی کھائے پیے اور فخر کی نیت سے اچھے کھانا مخیلہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۲۵)

(2) سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب البس ماشئت ... إلخ، الحدیث: ۳۶۰۵، ج۴، ص۱۶۲.

وسنن النسائي، کتاب الزکاۃ، باب الاختیال في الصدقۃ، الحدیث: ۲۵۵۵، ص۴۲۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے کہ ہر طیب وحلال چیز کھاؤ پہنو بشرطیکہ تکلف اور تکبر سے خالی ہو، دل ٹھیک رکھو۔

مصرعہ درویش صفت باش کلاہ تتری دار

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۲۶)

حِبرہ بہت پسند تھا۔ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی۔(3)

حدیث ۴: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو دیکھا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) سرخ حُلّہ پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں، میں کبھی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔(4)

---

(3) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب البرود والحبرة... إلخ، الحدیث:۵۸۱۳، ج۴، ص۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یمن کے تیار کردہ کپڑوں میں سے ایک قسم کے سوتی کپڑے کا نام حیرہ ہے ح کے کسرہ سے، یہ بہترین قسم کا کپڑا ہوتا ہے، سادہ سفید بھی ہوتا ہے اور سبز وسرخ دہاری والا بھی۔ حیر کے معنی ہیں سجاوٹ آراستگی، یہ کپڑا بڑا اچھا ہوتا ہے جس سے دولہنوں کو آراستہ کیا جاتا تھا اس لیے اسے حیرہ کہتے ہیں، قرآن کریم میں ہے: "فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ"۔ یہ کپڑا میل خوردہ ہوتا ہے، میل کو چھپالیتا ہے جلد جلد دھونا نہیں پڑتا اس لیے محبوب تھا۔ (مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۵۱)

(4) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال، الحدیث:۲۸۲۰، ج۴، ص۳۷۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام جابر ابن سمرہ ہے، کنیت ابوعبداللہ ہے، قبیلہ بنی عامر ہے، حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۷۴ چوہتر میں وفات پائی۔ (اکمال)

۲۔ اِضحیان الف اور ح کے کسرہ سے وہ رات جس میں چاند رات بھر رہے یعنی چودھویں شب اور بادل بھی نہ ہو آسمان صاف ہو جب یہ دو شرطیں ہوں تو اسے اضحیان کہتے ہیں۔

۳۔ اس طرح کہ کبھی تو آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینہ کے چاند شمس الضحٰی بدر الدجٰی کو صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور انور کا چہرہ دیکھنا بھی اعلٰی عبادت ہے جیسے قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن کو دیکھنے سے چہرہ انور دیکھنا اعلٰی وافضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے، ان کا نام مسلمان بنائے، ان کا چہرہ صحابی بنائے اور ان کا تصور عارف بناتا ہے۔ شعر

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ۔۔۔ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ۔۔۔ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

فرشتے قبر میں وہ چہرہ ہی دکھاتے ہیں پہچان کراتے ہیں قرآن مجید یا کعبہ معظمہ نہیں دکھاتے، انہیں کے چہرے کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے، ہر مؤمن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مؤمن کا سینہ مدینہ ہے۔ ہم نے عرض کیا ہے ←

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو بردہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی وفات انھیں میں ہوئی۔ (5) (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے)۔

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی اتنا نیچا کرلے کہ زمین سے لگ جائے) اُس کی طرف اللہ تعالٰی نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (6) ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت میں ہے، جو اترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا، اس کی طرف

بنادو میرے سینہ کو مدینہ　　　　نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۴ے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور انور نے خالص سرخ کپڑے کبھی نہ پہنے بلکہ اس سے مردوں کو منع فرمایا، ان جیسی احادیث میں سرخ دھاریوں والا جوڑہ مراد ہوتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔

۵ے ان حضرات کی نگاہ حقیقت بین تھی، حقیقت میں چہرہ مصطفوی چاند سے کہیں زیادہ حسین ہے کہ چاند صرف رات میں چمکے یہ چہرہ دن رات چمکے، چاند صرف تین رات چمکے یہ چہرہ ہمیشہ ہر دن رات چمکے، چاند جسموں پر چمکے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکے، چاند نور ابدان دے یہ چہرہ نور ایمان دے، چاند گھٹے بڑھے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ رہے، چاند کو گرہن لگے یہ کبھی نہ گہے، چاند سے عالم اجسام کا نظام قائم ہے حضور سے عالم ایمان کا۔ حضور انور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت میں نہ تھا بلکہ واقعہ یوں ہی ہے۔ چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ نہ کاٹے، حسنِ یوسف دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور حسنِ یوسفی سے حسن محمد کہیں افضل ہے لہٰذا حضرت جابر کا یہ فرمان بالکل درست ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکٰوۃ المصابیح، ج۸، ص۵۳)

(5) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب الاکسیۃ والخمائص، الحدیث: ۵۸۱۸، ج۴، ص۵۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

بعض حضرات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضور کے تبرکات کی زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور آپ انہیں زیارت کراتی تھیں۔ ملبد کے معنی ہیں لبادہ کیا ہوا یعنی پیوند پر پیوند لگتے لگتے نمدہ کے لباس کی طرح موٹا ہو چکا تھا۔

۲ے یہ اس دعا کا اثر ہے: اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا کہ میری زندگی و موت مسکین ہو کر ہو۔ شعر

بوریا ممنوں خواب راحتش　　　　تاج کسرٰی زیر پائے امتش

ہم جیسے کمینے غلام ان کے نام پر عیش کر رہے ہیں اور وہ خود اس حالت میں دنیا سے پردہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلٰی و عمدہ لباس بھی پہنے ہیں مگر ان کی عادت نہ ڈالی، ہر قسم کا لباس بے تکلف پہن لیتے تھے، آخر وقت یہ لباس جسم اطہر پر تھا لہٰذا یہ حدیث [illegible] کے خلاف نہیں کہ سھری اثر نعمۃ ربک علیک۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکٰوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۵۳)

(6) المرجع السابق، باب من جر [illegible] [illegible]لاء، الحدیث: ۵۷۸۸، ج۴، ص۴۶۔

اللہ (عزوجل) نظرِ رحمت نہیں کریگا۔(7) صحیح بخاری کی انھیں سے روایت ہے، کہ ایک شخص اترانے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا، زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔(8)

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے، وہ آگ میں ہے۔(9)

حدیث ۸: ابوداود و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہو، اس میں بھی حرج نہیں اور اس سے جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، جو تہبند کو ازراہِ

---

(7) المرجع السابق، الحدیث: ۵۷۹۱، ج ۴، ص ۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کپڑے میں تہبند، پاجامہ، قمیض، چادر سب ہی داخل ہیں ان میں سے جو بہت زیادہ نیچا ہو کر زمین پر گھسٹے اور ہو فخریہ فیشن کے طور پر اس پر یہ وعید ہے۔

۲۔ ان جیسے فرمانوں میں نہ دیکھنے سے مراد ہوتا ہے مہربانی و کرم کی نظر نہ دیکھنا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۵۹)

(8) المرجع السابق، الحدیث: ۵۷۹۰، ج ۴، ص ۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ظاہر یہ ہے کہ یہ مردگزشتہ امتوں میں کوئی تھا اس لیے امام بخاری نے یہ حدیث ذکر بنی اسرائیل کے باب میں نقل فرمائی۔ بعض نے فرمایا کہ یہ شخص قریب قیامت حضور کی امت سے ہوگا یعنی فیشن ایبل مسلمان مگر قول اول قوی ہے۔(اشعہ)

۲۔ یتجلل بنا ہے جلجلۃ سے جس کے معنی ہیں حرکت کرنے کی آواز یعنی وہ برابر نیچے کو جارہا ہے اس کے جانے کی آواز اللہ والے سن رہے ہیں، یہ شخص قارون کے علاوہ کوئی اور شخص ہے، قارون کے دھنسنے کی وجہ اس کا بخل اور اس کی بے ادبی بنی تھی۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۶۰)

(9) المرجع السابق، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، الحدیث: ۵۷۸۷، ج ۴، ص ۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے تہبند جہنمیوں کا لباس ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ حصہ تہبند کا دوزخ میں جائے گا اس شخص کو ساتھ لے کر، یہ مطلب نہیں کہ تہبند تو دوزخ میں جاوے اور یہ متکبر سیدھا جنت میں، یہاں بھی تکبر یعنی فیشن کے لیے تہبند نیچا رکھنا مراد ہے۔ گزشتہ احادیث اس حدیث کی شرح ہیں اور یہ حکم مردوں کے لیے ہے عورتوں کو ٹخنہ کے نیچے تہبند رکھنا چاہیے تاکہ ان کی پنڈلی کا کوئی حصہ حتی کہ ٹخنہ بھی نہ کھلے کہ یہ ستر عورت ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۶۱)

تکبر کمیے۔ (10)

حدیث ۹: ابو داود و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی ممانعت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی، عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: ایک بالشت لٹکالیں (یعنی آدھی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکائیں) عرض کی، اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے، ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں۔ (11)

---

(10) سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب موضع الازار أین ھو، الحدیث: ۳۵۷۳، ج ۴، ص ۱۴۸.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث: ۴۳۳۱، ج ۲، ص ۲۷۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ انصاف جمع فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ حقیقی آدھا ضروری نہیں قریبی آدھی پنڈلی تک ہونی چاہیے جیسے کہا جاتا ہے اوائل کتاب یا اواخر کتاب۔ اگر حقیقی آدھی پنڈلی مراد ہوتی تو نصف الساق فرمایا جاتا کہ پنڈلی کا نصف ایک ہی ہوتا ہے نہ کہ چند۔ (اشعہ)

۲۔ یعنی آدھی پنڈلی تک تہبند ہونا بہتر ہے ٹخنوں تک ہونا جائز، آج کل آدھی پنڈلی تک تہبند، منڈا ہوا سر بہت لمبی داڑھی وہابیوں کی نشانی ہے اس لیے ٹخنہ کے اوپر تہبند رکھے یعنی اس جائز کام پر عمل کرے سر نہ منڈائے، داڑھی صرف ایک مشت رکھے زیادہ بھی نہ رکھے تاکہ ان کی مشابہت سے بچے من تشبہ بقوم فھو منھم۔

۳۔ اسکی شرح ابھی گزری کہ صرف نیچا تہبند ہی دوزخ میں نہ جائے گا بلکہ اپنے پہننے والے کو بھی ساتھ لے جائے گا۔

۴۔ یہ پوری حدیث تین بار فرمائی یا صرف یہ آخری کلمہ ما اسفل الخ تین بار فرمایا۔

۵۔ اس فرمان عالی نے ساری حدیث کو مقید کر دیا یعنی فخریہ طور پر یا فیشن یا یہود و نصاری کی نقل کے لیے نیچے پائجامے پہننا دوزخ کا ذریعہ ہے۔ اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ فیشن یا شیخی کے لیے نیچے پائجامہ پہننا مکروہ تحریمی ہے اس کے بغیر مکروہ تنزیہی یا خلاف مستحب۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۷۷)

(11) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۴، ج ۴، ص ۸۳.

وباب في قدر الذیل، الحدیث: ۴۱۱۷، ج ۴، ص ۸۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی یہ فرمایا کہ مؤمن کے تہبند آدھی پنڈلی تک رہنے چاہئیں تب حضرت ام سلمہ نے یہ سوال پیش کیا۔

۲۔ یعنی مؤمن تو عورت بھی ہے اگر اس کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہے تو اس کی نماز کیسے درست ہوگی اور اس کی پنڈلی ستر ہے اس کا کھلا رکھنا اسے ممنوع ہے۔

۳۔ یعنی بمقابلہ مرد کے ایک بالشت اپنا تہبند زیادہ رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت زیادہ لٹکائے تاکہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔ ←

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ لٹک رہا تھا، ارشاد فرمایا: عبداللہ! اپنے تہبند کو اونچا کرو۔ میں نے اونچا کرلیا پھر فرمایا: زیادہ اونچا کرو۔ میں نے زیادہ کرلیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کسی نے عبداللہ سے پوچھا، کہاں تک اونچا کیا جائے؟ کہا، نصف پنڈلی تک۔ (12)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کریگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) میرا تہبند لٹک جاتا ہے، مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں (یعنی ان کے شکم پر تہبند رکتا نہیں تھا، سرک جاتا تھا)۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تم ان میں سے نہیں جو براہِ تکبر لٹکاتے ہیں۔ (13) (یعنی جو بالقصد تہبند کو نیچا کرتے ہیں، اُن کے لیے وہ وعید ہے۔)

۴۔ یعنی ایک بالشت زیادہ رکھنے میں اگرچہ بیٹھنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے گا مگر چلنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھلیں گے یا بے احتیاطی میں پنڈلی بھی کھل جائے گی لہذا ایک بالشت زیادہ ہونے سے بھی ستر حاصل نہ ہوگا۔

۵۔ گز سے شرعی گز مراد ہے یعنی ایک ہاتھ یا دو بالشت جو کہ ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ ہوتے ہیں شریعت میں اسی گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو بالشت زیادہ رکھے اس سے زیادہ نہ کرے ورنہ زمین پر گھسیٹے گا اور نجس ہوتا رہے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۸۰)

(12) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب خیلاء... إلخ، الحدیث: ۴۷۔ (۲۰۸۶)، ص۱۱۵۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا تھا جو کہ مرد کے لیے منع ہے۔

۲۔ حتی کہ آدھی پنڈلی تک اٹھ گیا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۳۔ یعنی اس فرمان عالی کے بعد میں نے جب بھی تہبند باندھا آدھی پنڈلی تک باندھا۔

۴۔ یہ حدیث بہت طریقہ سے مروی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مرد آدھی پنڈلی تک تہبند رکھے اگرچہ ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۸۰)

(13) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب من جر إزارہ من غیر خیلاء، الحدیث: ۵۷۸۴، ج۴، ص۴۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کپڑے سے مراد تہبند یا پائجامہ ہے اور نیچے سے مراد ٹخنوں کے نیچے ہے۔ تکبر افرما کر اشارہ کیا گیا کہ فیشن یا فخر کے لیے یہ حرکت مکروہ تحریکی ہے، بے خیالی میں نیچے ہوجانا اتنا سخت ممنوع نہیں جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہورہا ہے۔ غرضیکہ ان قیود سے بہت مسائل ←

معلوم ہوئے۔

۲؎ یعنی نظر رحمت،نظر کرم وعنایت نہ فرمائے گا۔اس کی شرح پہلے ہوچکی۔

۳؎ یعنی میں خود تو نہیں لٹکاتا بلکہ تہبند خود ہی لٹک جاتا ہے شکم کسی قدر بھاری ہے اس لیے پیٹ سے سرک جاتا ہے نہ ارادہ ہے نہ غرور۔

۴؎ یعنی ہم نے تکبر وغرور سے تہبند نیچا رکھنے سے ممانعت کی ہے تم کو غرور سے دور کا بھی تعلق نہیں اور پھر قصداً لٹکاتے بھی نہیں لہٰذا تم اس حکم کی زد میں نہیں آتے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۲۱۴)

بطورِ تکبر شلوار کو بڑا رکھنا

شاہِ ابرار،ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:ازار(یعنی تہبند)کا جوحصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔(صحیح البخاری،کتاب اللباس،باب اسفل من الکعبین فھو فی النار،الحدیث:۵۷۸۷،ص۴۹۴)

رسولِ انور،صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:مؤمن کا ازار اس کی پنڈلی کے پٹھوں تک ہے،پھر نصف پنڈلی تک،پھر ٹخنوں تک اور ٹخنوں سے نیچے جو ہوگا وہ جہنم میں ہے۔

(الترغیب والترھیب،کتاب اللباس والزینۃ،باب الترغیب فی القمیص۔۔۔۔۔۔الخ،الحدیث:۲،ج۳،ص۶۴)

نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:اللہ عزوجل قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔

(صحیح مسلم،کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب۔۔۔۔۔۔الخ،الحدیث:۵۴۵۳،۵۴،ص۱۰۵۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔

(المرجع السابق،الحدیث:۵۴۶۳،ص۱۰۵۱)

رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا اللہ عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔توحضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!اگر میں اپنے تہبند کا خیال نہ رکھوں تو وہ ڈھیلا ہوکر لٹک جاتا ہے۔توحضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔(سنن ابی داود،کتاب اللباس،باب فی قدر موضع الازار،الحدیث:۴۰۹۵،ص۱۵۲۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دو کانوں سے رسول اکرم،شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:جو محض تکبر اور لوگوں کی تحقیر کے ارادے سے اپنا تہبند گھسیٹ کر چلے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔(صحیح مسلم،کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب۔۔۔۔۔۔الخ،الحدیث:۵۴۵۹،ص۱۰۵۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا:حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک،سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ←

حدیث ۱۴: ابوداود نے عکرمہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ان

جو احکام ازار یعنی تہبند کے بارے میں ارشاد فرمائے قمیص کے بھی وہی ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۵، ص ۱۵۲۲)

حضرت سیدنا علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہبند کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مؤمن کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہو تو حرج نہیں۔ یا ارشاد فرمایا: اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو تو گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکا کر چلے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۱۵۲۲ الموسوعۃ للمسلم)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو لمبائی کی وجہ سے میرا تہبند لٹک رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم واقعی اللہ عزوجل کے بندے ہو تو اپنا تہبند اونچا کر لو۔ لہٰذا میں نے اپنا تہبند آدھی پنڈلیوں تک کرلیا۔ پھر مرتے دم تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تہبند اتنا ہی رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۲۷۱، ج ۲، ص ۵۱۰)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ جن سے اللہ عزوجل نہ تو کلام فرمائے گا، نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی، حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! خائب وخاسر ہونے والے یہ لوگ کون ہیں؟ تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا!

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب الترغیب فی القمیص، الحدیث: ۳۱۲۹، ج ۳، ص ۵۸)

ایک اور روایت میں تہبند لٹکانے والا کے الفاظ آئے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، الحدیث: ۲۹۳، ص ۶۹۶)

سیِّدُ المبلّغین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: کپڑا لٹکانے کا عمل تہبند، قمیص اور عمامہ میں بھی ہوسکتا ہے، جو تکبر کی وجہ سے ان میں سے کوئی چیز گھسیٹے گا اللہ عزوجل بروزِ قیامت اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۴، ص ۱۵۲۲) ←

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، الحدیث: ۴۰۸۴، ص ۱۵۲۱)

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے: اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ عزوجل سے ڈرو اور آپس میں صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے زیادہ جلد کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا، ظلم سے بچتے رہو کیونکہ ظلم سے زیادہ جلد کسی کی سزا نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے بچتے رہو جنت کی خوشبو 1,000 سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے مگر خدا عزوجل کی قسم! والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر کی وجہ سے تہبند لٹکانے والا جنت کی خوشبو نہ پاسکے گا، بے شک کبریائی تمام جہانوں کے پروردگار اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۶۴، ج ۴، ص ۱۸۷)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے پہنے ہوئے کپڑے لٹکائے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اگرچہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک معزز ہی کیوں نہ ہو۔ (مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب فی الازار وموضعہ، الحدیث: ۸۵۴۰، ج ۵، ص ۲۲۱)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشادفرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس حاضر ہوکر عرض کی: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس رات میں اللہ عزوجل بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے لیکن اس رات میں اللہ عزوجل مشرک، جادوگر، قطع رحمی کرنے والے، چادر لٹکانے والے، والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان، الحدیث: ۱۵۵۳، ج ۲، ص ۳۵)

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ ہم مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک شخص اپنے حلّے (جبے) میں اتراتا ہوا آیا، جب وہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ سے جانے لگا، تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشادفرمایا: اے بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم نہیں فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب فی الازار وموضعہ، الحدیث: ۸۵۳۲، ج ۵، ص ۲۱۹)

سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشادفرمایا: جس نے تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جرالثوب خیلاء، الحدیث: ۵۴۵۴، ص ۱۰۵۱ ثوبہ بدلہا زارہ)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ایک شخص اپنے کپڑوں میں اتراتا ہوا سر اکڑا کر ←

نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔(14)

حدیث ۱۳: ترمذی وابو داود نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔(15)

حدیث ۱۴: امام احمد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: سپید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور ستھرے ہیں اور انھیں میں اپنے مردے کفناؤ۔(16)

چل رہا تھا کہ اللہ عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، الحدیث:۵۷۸۹، ص ۴۹۴)

(14) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في قدر موضع الازار، الحدیث:۴۰۹۶، ج۴، ص ۸۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ عکرمہ ابن ابوجہل نہیں ہیں وہ تو صحابی ہیں بلکہ آپ عکرمہ تابعی ہیں، حضرت ابن عباس کے کاتب اور آزاد کردہ غلام، فقہاء مکہ معظمہ سے ہیں، اسی سال عمر پائی، ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی۔

۲۔ تہبند باندھنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہوتا ہے کہ اگلے حصہ کا کنارہ زیادہ نیچا ہوحتی کہ قدم پر پڑ جائے اور پچھلا حصہ اونچا ہو اس میں پچھلے حصہ کا اعتبار ہے۔

۳۔ اس طرح تہبند باندھنا حضور سے کبھی کبھی ثابت ہوا ہے۔ اس سے صرف حضرت ابن عباس ہی کو اطلاع ہوئی اور صحابی سے یہ عمل ثابت نہیں۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۲۱۵)

(15) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب ماجاء في القمیص، الحدیث:۴۰۲۷، ج۴، ص ۶۱.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث:۴۳۲۹، ج۲، ص ۲۷۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ لہذا سنت یہ ہی ہے کہ قمیض کی آستینیں نہ تو کلائی سے اوپر ہوں نہ نیچے یعنی ہتھیلی یا انگلیوں تک۔ جن روایات میں ہے کہ حضور انور کی آستینیں انگلیوں تک ہوتی تھیں وہاں جبہ کی آستینیں مراد ہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ جبہ کی آستینیں دراز ہوتی تھیں قمیض کی آستینیں چھوٹی، آج کل قمیض کی آستینیں آدھی کلائی تک بعض لوگ رکھتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے۔ شلوکے یا واسکٹ کی آستینیں بازو تک ہوتی ہیں یا بالکل نہیں ہوتیں یہ بھی جائز ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۱۷۴)

(16) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند البصریین، حدیث سمرۃ بن جندب، الحدیث:۲۰۱۷۴، ج۷، ص ۲۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اطیب بنا ہے طیب سے اگر طیب خبیث کا مقابل ہو تو بمعنی حلال ہوتا ہے جیسے رب تعالٰی کا فرمان: "لَا یَسْتَوِی ←

حدیث ۱۵: ابن ماجہ نے ابو داود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سب میں اچھے وہ کپڑے جنھیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو، سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔(17)

حدیث ۱۶: ترمذی و ابو داود نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرے اور انھوں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو سلام کیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے سلام کا جواب نہیں دیا۔(18)

اَلْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ" ورنہ اس کے معنی ہوتے پسندیدہ شرعًا یا عقلًا یا طبعًا یہاں اس ہی آخری معنی میں ہے یعنی سفید کپڑا پاکیزہ بھی ہے کہ ذرا سا دھبہ دور سے معلوم ہوجاتا ہے اور دھولیا جاتا ہے، رنگین کپڑے کے داغ دھبے نظر نہیں آتے، نیز رنگین کپڑے کے دھونے میں رنگ ڈھل جانے کا خطرہ ہوتا ہے سفید کپڑے میں یہ خطرہ نہیں، نیز سفید کپڑا اپنے پیدائشی رنگ پر ہے رنگین کپڑے کا رنگ عارضی۔اطیب کے معنی میں دل پسند، جتنا حسن وزیبائش سفید کپڑے میں ہے اتنا دوسرے میں نہیں۔وہ جو وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا یا سرخ جوڑا یعنی سرخ دھاری والا جوڑا پہنا یا عورت کا کپڑا رنگین ہو وہ سب بیان جواز کے لیے ہے یہ فرمان عالی بیان استحباب کے لیے۔بعض طلباء صوفیاء رنگین کپڑے پہنتے ہیں وہ محض اس لیے کہ جلد جلد دھونا نہ پڑیں ورنہ مسلمان کے لیے سفید کپڑا بہت ہی بہتر ہے۔

۲۔ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ عورت کو رنگین کفن دو غلط ہے ہر مردہ کو سفید کفن دینا بہتر ہے کہ اب اس کی گفتگو اور ملاقات فرشتوں سے ہونے والی ہے تو اچھے کپڑوں میں ہونی چاہیے اچھے کپڑے سفید ہیں۔یہاں مرقات نے سفید رنگت پر بہت اعلیٰ گفتگو کی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۱۸۳)

(17) سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب البیاض من الثیاب، الحدیث: ۳۵۶۸، ج۴،ص ۱۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مسجدوں میں نماز کے لیے سفید کپڑے پہن کر آؤ اور قبروں میں سفید کفن لے کر جاؤ کہ رب تعالٰی سفید لباس پسند فرماتا ہے۔مؤمن مر کر اللہ تعالٰی سے ملاقات کرتا ہے تو چاہیے کہ سفید کفن میں ملاقات کرے۔(مرقات) نیز مرتے ہی حضور کا دیدار بھی ہوتا ہے دوسرے مسلمانوں کی ملاقاتیں بھی، تو چاہیے کہ یہ سب کچھ سفید کفن میں ہو اسی لیے کفن میں خوشبو ملتے ہیں کہ مدینہ کے دولہا سے مہکتے ہوئے ملاقات ہو۔بعض لوگ شب کو وضو کر کے خوشبو مل کر سوتے ہیں کہ دیدار یار خواب میں نصیب ہو تو اچھی حالت میں ہو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۲۲۷)

(18) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في کراھیۃ لبس المعصفر للرجال، الحدیث: ۲۸۱۶، ج۴،ص ۳۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خالص سرخ کیونکہ مخطط سرخ مرد کو بلا کراہت جائز ہے، یہ حضرت اس وقت تہبند بھی سرخ پہنے تھے اور قمیص بھی سرخ۔ ←

حدیث ۱۷: ابو داود نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کے سامنے آئیں، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) نے مونھ پھیر لیا اور یہ فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو اُس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے، سوا مونھ اور ہتھیلیوں کے۔(19)

۲۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے مرد کے لیے سرخ کپڑے پہننا حرام فرمایا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کرنے کی حالت میں انسان سلام کے جواب کا مستحق نہیں ہوتا، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔

۳۔ طبرانی نے بروایت عمران ابن حصین روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سرخ رنگ سے بچو کہ یہ شیطانی زینت ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹۸)

(19) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب فیما تبدي المرأۃ من زینتھا، الحدیث: ۴۱۰۴، ج۴، ص۸۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت اسماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں یعنی عائشہ صدیقہ کی بہن، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، یہ واقعہ پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (مرقات)

۲۔ ان کی قمیض بھی باریک کپڑے کی تھی جس سے بازو وغیرہ نظر آتے تھے اور دوپٹہ بھی باریک تھا جس سے سر کے بال چمک رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بھی باریک کپڑے ایجاد ہوچکے تھے اب تو بہت ہی برا حال ہے۔

۳۔ یہ منہ پھیر لینا یا تو اظہار ناراضی کے لیے تھا یا نگاہ پاک کی حفاظت کے لیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نزول احکام سے پہلے بھی احکام پر عامل تھے۔

۴۔ اس طرح کہ قریب بلوغ ہوجائے مراہقہ، مراہقہ ہونے کی عمریں مختلف ہیں۔ تندرست لڑکیاں جلد اور کمزور لڑکیاں دیر سے اس حد کو پہنچتی ہیں اس لیے لڑکی کے بلوغ کی عمر نو برس سے پندرہ برس تک کی عمر ہے اور لڑکے کے لیے بارہ برس سے پندرہ برس تک، جیسی تندرستی و صحت ویسے ہی بلوغ۔ خیال رہے کہ محیض کے معنی ہیں حیض مگر اس سے مراد ہے بلوغ کیونکہ لڑکی کا بلوغ اکثر اس سے ظاہر ہوتا ہے اگرچہ زیر ناف بال اور حمل بھی بلوغ کی علامت ہے، پستان کا ابھار اس کی خاص علامت نہیں۔

۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اگر باریک کپڑے میں سے جسم نظر آرہا ہو تو وہ ننگے جسم کے حکم میں ہے اس کو پہن کر نماز نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ عورت کے ہاتھ کلائیوں تک اور چہرہ ستر نہیں مگر اب اجنبی کو اس کا دیکھنا حرام ہے، یہ فرمان عالی پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۱۷)

عورت کا باریک لباس پہننا

یعنی عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے اس کی جلد کی رنگت یا اعضاء کی بناوٹ جھلکتی ہو ←

حدیث ۱۸: امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، کہ حفصہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس باریک دوپٹا اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دے دیا۔(20)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے (اس زمانے میں) نہیں دیکھا: (۱) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دُموں جیسے کوڑے ہوں گے، اُن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور (۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی، وہ راہِ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی راہِ حق سے بھٹکی ہوئی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک جانب جھکے ہوئے ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب النساء الکاسیات، الحدیث: ۵۵۸۲، ص ۱۰۵۸)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جو زینوں پر سوار ہوں گے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہوگی جو خود تو مساجد کے دروازوں پر پڑاؤ ڈالے ہوں گے لیکن ان کی عورتیں (اتنا باریک) لباس پہنے ہوں گی (کہ) بے لباس (معلوم) ہوں گی، لاغر و کمزور بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح سروں کو اٹھائے ہوں گی، ان عورتوں پر تم بھی لعنت بھیجو کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے، اگر تمہارے بعد کوئی اُمت ہوتی تو تمہاری عورتیں اس اُمت کی اسی طرح خدمت کرتیں جس طرح تم سے پہلی اُمتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الحضر والاباحۃ، باب اللعن، الحدیث: ۵۷۲۳، ص ۵۰۲)

سرکارِ مدینہ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا جہنم والوں میں زیادہ جہنمی تعداد عورتوں کی ہے۔(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۲۴۱، ص ۲۶۳)

(20) الموطا للامام مالک، کتاب اللباس، باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، الحدیث: ۱۷۳۹، ج ۲، ص ۴۱۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ علقمہ ابن قیس نہیں جو کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کے خاص ساتھیوں میں سے ہیں بلکہ علقمہ ابن ابوعلقمہ ہیں، ان کے باپ کا نام بلال ہے، حضرت عائشہ صدیقہ کے آزاد کردہ غلام، کنیت ابوعلقمہ، آپ خود بھی تابعی ہیں اور ان کے والد ابوعلقمہ بھی تابعی، ان کی ماں کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

۲۔ یہ عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق ہیں اور یہ حفصہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی بھتیجی ہیں اور منذر ابن زبیر ابن عوام کی بیوی۔

۳۔ یعنی اس دوپٹہ کو پھاڑ کر دو رومال بنا دیئے تاکہ اوڑھنے کے قابل نہ رہے رومال کے کام آوے لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے یہ مال ضائع کیوں فرمادیا۔

۴۔ یہ ہے عملی تبلیغ اور بچوں کی صحیح تربیت و تعلیم۔ اس دوپٹہ سے سر کے بال چمک رہے تھے ستر حاصل نہ تھا اس لیے یہ عمل فرمایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۲۰) ←

حدیث ۱۹: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ (21)

(21) سنن الترمذي، كتاب اللباس، باب في سدل العمامة بين الكتفين، الحديث: ۱۷۴۲، ج ۳، ص ۲۸۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی عمامہ شریف کا کنارہ مبارکہ جسے فارسی میں شملہ اور عربی میں عذبہ کہتے ہیں نصف پیٹھ تک ہوتا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا تھا خواہ پیٹھ پر یا سینہ پر مگر سینہ پر ہونا افضل ہے یعنی سامنے۔ (مرقات ولمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۲۰)

عمامہ شریف کے فضائل

پیارے بھائیو! عُشّاق کیلئے تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ عمامہ شریف مِیٹھے مِیٹھے آقا، مکّی مَدَنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّت ہے اگرچہ عمامہ شریف کی فضیلت میں کثیر احادیث وَارِد ہیں آپ کی ترغیب وتحریص کے لئے ''حضور نے سبز عمامہ بھی باندھا'' کے 23 حروف کی نسبت سے عمامہ شریف کے فضائل پر مشتمل 23 روایات درج ذیل ہیں:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا: ''اے ابو عبدالرحمن کیا عمامہ باندھنا سنّت ہے؟'' آپ نے فرمایا: ہاں (سنّت ہے)۔ (عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب العمائم، ۱۵ / ۲۲)

بُردبار بننے کا آسان عمل

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا یعنی عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (معجم کبیر، عبداللہ بن العباس، ۱۲ / ۱۷۱، حدیث: ۱۲۹۴۶)

یہی روایت سیّدنا اُسامہ بن عُمَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی مروی ہے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸ / ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۲۷)

حضرت علامہ عبدالرء وف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: (عمامہ باندھو) تمہارا حلم بڑھے گا اور تمہارا سینہ کشادہ ہوگا کیونکہ ظاہری وضع قطع کا اچھا ہونا انسان کو سنجیدہ اور باوقار بنا دیتا ہے نیز غصے، جذباتی پن اور خسیس حرکات سے بچاتا ہے۔

(فیض القدیر، حرف الہمزۃ، ۱ / ۷۰۹، تحت الحدیث: ۱۱۴۲)

حِلم ایک بے بہا دولت

پیارے بھائیو! بلاشبہ حِلم (بُردباری) ایک ایسی بے بہا دولت ہے کہ لاکھوں بلکہ اربوں روپے میں بھی خریدی نہیں جاسکتی لیکن نبیِّ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی امت پر شفقت واحسان فرماتے ہوئے انتہائی آسان عمل ارشاد فرما دیا کہ جس کی بدولت ہم غصے اور جذباتی پن سے نجات پاکر اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت علامہ محمد بن جعفر کتّانی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

←

....

حضرت سیدنا اُسامہ بن عُمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے: وَاعْتَمُّوا تَحْلُمُوا یعنی عمامے باندھو بُردبار ہو جاؤ گے۔
(الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص ۱۰ مختصراً)

عمامہ شریف حسن و جمال کا ذریعہ

حضرت علامہ شہاب الدین محمد الابشیہی عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ القَوِی روایت نقل فرماتے ہیں: تَعَمَّمُوا تَزْدَادُوا جَمَالاً یعنی عمامے باندھو! تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔ (المستطرف، الباب السادس والاربعون فی الخلق وصفاتھم الخ، ۲/۵۲)

پیارے بھائیو! واقعی عمامہ شریف باندھنے سے حسن و جمال میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن بُریدہ اَسلَمِی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ایک گھر کے قریب سے گزرے تو ایک عورت نے اَشعار میں ایک شخص (نصر بن حجاج جس کا تعلق بنی سُلَیم سے تھا) کا ذکر کیا، جو کہ بہت حسین وجمیل تھا۔ آپ نے صبح اسے دربار میں طلب فرمایا، یہ خوبصورت بالوں اور حسین چہرے والا شخص تھا۔ آپ نے اسے بال کٹوانے کا حکم فرمایا اس نے کٹوا دیئے مگر اس کی پیشانی کھل جانے کے باعث اور حسین لگنے لگا آپ نے اسے عمامہ شریف باندھنے کا حکم دیا (تاکہ اس کی پیشانی چھپ جائے) اس نے عمامہ باندھا تو اس کے حُسن میں اور اضافہ ہوگیا بالآخر آپ نے اسے بصرہ بھیج دیا۔ (طبقات ابن سعد، باب ذکر استخلاف عمر، ۳/۲۱۶ ملتقطاً)

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان ذُوالنُّورین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق علامہ احمد بن محمد اُندلسی عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ اَجمَلُ النَّاسِ اِذَا اعْتَمَّ یعنی آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ جب عمامہ شریف باندھتے تو سب سے زیادہ حسین وجمیل نظر آتے۔
(عقد الفرید، کتاب العسجدۃ الثانیۃ، باب نسب عثمان وصفتہ، ۵/۳۶)

عمامے تاج ہیں

حضرت سیدنا اَبُو المَلِیح رَحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْماً وَالعَمَائِمُ تِیجَانُ العَرَب یعنی عمامہ باندھو تمہاری بردباری (قوتِ برداشت) میں اضافہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ یہی حدیث حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی مروی ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الملابس فصل فی العمائم، ۵/۱۷۵، حدیث: ۶۲۶۰، کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ۱۵، ۸/۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۲۸)

حضرت علامہ عبد الرء وف مناوی عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ القَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''اہلِ عرب کے لئے عمامے تاجِ شاہی کی حیثیت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دیہات میں عماموں والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں اکثر لوگ ننگے سر یا ٹوپی پہنتے ہیں۔''
(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۱/۷۰۹، تحت الحدیث: ۱۱۴۳ ملخصاً)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الکَرِیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اَلْعَمَائِمُ تِیجَانُ العَرَب (1) یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (جامع صغیر، حرف العین، الجز الثانی، ص ۳۵۳، حدیث: ۵۷۲۳ مختصراً) ←

....

حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: عماموں کو تاج اس لئے فرمایا کہ اس میں عزت، خوبصورتی، ہیبت اور وقار ہے، جیسا کہ بادشاہوں کے تاج انہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتے ہیں (اسی طرح عمامہ بھی عام لوگوں سے ممتاز کر دیتا ہے)۔ (فیض القدیر، حرف العین، ۴/۵۱۵، تحت الحدیث: ۵۷۲۳)

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم کے سر پر اپنا عمامہ جس کا نام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "سحاب" رکھا تھا وہ باندھا تو فرمایا: اے علی! "عمامے عرب کے تاج ہیں۔" (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، آداب التعمم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۰۵ مختصراً)

عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مسجدوں میں بغیر عمامے اور عمامے باندھ کر آیا کرو اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۵)

حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو مسجد میں آؤ، چاہے ٹوپی پہن کر یا سر بند اور عمامہ شریف باندھ کر اور (عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے) جمعہ اور جماعت کو ہرگز ترک نہ کرو۔ مزید فرماتے ہیں کہ "ایک اور روایت میں ہے (عمامے) مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہیں یعنی جیسے تاج بادشاہوں کی نشانی ہوتے ہیں اسی طرح عمامے مسلمانوں کی نشانی ہیں۔ (فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۱/ ۸۹، تحت الحدیث: ۴۰ ملتقطاً)

پیارے بھائیو! اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمامے نہ صرف عربوں کے تاج ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے تاج ہیں لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ ان (عماموں) میں اپنی عزت و آبرو سمجھیں اور ان پر مُداوَمت (ہمیشگی) اختیار کریں۔

ٹوپی اور عمامہ

حضرت سیّدنا رُکانہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْعِمَامَۃُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ فَصْلٌ مَّابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ یُعْطٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِکُلِّ کَوْرَۃٍ یُّدَوِّرُھَا عَلٰی رَاْسِہٖ نُوْراً یعنی ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیازی علامت ہے، عمامہ باندھنے والے (مسلمان) کو اپنے سر پر باندھے جانے والے ہر پیچ کے بدلے قیامت کے دن ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۱۳۲، حدیث: ۴۱۱۲۶)

حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عمامہ ٹوپی پر باندھا جائے یا صرف سر پر، عمامے کی سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ افضل ٹوپی پر ہی ہے۔ اس بات کا بھی خیال رہے کہ عمامے کی لمبائی اور چوڑائی میں اپنے زمانے ←

اور علاقے کے عمامہ پہننے والے لوگوں کا خیال کرے کیونکہ عُرف و عادت سے زیادہ (بڑا عمامہ) باندھنا مکروہ ہے۔

(فیض القدیر، حرف العین، ۴/ ۵۱۵، تحت الحدیث: ۵۷۲۵)

پیارے بھائیو! بغیر ٹوپی کے عمامہ شریف باندھنا بھی جائز ہے اور یہ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت بھی ہے جیسا کہ حضرت سیِّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما بیان فرماتے ہیں: كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَيَلْبَسُ الْعَمَائِمَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر ٹوپی اور ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف بھی پہنتے تھے۔ (کنز العمال، کتاب الشمائل، قسم الاقوال، الجزء: ۷، ۴/ ۴۶، حدیث: ۱۸۲۸۲، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، الفصل الاول فی المتفرقات، واما لباسہ وثیابہ ومتاعہ علیہ السلام، ۲/ ۱۹۰)

اسی طرح خاتم المُحَدِّثین، حضرت علامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گاہ عمامہ بے کُلاہ میپچیدو گاہ با کُلاہ و گاہ کُلاہ بے عمامہ یعنی سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بعض اوقات بغیر ٹوپی کے عمامہ شریف باندھ لیا کرتے، کبھی ٹوپی پر عمامہ مبارک باندھتے تو کبھی کبھار صرف ٹوپی بھی زیب سر فرما لیا کرتے تھے۔ (شرح سفر السعادۃ، ص۴۳۶)

پیارے بھائیو! یاد رکھئے اگرچہ ٹوپی کے بغیر عمامہ باندھنا بھی جائز ہے لیکن ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنا افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

عمامے کے ہر پیچ پر نیکی

حضرت سیِّدنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہاری بردباری (قوتِ برداشت) میں اضافہ ہوگا اور جو عمامہ باندھے اسے ہر پیچ کے بدلے ایک نیکی عطا ہوگی اور جب (دوبارہ پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر پیچ کھولنے پر ایک گناہ مٹا دیا جائے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۸ مختصراً

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس روایت کو یوں نقل فرماتے ہیں: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصدِ ترک بلکہ بارادہ معاودت اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔ دونوں معنی محتمل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم والحدیث اشد ضعفا فیہ ثلثۃ متر کون متھمون عمرو بن الحصین عن ابی علاثۃ عن ثویر (فتاوٰی رضویہ، ۶/ ۲۱۴)

عمامے ترک کردینے کا نقصان

حضرت سیِّدنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اَلْعَمَائِمُ ←

وَقَارٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ عِزٌّ لِلْعَرَبِ فَإِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا یعنی عمامے مسلمانوں کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے باندھنا چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجزء:۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث:۴۱۱۳۹)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْعَمَائِمُ تِیجَانُ الْعَرَبِ فَإِذَا وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعَ اللهُ عِزَّهُمْ یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں، پس جب وہ (یعنی عرب) عمامے اتار دیں گے تو اللہ عزَّ وجلَّ ان کی عزت کو ختم فرما دے گا۔ (فردوس الاخبار، باب العین، ۲/ ۹۱، حدیث:۴۱۰۹)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''عماموں کو تاج اس لئے فرمایا ہے کہ یہ تاج کے قائم مقام ہیں۔'' (فیض القدیر، حرف العین، ۴/ ۵۱۵، تحت الحدیث:۵۷۲۴)

پیارے بھائیو! یقیناً عمامہ شریف ایسی عزت، مرتبے اور شان والی چیز ہے کہ جو شخص عمامہ شریف کی پابندی کرتا ہے وہ بھی عزت، مرتبے اور شان والا ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اسے عربوں اور مسلمانوں کا تاج فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے تاجوں (عماموں) کی حفاظت کے لئے انہیں سر پر سجانا چاہئے۔

حضرت سیدنا خالد بن معدان علیہ رحمۃ الرحمٰن مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم صدقے کے کچھ کپڑے لے کر تشریف لائے اور انہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں تقسیم فرما کر ارشاد فرمایا: اِعْتَمُّوْا خَالِفُوْا عَلَى الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ یعنی عمامے باندھو اگلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کی مخالفت کرو (کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے)۔

(شعب الایمان، باب فی الملابس الخ، فصل فی العمائم، ۵/ ۱۷۶، حدیث:۶۲۶۱)

عمامہ باندھنے کی ترغیب

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَا الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ یعنی تم پر عمامے لازم ہیں بے شک عمامے ملائکہ کی علامت ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔'' یہی روایت حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی مروی ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الملابس، فصل فی العمائم، ۵/ ۱۷۶، حدیث:۶۲۶۲ واللفظ لہ، معجم کبیر، باب العین، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ۱۲/ ۲۹۴، حدیث:۱۳۴۱۸)

اس حدیث پاک کے تحت حضرت علامہ سید محمد بن جعفر کتانی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: عارف باللہ حفنی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ عمامے فرشتوں کی نشانی ہیں، بدر کے روز فرشتے زرد عمامے سجائے، شملے لٹکائے نازل ہوئے تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم امتیوں سے فرشتوں کی صفات سے متصف ہونے کا تقاضا فرما رہے ہیں۔

(الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص۸) ←

حدیث ۲۰: بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

عمامہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں فرق کرنے والا

حضرت سیدنا علی المرتضی کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلّم نے غدیر خُم کے دن میرے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میری پشت پر لٹکا دیا اور فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّنِی یَوْمَ بَدْرٍ وَحُنَیْنٍ بِمَلَائِکَۃٍ یَعْتَمُّوْنَ ھٰذِہِ الْعِمَّۃَ وَقَالَ اِنَّ الْعِمَامَۃَ حَاجِزَۃٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ یعنی بے شک اللہ عزّ وجلّ نے بدر اور حنین کے دن میری مدد فرمائی ایسے فرشتوں سے جو یہ عمامے باندھے ہوئے تھے، بے شک عمامہ کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب السبق والرمی، باب التحریض علی الرمی، ۱۰/ ۲۴، حدیث: ۱۹۷۳۶، مسند طیالسی، احادیث علی بن ابی طالب، ص ۲۳، حدیث: ۱۵۴)

تھی بدر میں دستار فرشتوں کے سروں پر
باندھے ہوئے آئے تھے مددگار عمامہ

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم، رء وف رحیم صلّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: رَاَیْتُ اَکْثَرَ مَنْ رَاَیْتُ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ مُتَعَمِّمِیْنَ یعنی میں نے جن فرشتوں کو دیکھا ہے ان میں اکثر عماموں والے تھے۔ یہی روایت حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ ابن عساکر، ۲۲/ ۸۱، کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الرابع فی القبائل وذکرہم الخ الجزء: ۱۲، ۶/ ۲۰، حدیث: ۳۳۸۸۸)

حضرت سیدنا عبد الاعلی بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک، صاحب لولاک صلّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو بلا کر آپ کے سر پر عمامہ شریف باندھا جس کا شملہ آپ کی پیٹھ پر تھا پھر فرمایا: ھٰکَذَا فَاعْتَمُّوْا! فَاِنَّ الْعِمَامَۃَ سِیْمَا الْاِسْلَامِ وَھِیَ حَاجِزَۃٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ یعنی عمامہ اس طرح باندھو! بے شک عمامہ اسلام کی علامت (یعنی نشانی) ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق کرنے والا ہے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، آداب التعمم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۰۴)

حضرت علامہ عبد الرء وف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی روایت نقل فرماتے ہیں کہ عمامے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان امتیازی علامت ہیں۔ (کنوز الحقائق، حرف العین، ۱/ ۴۰۰، حدیث: ۴۹۳۹)

فرشتوں کے تاج

حضرت سیدنا علی کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلّم نے عمامے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، آداب التعمم، الجزء: ۱۵، ۸/ ۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۰۶)

عمامہ باندھنا فطرت ہے

حضرت سیدنا رُکانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلّم فرماتے ہیں میری اُمت ہمیشہ ←

اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔ (22)

فطرت پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔
(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ۱۵، ۸ / ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۴۰)

حضرت علامہ مُلّا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ البارِی ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: فطرت ایسی قدیم سنت کو کہتے ہیں کہ جسے تمام انبیاء کرام عَلَیہِمُ السَّلام نے اختیار کیا ہو اور تمام شریعتوں میں اس پر عمل کیا گیا ہو، گویا وہ ایسی طبعی چیز ہے کہ سب کی پیدائش اسی پر ہوئی ہے۔
(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ۸ / ۲۰۸، تحت الحدیث: ۴۴۲۰

عمامہ باعثِ عزت

حضرت سیدنا خالد بن معدان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن مُرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَکرَمَ ھٰذِہِ الاُمَّۃَ بِالعَصَائِبِ یعنی بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔
(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ۱۵، ۸ / ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۷ مختصراً

شیاطین عمامے نہیں باندھتے

حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی حدیث پاک نقل فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تَعَمَّمُوا فَاِنَّ الشَّیَاطِینَ لَا تَتَعَمَّمُ یعنی عمامے باندھو! بے شک شیاطین عمامے نہیں باندھتے۔
(لباب الحدیث، الباب الثانی عشر فی فضائل العمائم، ص ۲۱)

حضرت سیدنا رُکانہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: فَرقُ مَا بَینَنَا وَبَینَ المُشرِکِینَ العَمَائِمُ عَلَی القَلَانِسِ یعنی ہم میں اور مشرکوں میں ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔
(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۴ / ۷۶، حدیث: ۴۰۷۸)

(22) شعب الایمان، باب في الملابس، فصل في العمائم، الحدیث: ۶۲۶۲، ج۵، ص۱۷۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ہمیشہ یا نماز کے وقت عمامہ باندھا کرو۔ عمامہ کے ساتھ ایک نماز بغیر عمامہ کی ستر نمازوں سے افضل ہے مگر عمامہ سنت کے مطابق چاہیے کہ ٹوپی پر باندھا جائے مع شملہ کے ہو، عام دنوں میں سات ہاتھ ہو جو جمعہ کی نماز میں بارہ ہاتھ، شملہ آدھی پیٹھ تک ہو سفید ہو یا سیاہ مگر سرخ رنگ کا نہ ہو۔ عمامہ کے تفصیلی مسائل عالمگیری وغیرہ میں ملاحظہ کرو۔

۲۔ یا تو فرشتے رحمت کے نوری عمامہ باندھتے ہیں جو ان کی شان کے لائق ہے یا جب شکل انسانی میں آتے ہیں تو عمامہ باندھ کر آتے ہیں۔ چنانچہ بدر میں جب غازیوں کی امداد کے لیے آئے تو عمامہ باندھتے تھے، قرآن کریم فرماتا ہے: "یُمدِدکُم رَبُّکُم بِخَمسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ المَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِینَ"۔ ان کی نشانیاں عمامے تھے، ان کے رنگ زرد تھے، شملے کندھوں پر پڑے تھے۔ (مرقات) ←

حدیث ۲۱: ترمذی نے رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ کالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔(23)

حدیث ۲۲: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ کالہٖ وسلَّم) نے مجھ سے یہ فرمایا: عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو، جب تک پیوند نہ لگالو۔(24)

۳ـ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شملہ پشت کے پیچھے لٹکاتے تھے کبھی داہنی جانب سینہ پر بھی ہوتا تھا، دونوں طریقے سنت ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶ص۲۱۶).

(23) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب العمائم علی القلانس، الحدیث:۱۷۹۱، ج۳،ص۳۰۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اـ آپ رکانہ ابن عبد یزید ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ہیں، قریشی ہاشمی ہیں، بڑے محدث بڑے شجاع صحابی ہیں، خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۲ـ یعنی بغیر ٹوپی عمامہ باندھنا طریقہ مشرکین ہے اور ٹوپی پر عمامہ باندھنا طریقہ مؤمنین ہے لہذا ٹوپی پر عمامہ باندھو ٹوپی خواہ سر سے چمٹی ہوئی ہو یا اٹھی ہوئی جسے پنجابی میں کلاہ کہتے ہیں۔(مرقات) عمامہ بہت افضل ہے، بغیر عمامہ کی ۷۰ نمازیں اور عمامہ سے ایک نماز برابر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندھے کہ ٹوپی کھلی نہ رہے اگر کلاہ ہو تو اس کے نیچے بھی عمامہ کا کچھ حصہ ہو۔ ٹوپی کھلے رہنے میں اعتجار کا احتمال ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ سر کے آس پاس عمامہ ہو بیچ حصہ کھلا ہو جیسے کہ عام دیہاتی باندھتے ہیں یہ ممنوع ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶ص۱۸۶)

(24) المرجع السابق، باب ماجاء في ترقیع الثوب، الحدیث:۱۷۸۷، ج۳ص۳۰۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اـ دنیا و آخرت میں اچھی طرح ملنا کامل طور پر میرے ساتھ رہنا جس کی وجہ سے میں تم سے بہت خوش رہوں تو یہ عمل کرنا۔

۲ـ یعنی تھوڑی دنیا پر قناعت کرو جیسے مسافر راستہ طے کرتے ہوئے تھوڑا سامان رکھتا ہے بہت سامان کو بوجھ اور وبال سمجھتا ہے۔

۳ـ یعنی خود تو مالدار بننے کی کوشش کرنا بہت دور ہے مالداروں کی صحبت سے بھی پرہیز کرو۔ مالداروں سے غافل اور متکبر مالدار مراد ہیں یا وہ صورت مراد ہے جب مالداروں کے پاس بیٹھنے سے ناشکری کا جذبہ پیدا ہو کہ یہ تو اتنا بڑا مالدار ہے میں غریب ہوں، ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت عثمان غنی اور امام اعظم ابوحنیفہ بڑے دولت مند تھے انکی صحبت کیمیا تھی۔

۴ـ یہ انتہائی قناعت کی تعلیم ہے کہ پیوند والے کپڑے پہننے میں عار نہ ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب کہ آپ خلیفۃ المسلمین تھے کہ آپ کے کپڑوں میں اوپر تلے تین پیوند ایک جگہ پر لگے تھے کہ پیوند گل گیا تو اور لگالیا۔

حدیث ۲۳: ابو داود نے ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کیا سنتے نہیں ہو، کیا سنتے نہیں ہو؟ ردی حالت میں ہونا (یعنی لباس کی سادگی) ایمان سے ہے، ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے۔(25)

حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ دیا اس وقت آپ کے تہبند شریف میں بارہ پیوند تھے۔(مرقات) مقصد یہ ہی ہے کہ پیوند والے کپڑے کے پہننے میں عار نہ ہونی چاہیے لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جہاں ارشاد ہے کہ رب کی نعمت کا اثر تم پر ظاہر ہو یا فرمایا کہ نیا کپڑا پاؤ تو پرانا خیرات کردو۔ابن عساکر نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی سواری فرمالیتے تھے، اپنا نعلین پاک خود سی لیتے تھے، اپنی قمیض میں پیوند لگالیتے تھے اور پہن لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری جماعت سے نہیں۔(مرقات)

۵۔ ان شاء اللہ حدیث منکر کے معنی، اس کی تعریف اور احادیث کے اقسام و احکام آخر کتاب میں عرض کیے جائیں گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۱۹۰)

(25) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب النھی عن کثیر من الارفاہ، الحدیث:۴۱۶۱، ج۴،ص۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابو امامہ دو ہیں اور دونوں صحابی ہیں: ایک ابو امامہ باہلی جو قبیلہ بنی باہلہ سے ہیں، دوسرے وہ جن کا نام ایاس ابن ثعلبہ ہے، یہ انصاری ہیں، یہاں یہ دوسرے ابو امامہ مراد ہیں، آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۲۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا کہ معمولی لباس پھٹے پرانے کپڑے پہننے سے شرم و عار نہ ہونا کبھی پہن بھی لینا مؤمن متقی کی علامت ہے، ہمیشہ اعلٰی درجہ کے لباس پہننے کا عادی بن جانا کہ معمولی لباس پہنتے شرم آئے طریقہ متکبرین کا ہے۔ یہاں ایمان سے مراد کمال ایمان ہے، اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے ابو امامہ حارثی سے روایت کیا۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۱۹۱)

باوجودِ قدرت عاجزی کی بناء پر عمدہ لباس نہ پہننے کا ثواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿83﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے دنیا کا تذکرہ کیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم نہیں سنتے ؟ کیا تم نہیں سنتے ؟ ←

حدیث ۲۴: امام احمد و ابو داود و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔(26)

کہ قدرت کے باوجود زینت ترک کرنا ایمان میں سے ہے، قدرت کے باوجود زینت ترک کردینا ایمان میں سے ہے۔(پ20، القصص:83)

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، رقم ۴۱۶۱، ج ۴، ص ۱۰۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل اس سخی کو پسند فرماتا ہے جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کون سا لباس پہن رکھا ہے۔(شعب الایمان، باب فی الملابس، فصل فی التواضع فی الملباس، رقم ۶۱۷۶، ج ۵، ص ۱۵۶)

ایک صحابی کے بیٹے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قدرت کے باوجود تواضع اختیار کرتے ہوئے خوبصورت لباس پہننا چھوڑ دیا اللہ عزوجل اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔(ابوداؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظاً، رقم ۴۷۷۸، ج ۴، ص ۳۲۶)

حضرتِ سیدنا سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے قدرت کے باوجود عاجزی کرتے ہوئے اچھا لباس پہننا چھوڑ دیا اللہ عزوجل اسے ساری مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ ایمان کا جو حُلّہ (جوڑا) پہننا چاہے پہن لے۔

(سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۳۹، رقم ۲۴۸۹، ج ۴، ص ۲۱۷)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اون کا لباس، مسلمان فقراء کی صحبت اختیار کرنا، گدھے پر سواری کرنا، بکری یا اونٹ کی ٹانگیں باندھنا تکبر سے بچاتا ہے۔(شعب الایمان، باب فی ملابس والا والی فصل فی التواضع فی اللباس، رقم ۶۱۶۱، ج ۵، ص ۱۵۳)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بہت سے پراگندہ سر، غبار آلود بوسیدہ لباس والے جن کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، ایسے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل پر کسی بات کی قسم اٹھالیں تو اللہ عزوجل ان کی قسم ضرور پوری فرمائے، براء بن مالک انہی میں سے ہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب مناقب، باب براء بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم ۳۸۸۰، ج ۵، ص ۴۵۹)

(26) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۶۲۸، ج ۲، ص ۴۰۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یوہیں لباس شہرت پہننا یعنی اس قدر چمکیلا نادر ہو جس پر انگلیاں اُٹھیں اور بالقصد اتنا ناقص وخسیس کرنا بھی ممنوع ہے جس پر نگاہیں پڑیں یونہی ہر انوکھی اچنبھے کی سہاَت وضع تراش خراش کہ وجہ انگشت نمائی ہو۔

سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسندِ حسن مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لبس ثوب شهرة البسه الله يوم القيمة ثوبا مثله ۳ وعند ابن ماجة ثوب مذلة ۴ زاد ابو داؤد فی روایة ثم يلهب فيه النار ۱۔

لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہ ہو، وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو۔

حدیث ۲۵: ابو داود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو باوجود

جس نے شہرت کا لباس پہنا اس کو اللہ تعالٰی بھی ایسا ہی لباس پہنائے گا، اور ابن ماجہ میں ذلت کا لباس اور ابوداؤد کی ایک روایت میں پھر جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا کے الفاظ ہیں۔(ت) (۳۔سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲) (۴۔سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من لبس شہرۃ من الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۶) (ا۔سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲)

جو شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالٰی اسے روزِ قیامت ویسا ہی لباسِ شہرت پہنائے گا جس سے عرصاتِ محشر میں معاذ اللہ ذلت و تفضیح ہو پھر اُس میں آگ لگا کر بھڑکادی جائے گی والعیاذ باللہ تعالٰی۔

فی ردالمحتار عن الدر المنتقی نہی عن الشہرتین وھو ماکان فی نہایۃ النفاسۃ اوالخساسۃ ۲ ؎ اھ اقول: ولایختص بھما بل لوکان بینھما و کان علی ھیأۃ عجیبۃ غریبۃ توجب الشہرۃ وشخوص الابصار کان لباس شہرۃ قطعا۔ (۲۔ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳)

ردالمحتار میں الدرالمنتقی سے منقول ہے کہ دو شہرتوں سے منع فرمایا، ایک حد سے زیادہ نفاست اور دوسری حد سے زیادہ رسوائی سے، اھ، اقول: (میں کہتا ہوں) ان دونوں سے خاص نہیں بلکہ عجیب وغریب حالت بنانا جو شہرت کا باعث ہو اور لوگوں کے لئے نظارہ بنے وہ قطعاً سب شہرت کا لباس ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲ ص۶۱۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو ایسا لباس پہنے جس سے لوگ اسے امیر جانیں یا ایسا لباس پہنے جس سے اسے لوگ بڑا تارک الدنیا فقیر صوفی ولی سمجھیں یہ دونوں قسم کے لباس شہرت کے لباس ہیں، بعض لوگوں کو ٹاٹ پہنے دیکھا گیا یہ بھی شہرت کا لباس ہے۔غرضیکہ جس لباس میں یہ نیت ہو کہ اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھیں، لوگ اس کی عزت کریں خواہ امیر سمجھ کر خواہ ولی سمجھ کر وہ اس کی شہرت ہے، عزت اللہ رسول کی ہے جسے چاہیں دیں۔ مرقات نے فرمایا کہ مسخرہ پن کا لباس پہننا جس سے لوگ ہنسیں یہ بھی لباس شہرت ہے۔

۲۔ قیامت میں سب لوگ ننگے اٹھیں گے پھر میدان محشر میں سب کی تن پوشی کی جائے گی، شہرت کا لباس پہننے والوں کو وہ لباس ملے گا جس سے انکی ذلت ظاہر ہو اس کے عکس کا حکم بھی برعکس ہی ہوگا کہ جو شخص سادہ لباس پہنے باوجود قدرت کے لباس فاخرہ نہ پہنے ان شاء اللہ اسے قیامت میں لباس عزت ملے گا بشرطیکہ نیت صادق ہو (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۹۲)

قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حُلّہ پہنائے گا۔(27)

حدیث ۲۶: امام احمد ونسائی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم ہمارے یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، فرمایا: کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرلے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھولے۔(28)

حدیث ۲۷: ترمذی نے عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو۔(29)

---

(27) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، الحدیث: ۴۷۷۸، ج ۴، ص ۳۲۶.

(28) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، الحدیث: ۴۰۶۲، ج ۴، ص ۷۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں خادموں سے ملاقات کے لیے انکے گھروں پر کبھی تشریف لے جاتے تھے اس میں ان کی عزت افزائی ہوتی تھی۔ زائر فرما کر یہ بتایا کہ یہ تشریف کسی کی بیمار پرسی یا شادی وغیرہ کی تقریب کے سلسلہ میں نہ تھی صرف ہم کو نوازنے کے لیے تھی۔

۲۔یا ہمارے گھر میں یا راستہ میں ایسے شخص کو دیکھا۔

۳۔یعنی کیا اس کے پاس تولہ دو تولہ تیل بھی نہیں کہ بالوں میں لگا کر کنگھی کرے جس سے اس کے بال بکھریں نہیں بلکہ مجتمع ہوجائیں۔

۴۔یعنی کیا اسے تھوڑا سا صابن میسر نہیں جس سے کپڑے صاف کرے۔ خیال رہے کہ عزت اور تکبر میں فرق ہے تکبر کے لیے اچھا لباس پہننا ممنوع ہے اس کے لیے ارشاد ہوا البذاذۃ من الایمان اور عورت کے لیے اعلیٰ لباس پہننا اچھا ہے جس کے متعلق یہاں یہ ارشاد ہوا لہذا دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۹۲)

(29) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء ان اللہ تعالیٰ یحب أن یری أثر نعمتہ علی عبدہ، الحدیث: ۲۸۲۸، ج ۴، ص ۳۷۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی جسے رب تعالیٰ نے مال دیا ہے تو وہ بخل کی بنا پر بہت ہلکے کپڑے نہ پہنے بلکہ کبھی اچھے کپڑے پہنے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو اور فقراء اسے غنی سمجھ کر اس سے کچھ مانگ بھی سکیں، اگر اللہ نے عالم دین بنایا ہے تو عالمانہ لباس پہنے تا کہ حاجتمند لوگ اس سے مسئلے پوچھ سکیں، رب کی نعمت کا اظہار بھی شکر ہے اس کی نعمت چھپانا کفران ہے۔ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ معمولی کپڑے پہننا ایمان سے ہے۔ وہاں تکبر تکلف کی ممانعت تھی یہاں شکر اور اظہار نعمت الٰہی کا حکم ہے، ایک ہی چیز ایک نیت سے بری ہوتی ہے دوسری نیت سے اچھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۹۵)

حدیث ۲۸: امام احمد ونسائی نے ابو الاحوص سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیاتمھارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی، ہاں ہے۔ فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کی، خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام۔ فرمایا: جب خدا نے تمھیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔ (30)

حدیث ۲۹: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عمر و انس و ابن زبیر و ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی، نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (31)

---

(30) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند المکیین، حدیث مالک بن نضلۃ أبي الاحوص، الحدیث: ۱۵۸۸۸، ج۵، ص ۳۸۳۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث: ۴۳۵۲، ج۲، ص ۴۷۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ تابعین میں سے ہیں، آپ کا نام عوف ابن مالک ابن نضر ہے، آپ نے اپنے والد اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم صحابہ سے ملاقات کی، آپ سے خواجہ حسن بصری ابو اسحاق اور عطاء ابن سائب نے احادیث روایت کیں۔ آپ کے والد مالک ابن نضر صحابی ہیں۔

۲۔ جو میری مالی حیثیت سے کم تھے مجھے خدا تعالٰی نے بہت غنی کیا ہوا تھا مگر کپڑے پھٹے پرانے کم قیمت زیب تن کیے ہوئے تھے۔

۳۔ یعنی عرب میں جس مال کی بہت قدر ہوتی ہے جانور اور غلام ان میں سے اللہ نے مجھے ہر مال دیا ہے۔ عرب میں جانوروں کی ملکیت کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جیسے آج کل مربے اور شہری جائیداد والے کی بڑی عزت ہوتی ہے۔

۴۔ یعنی قیمتی اور صاف کپڑے پہنو تاکہ لوگ سمجھیں کہ تم پر اللہ کا فضل ہے یہ بھی اللہ کا شکر یہ ہے۔ مطلب وہ ہی ہے کہ شکر کے لیے اچھا لباس پہنے فخر کے لیے نہ پہنے، کبھی اچھا لباس پہنے شکر کے لیے کبھی معمولی پہنے انکسار کے طور پر۔ اپنے کو اچھے کھانے اچھے لباس کا عادی نہ بنائے کہ کبھی معمولی کھا پی نہ سکے۔

۵۔ یعنی ان دونوں روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں مضمون ایک ہی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹۷)

(31) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب لبس الحریر... إلخ، الحدیث: ۵۸۳۴، ج۴، ص۵۹۔

بلا عذرِ شرعی ریشم پہننا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، والزینۃ، باب تحریم لبس الحریر، الحدیث ۵۴۱۰، ص ۱۰۴۹) ←

....

نسائی شریف میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿23﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔ (پ17، الحج:23)

(السنن الکبریٰ للنسائی، سورۃ الحج، باب قولہ تعالیٰ ولباسہم فیہا حریر، الحدیث: ۱۱۳۴۳، ج۶، ص۴۱۱)

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ریشم وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۸۳۵، ص ۴۹۷)

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل بھی ہو جائے تو اہلِ جنت تو ریشم پہنیں گے مگر وہ نہ پہن سکے گا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابہ، الحدیث: ۵۴۱۳، ج ۷، ص ۳۹۷)

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۸۳۴، ص ۴۹۷)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم روایت فرماتے ہیں کہ میں نے شَفِیعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الحریر للنساء، الحدیث ۴۰۵۷، ص ۱۵۱۹)

مَحبوبِ رَبُّ الْعٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا، جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہ پی سکے گا اور جس نے دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیا وہ آخرت میں ان کے ذریعے نہ پی سکے گا۔ پھر ارشاد فرمایا: اہلِ جنت کا لباس ریشم، اہل جنت کا مشروب شرابِ طہور اور اہل جنت کے برتن سونے کے ہیں۔ (المستدرک، کتاب الاشربہ، باب من لبس الحریر فی الدنیا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۲۹۸، ج ۵، ص ۱۹۵)

حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا گیا: اپنی عورتوں کو ریشم کا لباس نہ پہناؤ کیونکہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۴۱۰، ص ۱۰۴۹)

نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اور جو آخرت میں ریشم نہ پہن سکے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے: وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿23﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔ (پ17، الحج:23)

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الزینۃ، باب لبس الحریر، الحدیث: ۹۵۸۴، ج۵، ص۴۶۵)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے گھر والوں کو زیور اور ریشم سے منع کرتے اور ارشاد فرماتے: اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتے ہو تو دنیا میں یہ دو چیزیں نہ پہنا کرو۔

(المستدرک، کتاب اللباس، باب من کان یؤمن باللہ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۷۴۸۰، ج۵، ص۲۶۹)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وعید کہ جو دنیا میں اسے پہنے گا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔ سے یہ سمجھنا کہ یہ عورتوں اور ان کی مثل ان افراد کے حق میں بھی جاری ہوتی ہے جن کے لئے اس کا پہننا جائز ہے، فقط احتیاط کی بناء پر تھا، ورنہ عورتوں کے لئے اس کے استعمال کے جواز سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں آخرت میں ریشم کے استعمال سے منع نہ کیا جائے گا۔

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ریشم کی ایک قبا تحفۃً پیش کی گئی، جس کا پچھلا حصہ چاک تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے زیب تن فرما کر نماز ادا فرمائی، پھر جب نماز پوری ہوگئی تو اسے زور سے کھینچ کر اُتار دیا گویا کہ اُسے ناپسند فرماتے ہوں، پھر ارشاد فرمایا: پرہیز گاروں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر۔۔۔۔۔۔للرجال، الحدیث ۵۴۲۷، ص۱۰۴۹)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابہ، الحدیث: ۵۴۱۲، ج۷، ص۳۹۶)

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم ودیباج (کے کپڑے) پہننے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، الحدیث ۵۸۳۷، ص۴۹۸)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل کی ملاقات اور اس کے حساب کی امید رکھتا ہے وہ ریشم سے (بطورِ پہننے یا اس پر بیٹھنے کے) فائدہ نہ اٹھائے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۲۲۳۶۵، ج۸، ص۳۰۶) ←

حدیث ۳۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرؤر صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان عالیشان ہے: دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جسے آخرت میں ریشم پہننے کی اُمید نہیں ہوتی۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث ۸۳۶۳، ج ۳، ص ۲۲۱)

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی طرف سے اتنی سخت وعید سن پہنچنے کے باوجود بھی وہ ریشم کو اپنے لباس یا گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ (المرجع السابق)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اس اُمت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہو کر رات گزارے گی، پھر صبح اس حال میں کرے گی کہ ان کی شکلیں بگڑ کر خنزیر اور بندر ہو چکی ہوں گی اور ان کے ساتھ دھنسانے اور پتھر برسانے کا معاملہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قوم دھنسا دی گئی، آج رات فلاں کے گھر کو دھنسا دیا گیا۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قومِ لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے اور ان کی طرف سخت ہوا بھیجی جائے گی جیسا کہ قومِ عاد کے قبیلوں اور گھروں کی طرف بھیجی گئی، یہ ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی عورتیں اپنانے، سود کھانے اور قطع رحمی کی وجہ سے ہوگا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، الترھیب من شرب الخمر۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۵۹۴، ج ۳، ص ۱۹۹)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میری اُمت میں ایسی قومیں ضرور ہوں گی جو ریشم کو حلال جانیں گی ان میں سے کچھ لوگ قیامت تک کے لئے خنزیر اور بندر بنا دیے جائیں گے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخز، الحدیث ۴۰۳۹، ص ۱۵۱۸)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب میری اُمت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی (۱) ایک دوسرے پر لعنت کرنا (۲) لوگوں کا شراب پینا (۳) ریشم کا لباس پہننا (۴) گانے والی عورتیں رکھنا اور (۵) مردوں کا مردوں پر اور عورتوں کا عورتوں پر اکتفاء کرنا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب ثان فی امارات الساعۃ، الحدیث ۱۲۴۷۹، ج ۷، ص ۶۴۰)

حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی وہ ریشم کے تصویر والے گدے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا، پس اس نے تکیہ فوراً ہٹا دیا اور آپ سے کہنے لگا: میں نے یہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خاطر ہٹایا ہے۔ تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: تُو کتنا اچھا آدمی ہے اگر تو ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

ترجمۂ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔ (پ 26، الاحقاف: 20)

نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم پہنے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔(32)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دو ۲ انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔(33)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے خطبہ میں فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے، مگر دو ۲ یا تین یا چار اُنگلیوں کی برابر یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جاسکتی ہے۔(34)

حدیث ۳۲: صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے، انھوں نے ایک کسروانی جبہ

خداعزوجل کی قسم! مجھے اس کے ساتھ ٹیک لگانے سے دہکتے ہوئے انگاروں پر بیٹھنا زیادہ پسند ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب ترھیب الرجال من لبس ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۱۶۱، ج ۳، ص ۶۷)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کی جیب والا ایک جبہ دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ قیامت کے دن آگ کا طوق ہے۔(المعجم الاوسط، الحدیث ۸۰۰۰، ج ۶، ص ۶۲)

یہ حکم کناروں سے ریشم والے جبے کے علاوہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ایک جبہ تھا جو کناروں سے ریشم کا تھا۔(تلخیص الحبیر، کتاب صلاۃ العیدین، الحدیث: ۶۷۹، الجزء ۲، ص ۸۱)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے ریشمی لباس پہنا اللہ عزوجل اسے بروزِ قیامت ایک دن آگ یا آگ کا لباس پہنائے گا۔(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۷۱/۱۷۰، ج ۲۴، ص ۶۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا اللہ عزوجل اسے جہنم میں ذلت کا لباس یا جہنم کا لباس پہنائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الحریر والذھب، الحدیث: ۸۶۴۴، ج ۵، ص ۲۴۹)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: جس نے ریشمی لباس پہنا اللہ عزوجل اسے پورے ایک دن آگ کا لباس پہنائے گا جو تمہارے دنوں جیسا نہ ہوگا بلکہ اللہ عزوجل کے ایام بہت طویل ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الحریر والذھب، الحدیث ۸۶۴۶، ج ۵، ص ۲۵۰)

(32) المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۳۵، ج ۴، ص ۵۹۔

(33) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال إناء الذھب، الحدیث: ۱۲۔(۲۰۶۹)، ص ۱۱۴۸۔

(34) المرجع السابق، الحدیث: ۱۵۔(۲۰۶۹)، ص ۱۱۴۹۔

نکالا، جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ جب حضرت عائشہ کا انتقال ہوگیا میں نے لے لیا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم) اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھوکر بیماروں کو بغرض شفا پلاتے ہیں۔ (35)

(35) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال إناء الذہب، الحدیث: ۱۰۔ (۲۰۶۹)، ص ۱۱۴۷۔
ومشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث: ۴۳۲۵، ج ۲، ص ۱۷۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ طیالسہ جمع ہے طیلسان کی بمعنی چادر، یہ لفظ فارسی میں تالسان تھا عربی میں طیلسان کیا گیا بعض نے کہا کہ جمع طیس کی ہے، کسروانی منوی ہے کسرٰی کی طرف جو خسرو کا معرب ہے۔ خسرو فارسی میں بادشاہ کو کہتے ہیں یہ کپڑا خالص اونی ہوتا ہے۔

۲؎ یعنی اس جبہ شریف کے گریبان میں ریشم کی پٹی تھی اور اس کے اگلے پچھلے دونوں دامنوں میں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے لگے تھے، چونکہ یہ ریشم چار انگل سے زائد نہ تھا لہذا حلال تھا۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ کنارہ و حاشیہ کو کفہ کہتے ہیں، لمبائی میں ہوتو کفہ کاف ضمہ سے اور اگر گولائی میں ہوتو کفہ کاف کے کسرہ سے ترازو کے پلڑے کو کفہ کو مکسر کاف کہا جاتا ہے۔

۳؎ جسے حضور حیات شریف میں پہنا کرتے تھے لوگ اس کی زیارت کرنے آتے تھے آپ یہ فرما کر زیارت کراتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کی زیارت کرانا سنت صحابہ ہے جیسے آج بال شریف کی زیارت کرائی جاتی ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

۴؎ حضور انور نے یہ جبہ جناب عائشہ صدیقہ کو اپنی زندگی شریف میں ہبہ فرمادیا تھا، حضرت اسماء نے یہ جبہ حضرت عائشہ صدیقہ کی میراث میں لیا کیونکہ آپ ہی ان کی وارث تھیں کیونکہ عائشہ صدیقہ کی حیات شریف میں ابوبکر صدیق کی ساری اولاد وفات پاچکی تھی سواء حضرت اسماء کے اس لیے آپ نے ہی بہن ہونے کی وجہ سے بطور میراث یہ جبہ لیا۔ (اشعہ و مرقات)

۵؎ یعنی یہ جبہ دھو کر تبرک کے لیے پیتے پلاتے ہیں۔

۶؎ اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیض کے غسالہ دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل کرتے تھے کہ اسے وہ پانی پلاتے تھے اس سے چھینٹا دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ہم اسے دھوتے تھے برکت کے طور پر پینے کے لیے اور اس قمیض کو باندھ کر دکھا کر سینہ پر رکھ کر بیماروں کی شفا حاصل کرتے تھے یعنی شفاء حاصل کرنا کئی طریق سے تھا۔ (مرقات) جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میری قمیض والد کے چہرے پر لگادو وہ انکھیارے ہوجائیں گے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کی زیارت کرنا ان کا لباس دھوکر بیماروں کو پلانا سنت صحابہ ہے ان میں شفا ہے۔ آب زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوا تمام بیماریوں کی شفاء ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا گیا: "اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ" اپنا پاؤں رگڑو اس سے پانی کے چشمے پیدا ہوں گے اس کا پینا نہانا شفاء ہے۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ اس جبہ شریف کو سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، ہونٹوں سے چومنا اس پر ہاتھ پھیرنا شفاء ہے۔ (مرقات) یہ معلوم ہوا کہ جبہ پہننا بھی سنت ہے اور گریبان یا چولی اگر ریشم کی ہوتو چار انگل تک جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۶۹)

حدیث ۳۳: ترمذی ونسائی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔(36)

حدیث ۳۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انھیں تم مت پہنو۔ میں نے کہا، انھیں دھوڈالوں۔ فرمایا کہ جلادو۔(37)

حدیث ۳۵: ترمذی ابوالملیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔(38)

حدیث ۳۶: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب قمیص پہنتے تو دہنے سے شروع کرتے۔(39)

---

(36) سنن النسائي، کتاب الزينة من السنن، باب تحريم الذهب علی الرجال، الحدیث: ۵۱۵۸، ص ۸۳۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اُحل صیغہ واحد غائب ماضی مجہول ہے احل واحد متکلم مضارع نہیں کیونکہ آگے آرہا ہے حرم یہ ہی صیغہ ماضی مجہول یعنی میری امت کی عورتوں پر ریشم پہننا حلال کیا گیا خواہ چھوٹی بچیاں ہوں یا بالغہ جوان سب کے لیے حلال ہے، اناث سب کو شامل ہے۔

۲؎ ذکور ہر مرد کو شامل ہے بچہ ہو یا جوان سب پر ریشم پہننا حرام ہے، ہاں چھوٹے بچہ کو پہنانے والے گنہگار ہوں گے بڑا مرد خود گنہگار ہوگا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۶۹)

(37) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحدیث: ۲۷، ۲۸۔(۲۰۷۷)، ص ۱۱۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ کسم ایک پھل ہوتا ہے جو سرخ رنگ دیتا ہے اور خالص سرخ رنگ مرد کے لئے ممنوع ہے عورتوں کے لیے جائز ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اگر بنا ہوا کپڑا سرخ رنگ لیا جائے تو ممنوع ہے اور اگر سرخ سوت سے بنا جائے تو جائز ہے، بعض کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے، یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو یہ تفصیل کرتے ہیں، اس کی تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔

۲؎ یعنی کفار حرام وحلال لباس میں یوں ہی مردانہ زنانہ لباس میں فرق نہیں کرتے جیسا کپڑا چاہتے ہیں پہن لیتے ہیں۔ چنانچہ سرخ کپڑا عورتوں کا لباس ہے مگر ان کے مرد بھی پہنتے پھرتے ہیں تم ایسا نہ کرو تم مردانہ زنانہ جوڑے میں فرق کرو۔(از مرقات) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کفار کے لباس سے اور مردوں کو عورتوں کے لباس سے بچنا چاہیے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۷۱)

(38) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ماجاء في النهي عن جلود السباع، الحدیث: ۱۷۷۷، ج۳، ص۲۹۹.

(39) المرجع السابق، باب ماجاء في القمص، الحدیث: ۱۷۷۲، ج۳، ص۲۹۷.

حدیث ۳۷: ترمذی و ابو داود نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ.(40)

حدیث ۳۸: ابو داود نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ(41) تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔(42)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا یعنی جب قمیص پہنتے تو قمیص کا داہنہ حصے پہلے پہنتے بایاں حصہ بعد میں اس طرح کہ اولاً داہنا ہاتھ شریف داہنی آستین میں ڈالتے پھر بایاں اور اتارنے میں اس کے برعکس۔ میامن جمع ہے میمنہ کی جس کا مادہ یمن یا یمین ہے۔ قمیص کا ہر داہنا حصہ یمین ہے، آستین دامن کلی وغیرہ۔ اس لیے میامن جمع ارشاد ہوا۔ اور ہوسکتا ہے کہ میامنہ کی ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو یعنی اپنے دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے تب میامن کو جمع فرمانا تعظیم کے لیے ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۷۵)

(40) المرجع السابق، باب مایقول اذا لبس ثوبا جدیدا، الحدیث: ۱۷۷۳، ج۳، ص۲۹۷.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا حضور انور حتی الامکان نیا کپڑا جمعہ کو پہنتے تھے اور نیا کپڑا پہن کر پرانا خیرات فرمادیتے تھے۔ (مرقات) پھر پہلے اس کا نام معین فرماتے کہ یہ چادر اوڑھتا ہوں یا قمیص پہنتا ہوں یا تہبند پھر اسے زیب تن فرماتے، ان کی ہر ہر ادا پر کروڑوں درود۔

۲ کپڑے کی خیر یہ ہے کہ کپڑا پہن کر نیک اعمال کی توفیق ملے اور کپڑے کی شر یہ ہے کہ کپڑے پہن کر گناہ کرے، کپڑے پہن کر نماز پڑھنا خیر ہے اور کپڑے پہن کر چوری کرنا اس کی شر ہے اور بندہ اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے خیر کرسکتا ہے شر سے بچ سکتا ہے، نیز کپڑا پہن کر حمد و شکر کرنا کپڑے کی خیر ہے اس پر فخر کرنا اس کپڑے کی شر۔

۳ یہ حدیث احمد، نسائی، ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں ان ہی راوی سے روایت کی۔ شرح سنہ بروایت حضرت ابن عمر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو سفید قمیص پہنے دیکھا تو فرمایا کہ نئی ہے یا دھلی ہوئی عرض کیا نئی، فرمایا البس جدیدا عش حمیدا ومت شہیدا یعنی نیا لباس پہنو اچھے جیو شہید مرو رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۸۸)

(41) تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر یہ عطا فرمایا۔

(42) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب مایقول اذا لبس ثوبا جدیدا، الحدیث: ۴۰۲۳، ج۴، ص۵۹.

حدیث ۳۹: امام احمد نے ابومطر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین درہم میں کپڑا خریدا، اُس کو پہنتے وقت یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ. (43)
پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی پڑھتے ہوئے سنا۔ (44)

حدیث ۴۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ. (45) پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے سنا ہے، کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کردے، وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ (46) تینوں لفظ

والمستدرک للحاکم، کتاب اللباس، باب الدعاء عند فراغ الطعام، الحدیث: ۷۴۸۶، ج۵، ص۲۷۰.

ومشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس، الفصل الثانی، الحدیث ۴۳۴۳، ج۲، ص۱۱۷.

(43) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت کرتا ہوں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابومطر تابعی ہیں مگر ان کا نام و حالات معلوم نہ ہوسکے۔ تقریب میں فرمایا کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ثابت نہیں لہذا یہ حدیث منقطع ہے یعنی درمیان سے ایک راوی چھوٹ گیا ہے، حجاج ابن ارطات نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔

۲۔ ریش کے لغوی معنی ہیں چڑیا کے، چونکہ پر اس کے لیے زینت ہیں اس لیے اب بمعنی زینت آتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "یُوٰرِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا" یہ ہے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا شکر کہ صرف تین درہم یعنی بارہ تیرہ آنے کا معمولی لباس پہن کر ایسا شکریہ ادا کررہے ہیں۔

۳۔ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے میں بھی یہ کہتا ہوں مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکریہ ادا کرے اعلیٰ ہو یا معمولی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۱۸)

(44) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبی طالب، الحدیث: ۱۳۵۲، ج۱، ص۳۳۱.

(45) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں زینت کرتا ہوں اور اپنا ستر ڈھانپتا ہوں۔

(46) سنن الترمذي، احادیث شتی، باب ۱۰۷: (۱۲۱)، الحدیث: ۳۵۷۱، ج۵، ص۳۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سعد ابن حنیف ہے، انصاری اوسی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اس لیے آپ کو تابعین میں سے مانا گیا۔ ۱۰۰ھ میں وفات پائی، بانوے سال عمر پائی مدینہ منورہ کے علماء سے تھے رضی اللہ عنہ۔ ←

کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حافظ ونگہبان ہے۔

حدیث ۱۴: امام احمد و ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے، وہ انھیں میں سے ہے۔(47) یہ حدیث ایک اصل کلی ہے۔لباس و عادات و

۲۔یعنی لباس میں بہت سی خوبیاں ہیں ستر پوشی، زینت، سردی گرمی سے بچاؤ، نماز کی ادائیگی لہذا یہ عظیم الشان نعمتوں سے ہے۔

۳۔اس سے معلوم ہوا کہ نیا کپڑا، نیا جوتا، نئی ٹوپی۔غرضکہ نیا لباس ملنے پر پرانا خیرات کردینا بہت ہی ثواب کا باعث ہے، پرانی چیز کو یوں پھینک کر برباد نہ کردے کسی غریب کو دیدے اس کے کام آجائے گی مگر ہمیشہ پرانی ہی چیز خیرات نہ کرے کبھی نئی اور دل پسند چیز بھی خیرات کرے "لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ "اور پرانا کپڑا ہمیشہ خیرات ہی نہ کردے کبھی خود بھی پہنے لہذا یہ حدیث نہ تو اس آیت مذکورہ کے خلاف ہے اور نہ اس حدیث عائشہ صدیقہ کے،بغیر پیوند لگے کپڑے کو پرانا نہ سمجھو کہ یہاں سخاوت کی تعلیم ہے وہاں تواضع کی۔

۴۔سبحان اللہ! یہ رب تعالیٰ کا کرم و بندہ نوازی ہے کہ ہم معمولی پھٹے پرانے کپڑے خیرات کریں اور وہ اس کی ایسی بہترین جزائیں عطا فرمائے۔جب پھٹے پرانے کپڑوں کی خیرات پر یہ ثواب ہے تو نئے کپڑوں کی خیرات پر کتنا ثواب ہوگا۔جیتے مرتے پردہ پوشی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے زندگی میں اور بعد موت رسوا نہ ہونے دے گا،اس کے عیب چھپا بھی لے گا بخش بھی دے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۶،ص۲۱۹)

(47) سنن أبي داود،کتاب اللباس،باب في لبس الشھرۃ،الحدیث:۴۰۳۱،ج۴،ص۶۲۔

اعلیٰ حضرت،امام اہلسنت،مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ت) اس جنس مسائل میں حق تحقیق و تحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے التزامی ولزومی۔التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز ووضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کمالا یخفی (اس لئے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی، التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفار کے ساتھ معاذ اللہ کفر، حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم ۱؎ (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ت) حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۲۰۳)

غمز العیون والبصائر میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتّٰی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل ←

اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور

الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو كافر [2]

ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھے تو وہ بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافر ہے۔ (ت) (۲؎ غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵)

دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالٰی برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

خلاصہ میں ہے:

لوشد الزنار على وسطه ودخل دار الحرب لتخليص الاسارى لايكفر ولو دخل لاجل التجارة يكفر ذكره القاضى الامام ابو جعفر الاستروشنى [1]

اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زنار باندھے اور قیدیوں کو چھڑانے کے لئے دار حرب میں داخل ہو تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس مدت میں تجارت کے لئے جائے تو کافر ہو جائے گا۔ امام ابو جعفر استروشنی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (ت)

(۱؎ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی الجنس السادس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷)

ملتقط میں ہے:

اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوة المجوس جادا اوهازلا يكفر الا اذا فعل خديعة فى الحرب [2]

جب کسی شخص نے زنار باندھا یا طوق لیا یا آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی کے ساتھ یا ہنسی مذاق کے طور پر تو کافر ہو گیا، مگر جنگ میں (دشمن کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے) بطور تدبیر ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا۔ (ت)

(۲؎ منح الروض الازہر بحوالہ الملتقط فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵)

منح الروض میں ہے:

ان اشد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارة كفر اى لانه تلبس بلباس كفر من غير ضرورة شديدة و لافائدة مترتبة بخلاف من لبسها لتخليص الاسارى على ما تقدم [3]

اگر مسلمان زنار باندھ کر دار الکفر میں کاروبار کیلئے جائے تو کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر ←

[illegible] اعلاء بھی مخالف ہیں۔

[illegible]

[illegible] جیسا کہ پہلے ذکر ہوا (ت)

(۳؎ منح الروض الازہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۵)

سوم نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یا یونہی بطور ہزل واستہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ت) اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہٰذا علماء نے فساق کی وضع کے کپڑے موزے سے ممانعت فرمائی۔

فتاوٰی خانیہ میں ہے:

الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ ا ھ۔

موچی یا درزی فساق وفجار کی وضع کے مطابق معمول سے زیادہ اُجرت پر لباس تیار کرے تو اس کے لئے یہ کام مستحب نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد واعانت ہے۔(ت) (۱؎ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مطبع نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰)

مگر اس کے تحقق کو اس زمان ومکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل، ہاں وہ بات فی نفسہٖ شرعاً مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبہ کی راہ سے،

امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں دربارہ طیلسان کہ پوشش یہود تھی فرماتے ہیں:

اما ماذکرہ ابن القیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارھم وقد ارتفع ذٰلک فی ھذہ الازمنۃ فصار داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالٰی فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ ا ھ۔

رہا یہ کہ جو کچھ حافظ ابن قیم نے یہودیوں کا واقعہ بیان کیا ہے تو اس بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استدلال اس وقت درست تھا جبکہ مذکورہ چادر اُن کا (مذہبی) شعار ہوا کرتی تھی لیکن اس دور میں یہ چیز ختم ہو رہی ہے لہٰذا اب یہ عموم مباح میں داخل ہے، چنانچہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بدعت مباح کی مثالوں میں ذکر فرمایا ہے۔(ت)

(۱؎ المواہب اللدنیۃ النوع الثانی اللباس لبس الطیلسان المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۵۰)

کفار وفساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ

امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خاں پھر امام محمد محمد محمد ابن الحاج حلبی حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلوٰۃ پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پھر علامہ محمد بن علی دمشقی درمختار میں فرماتے ہیں:

التشبه باهل الكتاب لايكره فی كل شیئ فانا ناكل ونشرب كما يفعلون ان الحرام التشبه بهم فيما كان مذموما اوفيما يقصد به التشبه [۲]۔

ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے کھانے پینے وغیرہ کے طور طریقے میں کوئی کراہت نہیں۔ ان سے تشبہ ان کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱ / ۹۰)

علامہ علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں:

انا ممنوعون من التشبيه بالكفرة واهل البدعة المنكرة فی شعارهم لامنهيون عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة اومن افعال الكفر واهل البدعة فالمدار علی الشعار [۳]۔

ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کا درجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکا گیا خواہ وہ اہل سنت کے افعال ہوں یا کفار اور اہل بدعت کے۔ لہٰذا مدار کار شعار ہونے پر ہے۔(ت)

(۳؎ منح الروض الازہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵)

فتاوٰی عالمگیری میں محیط سے ہے:

قال هشام فی نوادره ورأيت علی ابی يوسف رحمه الله تعالی نعلين محفوفين بمسامير الحديد فقلت له اتری بهذا الحديد بأسا قال لافقلت له ان سفين و ثوربن يزيد كرها ذلك لانه تشبه بالرهبان فقال ابو يوسف رحمه الله تعالی كان رسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم يلبس النعال التی لها شعور وانها من لباس الرهبان [۱] الخ

ہشام نے نوادر میں فرمایا میں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا جن کے چاروں طرف لوہے کی کیلیں لگی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، کیا آپ اس لوہے سے کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ تو فرمایا کہ نہیں، میں نے عرض کی لیکن سفیان اور ثور بن یزید تو انہیں پسند نہیں فرماتے کیونکہ ان میں عیسائی راہبوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسے جوتے پہنتے تھے جن کے بال ہوتے تھے حالانکہ یہ بھی عیسائی راہبوں کا لباس تھا الخ۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۳۳۳)

اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ اب مسئلہ مسئولہ کی طرف، چلئے دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا ــــ

اس پر نہ ہوسکے۔

حدیث ۴۲: ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے

یہ قصد تو ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں، نہ مدعی نے اس پر بنائے کلام کی بلکہ مطلقاً دھوتی باندھنے کو ان سخت شدید اختراعی احکام کا مورد قرار دیا نہ زنہار قلب پر حکم روا، نہ بدگمانی جائز، قال اللہ تعالٰی ولا تقف مالیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا ۲؎۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ان باتوں کے پیچھے نہ پڑو جن کا تمھیں کچھ علم نہیں۔ بے شک کان، آنکھ اور دل کے متعلق (بروز قیامت) پوچھا جائے گا۔(ت) (۲؎ القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶)

اور فی نفسہٖ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ماموربہ کے افراد سے ہے اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعاً منتفی ہیں۔ رہا خاص شعار کفار ہونا، وہ بھی باطل۔ بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہندو مسلمان سب کا یہی لباس ہے۔ یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع رکھتے ہیں۔ رہے وسط ہند کے شہری لوگ، ان میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں۔

ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کا رواج نہیں مگر اس کا حاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جانتے ہیں نہ یہ کہ جو باندھے اسے فعل کفر کا مرتکب سمجھیں تو غایت یہ کہ ان اضلاع کے شہری وجاہت دار آدمی کو گھر سے باہر اس کا باندھنا مکروہ ہوگا کہ بلا وجہ شرعی عرف وعادت قوم سے خروج بھی سبب شہرت وباعث کراہت ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی، امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شارحان صحیح مسلم پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقہ محمدیہ فرماتے ہیں:

خروجه عن العادة شهرة ومکروه ۱؎۔

عادت اور عرف کی خلاف ورزی مکروہ اور باعث شہرت ہے (ت)

(۱؎ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن اعظامہ الخ عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۲/ ۴۴)

اور اگر وہاں کے مسلمان اسے لباس کفار سمجھتے ہوں تو احتراز مؤکد ہے، حرج پیچھے گھرسنے میں ہے، ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے۔ اس سے زائد کچھ لفاظیاں شخص مذکور نے کہیں محض بے اصل وباطل اور حلیہ صدق وصواب سے عاطل ہیں، بالفرض اگر دھوتی باندھنا مطلقاً ممنوع بھی ہوتا تاہم اس میں اتنا وبال نہ تھا جو شرع مطہر پر دانستہ افترا کرنے میں۔

والعیاذ باللہ تعالٰی. نسئل اللہ هدایة سبیل الرشاد والعصمة عن طریق الزیغ والفساد. اٰمین. واللہ سبحنه وتعالٰی اعلم۔

اور اللہ تعالٰی کی پناہ، ہم اللہ تعالٰی سے راہ راست کی رہنمائی چاہتے ہیں اور کجی اور فساد کی راہ سے اے اللہ! حفاظت چاہتے ہیں، یا اللہ میری دعا قبول فرما، اللہ تعالٰی پاک و برتر بڑا عالم ہے (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص۵۲۹، ۵۲۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔ (48)

---

(48) سنن ابي داود، کتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحدیث: ۴۰۹۷، ج ۴، ص ۸۳.

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۸۸۵، ص ۵۰۱)

ایک عورت گلے میں کمان لٹکائے سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے گزری تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرماتا ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۰۳، ج ۳، ص ۱۰۶)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے زنانے مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین بالنساء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۸۸۶، ص ۵۰۱)

زنانے مردوں سے مراد عورتوں کی سی حرکات کرنے والے لوگ ہیں اگرچہ وہ کوئی فحش حرکت نہ بھی کرتے ہوں جبکہ مردانی عورتوں سے مراد مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں ہیں۔

مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابي داوٗد، کتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحدیث: ۴۰۹۸، ص ۱۵۲۲)

رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے زنانے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورتوں پر اور بیابان میں تنہا سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابي ھریرۃ، الحدیث: ۷۸۶۰، ج ۳، ص ۱۳۲)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: چار طرح کے لوگوں پر دنیا وآخرت میں لعنت بھیجی جاتی ہے اور ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں (۱) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مرد بنا کر پیدا کیا پھر اس نے اپنے آپ کو عورت بنالیا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرلی (۲) وہ عورت جسے اللہ عزوجل نے عورت بنایا مگر اس نے اپنے آپ کو مردانہ انداز میں ڈھال لیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کرلی (۳) وہ شخص جو نابینے کو راستے سے بھٹکا دے اور (۴) حَصُور یعنی طاقت کے باوجود عورتوں میں رغبت نہ رکھنے والا اور اللہ عزوجل نے صرف حضرت سیدنا یحیی بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام ہی کو حَصُور پیدا فرمایا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۲۷، ج ۸، ص ۲۰۴)

مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ایک مُخنّث (یعنی ہیجڑے) کو لایا گیا، ←

حدیث ۴۳: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اس مرد پر لعنت کی، جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی، جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔(49)

حدیث ۴۴: ابو داود عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں، جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد)، سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو، بو نہ ہو۔(50)

اس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے نقیع (مدینے سے دور ایک مقام) کی طرف جلا وطن کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حکم المخنثین، الحدیث: ۴۹۲۸، ص ۱۵۸۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) دیُوث (۲) مردانی عورتیں اور (۳) شراب کا عادی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: شراب کے عادی کو تو ہم نے جان لیا، دیُوث کون ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون کون آتا ہے۔ ہم نے عرض کی: مردانی عورتیں کون ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب فیمن یرضی لاھلہ بالخبث، الحدیث: ۷۷۲۲، ج ۴، ص ۵۹۹)

(49) المرجع السابق، الحدیث: ۴۰۹۸، ج ۴، ص ۸۳.

(50) المرجع السابق، باب من کرھہ، الحدیث: ۴۰۴۸، ج ۴، ص ۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ارجوان معرب ہے ارغوان سے۔ ارغوان ایک سرخ رنگ کا پھول ہے، اب ہر سرخ رنگ کو ارغوانی کہا جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔ یہ کبھی ریشم کا ہوتا ہے کبھی سوتی، گھوڑے کی کاٹھی پر چھوٹا سا تکیہ رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔ وہ ہی یہاں مراد ہے یعنی ہم کبھی سرخ رنگ کا تکیہ کاٹھی پر رکھ کر سواری نہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ خالص سرخ کپڑے پر مرد کو بیٹھنا لیٹنا بھی بہتر نہیں۔ خصوصاً جب کہ ریشم کا ہو اس لیے علماء کرام مرد کو ریشمی تو شک، گدیلا، بچھانا، ریشمی لحاف اوڑھنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔

۲۔ کفف بنا ہے کفۃ سے بمعنی حصہ اور کنارہ یعنی جس سوتی قمیض کا گریبان دامن کلی وغیرہ ریشم کی ہو وہ ہم نہ پہنیں گے مگر یہ ممانعت جب ہے جب کہ ان کی چوڑائی چار انگل سے زیادہ ہو لہذا یہ حدیث اس حدیث اسماء کے خلاف نہیں کہ انہوں نے ریشمی دامن والی قمیض دکھا کر فرمایا کہ یہ ہے حضور کا جبہ شریف کہ وہاں چار انگل سے کم ریشمی تھا۔

←

یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے، اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے۔ جیسے [illegible] رنگین [illegible]

۱؎ یعنی مسنون مردوں کو ایسی خوشبو کی اجازت ہے جس کا رنگ کپڑے پر ظاہر نہ ہو جیسے عطر [illegible] تھی کہ اس میں مشک کے ساتھ رنگ بھی ہوتا ہے اور عورتوں کو ایسے کپڑے کی اجازت ہے کہ اس میں رنگت ہو مگر مہک نہ ہو، عورتوں کو مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ وہ خوشبو اجنبی مردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں عطر لگائیں جس کی خوشبو خاوند یا اولاد ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔ بہرحال مرد کے لیے سفید کپڑے بہتر ہیں عورت کے لیے رنگین کپڑے بہتر۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۹۹)

عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا (اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "(غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ (یعنی زنا کرنے والی) ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے۔" یعنی زانیہ ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراھیۃ خروج المراۃ متعطرۃ، الحدیث: ۲۷۸۶، ص ۱۹۳۲)

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو عورت خوشبو لگائے اور کسی قوم کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے اور (غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے۔"

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب التغلیظ فی تعطر المراۃ......الخ، الحدیث: ۱۶۸۱، ج ۳، ص ۹۱)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے ایک عورت گزری، اس سے خوشبو آرہی تھی، آپ نے دریافت فرمایا: "اے اَمَۃُ الْجَبَّار! کہاں کا ارادہ ہے؟" وہ بولی: "مسجد کا۔" استفسار فرمایا: "اس لئے خوشبو لگائی ہے؟" اس نے عرض کی: "جی ہاں۔" ارشاد فرمایا: واپس جا اور اسے دھو ڈال (کیونکہ) میں نے حضور نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو نماز کے لئے خوشبو لگا کر مسجد جائے جب تک کہ وہ واپس جا کر اسے دھو نہ دے۔"

(المرجع السابق، باب ایجاب الغسل علی المطیبۃ......الخ، الحدیث: ۱۶۸۲، ج ۳، ص ۹۲)

حضرت سیِّدُنا امام ابن خزیمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے اس روایت سے استدلال کیا ہے بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو اور آپ جانتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اس پر صحیح دلیل ہے کہ اس عورت پر خوشبو کو دھو کر صاف کرنا واجب ہے اور اگر اس نے خوشبو دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ نیز یہاں پر خاص طور پر دھونا مراد نہیں بلکہ اس کی خوشبو کو دور کرنا مراد ہے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اسی دوران قبیلہ مزینہ کی ایک عورت آراستہ پیراستہ اتراتی ہوئی مسجد میں داخل ہوئی۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! اپنی عورتوں کو بھڑکیلے اور خوشبو دار لباس پہن کر مسجد جانے سے روکو کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے خوبصورت لباس پہنا اور مسجد میں خوشبو لگا کر حاضر ہوئیں تو بنی اسرائیل دھتکار دیئے گئے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب فتنۃ النساء، الحدیث: ۴۰۰۱، ص ۲۷۱۷)

عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے، تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵: ترمذی نے ابو رمثہ تیمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) دو ۲ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔(51)

حدیث ۴۶: ابو داود نے دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک ٹکڑے کی قمیص بنوالو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا، وہ اوڑھنی بنالے گی۔ جب یہ چلے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔(52)

---

(51) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في الثوب الاخضر، الحديث: ۲۸۲۱، ج ۴، ص ۳۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے یا تو رفاعہ ابن یثربی ہے یا عمارہ ابن یثربی، قبیلہ تیم رباب سے ہیں نہ کہ تیم قریش سے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ تیمی ہیں اپنے والد کے ساتھ آئے اور دونوں مسلمان ہوگئے بعد میں کوفہ میں قیام رہا۔ (لمعات ومرقات واشعۃ اللمعات)

۲۔ قمیص اور تہبند شریف یا تو بالکل سبز تھے یا اس میں سبز دھاریاں تھیں پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔ جنتیوں کا لباس سبز ہوگا، رب تعالٰی فرماتا ہے: "عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو ہرے کپڑے پہننا جائز ہے اگر اس عمل شریف کی اتباع میں ہو تو مستحب ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۰۴)

(52) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في لبس القباطي للنساء، الحديث: ۴۱۱۶، ج ۴، ص ۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ وہ ہی دحیہ کلبی مشہور صحابی ہیں جن کی شکل میں اکثر حضرت جبریل امین آیا کرتے تھے، انہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ چھ ہجری میں قیصر روم کی تبلیغ کے لیے بھیجا تھا، احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، شام میں قیام رکھا، حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی، دحیہ دال کے کسرہ سے ہے۔

۲۔ قباطی جمع ہے قبطیہ کی۔ یہ ایک خاص قسم کے کپڑے کا نام ہے جو باریک سفید ہوتا ہے، مصر میں بنتا ہے اگرچہ قبط قاف کے کسرہ سے ہے مگر قبطی کپڑا ق کے پیش سے ہے۔ غالبًا کہیں سے ہدیۃً آئے تھے خریدے نہ گئے تھے۔

۳۔ معلوم ہوا کہ یہ کپڑے ریشمی نہ تھے سوتی تھے ورنہ مرد کو اس کا پہننا حلال نہ ہوتا۔

۴۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ شریف میں بھی ایسے باریک کپڑے ایجاد ہوگئے تھے جن سے ستر حاصل نہ ہوسکتا تھا۔ اس فرمان عالی سے ←

حدیث ۴۷: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔(53)

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔(54)

حدیث ۴۸: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لیے اور ایک اُس کی زوجہ کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے۔(55) یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لیے بچھونے جائز ہیں اور حاجت سے زیادہ نہ چاہیے۔

❀❀❀❀❀

دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ عورت کو باریک کپڑے کا دوپٹہ اوڑھنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے باریک کپڑے کے نیچے کوئی موٹا کپڑا ضرور سر پر رکھے تا کہ بال و سر ظاہر نہ ہوں ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور بے پردگی بھی ہوگی، خاوند کے سامنے تنہائی میں ویسے بھی اوڑھ سکتی ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۱۱)

(53) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب التواضع في اللباس۔۔۔إلخ، الحدیث: ۳۸۔(۲۰۸۲)، ص ۱۱۵۳.

(54) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب التواضع في اللباس۔۔۔إلخ، الحدیث: ۳۷۔(۲۰۸۲)، ص ۱۱۵۳.

(55) المرجع السابق، باب کراھۃ ما زاد علی الحاجۃ۔۔۔إلخ، الحدیث: ۴۱۔(۲۰۸۴)، ص ۱۱۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اہلِ عرب فخریہ طور پر بہت سے بستر بناتے اور ان سے گھر سجاتے تھے جیسے پنجاب کے اہلِ دیہات بہت زیادہ برتنوں سے گھر سجاتے اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ صرف تین قسم کے بستر رکھو: اپنے لیے، بیوی بچوں کے لیے اور بقدر ضرورت مہمانوں کے لیے، یہاں بستر کی قسمیں مراد ہیں نہ کہ تعداد لہٰذا جس کے دو چار بچے ہوں، دو چار مہمان روزانہ آتے جاتے ہوں تو وہ انہیں کے مطابق بستر رکھے۔

۲۔ چوتھے سے مراد چوتھی قسم کا بستر ہے یعنی بلا ضرورت محض فخر اور اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے رکھا جائے خواہ ایک ہو یا زیادہ، چونکہ اس قسم کا بستر تکبر و شیخی کے لیے ہوتا ہے اس کا محرک شیطان ہوتا ہے اس لیے اسے شیطان کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ بعض شارحین نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ مرد کو اپنی بیوی سے علیحدہ سونا چاہیے ساتھ سونا ممنوع ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کا بستر بیوی سے علیحدہ فرمایا مگر یہ ضعیف ہے، بعض حالات بیماری وغیرہ میں علیحدہ سونا پڑتا ہے اس لیے علیحدہ بستر کی اجازت دی گئی۔ خاوند بیوی کا ایک بستر پر سونا حدیث سے ثابت ہے، اس کے متعلق بہت احادیث ہیں۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۵۷)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جبکہ اللہ (عزوجل) نے دیا ہے تو اُس کی نعمت کا اظہار کیا جائے۔ یہ مستحب ہے خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اِترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے، لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں، نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا، بلکہ متوسط (درمیانہ) قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود (نمائش) ہوتی ہے، بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے۔ لوگوں کی نظریں اُٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحبِ کمال اور تارک الدنیا شخص ہیں۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (3) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگھیا (یعنی نیکر) پہننے لگے ہیں۔ اس کے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت لوگوں کے کُرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلافِ سنت ہے اور یہ دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں، اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔

---

(1) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۷۹.

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۷۹.

(3) المرجع السابق

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے، کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو آپ نے لشکریوں کے لیے بھیجا تھا، جن میں بیشتر حضرات صحابہ کرام تھے، اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے:

اِیَّاکُمْ وَزِیَّ الْاَعَاجِمِ (4)

عجمیوں کے بھیس سے بچو، ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔

مسئلہ ۴: ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لیے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔ (5)

---

(4) المقاصد الحسنۃ للسخاوی، حرف الھمزۃ، رقم: ۲۷۲، ص ۱۴۲۔

(5) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی اللبس، ج ۲، ص ۳۶۵۔

والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۹، ص ۵۸۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاٰخرۃ۔ رواہ الشیخان ا عن الامیر المومنین عمر والنسائی وابن حبان والحاکم وصححہ عن ابی سعید الخدری والحاکم عن ابی ھریرۃ و ابن حبان عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ریشم نہ پہنو کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا آخر میں نہ پہنے گا۔ (اس کو بخاری ومسلم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (ت) (ا صحیح البخاری کتاب اللباس باب لبس الحریر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۶۷) (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۹۱) (الترغیب والترھیب بحوالہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی ترھیب الرجال من لبسھم الحریر مصطفی البابی مصر ۳ /۹۶)

نسائی کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

←

من لبسه فی الدنیا لم یدخل الجنة ۱؎۔ رواه عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنه۔

جو دنیا میں ریشم پہنے گا جنت میں نہ جائے گا، (امام نسائی نے اس کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

(۱؎ الترغیب والترھیب بحوالہ النسائی ترھیب الرجال من لبسہم الحریر الخ حدیث ۲۰ مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۰۰)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: انما یلبس الحریر من لاخلاق لہ فی الآخرۃ رواہ الشیخان ۲؎ واللفظ للبخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ریشم وہ پہنے گا جس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں (اس کو شیخین (بخاری ومسلم) نے روایت کیا اور الفاظ امام بخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہیں۔ت) (۲؎ صحیح البخاری کتاب اللباس باب لبس الحریر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۷) (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب والفضۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۱)

ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: من لبس ثوب حریر البسه الله عزوجل یوم القیمة ثوبا من النار۔ رواه احمد ۳؎ والطبرانی عن جویریة رضی الله تعالٰی عنها۔

جو ریشم پہنے گا اللہ تعالٰی عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پہنائے گا (امام بخاری وطبرانی نے اس کو سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔ت) (۳؎ مسند امام احمد بن حنبل حدیث جویریہ بنت الحرث المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۲۴)

(المعجم الاوسط عن جویریۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث ۱۷۰،۱۷۱ المکتب الفیصلیۃ بیروت ۲۴/ ۶۵)

حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

من لبس ثوب حریر البسه الله تعالٰی یوما من نار لیس من ایامکم ولکن من ایام الله تعالٰی الطوال ۱؎ رواه الطبرانی وقال الله تعالٰی وان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون ۲؎۔

جو ریشم پہنے اللہ تعالٰی اسے ایک دن کامل آگ پہنائے گا وہ دن تمہارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالٰی کے ان لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن (اس کو امام طبرانی نے روایت کیا) جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ (۱؎ الترغیب والترھیب بحوالہ حذیفہ موقوفا ترھیب الرجال من لبسہم الحریر الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۹۹)

(۲؎ القرآن الکریم ۲۲/ ۴۷)

سیدنا مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا: ان هذین حرام علی ذکور امتی۔ رواه ابوداؤد ۳؎ والنسائی۔ والله تعالٰی اعلم۔

(۳؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الحریر النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۵)

بیشک یہ دونوں (ریشم اور سونا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اسے روایت کیا۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۱۵۶، ۱۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مکروہ ہے۔(6) بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں، اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے، اس کی ٹوپی اور صدری (یعنی واسکٹ) وغیرہ نہ پہنی جائے۔

مسئلہ ۶: ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے، اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔(7) مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے(8) اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۷: ٹسر، کہ ایک قسم کے ریشم کا نام ہے، بھاگلپوری کپڑے ٹسر کے کہلاتے ہیں۔ وہ موٹا ریشم ہوتا ہے، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو باریک ریشم کا ہے۔ کاشی سلک اور چینا سلک بھی ریشم ہی ہے، اس کے پہنے کا بھی وہی حکم ہے۔ سن اور رام بانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں، ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے۔ خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔ اس زمانہ میں کیلے کا ریشم چلا ہے۔ یہ ریشم نہیں ہے بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بناتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے، اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۸: ریشم کا لحاف اوڑھنا ناجائز ہے کہ یہ بھی لبس میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔ کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لیے جیسا کہ پھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں، یہ ناجائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جبہ یا کرتہ ریشم کا ہو اور اُس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لیے، اگرچہ بیچنے ہی کے لیے لے جارہا ہے یہ ممنوع ہے۔(9)

مسئلہ ۹: عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔(10)

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ... إلخ، ج۵، ص۳۳۱.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجرد نام کا، بربنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں۔ جرمن سلور، چاندی نہیں۔ جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صفائی سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر ان کپڑوں کو دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کرکے معلوم ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۱۹۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ... إلخ، ج۵، ص۳۳۱.

(8) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۸۷.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ... إلخ، ج۵، ص۳۳۱.

(10) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ (11) یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱: آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے، پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے، اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں۔ (12) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان (پان کے پتے کی شکل) وغیرہ مغرق ہوں (یعنی ریشم سے بالکل ڈھکا ہوا ہو) کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مغرق نہ ہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: ریشم کے کپڑے کا پیوند کسی کپڑے میں لگایا اگر یہ پیوند چار انگل تک کا ہو جائز ہے اور زیادہ ہو تو ناجائز۔ ریشم کو روئی کی طرح کپڑے میں بھر دیا گیا مگر ابرا (یعنی دوہرے کپڑے کی اوپری تہ) اور استر (یعنی دوہرے کپڑے کی نیچے کی تہ) دونوں سوتی ہوں تو اس کا پہننا جائز ہے اور اگر ابرا یا استر دونوں میں سے کوئی بھی ریشم ہو تو ناجائز ہے۔ اسی طرح ٹوپی کا استر بھی ریشم کا ناجائز ہے اور ٹوپی میں ریشم کا کنارہ چار انگل تک جائز ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۴: متفرق جگہوں پر ریشم کا کام ہے، تو اس کو جمع نہیں کیا جائے گا یعنی اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہیں ہے مگر جمع کریں تو زیادہ ہو جائے گا یہ ناجائز نہیں، لہٰذا کپڑے کی بناوٹ میں جگہ جگہ ریشم کی دھاریاں ہوں تو جائز ہے، جبکہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ چوڑی کوئی دھاری نہ ہو۔ یہی حکم نقش و نگار کا ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔

---

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۰.

(12) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۱.

(13) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۱.

اور اگر پھول یا کام اس طرح بنایا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آتا ہو جس کو مغرق کہتے ہیں، جس میں کپڑا نظر ہی نہیں آتا تو اس کام کو متفرق نہیں کہا جا سکتا۔ اس قسم کا ریشم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے۔(14) دھاریوں کے لیے چار انگل سے زیادہ نہ ہونا، اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اور اگر تانے میں ہوں اور بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: کپڑا اس طرح بُنا گیا کہ ایک تاگا سوت ہے اور ایک ریشم، مگر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یہ ناجائز ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: سونے چاندی سے کپڑا بُنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے۔ کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے، ورنہ جائز، مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا (وہ دھاگے جو کپڑا بُننے میں لمبائی اور چوڑائی میں دیے جاتے ہیں) دونوں ریشم ہوتا ہے، لہٰذا زری اگرچہ چار انگل سے کم ہو، جب بھی ناجائز ہے۔

ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اُس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا۔ جیسا کہ عمامہ سوت کا ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے، اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے، یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے، ان کے لیے چار انگل کی تخصیص نہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لیے گوٹے لچکے، اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مغرق (سونے چاندی سے اس طرح لپا ہو کہ اس میں کپڑا نظر نہ آئے) اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: زری کی بناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش ونگار کا بھی ہے، اب بھی زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں، اگر کام کے درمیان سے کپڑا نظر آتا ہو تو چونکہ ایک جگہ چار انگل نہیں ہے جائز ہے اور مغرق ہو کہ بالکل کام لِسا ہوا ہو (یعنی بالکل ڈھکا ہوا ہو) تو چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے۔ اسی طرح کامدانی (یعنی وہ ریشمی کپڑا جس پر سونے چاندی کے تاروں سے بوٹے کاڑھے گئے ہوں) کہ کپڑا زری کے کام سے چھپ گیا ہو تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ ہو

---

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ۹، ص ۵۸۲۔

(15) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص ۵۸۲۔

(16) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص ۵۸۲۔ وغیرہ

ناجائز ہے، ورنہ جائز۔

مسئلہ ۱۸: کمر کی پٹی ریشم کی ہو تو ناجائز ہے اور اگر سوتی ہو، اس میں ریشم کی دھاری ہو اور چار انگل تک ہو تو جائز ہے۔(17) کلابتو (یعنی چاندی یا سونے کے تاروں کی ڈور) کی پٹی ناجائز ہے۔ بعض رؤسا اپنے سپاہیوں اور چپراسیوں کی پیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں، ان کو بچنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۹: ریشم کی مچھر دانی مردوں کے لیے بھی جائز ہے، کیونکہ اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں۔(18)

مسئلہ ۲۰: ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو، یہ بدرجہ اَولیٰ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۱: ریشم کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو۔(19) زریں کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲: ریشم کا کمر بند ممنوع ہے۔ ریشم کے ڈورے میں تسبیح گوندھی جائے تو اُس کو گلے میں ڈالنا منع ہے۔ اسی طرح گھڑی کا ڈورا ریشم کا ہو تو اس کو گلے میں ڈالنا یا ریشم کی چین کاج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے، ریشم کا ڈورا یا فیتا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار انگل سے کم ہے کیونکہ یہ چیز پوری ریشم کی ہے۔ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے۔(20) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے، جیب میں رکھنا منع نہیں۔

مسئلہ ۲۳: قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنایا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے، مگر اُس میں فیتا لگا کر گلے میں ڈالنا ممنوع ہے یعنی ممانعت اُسی صورت میں ہے کہ جزدان ریشم یا زری کا ہو۔(21)

---

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس مایکرہ... إلخ، ج۵، ص۳۳۲.

(18) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۳.

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۴.

(20) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۴.

(21) المرجع السابق، ص۵۸۵

مسئلہ ۲۴: ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں، ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے۔(22)

مسئلہ ۲۵: ریشم کا بٹوا گلے میں لٹکانا منع ہے اور اُس میں چھالیا، تمبا کو رکھ کر اُسے جیب میں رکھنا اور اُس میں سے کھانا منع نہیں کہ اُس کا پہننا منع ہے نہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے بٹوے کا مطلقاً استعمال منع ہے، کیونکہ سونے چاندی کا مطلقاً استعمال منع ہے، اس میں سے چھالیا، تمبا کو کھانا بھی منع ہے۔

مسئلہ ۲۶: فصاد فصد لیتے وقت (یعنی فصد کھولنے والا رگ سے خون نکالتے وقت) پٹی باندھتا ہے تاکہ رگیں ظاہر ہوجائیں، یہ پٹی ریشم کی ہو تو مرد کو باندھنا ناجائز ہے۔(23)

مسئلہ ۲۷: ریشم کے مُصلّے پر نماز پڑھنا حرام نہیں۔(24) مگر اس پر پڑھنا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۲۸: مکان کو ریشم، چاندی، سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف و آلات (یعنی برتن اور اَوزار) رکھنا، جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے۔(25) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداء تکبر سے نہ ہوں، مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہوجایا کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۹: فقہا و علما کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ (نفع اٹھانے) کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔(26) اور اگر اُس کو اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

مسئلہ ۳۰: کھانے کے وقت بعض لوگ گھٹنوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تاکہ اگر شوربا ٹپکے تو کپڑے خراب نہ ہوں، جو کپڑا گھٹنوں پر ڈالا گیا اگر ریشم ہے تو ناجائز ہے۔ ریشم کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے جائز ہے یعنی جبکہ اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اُسے نہ رکھے اور تکبر بھی مقصود نہ ہو۔(27)

مسئلہ ۳۱: سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔(28)

---

(22) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۴.

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس ما یکرہ... إلخ، ج۵، ص۳۳۲.

(24) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۵.

(25) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۵.

(26) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

(27) المرجع السابق، ص۵۸۷۔۵۸۸.

(28) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۳۲: آشوب چشم (یعنی آنکھ دُکھنا) کی وجہ سے مونھ پر سیاہ ریشم کا نقاب ڈالنا جائز ہے کہ یہ عذر کی صورت ہے۔(29) اس زمانے میں رنگین چشمے بکتے ہیں، جو دھوپ اور روشنی کے موقع پر لگائے جاتے ہیں، ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۳۳: نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے۔(30)

مسئلہ ۳۴: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔(31) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے، لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

مسئلہ ۳۵: جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔(32) سیاہ بلے لگانا (یعنی بازو پر سیاہ پٹی لگانا) بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے، دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے۔

ایامِ محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں، سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے، کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لیے سرخ پہنتے ہیں۔(33) (اعلٰی حضرت قبلہ قدس سرہ، ط)

---

(29) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۱.

(31) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۹۰.

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۳.

(33) ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۱۸۵.

....

محرم میں بھی سبز عمامہ جائز ہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مزید فرماتے ہیں: صاحبِ بہارِ شریعت حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے وصالِ مبارک کو (تادمِ تحریر) کم وبیش نصف صدی ہو چکی ہے، یقیناً اُن دنوں یہ ان تینوں قوموں کی مشابہت رہی ہوگی لہٰذا مفتی صاحب نے ان سے مُشابہت کی وجہ سے منع فرمایا۔ مگر اب ان تینوں میں سے صرف ایک بدمذہب فرقے کے شِعار کا سلسلہ باقی ہے، باقی دونوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ بالفرض کوئی نادان سُنّی بھی ان دنوں سیاہ لباس پہنے ہوئے گزرے تو آپ کے ذہن میں یہی بات آئیگی کہ یہ اُس بدمذہب جماعت کا کوئی فرد جا رہا ہے۔ مگر سبز عمامہ شریف والے کو دیکھ کر آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ وہ تعزیہ دار جا رہا ہے۔

اسی طرح اب سرخ لباس والے کو دیکھ کر خارجی نہیں کہا جاتا کہ فی زمانہ کوئی خارجی ہمارے یہاں سرخ لباس میں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا محرم الحرام میں اب نہ سبز لباس ممنوع نہ ہی سرخ کی مُمانعت۔ پس ثابت ہوا کہ محرام الحرام میں بھی سبز عمامہ شریف بِلا کراہت جائز ہے۔

سبز عمامہ کو ناجائز کہنا جرأت ہے

امید ہے کہ مشابہت کی تعریف سمجھ میں آگئی ہوگی اور آپ بالکل اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ وہ بدمذہب لوگ جو کبھی سبز عمامے باندھا کرتے تھے اب کسی طرح بھی دیکھے نہیں جا رہے، ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے، پھر بھی کھینچ تان کر سبز سبز گنبد والے، میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے سبز عمامے کو کسی گمراہ فرقے کے کھاتہ میں ڈال کر سبز سبز عمامہ شریف پہننے والے عاشقانِ رسول کو ناجائز فعل کا مرتکب جاننا بہت بڑی جرأت ہے۔

حضرت علامہ مُلّا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی "مِرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں قولِ صحابی نقل فرماتے ہیں: "مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ یعنی جس کام کو مسلمان اچھا سمجھ کر کریں (جبکہ وہ شریعت میں منع نہ ہو) تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی اچھا ہے"۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب التنظیف والتکبیر، ۴۸۰/۲، تحت الحدیث: ۱۳۸۵)

سبز عمامہ پسندیدہ ہے

معلوم ہوا کہ اگر سبز عمامہ شریف پر بالفرض کوئی دلیل نہ بھی ہو تب بھی یہ جائز ہے، کہ اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اوپر ذکر کئے گئے قولِ صحابی کی روشنی میں تو سبز عمامہ شریف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پسندیدہ بھی ٹھہرے گا کیونکہ بے شمار مسلمان اسے پسند بھی کرتے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں رہنے والے عاشقانِ رسول اسے پہنتے بھی ہیں۔ خیر دلائلِ بالا کی تو اس صورت میں ضرورت پڑے گی جب کہ سبز عمامہ صراحۃً ثابت نہ ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ سبز عمامہ شریف کو تو خود ہمارے پیارے آقا، مکّے مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سرِ اقدس پر سجا کر نہ صرف سبز عمامہ شریف کو بلکہ خود سبز رنگ کو بھی عظمت بخش دی اور آج بھی سبز سبز گنبد کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں جلوہ فرما ہیں۔

←

....

دجال کی پیروی کرنے والے ستر ہزار افراد کون؟

وسوسہ: سنا ہے کہ حدیث میں ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے اور وہ سبز عمامے والے ہوں گے۔

جوابِ وسوسہ: پیارے بھائیو! شیطان بڑا مکار و عیار ہے وہ کب چاہتا ہے کہ مسلمان نیک بنیں، اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کریں اگر کوئی مسلمان نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرنے لگتا ہے تو وہ طرح طرح کے ہتھکنڈوں کے ذریعے انہیں روکنے کی کوشش کرتا ہے، ان کے ذہنوں میں وسوسے ڈالتا ہے تاکہ لوگ اس کی جھوٹی باتوں میں آکر سنتیں اپنانا چھوڑ دیں چنانچہ اسی وسوسے کو ہی لے لیجئے حالانکہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے کہ جس میں نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا ہو کہ سبز عمامے والے دجال کے پیروکار ہوں گے۔ اب جس کسی نے یہ کہا کہ ''حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے اور وہ سبز عمامے والے ہوں گے'' اس نے نہ صرف ایک جھوٹ بولا جو کہ بذاتِ خود گناہ ہے بلکہ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر افتراء (جھوٹ باندھنے) کی انتہائی سخت جرأت بھی کی ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے فرمایا گیا کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے چنانچہ

نبی عَلَیْہِ السَّلام پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ یعنی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی الخ، ۱/۵۷، حدیث: ۱۱۰)

اسی طرح ایک اور روایت حضرت سیدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب تک تمہیں یقینی علم نہ ہو میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے بچو، جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(ترمذی، کتاب تفسیر القران عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الذی یفسر القران برایہ، ۴/۴۳۹، حدیث: ۲۹۶۰)

پیارے بھائیو! دیکھا آپ نے حدیث کے معاملے میں جھوٹ بولنے والے کے لیے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیسی سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

دجال والی حدیث کی وضاحت

پیارے بھائیو! اب اس اصل حدیثِ مبارک کو ملاحظہ فرمائیے کہ جس کا غلط ترجمہ کرکے سبز سبز عمامے والے عاشقانِ رسول کے متعلق یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ معاذ اللہ یہ لوگ دجال کے پیروکار ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيجَانُ۔ ←

....

اس روایت کی سند پر سخت کلام ہے۔

یعنی میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں گے جن پر ''سیجان'' ہوں گی۔''

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ۲/۳۰۱، حدیث: ۵۴۹۰)

پیارے بھائیو! مذکورہ روایت میں ''سِیجَان'' اور ''مِن اُمَّتِی'' کے الفاظ قابل غور ہیں:

{۱} مذکورہ روایت میں مِن اُمَّتِی سے مراد امتِ اجابت (امتِ مسلمہ) نہیں بلکہ امتِ دعوت ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مذکور حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اُس روایت'' کہ جو حضرت سیدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: اَصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کریں گے'' سے معلوم ہوتا ہے کہ امت سے مراد، امتِ دعوت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ۹/۲۱۷، تحت الحدیث: ۵۴۹۰، اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب العلامات الساعۃ، الفصل الثانی، ۴/۳۶۴)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غالب یہ ہے کہ امت سے مراد امت دعوت ہے جن پر فرض ہے کہ حضورِ انور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لائیں سارا عالم حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی امتِ دعوت ہے اور مسلمان امتِ اجابت۔ اس صورت میں ایسی حدیث کی شرح وہ گزشتہ حدیث ہے (جو حضرت سیدنا اَنس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے) کہ اصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کریں گے۔ یہاں امتی سے مراد وہی یہود ہیں کہ وہ حضور کی امتِ دعوت ہیں اور ستر ہزار سے مراد ہزار ہا آدمی ہیں نہ کہ یہ عدد خاص۔

حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حدیثِ پاک کے اس حصہ عَلَیْہِمُ السِّیجَان (کہ ان پر سیجان ہوں گی) کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی میری امت کے وہ لوگ دجّال کو مانیں گے (پیروی کریں گے) جو پہلے سے ہی فیشن پرست یہود و نصاریٰ کے نقال ان کی سی شکل وصورت بنانے والے یہود کا سا نقشین فیشن ایبل لباس پہلنے والے ہوں گے انہی کا بیڑا غرق ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۳۱۷)

سیجان کے لغوی معنیٰ

{۲} ''سیجان'' عربی لفظ ہے جو کہ ''ساج'' کی جمع ہے۔ لفظ ساج کے کتب لغت میں درج ذیل معانی مذکور ہیں۔ چنانچہ ابو الفیض مرتضیٰ زُبیدی اپنی مشہورِ زمانہ لُغت ''تَاجُ العُرُوس'' میں فرماتے ہیں: موٹے کپڑے، سیاہ رنگ کی چادر، سبز رنگ کی چادر، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے، گول چادر اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو ساج کہا جاتا ہے۔ (تاج العروس، الجزء الاول، ص ۱۴۳۸)

اَلمُعجم الوَسیط میں ہے: ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول وعرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں اور سیجان، ساج کی جمع ہے۔ (المعجم الوسیط، الجزء الاول، ص ۴۶۰)

حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: سیجان سین کے کسرہ کے ساتھ ساج کی جمع ہے ←

مسئلہ ۳۶: اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور

جس سے مراد طیلسان اخضر (یعنی سبز چادر) ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ۹/ ۴۱۷، تحت الحدیث: ۵۴۹۰)

لُغت کی معتبر کتاب ''لسان العرب'' میں ہے: اَلسِّیجَانُ الطَّیَالِسَةُ السُّودُ یعنی سیاہ چادریں السِّیجَان جمعُ سَاجٍ وَ هُوَ الطَّیْلَسَانُ الْاَخْضَر یعنی سِیجَان سَاج کی جمع ہے جس سے مراد سبز طیلسان (چادریں) ہیں۔ (لسان العرب، ۱/ ۱۹۳۰)

عربی لُغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' میں 'طیلسان' کے مختلف معانی لکھے ہیں: خاکستری رنگ کا ہونا۔ کالی چادر۔ محوشدہ تحریر، میلا کپڑا۔ طیلس ''سبز چادر کو کہتے ہیں جسے علماء و مشائخ استعمال کرتے ہیں۔'' (المنجد، ص ۴۶۹)

اسی طرح ضخیم ترین ''اُردو لغت'' میں ہے کہ طیلسان ایک قسم کی چادر ہے جو خطیب اور قاضی کندھوں پر ڈالتے ہیں اور جنازے یا قبر کی چادر ''جس کا کپڑا عام طور پر سیاہ، سفید یا اُرغوانی مخمل کا ہوتا ہے'' کو بھی طیلسان کہتے ہیں۔ (اردو لغت، ۱۳/ ۲۱۴ ملتقطاً)

سِیجان کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں

پیارے بھائیو! آپ نے غور فرمایا کہ لفظ سِیجان کے اس قدر معانی ہونے کے باوجود کسی ایک نے بھی اس کا معنی سبز عمامہ نہیں کیا بلکہ سب ہی نے اس کا ترجمہ مختلف رنگ کی چادروں کا کیا ہے لہٰذا اس سے سبز عمامہ کا ترجمہ کرنا حدیثِ مبارک کا مطلب و معانی بدلنا ہے اور جان بوجھ کر حدیث کے معانی و مطالب کو بدلنا اپنے آپ کو جہنم کا حقدار بنانا ہے۔ نیز مذکورہ حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ ملکِ اصفہان کے یہودی ہوں گے جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے چنانچہ حضرت سیدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَهُودِ اَصْبَهَانَ سَبْعُونَ اَلْفًا عَلَیْهِمُ الطَّیَالِسَةُ" یعنی اَصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے، جن پر ''طیالسہ'' (یعنی سبز چادریں) ہوں گی۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال، ص ۱۵۷۸، حدیث: ۲۹۴۴)

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ اس زمانے میں یہود شہر اصفہان میں کثرت سے ہوں گے۔ اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے (مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں) میں نے وہاں کی سیر کی ہے۔ یہاں ہی دجال کا زور زیادہ ہوگا اور دجال کے پہلے مددگار و معاون یہود ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ دجال خود یہود میں سے ہوگا۔

(مراۃ المناجیح، ۷/ ۳۰۰)

پیارے بھائیو! مذکورہ بالا حدیث مبارک میں واضح طور پر موجود ہے کہ دجال کے پیروکار یہود ہوں گے ان کا تعلق اصفہان سے ہوگا لہٰذا اس روایت کو سبز عمامہ شریف باندھنے والے (عاشقانِ رسول) مسلمانوں پر منطبق کرنا جھوٹ اور افترا ہے کیونکہ حدیث میں مذکور دجال کے پیروکاروں کی مذموم صفات اور دعوتِ اسلامی کے عاشقانِ رسول میں پائی جانے والے اوصاف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

آخرت میں نور ہے۔(34)

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرارِ نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقرا اور غربا کو کہاں ملیں، انھیں تو امرا اور رؤسا استعمال کرتے ہیں۔

فقہا اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑوں سے پورا نہ ہوگا، بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں، ان کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

مسئلہ ۳۷: پاجامہ پہننا سنت ہے، کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے۔(35) اس کو سنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے پہنا۔ خود حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تہبند پہنا کرتے تھے، پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔

مسئلہ ۳۸: مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے۔ کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔(36)

مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔ اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کردیے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں، حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ٹخنے سے جو نیچا ہو، وہ جہنم میں ہے۔(37)

---

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص ۳۳۳۔

<u>شعارِ صالحین</u>

پیارے بھائیو! بعض چیزیں بزرگانِ دین کے شِعار سے ہوتی ہیں جیسا کہ اون کا لباس صوفیاء کا شِعار ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی مشہور کتاب ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں: ''مُرَقَّعہ (مُ رَ ق-قَعَہ) یعنی پشم اور اُون و صوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیۂ کرام کا شِعار ہے۔'' (کشف المحجوب، باب لبس المرقعات، ص ۴۳)

(35) المرجع السابق۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص ۳۳۳۔

(37) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب ما أسفل من الکعبین فھو في النار، الحدیث: ۵۷۸۷، ج۴، ص ۴۶۔

اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نیکر کہتے ہیں، یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے، اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں۔ افراط وتفریط سے علیحدہ ہو کر مسنون طریقہ نہیں اختیار کرتے۔

بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں، اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیأت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے، عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں، ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔

مسئلہ ۳۹: موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہوجائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے۔ (38) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو، کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔ (39)

---

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۳۔

پیوند دار لباس کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، امیرُ المُؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکَرِیم کی خدمتِ بابَرَکت میں عرض کی گئی، آپ اپنی قمیص میں پیوند کیوں لگاتے ہیں؟ فرمایا، اس سے دل نرم رہتا ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے (یعنی مومن کا دل نرم ہی ہونا چاہیے) (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۲۴ حدیث ۲۵۴)

پیوند والے کپڑے صالحین کا شِعار

حضرت علامہ عبد الرء وف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہ نے طواف فرمایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہ کے لباس مبارک پر چمڑے کے بارہ پیوند تھے۔ دیگر خلفاء بھی پیوند لگے کپڑے زیبِ تن فرماتے تھے۔ مزید فرماتے ہیں: وَذٰلِكَ شِعَارُ الصَّالِحِینَ وَ سُنَّۃُ المُتَّقِینَ حَتّٰی اِتَّخَذَ الصُّوفِیَّۃُ شِعَاراً یعنی: یہ صالحین کا شِعار اور متقین کی سنت ہے، حتی کہ صوفیاء کرام نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شِعار بنالیا۔ (فیض القدیر، حرف الھمزہ، ۳/۳۶، تحت الحدیث: ۲۶۵۶)

اسی طرح سے اہلسنّت کے شِعار بھی ہیں کہ جن سے سُنِّیت (اہلِ سنّت وجماعت) کی پہچان ہو جیسے اَفضلیتِ شیخین کا قائل ہونا، موزوں پر مسح کرنا، بعدِ جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا، میلاد النبی کے جلوس ومحافل کا انعقاد اور اس میں شرکت، وقتِ مولود قیام وغیرہ۔

حضرتِ عائشہ کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی وصیت:

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنہا کو وصیت فرمائی: اگر تم مجھ سے ملاقات کی خواہشمند ہو تو فقراء جیسی زندگی بسر کرنا، دولت مندوں کی محفلوں سے علیحدہ رہنا اور اوڑھنی کو پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا۔

(ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی ترقیع الثوب، ۳/۳۰۲، الحدیث ۱۷۸۷)

(39) سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی ترقیع الثوب، الحدیث: ۱۷۸۷، ج۳، ص۳۰۲۔

←

اور بہت باریک کپڑے، نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے، خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو ستر عورت نہ ہو سکے گا۔ اس زمانہ میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہوگئی ہے کہ ساڑی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر عورت نہیں ہوتا اور اسی کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے۔ بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں، دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا، چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے۔

مسئلہ ۴۰: سدل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے لٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے، جس کا بیان گزر چکا مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ ہے یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتہ یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتہ نہیں پہنے ہوئے ہے تو سدل مکروہ ہے۔ (40)

مسئلہ ۴۱: پوستین (یعنی کھال کا کوٹ یا کُرتہ) پہننا جائز ہے۔ بزرگانِ دین، علما و مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں، اگر اس کو ذبح کر لیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباغت کر لی ہو تو اُس کی پوستین بھی پہنی جاسکتی ہے اور اس کی ٹوپی اوڑھی جاسکتی ہے، مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح سنجاب کی پوستین، یہ گھونس (یعنی بڑا چوہا) کی شکل کا جانور ہوتا ہے۔ (41)

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہ انتہائی قناعت کی تعلیم ہے کہ پیوند والے کپڑے پہننے میں عار نہ ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب کہ آپ خلیفۃ المسلمین تھے کہ آپ کے کپڑوں میں اوپر تلے تین پیوند ایک جگہ پر لگے تھے کہ پیوند گل گیا تو اور لگا لیا حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ دیا اس وقت آپ کے تہبند شریف میں بارہ پیوند تھے۔ (مرقات) مقصد یہ ہی ہے کہ پیوند والے کپڑے کے پہننے میں عار نہ ہونی چاہیے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جہاں ارشاد ہے کہ رب کی نعمت کا اثر تم پر ظاہر ہو یا فرمایا کہ نیا کپڑا پاؤ تو پرانا خیرات کر دو۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی سواری فرما لیتے تھے، اپنا نعلین پاک خود سی لیتے تھے، اپنی قمیض میں پیوند لگا لیتے تھے اور پہن لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری جماعت سے نہیں۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹۰)

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۳.

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۳.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: جو کچھ ہم بیع کے جواز میں ذکر کریں گے اس کا انتظار کرو اور جستجو کرو گے جان لو گے (ت) واما الفقہ: فنقول نقول کثیرۃ بکثیرۃ شائع فی کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی. رہا فقہ کے بارے، تو ہم کہتے ہیں کتب مذہب میں جا بجا ←

مسئلہ ۴۲: درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں، اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔(42) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے۔ حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے۔(43)

مسئلہ ۴۳: ناک مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے، اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ تکبر ہو تو منع ہے۔(44)

❁❁❁❁❁

وہ متون شروح ہوں یا فتاوٰی، ان میں اس مسئلہ کا بکثرت ذکر ہے۔(ت)

مختصر(۱) قدوری وہدایہ(۲) وقایہ(۳) ونقایہ(۴) ومختار(۵) وکنز(۶) ووافی(۷) واصلاح(۸) ونور الایضاح(۹) وملتقی(۱۰) وتنویر وغیرہا عامہ متون میں تصریح صریح ہے کہ:

کل اھاب دبغ فقد طھر الاجلد الخنزیر والآدمی ۳ ۔(۳۔ المختصر للقدوری کتاب الطہارۃ مطبوعہ مجیدی کانپور ص ۷)

خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ جس چمڑے کو بھی دباغت دی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۳۱۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(42) المرجع السابق.

(43) المصنف لعبد الرزاق، کتاب الطہارۃ، باب جلود السباع، رقم: ۲۲۰، ج ۱، ص ۵۴.

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج ۵، ص ۳۳۳.

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کی جاچکی ہیں۔

مسئلہ ۱: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکالے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (1) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے، یہ سنت کے خلاف

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج ۵، ص ۳۳۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عمامہ حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے ولہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا:

قد ثبت فی السیر بروایات صحیحۃ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یرخی علامتہ احیانا بین کتفیہ و احیانا یلبس العمامۃ من غیر علامۃ فعلم ان الاتیان بکل واحد من تلک الامور سنۃ ۱؎

(۱؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸ / ۲۵۰)

کتب سیر میں روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے کبھی بغیر شملہ کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ان امور میں سے ہر ایک کو بجالانا سنت ہے (ت)

اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا کما نص علیہ الفقہاء الکرام وامروا بترکہ حیث یستھزی بہ العوام کیلا یقعوا فی الھلاک بسوء الکلام (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے اور وہاں اسکے ترک کا حکم دیا جہاں عوام اس پر مذاق کرتے ہوں تا کہ وہ اس کلام بد سے ہلاکت میں نہ پڑیں۔ ت) تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ۔ یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا اور حدیث آتی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر حمل کیا۔ علامہ علی قاری نے شرح مشکوۃ میں فرمایا: لم یروا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھذا زی المشرکین ۲؎۔ یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو، متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے (ت)

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸ / ۲۵۰)

اسی میں بعد ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ ہے:

ھذا کلہ یدل علی فضلیۃ العمامۃ مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل فلبسھا وحدھا مخالف للسنۃ کیف ←

ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں، یہ بھی نہ چاہیے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

وھی زی الکفرۃ و کذا المبتدعۃ فی بعض البلدان ۳؎

یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگر چہ بے ٹوپی ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے، اور کیونکر نہ ہو کہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے (ت)

(۳؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸ / ۲۵۰)

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنتِ متواتر کا استخفاف کفر ہے۔

وجیز کردری پھر نہر الفائق پھر ردالمحتار میں ہے:

لولم یر السنۃ حقا کفر لانہ استخفاف ا؎

اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اسکا استخفاف ہے۔ (ت)

(ا؎ الفتاوی البزازیہ مع الفتاوی الہندیہ نوع فی السنن من کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴ / ۲۸)

عمامہ کی فضیلت میں احادیثِ کثیرہ وارد ہیں بعض اُن سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں:

حدیث اول: سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس ۲؎

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ (ت) (۲؎ سنن ابی داؤد باب العمائم مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۲۰۸)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فالمسلمون یلبسون القلنسوۃ وفوقھا العمامۃ اما لبس القلنسوۃ وحدھا فزی المشرکین فلبس العمامۃ سنۃ ۳؎

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ باندھنا سنت ہے۔

(۳؎ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فرق ما بیننا الخ مکتبہ الامام شافعی الریاض ۲ / ۱۶۹)

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

العمامۃ علی القلنسوۃ فصل ما بیننا وبین المشرکین یعطی یوم القیمۃ بکل کورۃ یدروھا علی راسہ نورا ۴؎

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(۴؎ کنز العمال بحوالہ الباوردی عن رکانۃ فرع فی العمائم مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۱۵ / ۳۰۵)

حدیث ۲ و ۳: قضاعی مسند شہاب میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور دیلمی مسند الفردوس میں مولٰی علی و عبداللہ ←

بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: العمائم تیجان العرب ۵۔ (عمامے عرب کے تاج ہیں)۔ (۵۔ الفردوس بماثور الخطا بحدیث ۴۲۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۸۷)

حدیث ۴: مسند الفردوس میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا اعزھم ۱۔ وفی لفظ وضع اللہ عزھم۔ عمامے عرب کے تاج ہیں جب عمامہ چھوڑ دیں تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالٰی ان کی عزت اتار دے گا۔

(۱۔ الجامع الصغیر مع فیض القدیر بحوالہ مسند فردوس عن ابن عبا سمطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۳۹۲)

حدیث ۵: ابن عدی امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایتوا المساجد حُسّراً ومقنعین ،فأن العمائم تیجان المسلمین ۲۔ مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامہ مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال اسامی شتی ممن ابتداء اسامیہم میم المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۶/ ۲۴۱۳)

حدیث ۶: طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتموا تزدادوا حلما ۳۔ صححہ الحاکم۔

عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ ت)

(۳۔ المعجم الکبیر باب ماجاء فی لبس العمائم المطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۹۴)

حدیث ۷: ابن عدی کامل وبیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتموا تزدادوا حلماً والعمائم تیجان العرب ۴۔ وروی عنہ الطبرانی صدرہ واشار المناوی الی تقویتہ۔

عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں؛ طبرانی نے اس کا ابتدائی حصہ روایت کیا، امام مناوی نے اس کا قوی ہونا بیان کیا ہے (ت) (۴۔ شعب الایماحدیث ۶۲۶۰ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت ۵/ ۱۷۶)

حدیث ۸: دیلمی عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ وان اسلم حصین فعنھما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

العمائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمھا وضعت عزھا ۱۔

عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔

(۱۔ الفردوس بماثور الخطاب بحوالہ عن ابن عباس حدیث ۴۲۴۷ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۳/ ۸۸)

حدیث ۹: وہی رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

←

....

لاتزال امتی علی الفطرۃ مالبسوا العمائم علی القلانس ۲؎۔

میری امت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(۲؎ الفردوس بماثور الخطاب بحوالہ عن ابن عباس حدیث ۷۵۶۹ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۵ / ۹۳)

حدیث ۱۰: ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ امدنی یوم بدر وحنین بملٰئکۃ یعتمون ھذہ العمۃ وقال ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان ۳؎۔

بیشک اللہ عزوجل نے بدروحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔ (۳؎ السنن الکبرٰی للبیہقی باب التحریض علی الرمیم طبوعہ دار صادر بیروت ۱۰ / ۱۴)

حدیث ۱۱: دیلمی مسند الفردوس میں عبدالاعلی بن عدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

ھکذا فاعتموا فان العمامۃ سیماء الاسلام وھی حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین ۴؎۔

(۴؎ کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۴۱۹۱۱ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵ / ۴۸۳)

حدیث ۱۲: ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ھکذا تکون تیجان الملٰئکۃ ۵؎۔ فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

(۵؎ کنز العمال بحوالہ ابن شاذان فی مشیخۃ حدیث ۴۱۹۱۳ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵ / ۴۸۴)

حدیث ۱۳ و ۱۴: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمر اور بیہقی شعب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملٰئکۃ وارخوالھا خلف ظھورکم ۶؎۔

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑ دو۔

(۶؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۸ مطبوعہ المکتبہ الفیصلیہ بیروت ۱۲ / ۳۸۳)

حدیث ۱۵: ابوعبداللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی اکرم ھذہ الامۃ بالعصائب الحدیث ۱؎۔

بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا، الحدیث

(۱؎ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال حدیث ۴۱۱۴۵ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵ / ۳۰۷)

حدیث ۱۶: بیہقی شعب الایمان میں انہی سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اعتموا خالفوا علی ۔۔۔

مسئلہ ۲: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہوتو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح

الامم قبلکم ۲۔ عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود ونصارٰی کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔
(۲۔ شعب الایمان حدیث ۶۲۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/۱۷۶)

حدیث ۱۷: معجم کبیر طبرانی میں ہے:
حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمی حدثنا العلاء بن عمرو الحنفی حدثنا ایوب بن مدرك عن مكحول عن ابی الدرداء رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان الله عزوجل وملئکته یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة ۳۔
بیان کیا محمد بن عبداللہ حضرمی نے، بیان کیا العلاء بن عمرو الحنفی نے، بیان کیا ایوب بن مدرک نے مکحول سے ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالٰی اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔
(۳۔ مجمع الزوائد بحوالہ معجم کبیر باب اللباس للجمعۃ مطبوعہ دار الکتب بیروت ۲/۱۷۶)

حدیث ۱۸: دیلمی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:
الصلاة فی العمامة تعدل بعشر الاف حسنة ۴۔ فیه ابان۔
عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ (اس کی سند میں ابان راوی ہے۔ ت)
(۴۔ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۸۰۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۰۶)

نوٹ: جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں تعدل کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی

حدیث ۱۹: رامہُرمُزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:
العمائم تیجان العرب فاعتموا تزدادوا حلما ومن اعتم فله بكل كور حسنة فاذا حط فله بكل حطة حط خطیئة ۱۔
عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصد ترک بلکہ بارادہ معاودت) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔ (۱۔ کنز العمال بحوالہ الرامہرمزی فی الامثال حدیث ۴۱۱۴۶ مطبوعہ منشورات مکتبۃ الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۳۰۸)
دونوں محتمل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم!
والحدیث اشد ضعفا فیه ثلثة متروكون متهمون عمرو بن الحصین عن ابی علاثة عن ثویر (اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے۔
اس حدیث میں شدید قسم کا ضعف ہے کیونکہ اس کے تین راوی متروک ومتہم ہیں انھوں نے ابو علاثہ سے اور انہوں نے ثویر سے روایت

اودھیڑا جائے۔(2)

مسئلہ ۴: ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(3) مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور اُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔(4) یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں، اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔

بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے، مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔(5) بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے، اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

❁❁❁❁❁

حدیث ۲۰: مسند الفردوس میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رکعتان بعمامة خير من سبعين ركعة بلا عمامة ۲؎۔

(۲؎ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۲۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ / ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو ۲ رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶ ص ۲۰۹، ۲۱۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس... إلخ، ج۵، ص۳۳۰.

(3) المرجع السابق.

(4) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب العمائم علی القلانس، الحديث: ۱۷۹۱، ج۳، ص۳۰۵.

(5) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الباب الثاني، تحت الحديث: ۴۳۴۰، ج۸، ص۱۴۸.

متفرق مسائل

بزرگانِ دین، اولیا وصالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وقعت نظرِ عوام میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں اُن کے برکات حاصل کریں۔ (1)

مسئلہ ۴: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں، یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (2)

مسئلہ ۵: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسماء الٰہیہ (اللہ تعالٰی کے ناموں) یا ادعیہ (دعاؤں) سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث وادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جنب و حائض و نفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں۔ (3)

---

(1) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۹۔

مزارات پر چادر چڑھانا

امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں اللہ تعالٰی کے ولی کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کے لئے محتاج کو دیں (احکام شریعت حصہ اول ص 42)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۹۔

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تعویذات بیشک احادیث اور ائمہ قدیم وحدیث سے ثابت، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوی افریقہ میں ہے، تعویذات اسماء الٰہی وکلام الٰہی وذکر الٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید الخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہ نے فرمایا: تو عجیب گدھا ہے۔ وہ دنیوی بڑا مغرور تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غلیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا، فرمایا میں نے تمہارے سوال کا ←

مسئلہ ۶: بچھونے یا مُصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو (یعنی کڑھائی کی گئی ہو) یا روشنائی سے لکھی ہو، اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ (یعنی جُدا جُدا لکھے ہوئے حروف) کا بھی احترام ہے۔ (4) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا، اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں، ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۷: بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں، اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی، اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اُس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی، ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ.

یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (5)

جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کرلیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کردی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص۲۰۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۶۰۰۔

ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا وصلی پر خواہ ان میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہما، تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے۔

فی الھندیہ اذا کتب اسم فرعون او کتب ابوجھل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لان لتلک الحروف حرمۃ کذا فی السراجیۃ اھ۔ (اے فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۳۲۳)

فتاوی ہندیہ میں ہے جب فرعون اور ابوجہل وغیرہ کے نام کسی غرض کے لئے لکھے جائیں تو مکروہ ہے کہ انھیں کہیں پھونک دیں اس لئے کہ ان حروف کی عزت وتوقیر ہے جیسا کہ سراجیہ میں مذکور ہے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص۳۳۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۶۰۱۔

نظر حق ہے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی تو اس پر نظر بڑھ جاتی اور جب تم دھلوائے جاؤ تو دھو دو۔ (مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، ص۱۲۰۲، حدیث:۲۱۸۸)

نظرِ بد اونٹ کو دیگ میں اتار دیتی ہے

حضرتِ سیّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے اِرشاد ←

....

❁❁❁❁❁

فرمایا: اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ بے شک نظر مرد کو قبر میں اور اُونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔
(جمع الجوامع، ۵/ ۲۰۴، حدیث: ۱۴۵۵۸)

<u>جلد نظر لگ جاتی ہے</u>

حضرت سیدتنا اسما بنت عُمَیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا میں انہیں جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔ (ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقیۃ من العین، ۴/ ۱۳، حدیث: ۲۰۶۶)

جوتا پہننے کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے، گویا وہ سوار ہے یعنی کم تھکتا ہے۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے ایسی نعلین پہنے دیکھا، جن میں بال نہ تھے۔(2)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) کی نعلین میں دو قبال تھے۔(3) یعنی انگلیوں کے مابین دو تسمے تھے۔

---

(1) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب استحباب لبس النعال... إلخ، الحدیث:٦٧۔(٢٠٩٧)، ص١١٦٦۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی چلنے کی مشقت سے بچ جاتا ہے جس طرح سوار دھول پتھر اور کانٹے سے بچ جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص٢٥٣)

(2) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب النعال السبتیۃ وغیرھا، الحدیث:٥٨٥١، ج٤، ص٦٤.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، آپ کا نام عبداللہ ہے، فقہاء صحابہ میں سے ہیں، عبادلہ ثلاثہ میں سے ایک ہیں۔

۲۔ یعنی کھال اچھی طرح صاف کر کے سب بال اتار دیے ہوں جس طرح ہمارے ملک میں رواج ہے اس طرح بہت خوبصورت جوتا بنتا ہے، ایسا جوتا بھی زینت انسانی میں شامل ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرد کو زینت کرنی جائز ہے جب کہ اس میں شرعی ممانعت نہ ہو نہ اس میں کفر سے مشابہت ہو نہ عورتوں سے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص٢٥١)

(3) المرجع السابق، باب قبالان في نعل... إلخ، الحدیث:٥٨٥٧، ج٤، ص٦٦.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی پاک مثل چپلی کے تھی اور اس کے دونوں چمڑے کے فیتے آپ کے انگوٹھے اور انگلی کے ←

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اوتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اُتارنے میں پیچھے۔(4)

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔(5)

درمیان سے ہو کر پنجے مبارک کے دائیں بائیں جڑے ہوئے تھے جس طرح نقشہ نعلین پاک ہے وہ شکل نہیں بلکہ جس طرح آج کل پنج کی چپل بناتے ہیں، نقشہ پاک والی چپل نبی کریم نے اکثر پہنی ہے مگر یہ چپل کبھی کبھی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۵۲)

(4) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۱۰۰۱۰، ج۳، ص۴۹۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حکم استحبابی ہے۔ اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اچھا و اعلیٰ کام داہنی طرف سے شروع کیا جاوے اور ادنی اور گھٹیا کام بائیں طرف سے، مسجد میں داخل ہو تو داہنا پاؤں پہلے داخل کرے بایاں پاؤں پیچھے، جب نکلے تو اس کے برعکس کرے کہ بایاں پاؤں پہلے نکالے داہنا پاؤں پیچھے اور پاخانہ جاتے وقت بایاں پاؤں پاخانہ میں داخل کرے بعد میں داہنا مگر وہاں سے نکلتے وقت اس کے برعکس۔ جوتے پہننا اعلیٰ کام ہے اور اتارنا ادنی کام لہذا یہ حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جوتے یکدم اوتارنا پہننا بھی سنت کے خلاف ہے، اولاً داہنے پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں۔

۲۔ اسلام میں داہنا حصہ بائیں سے افضل ہے اس لیے یہ حکم دیا گیا حتی کہ وضو میں داہنے ہاتھ پاؤں پہلے دھو لیے جائیں بائیں بعد میں یہ ترتیب بہت جگہ ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۵۴)

(5) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب لا یمشي في نعل واحدة، الحديث: ۵۸۵۶، ج۴، ص۶۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ ممانعت کراہت تنزیہی کی ہے اسی حکم میں کرتہ اچکن وغیرہ کا پہننا ہے کہ کرتے اچکن کی ایک آستین پہن لینا دوسری یوں ہی لٹکتی رکھنا ممنوع ہے۔ یہاں مرقاۃ میں اس حکم کی بہت سی حکمتیں بیان فرمائیں: ایک یہ ہے کہ یہ طریقہ شیطان کا ہے کہ وہ ایک جوتہ پہن کر چلتا ہے، نیز اس طرح چلنا کچھ دشوار بھی ہوتا ہے خصوصًا جب کہ جوتی کچھ اونچی ہو اور جگہ ناہموار ہو، نیز یہ طریقہ شرفاء کا نہیں اور یہ کم عقلی کی علامت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت میں جو آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایک جوتا شریف میں چلتے دیکھا وہ یا تو اس حکم سے منسوخ ہے یا وہ عمل شریف گھر کے اندر کا ہے اور یہ حکم شریف یا باہر سڑک کا یا وہ حکم بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حکم بیان استحباب کے لیے یا وہ اتفاقًا نادر تھا، یہ ممانعت ہمیشگی اور عادت ڈال لینے سے ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ اس کی پوری تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۵۵)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط ایک جوتا پہن کر نہ چلے بلکہ تسمہ کو درست کرلے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔ (6)

حدیث ۷: ترمذی نے جابر سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے کھڑے ہوکر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (7)

یہ حکم ان جوتوں کا ہے جن کو کھڑے ہوکر پہننے میں دِقت ہوتی ہے، جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہوکر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا، ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں

---

(6) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النھی عن اشتمال الصماء، الحدیث: ۷۱۔(۲۰۹۹)، ص ۱۱۶۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یا وہاں ہی بیٹھ کر درست کرلے یا گھر تک دونوں پاؤں سے ننگے جاوے اور وہاں درست کرکے پھر پہنے۔ مقصد یہ ہے کہ ضرورت پڑ جانے پر بھی ایک جوتا پہن کر نہ چلو چہ جائیکہ بلاضرورت اس کی عادت ڈال لینا یہ تو بہت ہی برا ہے۔

۲۔ عربی میں خف چمڑے کے موزے کو کہتے ہیں جس پر مسح ہوسکے اور جوراب سوتی اونی ریشمی موزے کو کہا جاتا ہے جو قابلِ مسح نہیں۔ اہلِ عرب کبھی چمڑے کے موزے کو جوتے کی طرح استعمال کرتے ہیں، صرف ایک موزہ پہننا کہ دوسرا پاؤں کھلا رہے ممنوع ہے خواہ موزہ چمڑے کا ہو یا سوتی اونی۔

۳۔ کیونکہ داہنا ہاتھ افضل ہے اور کھانا اعلیٰ کام ہے تو اعلیٰ کام افضل ہاتھ سے کرنا بہتر ہے۔ عرب میں مالدار سردار لوگ اظہار فخر کے لیے بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے اور غرباء مساکین داہنے ہاتھ سے۔ اسلام نے سب کے لیے داہنا ہاتھ معین فرمایا کہ اس سے کھایا پیا جاوے۔

۴۔ ایک کپڑے میں لپٹنا اس وقت ممنوع ہے جب کہ اس سے شرمگاہ کھل جاتی ہو اگر شرمگاہ ڈھکی رہے تو مضائقہ نہیں۔

۵۔ اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ اس طرح کپڑا اپنے جسم پر لپیٹنا کہ ہاتھ بالکل بند جاویں بہ تکلف کھل سکیں یہ ممنوع ہے ورنہ ممنوع نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۵۶)

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب الانتعال قائما، الحدیث: ۳۶۱۸، ج۴، ص۱۶۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۔ یہ ممانعت ان جوتوں میں ہے جن کے پہننے میں ہاتھ لگانا پڑتا ہے جیسے آج کل فل بوٹ تسمے والے یا چمڑے کے موزے کہ انہیں کھڑے کھڑے پہنے انکے تسمے باندھنے میں گر جانے کا اندیشہ ہے۔ عام معمولی جوتے جو بہ آسانی بغیر ہاتھ لگائے پہن لیے جاتے ہیں وہ کھڑے کھڑے پہننا بالکل جائز ہے جیسے دیسی اور گرگابی جوتے۔ (مرقات واشعۃ اللمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۵۸)

مضایقہ نہیں۔

حدیث ۸: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں۔(8) یہ بیان جواز کے لیے ہوگا یا دو ۲ ایک قدم چلنا ہوا ہوگا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لیے۔

حدیث ۹: ابو داود نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی، کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(9)

یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے، بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے، ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے، نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے، نہ عورت مرد کی۔

حدیث ۱۰: ابو داود نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا، کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔(10)

مسئلہ ۱: بال کے چمڑے کی جوتیاں جائز ہیں، بلکہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بعض مرتبہ اس قسم کی

---

(8) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ماجاء في الرخصة في المشي... إلخ، الحدیث: ۱۷۸۴، ج ۳، ص ۳۰۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کے معنی وہ ہی ہیں جو پہلے عرض کیے گئے کہ ضرورۃً گھر کے صحن میں ایک دو قدم اس طرح چلے مثلاً دونوں جوتے شریف دور دور پڑے تھے ایک پاؤں مبارک میں جوتہ پہن لیا پھر دو ایک قدم چل کر دوسرے جوتہ تک پہنچے اور وہ پہن لیا اور ممانعت کی احادیث میں باہر سڑک پر اس طرح چلنے کی ممانعت ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں یا وہ احادیث اس حدیث کی ناسخ ہیں یا یہ حدیث بیان جواز کے لیے ہے گزشتہ ممانعت کی حدیث بیان استحباب کے لیے۔

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض ایسے کام کرنا جو امت کے لیے مکروہ یا ممنوع ہیں بیان جواز کے لیے ہوتا ہے یہ عمل آپ کے لیے ممنوع نہیں۔ بلکہ آپ کو اس پر بھی ثواب ملے گا کیونکہ یہ عملی تبلیغ ہے جیسا کہ حضور انور کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے تھا ہمارے واسطے مکروہ ہے۔ حضور نے یہ عمل تبلیغ مسئلہ کے لیے کیا (اشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۵۹)

(9) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في لباس النساء... إلخ، الحدیث: ۴۰۹۹، ج ۴، ص ۸۴۔

(10) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب النهي عن کثیر من الارفاه... إلخ، الحدیث: ۴۱۶۰، ج ۴، ص ۱۰۲۔

نعلین استعمال فرمائی ہیں۔لوہے کی کیلوں سے سلے ہوئے جوتے جائز ہیں، بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت جوتے بنتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہے۔(11)

❁❁❁❁❁

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس...الخ، ج۵،ص۳۳۳.

جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب

پیارے بھائیو!

نعلین پہننا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔جوتے پہننے سے کنکر، کانٹے وغیرہ چبھنے سے پاؤں کی حفاظت رہتی ہے۔نیز موسم سرما میں سردی سے بھی پاؤں محفوظ رہتے ہیں اور گرمیوں میں دھوپ میں چلنے کے لئے جوتے نہایت ہی کارآمد ہیں۔جوتا پہننے کی چند سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) کسی بھی رنگ کا جوتا پہننا اگرچہ جائز ہے لیکن پیلے رنگ کے جوتے پہننا بہتر ہے کہ مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔(کشف الخفاء، الحدیث ۲۵۹۵، ج۲،ص۲۴۶)

(۲) پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریں پھر سیدھا۔حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (کوئی شخص) جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس النعال وخلعہا، الحدیث ۳۶۱۶، ج۴،ص۱۶۶)

(۳) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لینا سنت ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ بیٹھے تو سنت ہے کہ اپنے جوتے اتار لے۔(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال، الحدیث ۴۱۳۸، ج۴،ص۹۵)

(۴) جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیں تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(۵) استعمالی جوتا الٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے ورنہ فقر و تنگ دستی کا اندیشہ ہے۔(سنی بہشتی زیور، حصہ ۵،ص۶۰۱)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ وقیصر ونجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی، کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا محمد رسول اللہ۔(1)

امام بخاری کی روایت میں ہے، کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔

ایک سطر میں محمد، دوسری میں رسول، تیسری میں اللہ۔(2)

حدیث ۲: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔(3)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب فی اتخاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما... إلخ، الحدیث:۵۶۔(۲۰۹۲)، ص۱۱۵۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ دعوت اسلام دینے کے لیے فرمان عالیہ، کسریٰ لقب تھا شاہ فارس کا اور قیصر لقب تھا شاہ روم کا اور نجاشی شاہ حبشہ کا، وہ نجاشی جو پہلے ہی اسلام لاچکا تھا اس کا نام اصحمہ تھا، سے ۶ ھ میں اسلام لائے اور ۹ ھ میں ان کی دفات ہوئی، حضور انور نے مدینہ منورہ میں ان کا جنازہ پڑھا ان کے بعد جو نجاشی تخت پر بیٹھا اسے حضور انور نے دعوتِ اسلام دی اس کا نام اس کا اسلام لانا معلوم نہ ہوسکا۔ اصحمہ نجاشی کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ کے ساتھ اپنے نکاح کی قبولیت کا فرمان لکھا تھا انہیں دعوتِ اسلام نہ دی گئی تھی۔(مرقات)

۲۔ یعنی ان بادشاہوں کا قانون یہ ہے کہ جس خط پر بھیجنے والے کے نام کی مہر نہ ہو اسے نہ قبول کرتے ہیں نہ سنتے ہیں وہ لوگ دنیاوی وجاہت والوں کے خطوط ہی پڑھتے سنتے ہیں عوام کے نہیں اور ان کے ہاں وجاہت کی علامت مہر ہے۔

۳۔ ان علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انگوٹھی شریف کا صرف حلقہ چاندی کا تھا نگینہ کسی اور چیز کا تھا مگر حضور نے ایسی انگوٹھی بھی پہنی ہے جس کا حلقہ بھی چاندی کا تھا۔

۴۔ اس انگوٹھی کا نگینہ حبشی پتھر کا تھا جس پر صرف یہ ہی عبارت لکھی تھی اس سے زیادہ عبارت نہ تھی۔ جن روایات میں ہے کہ حضور کی انگوٹھی کا نقش پورا کلمہ طیبہ تھا وہ ضعیف ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۳۱)

(2) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ أسطر، الحدیث:۵۸۷۸، ج۴، ص۷۱۔

(3) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال... إلخ، الحدیث:۵۳۔(۲۰۹۱)، ص۱۱۵۷۔

اور ایک روایت میں ہے، کہ اس کو دہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا۔ محمد رسول اللہ اور یہ فرمایا کہ کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کرائے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔ (4)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی تھا۔ (5)

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ (6)

حدیث ۵: مسلم کی روایت انھیں سے ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔ (7)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس میں

---

(4) المرجع السابق، باب لبس النبي صلی اللہ علیہ وسلم خاتما، الحدیث: ۵۵۔(۲۰۹۱)، ص۱۱۵۸۔

(5) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب فص الخاتم، الحدیث: ۵۸۷۰، ج۴، ص۶۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھیاں مختلف رہی ہیں۔ کبھی ایسی انگوٹھی پہنی ہے جس کا نگینہ حبشی پتھر کا تھا اور کبھی ایسی کہ اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا یہاں اس دوسری قسم کی انگوٹھی کا ذکر ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ انگوٹھی خالص چاندی کی تھی بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انگوٹھی لوہے کی تھی اس پر چاندی کا خول تھا اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ روایت مرقات نے مکحول اور ابراہیم نخعی سے کی اور کہیں نہیں ملتی۔ واللہ اعلم! حق یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کبھی نہیں پہنی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۳۲)

(6) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب في خاتم الورق فصہ حبشي، الحدیث: ۶۲۔(۲۰۹۴)، ص۱۱۶۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں مرقات میں ہے کہ اس انگوٹھی کا نگینہ عقیق کا تھا جس کا رنگ مائل بہ سیاہی تھا یعنی سرخ مائل بہ سیاہی، یہ عقیق تو یمنی تھا مگر اس کو بنایا گیا تھا حبشہ میں اس لیے اسے حبشی کہا گیا۔ پیداوار یمنی صنعت حبشی عقیق کا نگینہ بہت مبارک ہے، حدیث شریف میں ہے تختم بالعقیق فانہ مبارک چاندی کی انگوٹھی عقیق سیاہ کا نگینہ بہت اعلیٰ ہے۔ (مرقات) بعض روایات میں ہے کہ پیلے یاقوت کی انگوٹھی طاعون سے محفوظ رکھتی ہے بعض میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی فقیری دور کرتی ہے، یہ احادیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہیں لہذا قوی ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۳۳)

(7) المرجع السابق، باب في لبس الخاتم في الخنصر من الید، الحدیث: ۶۳۔(۲۰۹۵)، ص۱۱۶۰۔

←

یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے مجھے منع فرمایا۔(8)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور ابو داود و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔(9) اور ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔(10) ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں، مگر بیہقی نے کہا کہ دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔(11)

حدیث ۸: ابو داود و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر یہ فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنی اسی طرح یعنی اس انگلی میں انگوٹھی پہننا بھی جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۳۴)

(8) المرجع السابق، باب النهي عن التختم في الوسطى...إلخ، الحديث:٦٥۔(٢٠٩٥)،ص١١٦١۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

خیال رہے کہ عورتوں کو ہر انگلی میں انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر مردوں کو تین انگلیوں میں پہننا منع ہے: انگوٹھا، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ اور دو انگلیوں میں پہننا مستحب ہے چھنگلی اور اس کے برابر والی میں، یوں ہی مرد صرف ایک انگوٹھی پہن سکتا ہے وہ بھی چاندی کی سوا چار ماشہ تک، عورتیں سونے چاندی کی دس انگوٹھیاں دسوں انگلیوں میں پہن سکتی ہیں۔(مرقات واشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۳۵)

(9) سنن أبي داود، كتاب الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، الحديث:٤٢٢٦، ج٤،ص١٢٣۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی کبھی اپنے داہنے ہاتھ میں بھی پہنتے تھے بیان جواز کے لیے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۳۶)

(10) المرجع السابق، الحديث:٤٢٢٧، ج٤،ص١٢٤۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی کبھی بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہنی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اولاً داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے پھر اسے ترک کر دیا اور بائیں ہاتھ میں پہننا شروع فرمایا لہذا آخری عمل یہ ہی ہے بہر حال جائز دونوں عمل ہیں مگر بہتر آخری عمل ہے یعنی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۳۷)

(11) انظر: التوشيح شرح الجامع الصحيح للسيوطي، كتاب اللباس، باب من جعل فص الخاتم في بطن كفه تحت الحديث:٥٨٧٦، ج٨،ص٣٥٩٨۔

ہیں(12)

حدیث ۹: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے قسی (یہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔(13)

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُس کو اُتار کر پھینک دیا اور یہ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے؟ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ولہ وسلَّم) تشریف لے گئے۔ کسی نے ان سے کہا، اپنی انگوٹھی اٹھالو اور کسی کام میں لانا۔ انھوں نے کہا، خدا کی قسم! میں اُسے کبھی نہ لوں گا، جبکہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اُسے پھینک دیا۔(14)

حدیث ۱۱: ابو داود و نسائی نے معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی، مگر ریزہ ریزہ کر کے یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک باریک ریزہ لگائے جائیں تو ممنوع نہیں۔(15)

حدیث ۱۲: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں فرماتے ہیں، کہ بچوں کو سونا پہنانا برا جانتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے سونے کی انگوٹھی سے ممانعت فرمائی۔(16) لہٰذا مردوں کے

---

(12) سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، الحدیث: ۴۰۵۷، ج۴، ص۷۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مجمع میں لوگوں کے سامنے یہ دو چیزیں ہاتھ میں لیں تاکہ لوگ دیکھ لیں اور یہ دونوں چیزیں خوب واضح ہو جائیں۔

۲۔ چونکہ ان دونوں چیزوں کو مستقل طور پر حرام فرمانا تھا اس لیے حرام واحد ارشاد فرمایا حرامان تثنیہ نہ فرمایا ورنہ احتمال یہ ہوتا کہ ریشم و سونا مل کر تو حرام ہے اکیلے اکیلے حرام نہیں اس لیے ارشاد فرمایا حرام۔ ان میں سے ہر ایک چیز مستقل حرام کہ ریشم بھی حرام ہے سونا بھی حرام ہے مگر مردوں پر ہیں عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حرام مصدر ہے جو واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے استعمال ہوسکتا ہے یہاں دو کے لیے ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۳۸)

(13) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النھی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحدیث: ۲۹۔(۲۰۷۸)، ص1152۔

(14) المرجع السابق، باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال... إلخ، الحدیث: ۵۲۔(۲۰۹۰)، ص1157۔

(15) سنن أبي داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء في الذھب للنساء، الحدیث: ۴۲۳۹، ج۴، ص۱۲۷۔

(16) الموطا للامام مالک، کتاب اللباس، باب ماجاء في لبس الثیاب المصبغۃ والذھب، الحدیث: ۱۷۴۳، ج۲، ص۴۰۹۔

لیے برا ہے، چھوٹے اور بڑے دونوں کے لیے۔

حدیث ۱۳: ترمذی و ابو داود و نسائی نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو۔ (17)

---

(17) سنن ابی داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید، الحدیث: ۴۲۲۳، ج ۴، ص ۱۲۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ یعنی وہ تانبے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔

۲ اس زمانہ میں بھی اور اب بھی عموماً بت پیتل کے ہوتے تھے اس لیے اسلام نے پیتل کے زیور ہر مسلمان کے لیے منع فرمائے خواہ مرد ہو یا عورت، انگوٹھی چھلہ بھی زینت کے لیے ہے یہ بھی پیتل کا ممنوع ہے۔

۳ دوزخی لوگ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے جائیں گے یہاں ان زنجیروں کو زیور فرمانا ان کی اہانت کے لیے ہے جیسے قیدی کی ہتھکڑی اور بیڑی کو اس کا زیور کہہ دیا جائے۔

۴ کہ نہ اپنے آپ استعمال کی نہ اپنی بیوی کو استعمال کے لیے دی کیونکہ پیتل لوہے کا زیور مرد و عورت سب کو ہی حرام ہے۔ خیال رہے کہ سونے چاندی کا استعمال مطلقًا حرام ہے کہ مسلمان مرد نہ اس کا زیور پہنے نہ کسی اور طرح استعمال کرے، عورتوں کو ان کے زیوروں کی اجازت ہے دوسری طرح استعمال کرنا انہیں بھی حرام ہے لہذا سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا، یوں ہی ان کی گھڑی میں وقت دیکھنا، ان کی سلائی سے سرمہ لگانا حرام ہے، ہاں ان کا کشتہ کھانا یا علاج کے لیے سونے کی سلائی آنکھ میں پھیرنا حلال ہے کہ یہ علاج ہے۔ ان کے علاوہ دیگر دھاتوں کا زیور حرام ہے ان کا استعمال دوسری طرح درست ہے، لہذا تانبا پیتل لوہے وغیرہ کے برتن گھڑیاں وغیرہ تمام کا استعمال درست ہے غرضیکہ استعمال میں کئی طرح فرق ہے۔

۵ لہذا مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی سوا چار ماشہ تک کی درست ہے۔

۶ شاید اس فرمان عالی کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی پہننا جائز ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی سے یہ کیوں فرماتے کہ اپنی بننے والی عورت کے مہر کے لیے لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کرلو مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے۔ اولًا تو اس لیے کہ اس فرمان عالی کے وقت لوہے پیتل کی حرمت کے احکام اسلام میں نہیں آئے اور اگر مان لیا جائے کہ احکام آچکنے کے بعد کی یہ حدیث ہے تب بھی اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ کوئی نہایت معمولی چیز ہی لے آ جیسے کہا جاتا ہے کہ تم مجھے دو مٹھی بھر خاک ہی دے دو۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ خاک پھانکنا درست ہے۔ نیز وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا خول یا پانی تھا وہ ←

ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) نے فرمایا: کہ کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں۔(18) یعنی سونا تو اہلِ جنت جنت میں پہنیں گے۔

حدیث ۱۴: ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) دس ۱۰ چیزوں کو برا جانتے تھے:

(۱) زردی یعنی مرد کو خلوق استعمال کرنا۔(۲) سپید بالوں میں سیاہ خضاب کرنا۔(۳) تہبند لٹکانا۔(۴) سونے کی انگوٹھی پہننا۔(۵) بے محل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا دوسروں کے سامنے اظہارِ زینت۔(۶) پانسا پھینکنا یعنی چوسر اور شطرنج وغیرہ کھیلنا۔(۷) جھاڑ پھونک کرنا، مگر معوذات سے یعنی جس میں ناجائز الفاظ ہوں ان سے جھاڑ پھونک منع ہے۔ اور (۸) تعویذ باندھنا یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف شرع الفاظ ہوں۔ اور (۹) پانی کو غیر محل میں گرانا یعنی وطی کے بعد منی کو باہر گرانا کہ یہ آزاد عورت میں بغیر اجازت ناجائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد لواطت ہو۔ اور (۱۰) بچہ کو فاسد کردینا، مگر اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی بچہ کے دودھ پینے کے زمانے میں اس کی ماں سے وطی کرنا کہ اگر وہ حاملہ ہوگئی تو بچہ خراب ہوجائے گا۔(19)

انگوٹھی صرف مہر لگانے کی تھی پہننے کی نہ تھی، اگر پہننے کی تھی تو لوہے کی حرمت سے پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ یہ حدیث ان سب کی ناسخ ہے، دیکھو اس کی تفصیل کے لیے مرقات شرح مشکوۃ یہی مقام۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۲۴۰)

(18) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ماجاء في خاتم الحدید، الحدیث:۱۷۹۲، ج۳،ص ۳۰۵.

(19) سنن أبي داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الذهب، الحدیث:۴۲۲۲، ج۴،ص ۱۲۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خلال بکسر خ جمع ہے خلۃ کی بمعنی خصلت و عادت، خصلت کی جمع ہے خصال اور خلت کی جمع ہے خلال۔

۲۔ خلوق ایک خوشبو خاص کا نام ہے جس میں زعفران پڑتا ہے یہ پیلا رنگ دیتی ہے اس لیے اس کا استعمال مردوں کے لیے ممنوع ہے عورتوں کے لیے جائز، بعض احادیث میں خلوق کی اجازت ہے مگر وہ سب احادیث منسوخ ہیں۔

۳۔ یا اس طرح کہ سفید بال اکھیڑ دیئے جائیں یا اس طرح کہ ان میں سیاہ خضاب کیا جائے یہ دونوں کام ممنوع ہیں مرد کو بھی عورت کو بھی۔

۴۔ یعنی تہبند اتنا نیچا رکھنا کہ زمین پر گھسٹے، یہ عمل مرد و عورت سب کے لیے ممنوع ہے۔ مرد کا تہبند ٹخنہ سے اونچا ہے عورت کا ٹخنہ سے نیچے۔

۵۔ یعنی عورت کا اپنی زینت نامحرم مردوں پر ظاہر کرنا حرام ہے۔ یہ فرمان بہت ہی جامع ہے اس سے پردہ کے متعلق بہت احکام مستنبط ہوسکتے ہیں۔

۶۔ کعاب جمع ہے کعب کی، کعب نردشیر کھیل کے پانسوں کو کہتے ہیں، یہ کھیل کھیلتے وقت پانسے پھینکے جاتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ نردشیر کھیل مطلقًا ممنوع ہے خواہ اس میں جوا ہو یا نہ ہو، اگر اس پر مالی ہار جیت ہو تب تو بہت ہی ممنوع ہے کہ کھیل ہے اور جوا بھی ورنہ کھیل ←

حدیث ۱۵: ابو داود نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لائی اور اُس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے انھیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔(20)

حدیث ۱۶: ابو داود نے روایت کی، کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس ایک لڑکی آئی، جس کے پاؤں میں گھنگرو بج رہے تھے، فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لانا، جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لینا۔ میں نے رسول اللہ صلَّی

ہونے کی وجہ سے ممنوع۔ غیر معتبر کھیل فعل عبث ہونے کی وجہ سے ممنوع ہیں۔

۷۔ معوذات سے مراد سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔ سوا سے مراد وہ منتر ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہوں۔ شرکیہ الفاظ سے جھاڑ پھونک حرام ہے۔ آیات قرآنیہ اور ماثورہ دعاؤں سے دم درود جائز بلکہ بہتر ہے اور دعائیں جن میں بتوں وغیرہ کا نام نہ ہو شرکیہ کلمات نہ ہوں ان سے دم بھی جائز ہے باقی سے حرام۔

۸۔ یہاں تعویذ سے مراد مشرکین کے تعویذ وگنڈے ہیں جن میں کفریہ الفاظ بتوں کے نام وغیرہ ہوں یہ حرام ہے۔ آیات قرآنیہ دعا اسلامیہ سے تعویذ باندھنا حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہے جیسا کہ باب المعوذات میں گزر گیا۔ تمائم جمع ہے تمیمہ کی، تمیمہ کے بہت معانی ہیں: جادو، منتر، ٹونہ جانوروں کی ہڈیاں دردِ آنکھ کے لیے باندھنا اور تعویذ۔ (اشعۃ اللمعات)

۹۔ یعنی حرام جگہ منی گرانا، زنا کرنا، لواطت کرنا، جلق سے منی نکالنا، عورت کی دبر میں وطی کرنا یہ سب کام حرام ہیں۔

۱۰۔ یعنی جب بچہ دودھ پیتا ہو تو عورت سے صحبت کرنا اگر اس میں اندیشہ ہو کہ اس سے دودھ بھاری ہو کر بچہ کے لیے مضر ہوگا تو اس سے بچے، یہ کام حرام نہیں اس سے احتیاط بہتر ہے اس لیے فرمایا کہ اسے حرام نہ کیا۔ محرمہ میں ہ کا مرجع یہ آخری عمل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۴۱)

(20) المرجع السابق، باب ماجاء في الجلاجل، الحدیث: ۴۲۳۰، ج۴، ص۱۲۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن زبیر کی آزاد کردہ لونڈی ان کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائیں، اس بچی کے پاؤں میں بجنے والے جھانجن تھے۔ اجراس جمع جرس کی بمعنی جلاجل یعنی گھنگرو اور اس جیسی آواز دینے والی چیز، اونٹ کے گلے کے گھنگروں اور باز کے پاؤں کے چھلوں کو بھی اجراس یا جلاجل کہتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں بھی پہلے عورتوں میں جھانجن کا رواج تھا۔

۲۔ کیونکہ جھانجن ایک قسم کا باجا ہے اور جہاں باجا ہو وہاں فرشتہ رحمت نہیں ہوتا شیطان ہوتا ہے۔ شیطان سے مراد وہ شیطان ہے جو کھیل تماشوں پر مقرر ہے، قرین شیطان تو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ انگوٹھی کے باب میں یہ حدیث لانا نہایت ہی موزوں ہے کہ انگوٹھی ایک قسم کا زیور ہی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۴۲)

اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ جس گھر میں جرس یعنی گھنٹی یا گھنگر و ہوتے ہیں، اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (21)

✿✿✿✿✿

(21) سنن أبي داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل، الحدیث: ۴۲۳۱، ج ۴، ص ۱۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بنانہ ب کے پیش سے ہے آپ تابعیہ ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت لیتی ہیں اور آپ سے جھانجن کے متعلق ہی روایات آتی ہیں۔ (اکمال)

۲۔ اس طرح کہ چلنے کی حالت میں بجتے تھے جیسا کہ مروجہ جھانجن میں دیکھا جاتا ہے۔ علیہا سے مراد ہے ان کے پاؤں میں جھانجن تھے کیونکہ یہ زیور پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔

۳۔ یا اس طرح کہ ان کے اندر کے کنکر نکال دیئے جائیں یا اس طرح کہ اس کے گھنگھر و الگ کر دیئے جائیں یا اس طرح کہ خود جھانجن ہی توڑ دیئے جائیں غرضیکہ ان میں آواز نہ رہے۔

۴۔ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو خصوصی طور پر مسلمانوں کے گھروں میں آتے جاتے رہتے ہیں یا وہاں ہی مقیم رہتے خصوصًا ان گھروں میں جہاں تلاوت قرآن کا ذکر خیر رہتا ہے۔ اجراس سے مراد مطلقًا بجنے والا زیور ہے خواہ بچوں کے پاؤں یا جانور کے گلے یا پاؤں میں ہو۔ اسی بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ دوسرے باجے حرام ہیں بعض حالات میں جائز ہوجاتے ہیں جیسے شادی نکاح اعلان کے لیے نوبت نقارہ اعلانات کے لیے مگر جھانجھ حرام لعینہ ہے کبھی حلال نہیں ہوتی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۲۳)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پرتلے (یعنی وہ پٹی یا چوڑا تسمہ جس میں تلوار لٹکی رہتی ہے) میں چاندی لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (1)

مسئلہ ۲: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ انھوں نے اس کو بھی اتار دیا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا کہ چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا۔ (2)

مسئلہ ۳: بعض علمانے یشب (یعنی ایک قیمتی پتھر کا نام جو مائل بہ سبزی ہوتا ہے) اور عقیق (یعنی ایک سرخ رنگ کا

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۹۲۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۹۳۔

سنن ابی داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید، الحدیث: ۴۲۲۳، ج۴، ص۱۲۲۔

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مرد چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں مرد چند انگوٹھیاں یا ایک انگوٹھی کئی نگ والی یا چھلے نہیں پہن سکتے کہ یہ سب مردوں کے لئے ناجائز ہیں عورتیں سونے چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں چھلے اور ہر قسم کے زیورات پہن سکتی ہیں لیکن سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً لوہا، تانبا، پیتل، رولڈ گولڈ وغیرہ کے زیورات یا انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں بجنے والے زیورات بھی عورتوں کے لئے منع ہیں نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہنانا حرام ہے پہنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر فی استعمال الذھب والفضۃ، ج۵، ص۳۳۵)

قیمتی پتھر) کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں۔

لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سواہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے، خصوصاً جبکہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدم جواز (یعنی ناجائز ہونے) کی طرف ہے۔

مسئلہ ۴: انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں، نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہوسکتا ہے۔ عقیق، یاقوت، زمرد، فیروزہ وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے۔ (3)

مسئلہ ۵: جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت (مدد) ہے۔ ہاں بیع کی (یعنی فروخت کرنے کی) ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے۔ (4)

مسئلہ ۶: لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو، اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں۔ (5) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں، اس کا پہننا جائز ہے۔

مسئلہ ۷: انگوٹھی کے نگینہ میں سوراخ کرکے اس میں سونے کی کیل ڈال دینا جائز ہے۔ (6)

مسئلہ ۸: انگوٹھی اُنھیں کے لیے مسنون ہے جن کو مہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے، جیسے سلطان و قاضی اور علما جو فتوی پر مہر کرتے ہیں، ان کے سوا دوسروں کے لیے جن کو مہر کرنے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے۔ (7)

مسئلہ ۹: مرد کو چاہیے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کے لیے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے۔ (8)

---

(3) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹،ص۵۹۵.

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹،ص۵۹۵.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر في استعمال الذھب والفضۃ، ج۵،ص۳۳۵.

(6) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في اللبس، ج۴،ص۳۶۷.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر في استعمال الذھب والفضۃ، ج۵،ص۳۳۵.

(8) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في اللبس، ج۴،ص۳۶۷.

مسئلہ ۱۰: داہنے یا بائیں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا میں پہنی جائے۔ (9)

مسئلہ ۱۱: انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کراسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) کا نام پاک بھی کندہ کراسکتا ہے، مگر محمد رسول اللہ یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی، پہلی سطر محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم)، دوسری رسول، تیسری اسم جلالت اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) نے فرمادیا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے۔ (10)

مسئلہ ۱۲: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو، مرد کے لیے ناجائز ہے۔ (11) اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں، عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۳: ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا جائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک بنوا کر لگا سکتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا، کیونکہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفن (بدبو) پیدا ہوگا۔ (12)

---

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۶.

(10) المرجع السابق.

(11) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۷.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر في استعمال الذھب والفضۃ، ج۵، ص۳۳۶.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

افادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

فی الدر المختار لایشد سنہ المتحرك بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد ا۔ اھ وفی ردالمحتار عن التاتارخانیۃ جدع اذنہ اوسقط سنہ فعند الامام یتخذ ذلك من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضا ۲۔ اھ ملخصا۔

(ا۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۰) (۲۔ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۳۱) درمختار میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی سے نہ کہ سونے کی تاروں سے مضبوط نہ کیے جائیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں سے جائز قرار دیا ہے فتاوی شامی میں تتارخانیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سونے کے لگانے بھی جائز ہیں اھ ملخصا۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۱۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۴: دانت گر گیا اسی دانت کو سونے یا چاندی کے تار سے بندھوا سکتا ہے، دوسرے شخص کا دانت اپنے میں نہیں لگا سکتا۔ (13)

مسئلہ ۱۵: لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا، وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔ (14)

❁❁❁❁❁

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر فی استعمال الذھب والفضۃ، ج۵، ص۳۳۶۔

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص۵۹۸۔

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہوجائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اُس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے، اب اُنھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کرلو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھادو۔ (1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب الامر بتغطیۃ الاناء... إلخ، الحدیث: ۹۷۔(۲۰۱۲)، ص ۱۱۱۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جنح ج کے فتحہ ن کے جزم سے بمعنی حصہ اور شروع اور تاریکی۔ (مرقات) یہاں سارے معنی درست ہیں رات کا شروع حصہ یا رات کی اندھیری۔ راوی کو شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنح اللیل فرمایا یا فرمایا امسیتم۔ مقصد قریبًا ایک ہی ہے۔

۲۔ یعنی اس وقت بچوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے دو۔ شیطان سے مراد موذی جنات اور موذی انسان دونوں ہیں۔ (اشعہ) شام کے وقت ہی بچوں کو اغواء کرنے والے زیادہ پھرتے ہیں۔ شیطان سے مراد موذی خبیث جن ہیں ورنہ ایک شیطان تو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے جسے قرین کہتے ہیں لہذا یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں جن میں قرین کے ہر وقت ساتھ رہنے کا ذکر ہے۔

۳۔ کیونکہ اب ان شیاطین کا زور گھٹ جاتا ہے وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتے ہیں اب اگر بچے باہر نکلیں تو حرج نہیں۔ معلوم ہوا جنات و شیاطین کا اثر بچوں پر زیادہ ہوتا ہے اس لیے بچوں کو نکلنے سے روکا گیا ہے۔

۴۔ یعنی جب رات کو سونے لگو تو دروازے بند کر کے سوؤ اور بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو، اس کی حکمت ابھی آگے بیان ہورہی ہے۔

۵۔ بند دروازے سے مراد وہ ہے جو بسم اللہ سے بند کیا گیا ہو بغیر ذکر اللہ بند کیے ہوئے کے اندر شیطان آسکتا ہے، ان کی روک کے لیے دروازہ بند ہونا اور بسم اللہ پر بند ہونا ضروری ہے بسم اللہ باطنی قفل۔

۶۔ یعنی پانی کے بھرے مشکیزے کا منہ ڈوری سے باندھ دو یوں ہی کھلا نہ چھوڑو۔

۷۔ یہ مجبوری کی حالت میں ہے جب کہ کوئی چیز گھڑا وغیرہ ڈھکنے کے لیے نہ ملے۔ اس لکڑی اور بسم اللہ کی برکت سے برتن شیطان کے ←

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے، کہ برتن چھپادو اور مشکوں کے مونھ بند کردو اور دروازے بھیڑ دو اور بچوں کو سمیٹ لو، شام کے وقت کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔(2)

مسلم کی ایک روایت میں ہے، برتن چھپادو اور مشک کا مونھ باندھ دو اور دروازے بند کردو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا، اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے۔(3)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے، جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا مونھ باندھا ہوا نہیں ہے، اگر وہاں سے وہ وبا گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے۔(4)

اثر سے محفوظ رہے گا۔

۸۔ چراغ سے مراد بتی والا چراغ ہے جس کی بتی چوہا وغیرہ کھینچ سکے، لالٹین یا بجلی اس حکم سے خارج ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ بند گھر میں جلتی لالٹین چھوڑنا بھی خطرناک ہے اس سے گیس پھیل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۱۴۱)

(2) صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدکم... إلخ، الحدیث:۳۳۱۶، ج۲،ص۴۰۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں چھین جھپٹ سے مراد ان کو دیوانہ کردینا ان پر مسلط ہوجانا ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن پر جن آجاتے ہیں ان کو پریشان کرتے ہیں دیوانہ بنادیتے ہیں۔ جنات کا یہ تصرف قرآن کریم سے ثابت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ"۔ جیسے سانپ بچھو وغیرہ زہریلے جانور انسان کو نقصان پہنچاسکتے ہیں ایسے ہی شیطان بھی نقصان پہنچاسکتے ہیں، یہ اثرات بھی بالکل حق ہیں۔

۲۔ یہاں فویسقہ سے مراد موذی جانور ہے جو اپنے نفع کے بغیر انسان کا نقصان کردے۔ چوہا، چیل، کوا، بچھو، دیوانہ کتا سب فویسق یعنی موذی ہیں اس لیے ان کو حرم شریف میں بھی اور حالت احرام بھی قتل کرسکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۱۴۲)

(3) صحیح مسلم، کتاب الأشربۃ، باب الأمر بتغطیۃ الإناء... إلخ، الحدیث:۹۶۔(۲۰۱۲)،ص۱۱۱۴.

(4) المرجع السابق، الحدیث:۹۹۔(۲۰۱۴)،ص۱۱۱۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عموماً ہر رات شیاطین کا پھیلاؤ اول شب میں ہوتا ہے اور سال میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جس میں خصوصی بلائیں نازل ہوتی ہیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ان احادیث میں یہ عمومی بلاؤں کا ذکر تھا جو روزانہ شروع رات میں آتی ہیں اور اس حدیث میں خاص ان بلاؤں کا ذکر ہے جو سال میں ایک رات آتی ہے۔

←

حدیث ۲: امام احمد و مسلم و ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو، کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔(5)

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔(6)

حدیث ۴: صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا کہ یہ آگ تمھاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔(7)

حدیث ۵: شرح السنہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو کہ وہ اُس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب چہل پہل بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے، زمین پر منتشر کرتا ہے۔(8)

۲؎ مِن بیانیہ ہے نہ کہ تبعیضیہ لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بلا ان برتنوں میں داخل ہوجاتی ہے جن پر ڈھکنا نہ ہو۔نووی نے فرمایا کہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر آفت سے بچاؤ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے مسلمان ہر وقت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے، دنیا زہر ہے ذکر اللہ اس کا تریاق۔(مرقات) تر لکڑی آگ میں نہیں جلتی، اللہ کے ذکر سے تر زبان ان شاءاللہ دوزخ اور آفات کی آگ سے نہ جلے گی۔مؤمن سوتے جاگتے، جیتے، مرتے اللہ کا ذکر کرے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۱۴۵)

(5) المرجع السابق، الحدیث: ۹۸۔(۲۰۱۳)،ص۱۱۱۵۔

(6) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب لاتترک النار في البیت عند النوم، الحدیث: ۶۲۹۳، ج۴،ص۱۸۶۔

(7) المرجع السابق، الحدیث: ۶۲۹۴، ج۴،ص۱۸۶۔

(8) شرح السنۃ، کتاب الاشربۃ، باب إیکاء الاسقیۃ وتخمیر الآنیۃ، الحدیث: ۲۹۵۴، ج۶،ص۱۴۱۔۱۴۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہاں رات کی قید ہے دوسری روایات میں یہ قید نہیں۔چنانچہ حصن حصین شریف میں ہے کہ جب تم گدھے کا رینگنا سنو تو اعوذ باللہ پڑھو۔ابوداؤد و نسائی حاکم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ جب تم کتوں کا رونا سنو تو اعوذ باللہ پڑھو۔یہاں رات کی قید یا تو اتفاقی ہے یا اس لیے ہے کہ رات میں یہ آوازیں بہت مکروہ معلوم ہوتی ہیں۔

۲؎ یعنی شیاطین کو دیکھ کر یہ دونوں جانور آوازیں نکالتے چیختے ہیں۔کتوں کا رونا بلاؤں آفتوں کو دیکھ کر ہوتا ہے اور جب مرغ کی آواز سنو تو دعا مانگو کہ وہ فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ صالحین کے پاس دعا مانگنا یا ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے ←

❁❁❁❁❁

اور بدکاروں کو دیکھ کر اعوذ پڑھنا افضل۔ صالحین فاسقین کا دیکھنا آیات الٰہیہ سے ہے۔ (مرقات)

۳۔ یعنی رات گئے جب لوگوں کی آمدورفت بند ہوجائے تم بھی بلاضرورت گھر سے نہ نکلو کہ اس وقت جنات موذی جانور نکلتے ہیں۔

۴۔ یعنی دن بھر زمین میں تم پھیلتے ہوتے ہو رات گئے کوئی اور مخلوق یہاں پھیلتی ہے جو دن میں چھپی رہتی ہے دن میں تم چلو پھر وہ مخلوق چھپی رہے رات میں تم آرام کرو تا کہ وہ مخلوق چلے پھرے اس کو بھی رب تعالیٰ کی زمین پر چلنے کا حق ہے اگر تم بھی اس وقت عام طور پر چلو پھرو تو اس مخلوق سے خلط ملط ہونے کی وجہ سے تم کو تکلیف پہنچے گی۔

۵۔ جیسے ظاہری قفل انسان سے نہیں ٹوٹتے یوں ہی ذکر اللہ کا قفل شیطان سے نہیں ٹوٹتا اور جیسے بسم اللہ کی برکت سے شیطان کھانا نہیں کھاسکتا ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں شریک نہیں ہوسکتا، یوں ہی بسم اللہ کی برکت سے وہ بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۴۵)

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

(وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾) (1)

(لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین پر اِتراتا نہ چل، بے شک اللہ (عزوجل) کو پسند نہیں ہے کوئی اِترانے والا، فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر، بے شک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾) (2)

---

(1) پ ۲۱، لقمٰن: ۱۸۔۱۹۔

(2) پ ۱۵، بنی اسرآءیل: ۳۷۔

متکبر کو انوکھی نصیحت:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امیر کو متکبرانہ چال چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ اے احمق! تکبر سے اِتراتے ہوئے ناک چڑھا کر کہاں دیکھ رہا ہے؟ کیا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا یا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے کہ جن کا تذکرہ اللہ عزوجل کے احکام میں نہیں۔ جب اس نے یہ بات سنی تو عذر پیش کرنے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے معذرت نہ کر بلکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿37﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

(پ15، بنی اسرائیل:37)

خلیفہ بننے سے پہلے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ متکبرانہ چال چلے تو حضرت سیدنا طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کندھے پر چٹکی کاٹ کر ارشاد فرمایا: جس کے پیٹ میں کچھ بھلائی ہو اس کی چال ایسی نہیں ہوتی۔ تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کی: اے محترم چچا جان! ایسی چال چلنے کی وجہ سے میرے ہر عضو کو ماریں تا کہ وہ جان لے۔

اور زمین میں اِتراتا نہ چل، بے شک تو ہرگز نہ تو زمین چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴿۶۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا﴿۶۴﴾﴾ (3)

اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جاہل جب ان سے مخاطبہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں: سلام اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (4)

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو، اللہ (عزوجل) تم کو جگہ دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تعالٰی تم میں ایمان والوں اور علم والوں کو درجوں بلند کریگا۔

❀❀❀❀❀

حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے بیٹے کو اترا کر چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا ہے؟ تیری ماں کو تو میں نے دوسو درہم دے کر خریدا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ اللہ عزوجل مسلمانوں میں اس جیسے لوگوں کی کثرت نہ فرمائے۔

حضرت سیدنا مطرف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مُہَلَّب (پورا نام مہلب بن ابی صفرہ، حجاج کے لشکر کا ایک رئیس) کو ریشم کا جبہ پہنے اترا کر چلتے دیکھا تو اس سے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل کے بندے! یہ ایسی چال ہے جسے اللہ عزوجل اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ناپسند فرماتے ہیں۔ تو مُہَلَّب نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! میں جانتا ہوں کہ تمہاری ابتدا ایک حقیر نطفہ سے ہوئی اور انتہا بدبودار مردار کی صورت میں ہوگی اور ان دونوں کی درمیانی مدت میں گندگی اٹھائے پھر رہے ہو۔ تو مُہَلَّب نے ایسی چال چلنا چھوڑ دی۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، صفحہ ۲۴۲)

(3) پ۱۹، الفرقان: ۶۳۔ ۶۴.

(4) پ۲۸، المجادلۃ: ۱۱.

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اوٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کردیا کرو۔(1) یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیے کہ آنے والے کے لیے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ

(1) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم إقامۃ الانسان من موضعہ... إلخ، الحدیث: ۲۸۔(۲۱۷۷)، ص۱۱۹۸.

حلقہ کے درمیان آکر بیٹھنا

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل حلقے (یعنی دائرے) کے درمیان بیٹھنے والے پر لعنت فرمائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الجلوس وسط الحلقۃ الحدیث ۴۸۲۶، ص ۱۵۷۸ لعن اللہ بدلہ لعن رسول اللہ)

ایک اور روایت میں ہے: ایک شخص حلقے کے درمیان میں آکر بیٹھ گیا تو حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم، رءُوف ورحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ حق پرست سے اس پر لعنت کی گئی ہے۔یا پھر یہ ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقے کے درمیان آکر بیٹھتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراھیۃ العقود۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۷۵۳، ص۱۹۲۹)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضورنبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی قوم کا حلقہ ان کی اجازت کے بغیر پھلانگا وہ گناہ گار ہے۔(المعجم الکبیر، الحدیث ۷۹۶۳، ج۸، ص ۲۴۶)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔(سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یجلس بین الرجلین، الحدیث ۴۸۴۴، ص۱۵۷۹)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کی اجازت کے بغیر اُن میں جدائی ڈالے۔

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراھیۃ الجلوس بین۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۷۵۲، ص۱۹۲۹)

دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے کوئی شخص جب کسی مجلس میں آئے تو اگر اس کی خاطر کشادگی پیدا کی جائے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ جہاں کشادگی پائے وہاں جا کر بیٹھے۔

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث ۸۲۴۳، ج۶، ص ۳۰۰)

کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ سرک جاؤ، مجھے بھی جگہ دیدو۔

صحیح بخاری میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور یہ اس کی جگہ پر بیٹھیں۔(2) حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا یہ فعل کمال ورع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲: ابو داود نے سعید بن ابی الحسن سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس ایک شہادت میں آئے۔ ایک شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ گیا، انھوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا پہنایا نہیں ہے۔(3)

اس حدیث میں بھی اگرچہ یہ نہیں ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا ہو، بلکہ وہ شخص خود اٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت ممانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمال احتیاط ہے کہ انھوں نے اس صورت میں بھی بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگرچہ اٹھنے کو کہا نہیں مگر اٹھنا چونکہ انھیں کے لیے ہوا، لہٰذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا، پھر آ گیا تو اس جگہ کا وہی حق دار ہے۔(4) یعنی جبکہ جلد آ جائے۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ دونوں کام الگ منع ہیں جو صرف اٹھائے مگر اس کی جگہ بیٹھے نہیں تو ایک گناہ کا مرتکب ہے اور جو بیٹھ بھی جائے وہ دوگنا کا۔ اس حکم سے وہ صورتیں علیحدہ ہیں جہاں شرعاً اٹھانا جائز ہو۔ امام اپنے مصلے سے مؤذن اپنی تکبیر کی جگہ سے دوسرے کو ہٹا سکتا ہے، ایسے ہی اگر یہ جگہ پہلے سے کسی اور آدمی کی تھی وہ اپنا رومال یا پگڑی رکھ کر وضو کرنے گیا دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا وہ اسے اٹھا سکتا ہے۔

۲۔ دوسری مجلسوں میں بھی۔ خیال رہے کہ کسی کے گھر جا کر اس کی عزت کی جگہ نہ بیٹھو اگر تم بیٹھ گئے تو صاحب خانہ تمہیں وہاں سے اٹھا سکتا ہے کیونکہ یہ جگہ اس کی اپنی ہے اسی لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مِن مَقعَدِہٖ فرمایا یعنی بیٹھے ہوئے کو اس کی اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ اور یہاں یہ جگہ اس کی تھی ہی نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۲)

(2) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب (إذا قیل لکم ... إلخ)، الحدیث: ۶۲۷۰، ج۴، ص۱۷۹.

(3) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الرجل یقوم للرجل من مجلسہ، الحدیث: ۴۸۲۷، ج۴، ص۳۳۹.

(4) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب إذا قام من مجلسہ ثم عاد فھو أحق بہ، الحدیث: ۳۱۔(۲۱۷۹)، ص۱۱۹۹.

حدیث ۴: ابو داود نے ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کے پاس بیٹھتے اور اٹھ کر تشریف لے جاتے اور واپس ہونا ہوتا تو نعلین مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتا چلتا کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔ (5)

حدیث ۵: ترمذی و ابو داود نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کردے (یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے)، مگر ان کی اجازت سے۔ (6)

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس کے لیے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) اپنی جگہ سے سرک گئے اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) جگہ کشادہ موجود ہے، (حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں)۔ ارشاد فرمایا: مسلم کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے، اس کے لیے سرک جائے۔ (7)

حدیث ۷: رزین نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے احتبا کرتے۔ (8)

احتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔

---

(5) سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب إذا قام من مجلسه ثم رجع، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص۳۴۶.

(6) سنن الترمذي، کتاب الأدب، باب ماجاء في کراهية الجلوس... إلخ، الحدیث: ۲۷۶۱، ج۴، ص۳۴۶.

(7) شعب الإیمان، باب في مقاربة وموادة أهل الدین، فصل في قیام المرء... إلخ، الحدیث: ۸۹۳۳، ج۶، ص۴۶۸.

(8) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحدیث: ۴۷۱۳، ج۳، ص۲۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ احتباء کے معنی پہلے بیان ہو چکے کہ دونوں زانوں کھڑے ہوں سیرین زمین پر لگے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے زانو پکڑے ہوئے کہ ہاتھوں کے حلقے میں انہیں لے لیا جاوے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے علاوہ اور وقت میں مسجد میں اس طرح بیٹھتے تھے وہ بھی کبھی کبھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۵۰)

حدیث ۸: ابو داود نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب نماز فجر پڑھ لیتے چارزانو بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہوجاتا۔(9)

حدیث ۹: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہوگیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔(10)

حدیث ۱۰: ابو داود نے عمرو بن شرید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کرلیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگائی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو، جن پر خدا کا غضب ہے۔(11)

حدیث ۱۱: ابو داود نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارہ پر بیٹھتے اسے چیر کر

---

(9) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الرجل یجلس متربعا، الحدیث: ۴۸۵۰، ج ۴، ص ۳۴۵۔

(10) المرجع السابق، باب في الجلوس بین الظل الشمس، الحدیث: ۴۸۲۱، ج ۴، ص ۳۳۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یا تو سایہ میں ہی چلا جاوے یا بالکل دھوپ میں ہوجاوے کیونکہ سایہ ٹھنڈا اور دھوپ گرم اور بیک وقت ایک جسم پر ٹھنڈک وگرمی لینا صحت کے لیے مضر ہے اس لیے ایسا نہ کرے، نیز یہ شیطانی نشست ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے لہذا اس تشبیہ سے بچنا ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۶۲)

(11) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الجلسۃ المکروھۃ، الحدیث: ۴۸۴۸، ج ۴، ص ۳۴۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ عمرو ابن شرید تابعی ہیں، ان کے والد شرید صحابی ہیں، عمرو طائف کے رہنے والے ہیں، ثقہ ہیں، ان کی ملاقات اپنے والد سے اور حضرت عبداللہ ابن عباس سے ہے ان دو بزرگوں کے علاوہ اور چند صحابہ سے بھی ہے۔ (اشعہ)

۲۔ الیہ سرین یعنی چوتڑ کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد ہتھیلی کا وہ گوشت ہے جو انگوٹھے کی جڑ سے آخری کنارہ تک ہے۔

۳۔ یعنی اس طرح یہود بیٹھا کرتے ہیں اور یہود پر اللہ کا غضب ہے تو یہ بیٹھک اللہ تعالٰی کو ناپسند ہے تم مؤمن انعام والے بندے ہوتم ان سے تشبیہ کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ایک ہاتھ پیٹھ پر رکھنا دوسرے ہاتھ پر ٹیک لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ داہنا ہاتھ پیٹھ پر بایاں زمین پر یا برعکس (اشعہ) بلکہ دونوں یا ایک ہاتھ کوکھ پر رکھنا یا پیٹھ سے لگانا ہی ممنوع ہے یوں ہی دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھڑے کرنا ان پر ٹیک لگانا ممنوع ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۶۷)

اندر نہیں گھستے۔(12)

حدیث ۱۲: طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اس کی خوشنودی کے لیے وہ لوگ جگہ میں وسعت کردیں، تو اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کو راضی کرے۔(13)

حدیث ۱۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہوکر ان کو تین مرتبہ کہہ لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا، تو اللہ عزوجل ان کو اس خیر پر مہر کردے گا، جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.(14)

حدیث ۱۴: حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہوگئے۔ انھوں نے نقصان کیا اگر اللہ عزوجل چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔(15)

حدیث ۱۵: بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب بیٹھو جوتے اتارلو تمھارے قدم آرام پائیں گے۔(16)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے، جبکہ چت لیٹا ہو۔(17)

---

(12) المرجع السابق، باب في التحلق، الحديث: ۴۸۲۵، ج ۴، ص ۳۳۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی کنارہ مجلس پر بیٹھتا تھا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر درمیان پہنچنے کی کوشش نہ کرتا تھا یہ آداب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۶۶)

(13) كنز العمال، كتاب الصحبة، رقم: ۲۵۳۰۷، ج ۹، ص ۵۸.

(14) سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في كفارة المجلس، الحديث: ۴۸۵۷، ج ۴، ص ۳۴۷.

(15) المستدرك، كتاب الدعاء والتكبير ... إلخ، باب ما عمل آدمي من عمل ... إلخ، الحديث: ۱۸۶۹، ج ۲، ص ۱۶۸.

(16) كنز العمال، كتاب الصحبة، رقم: ۲۵۳۹۰، ج ۹، ص ۵۹.

(17) صحيح مسلم، كتاب اللباس ... إلخ، باب في منع الاستلقاء ... إلخ، الحديث: ۷۳۔(۲۰۹۹)، ص ۱۱۶۲.

حدیث ١٧: صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم سے روایت ہے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہٖ وسلّم) نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔(18)

یہ بیان جواز کے لیے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو، اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث ١٨: شرح سنہ میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب رات میں منزل میں اوترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اوترتے تو دہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔(19)

حدیث ١٩: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ اس حدیث کے وہ ہی معنی ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئے کہ آدمی تہبند باندھے یا ڈھیلے پانچہ کا پاجامہ پہنے ہو اور پھر ایک پاؤں کھڑا کرے کھڑے ہوئے گھٹنے پر دوسرے پاؤں کی پنڈلی رکھے اس میں ستر کھل جانے کا سخت خطرہ ہوتا ہے اس لیے ممنوع ہے ویسے بھی اس طرح لیٹنا خلاف تہذیب معلوم ہوتا ہے خصوصا لوگوں کے سامنے غرضکہ اس ممانعت میں بہت حکمتیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦،ص٥٤٦)

(18) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب الاستلقاء، الحدیث:٦٢٨٧، ج٤،ص١٨٤.

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ عباد ابن تمیم ابن زید ابن عاصم تابعی ہیں، انصاری مازنی ہیں، ان کے چچا کا نام عبداللہ ابن زید انصاری ہے وہ غزوہ حرہ میں ٦٣ھ تریسٹھ میں شہید ہوئے۔

٢۔ قدم کا قدم پر رکھنا یہ ہے کہ دونوں پاؤں پورے پھیلے ہوئے ہیں اور قدم قدم پر رکھا ہو اس صورت میں ستر نہیں کھل سکتا۔ پاؤں پر پاؤں رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک پاؤں کھڑا ہو اور دوسرا پاؤں کھڑے ہوئے گھٹنے پر رکھا ہو۔ پہلی صورت جائز یہ دوسری صورت ممنوع لہذا احادیث میں تعارض نہیں پاؤں پر پاؤں رکھنے میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے خصوصا جب کہ تہبند بندھا ہوا ہو، آئندہ حدیث میں پاؤں پر پاؤں رکھنے سے ممانعت آرہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں لیٹنا جائز ہے خصوصا ضرورت کے وقت یا یہ بحالت اعتکاف۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦،ص٥٤٥)

(19) شرح السنۃ، کتاب الاستئذان، باب کیفیۃ النوم، الحدیث:٣٢٥٢، ج٦،ص٣٨٠.

←

وسلّم کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔(20)

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا، فرمایا: اس طرح لیٹنے کو اللہ (عزوجل) پسند نہیں کرتا۔(21)

حدیث ۲۱: ابوداود و ابن ماجہ نے طخفہ غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، (یہ اصحاب صفہ میں سے تھے) کہتے ہیں، سینے کی بیماری کی وجہ سے میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالٰی مبغوض رکھتا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم تھے۔(22)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کی حالت میں کسی جگہ اول رات یا آدھی رات میں اترتے آرام فرماتے تو سونے کی نیت سے لیٹتے تھے داہنی کروٹ پر داہنی ہتھیلی پر داہنا رخسارہ رکھ کر لیٹتے تھے لیٹنے میں سنت طریقہ یہ ہی ہے۔

۲۔ یعنی اگر آخری شب میں جب صبح صادق ہونے والی ہوتی آپ آرام کے لیے اترتے تو اس طریقہ سے لیٹتے تاکہ نیند نہ آجاوے۔ خیال رہے کہ عرب میں اکثر شب میں سفر کرتے ہیں دن میں کسی منزل پر آرام کے لیے ٹھہر جاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۵۳)

(20) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ما جاء في الاتکاء، الحديث: ۲۷۷۹، ج۴، ص ۳۵۳.

(21) المرجع السابق، باب ما جاء في كراهية الاضطجاع على البطن، الحديث: ۲۷۷۷، ج۴، ص ۳۵۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اوندھے لیٹنے کو اللہ تعالٰی پسند نہیں کرتا بلکہ اس سے ناراض ہے کہ اس طرح سونے سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اس سونے میں سینہ اور چہرہ جو اشرف اعضاء ہیں زمین پر رگڑتا ہے سر تو سجدہ ہی میں زمین پر رکھا جاوے نہ کسی اور کے سامنے نہ سوتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سونا چار قسم کا ہے: پشت پر سونا یعنی چت یہ سونا اہل عبرت کا ہے، داہنی کروٹ پر سونا یہ اہل عبادت کا سونا ہے، بائیں کروٹ پر سونا یہ اہل استراحت کا سونا ہے، پیٹ کے بل سونا یہ سونا اہل غفلت کا ہے۔ (اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ اوندھے سونا دوزخیوں کا ہوگا اور لوطی لوگ ایسے سوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۵۵)

(22) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في الرجل ينبطح على بطنه، الحديث: ۵۰۴۰، ج۴، ص ۴۰۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعیش بروزن یزید تابعی ہیں، ان کے والد طخفہ ط، خ، ف، ہ یا طہفہ صحابی ہیں، ان کے والد قیس ابن ابی غزرہ غفاری کوفی ہیں۔

۲۔ یعنی طخفہ صحابی ہیں اور صفہ والوں میں سے ہیں وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

←

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔(23) یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے۔

حدیث ۲۳: ابو داود نے علی بن شیبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے، جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے۔(24) یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔

۳؎ سحر سین کے پیش ح کے سکون سے یا سین کے اور ح دونوں کے فتحہ سے حلق اور سینہ کا درمیانی حصہ یعنی سینہ کے اوپری حصہ میں میرے درد تھا اس لیے میں پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا تھا کہ سینہ دبا رہے اور درد کو سکون ہو۔

۴؎ بڑا خوش نصیب ہے وہ جسم جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوکر لگ جاوے ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

مرمٹ کے خوب لگتی مٹی مری ٹھکانے　　　گر انکی ٹھوکروں میں میرا مزار ہوتا

جس غلطی کی بنا پر حضور کی ٹھوکر نصیب ہو جاوے وہ غلطی بھی اللہ کی رحمت ہے۔

۵؎ چونکہ دوسری طرح لیٹنے سے بھی یہ تکلیف دفع ہو سکتی تھی اس لیے یہ درد اس کے لیے عذر نہ مانا گیا اور اس سے منع فرمادیا گیا لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ ضرورت کے وقت ممنوعات بھی درست ہو جاتے ہیں۔

۶؎ سبحان اللہ! آپ نے یہ عذر حضور سے عرض نہ کیا بلکہ فوراً کروٹ بدل لی یا اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۵۶)

(23) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ، الحدیث: ۳۷۲۴، ج۴، ص۲۱۴۔
والمشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحدیث ۴۷۳۱، ج۲، ص۱۷۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اس طرح کہ میرا پیٹ زمین سے لگا ہوا تھا اور دونوں پاؤں پھیلے ہوئے تھے جسے کہتے ہیں اوندھا لیٹنا۔

۲؎ جندب حضرت ابوذر غفاری کا نام ہے، کنیت ابوذر ہے۔ اس فرمان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جہنمی لوگ یعنی کفار دنیا میں ایسے لیٹتے ہیں تم ان سے مشابہت نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں کفار ایسے لٹائے جایا کریں گے ان کی پیٹھ پر کوڑے مارنے کے لیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اپنے چھوٹوں کو پیار یا ناراضی میں ٹھوکر مارنا جائز ہے، حضرات صحابہ کرام تو حضور کی ٹھوکر کھانے پر فخر کرتے تھے آج ہم ان ٹھوکروں کے لیے ترستے ہیں۔ شعر

شبلی تشنہ دیدار کو زندہ کرتے　　　بخت خوابیدہ کو ٹھوکر سے جگاتے جاتے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۶۸)

(24) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فی النوم علی سطح غیر محجر، الحدیث: ۵۰۴۱، ج۴، ص۴۰۲۔

حدیث ۲۴: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر روک نہ ہو۔ (25)

حدیث ۲۵: ابویعلٰی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔ (26)

حدیث ۲۶: امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے تنہائی سے منع فرمایا۔ (27) یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے۔

حدیث ۲۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا، وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔ (28)

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحدیث: ۴۷۲۰، ج ۳، ص ۲۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ایسی چھت پر نہ سوؤ جس کے کناروں پر دیوار کی آڑ نہ ہو جسے اردو میں منڈیر کہتے ہیں اگر سوؤ گے تو اللہ تعالٰی نے جو تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے لیے فرشتے مقرر کیے ہیں وہ اٹھ جاوے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۵۷)

(25) سنن الترمذي، کتاب الأدب، باب...، الحدیث: ۲۸۶۳، ج ۴، ص ۳۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ایسی چھت پر سونے والے بہت دفعہ چھت سے گر کر مر گئے بلکہ بہتر ہے کہ چھت بغیر منڈیر رکھی ہی نہ جاوے پوری دیوار نہ ہو تو تھوڑی اونچی ہی بنا دی جاوے تاکہ وہاں سے گرنے کا خطرہ نہ رہے اس فرمان میں بڑی حکمتیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۵۸)

(26) المسند لأبي یعلی، مسند عائشۃ رضي اللہ عنہا، الحدیث: ۴۸۹۷، ج ۴، ص ۲۷۸.

(27) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث: ۵۶۵۴، ج ۲، ص ۴۰۱.

(28) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم التبختر في المشي... إلخ، الحدیث: ۴۹، ۵۰۔ (۲۰۸۸)، ص ۱۱۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ مرد گزشتہ امتوں میں کوئی تھا اس لیے امام بخاری نے یہ حدیث ذکر بنی اسرائیل کے باب میں نقل فرمائی۔ بعض نے فرمایا کہ یہ شخص قریب قیامت حضور کی امت سے ہوگا یعنی فیشن ایبل مسلمان مگر قول اول قوی ہے۔ (اشعہ) ←

حدیث ۲۸: ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مرد کو دوعورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔(29)

حدیث ۲۹: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب تمھارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان میں نہ گزرو، داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔(30)

❀❀❀❀❀

۲۔ یتجلل بنا ہے جلجلۃ سے جس کے معنی ہیں حرکت کرنے کی آواز یعنی وہ برابر نیچے کو جارہا ہے اس کے جانے کی آواز اللہ والے سن رہے ہیں، یہ شخص قارون کے علاوہ کوئی اور شخص ہے، قارون کے دھنسنے کی وجہ اس کا بخل اور اس کی بے ادبی بنی تھی۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۹۰)

(29) سنن ابي داود، کتاب الادب، باب في مشی النساء مع الرجال في الطريق، الحديث: ۵۲۷۳، ج۴، ص۴۷۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر دو عورتیں راہ میں جارہی ہیں تو کوئی اجنبی مرد ان کے درمیان سے نہ گزرے ایک طرف سے گزر جاوے یا ان کے درمیان نہ چلے الگ چلے کیونکہ حضور انور نے راستہ کے الگ الگ حصہ کردیئے ہیں درمیان راہ مردوں کے لیے کنارے عورتوں کے لیے بلکہ اپنی محرم عورتوں کے ساتھ بھی یوں ہی چلے تا کہ دوسرے لوگ اس سے سبق لیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۶۵)

(30) شعب الایمان، باب في تحريم الفروج، الحديث: ۵۴۴۷، ج۴، ص۳۷۱-۳۷۲۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: قیلولہ (1) کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ (2) غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں یا کُتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوا قیلولہ سے دفع ہوجائے گا۔

مسئلہ ۲: دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشا کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے (2A) اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں

---

(1) یعنی دوپہر کی تھوڑی نیند یا دوپہر کا (بغیر سوئے ہوئے) آرام۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۶۔

(2A) باوضو سونے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المُرسلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو باوضو اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بستر کی طرف آئے یہاں تک اس پر غنودگی چھا جائے تو وہ رات کی جس گھڑی میں بھی اللہ عزوجل سے دنیا اور آخرت کی جو بھلائی طلب کریگا اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔ (سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ۹۲، رقم ۳۵۳۷، ج۵، ص۳۱۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص باوضو رات گزارتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پہلو میں رات گزارتا ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے، اے اللہ عزوجل! اپنے فلاں بندے کی مغفرت فرمادے کہ اس نے باوضو رات گزاری ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۰۴۸، ج۲، ص۱۹۴)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، کہ جو مسلمان باوضو سوئے پھر جب وہ رات میں بیدار ہو اور اللہ عزوجل سے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی طھارۃ، رقم ۵۰۴۲، ج۴، ص۴۰۳)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، ←

کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا، سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا۔ سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یادِ خدا کرے یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ. (3) اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیز گاری و تقویٰ کریگا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (4)

مسئلہ ۳: بعد نمازِ عشا باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

اول: علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے۔

دوم: جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے۔

سوم: موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے انس کے لیے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴: دو مرد برہنہ ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے۔ اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ پر دوسرا ہو، اسی طرح دو عورتوں کا برہنہ ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے۔ (5) حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (6)

مسئلہ ۵: جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے، بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (7)

حبیب پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، اپنے اجسام کو خوب پاک رکھا کرو اللہ عزوجل تمہیں پاک فرمادے گا کیونکہ جو شخص پاک رہتے ہوئے رات گزارتا ہے تو اس کے پہلو میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے اور رات کی کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ یہ دعا نہ کرتا ہو، اے اللہ! اپنے بندے کی مغفرت فرمادے کیونکہ یہ باوضو سورہا ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۵۰۸۷، ج ۴، ص ۲۶)

(3) ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد زندگی دی اور (قیامت کے دن) اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج ۵، ص ۳۷۶۔

(5) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۲۹۔

(6) انظر: صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، الحدیث: ۷۴۔(۳۳۸)، ص ۱۸۶۔

(7) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۲۹۔

مسئلہ ۶: میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں، لڑکا جب حدِ شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے۔ (8)

مسئلہ ۷: راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے، مگر جبکہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا، یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے۔ راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے، ایسی صورت میں اس زمین میں چل سکتا ہے۔ (9)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے، ایسی صورت میں ہرگز اُس میں چلنا نہ چاہیے۔ بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں، یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔ مگر اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

❀❀❀❀❀

---

(8) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹، ص۶۳۰۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۳۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾﴾ (1)

---

(1) پ۱۸، النور: ۳۰۔۳۱۔

ان آیات کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔

مسائل: مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت ہے، اس کا دیکھنا جائز نہیں اور عورتوں میں سے اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم ہے مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پیٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور حرۂ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے۔

اِنْ لَّمْ یَاْمَنْ مِّنَ الشَّهْوَةِ وَاِنْ اٰمِنَ مِنْهَا فَالْمَمْنُوْعُ النَّظْرُ اِلٰى مَاسِوَى الْوَجْهِ وَالْكَفِّ وَ الْقَدَمِ وَ مَنْ یَّاْمَنُ فَاِنَّ الزَّمَانَ زَمَانُ الْفَسَادِ فَلَا یَحِلُّ النَّظْرُ اِلَى الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِیَّةِ مُطْلَقًا مِّنْ غَیْرِ ضُرُوْرَةٍ

مگر بحالتِ ضرورت قاضی وگواہ کو اور اس عورت سے نکاح کی خواہش رکھنے والے کو چہرہ دیکھنا جائز ہے اور اگر کسی عورت کے ذریعہ سے حال معلوم کرسکتا ہو تو نہ دیکھے اور طبیب کو موضعِ مرض کا بقدرِ ضرورت دیکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: امرد لڑکے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (مدارک واحمدی)

اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سے بعض اُمہات المؤمنین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھیں، اسی وقت ابنِ اُم مکتوم آئے حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں فرمایا تو تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی وابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی نامحرم کا دیکھنا اور اس کے سامنے ہونا جائز نہیں۔

←

مسلمان مردوں سے فرمادو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ (عزوجل) کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں* یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اور فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾﴾ (2)

اے نبی! اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں لٹکا لیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ایذا نہیں دی جائے گی اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾﴾ (3)

آگے مزید ارشاد فرماتے ہیں:

اور انہیں کے حکم میں ہیں چچا ماموں وغیرہ تمام محارم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا تھا کہ کفار اہلِ کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمہ عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔

مسئلہ: عورت اپنے غلام سے بھی مثل اجنبی کے پردہ کرے۔ (مدارک وغیرہ)

مسئلہ: ائمہ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عنین حرمت نظر میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسئلہ: اس طرح قبیح الافعال مخنث سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے۔

(2) پ۲۲، الاحزاب: ۵۹.

(3) پ۱۸، النور: ۶۰.

اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنھیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جبکہ سنگار ظاہر نہ کریں اور اس سے بچنا ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ (عزوجل) سنتا جانتا ہے۔

❁❁❁❁❁

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے، جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے، اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔(1)

حدیث ۲: دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ پسند آگئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اس کے پاس ہے۔(2)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ لاٰلہٖ وسلَّم) نے حکم دیا کہ

---

(1) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأۃ... إلخ، الحدیث:۹۔ (۱۴۰۳)، ص۷۲۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اجنبی عورت کو آتے ہوئے آگے سے دیکھو یا جاتے ہوئے پیچھے سے دیکھو مرد کے دل میں وسوسے اور برے شہوانی خیال پیدا کرتی ہے جیسے شیطان برے خیال و وسوسے پیدا کرتا ہے لہذا اس سے ایسا ہی ڈرنا چاہیے جیسے شیطان سے ڈرتے ہیں کوئی متقی پرہیزگار اپنے تقوی پر پرہیزگاری پر اعتماد نہ کرے اور اجنبی عورتوں سے احتیاط رکھے اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ بلاضرورت عورت گھر سے نہ نکلے اور مرد اجنبی عورت کو کپڑوں پر سے بھی نہ دیکھے کہ فتنہ اندیشہ ہے، نیز عورت کو لازم ہے کہ لباس فاخرہ عمدہ برقعہ اوڑھ کر نہ باہر جائے کہ بھڑک دار برقعہ پردہ نہیں بلکہ زینت ہے۔ (نووی و مرقات)

۲۔ یہ عمل حصول تقوی اور دفع وسوسے کے لیے اکسیر ہے صحبت کرلینے سے شہوت کا جوش جاتا رہے گا یہ جوش ہی میلان کی وجہ تھی، علماء فرماتے ہیں کہ عورت کو چاہیے کہ خاوند کے بلانے پر بغیر پس و پیش آجائے کوئی مانع نہ ہو کہ بسا اوقات اکثر جوش شہوت بدن و قلب کو بیمار کردیتا ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۶)

(2) سنن الدارمي، کتاب النکاح، باب الرجل یری المرأۃ فیخاف علی نفسه، الحدیث:۲۲۱۵، ج۲، ص۱۹۶۔

اپنی نگاہ پھیر لو۔(3)

حدیث ۴: امام احمد وابوداود وترمذی و دارمی نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلاقصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔(4)

حدیث ۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے، تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔(5) یعنی

---

(3) صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب نظر الفجاءۃ، الحدیث: ۴۵۔(۲۱۵۹)، ص۱۱۹۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر اجنبیہ عورت پر بلاقصد نظر پڑ جائے تو اس میں گناہ کیا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہے۔

۲۔ یعنی اس اچانک نظر پڑ جانے میں تو گناہ نہیں مگر فوراً نگاہ ہٹالو اگر دوبارہ دیکھ لیا یا اسے دیکھتے رہے تو گنہگار ہوں گے کہ اس میں گناہ کا ارادہ پالیا گیا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ عورت پر منہ چھپانا واجب نہیں بلکہ مرد پر نگاہ نیچی رکھنا ضروری ہے کیونکہ سرکار نے مرد کو نظر پھیر لینے کا حکم دیا (مرقات) مگر یہ استدلال ضعیف ہے اگلی حدیث میں آئے گا کہ عورت بھی اجنبی مرد کو نہ دیکھے اگرچہ مرد نابینا ہو یہاں وہ صورت مراد ہے کہ عورت بے پردہ نہ تھی پھر مرد کی نظر پڑ گئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵،ص۲۵)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث بریدۃ الأسلمی، الحدیث: ۲۳۰۵۲، ج۹، ص۱۸۔۱۹.

وسنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في نظرۃ الفجاءۃ، الحدیث: ۲۷۸۶، ج۴، ص۳۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی اس پر بھی گناہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء مشائخ کو بھی جائز نہیں کہ اپنی شاگردنی یا مریدنی کو قصداً دیکھیں۔ حضرت علی علماء و اولیاء کے سردار ہیں ان کو یہ حکم ہو رہا ہے غور کرو اور ڈرو، ان سے بڑھ کر پاکباز کون ہوسکتا ہے۔ جائز سے مراد ہے جس پر گناہ نہ ہو، جائز نہیں ناجائز کا مقابل ہوتا ہے کبھی فرض و واجب کا، ہوسکتا ہے کہ لک کا لام نفع کا ہو یعنی بغیر ارادہ والی نظر تمہارے لیے مفید ہے کہ جب تم فوراً نگاہ نیچی کرلو گے تو ثواب پاؤ گے تو لامحالہ دوسری نظر مضر ہی ہوگی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۳۱)

(5) سنن الترمذي، کتاب الرضاع، باب: ۱۸، الحدیث: ۱۱۷۶، ج۲، ص۳۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عورت کے معنی مَا یُعَارُ فِیْ اِظْهَارِهٖ جس کا ظاہر ہونا قابل عار و شرم ہو عورت کا بے پردہ رہنا میکے والوں کے لیے بھی ←

اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

حدیث ۶: امام احمد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ نظر کرے یعنی بلا قصد پھر اپنی آنکھ میچ لے، اللہ تعالٰی اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کردے گا جس کا مزہ اس کو ملے گا۔ (6)

حدیث ۷: بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ (عزوجل) کی لعنت۔ (7) یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصداً دکھائے۔

ننگ وشرم کا باعث ہے اور سسرال والوں کے لیے بھی۔

۲۔ استشراف کے معنی ہیں کسی چیز کو بغور دیکھنا یا اس کے معنی ہیں لوگوں کی نگاہ میں اچھا کردینا تاکہ لوگ اسے بغور دیکھیں۔ (مرقات واشعہ) یعنی عورت جب بے پردہ ہوتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہ میں اسے بھلی کردیتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسے تکتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ پرائی عورت اور اپنی اولاد اچھی معلوم ہوتی ہے اور پرایا مال اپنی عقل زیادہ معلوم ہوتے ہیں، سرکار کا یہ فرمان بالکل دیکھنے میں آرہا ہے بعض لوگ اپنی خوبصورت بیویوں سے متنفر ہوتے ہیں دوسری بدصورتوں پر فریفتہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۳۰)

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی أمامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۳۴۱، ج۸، ص۲۹۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر کسی مرد کی نظر اجنبی عورت کے حسن وجمال یا زیور ولباس پر اچانک پڑ جائے اُس کا دل چاہے کہ دیکھتا رہے مگر خوف خدا سے دل کو مارے نگاہ نیچی کرے۔

۲۔ یعنی اس صبر اور دل کو روکنے کی برکت سے خدا تعالٰی اسے کسی عبادت کی لذت نصیب فرمائے گا یا نماز کی یا روزے کے یا حج وزیارت کی۔ خیال رہے کہ کھانا وغیرہ کی طرح عبادات میں بھی مختلف لذتیں ہیں جسے محسوس کرنے کے لیے باطنی حواس درست چاہئیں، یہ عمل اس درستی حواس کے لیے بہت ہی مفید ہے رب تعالٰی عمل کی توفیق بخشے اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو رب تعالٰی اسے انہیں عبادتوں میں لذت بخشے گا یا کسی اور نئی عبادت کی توفیق دے گا جیسے جہاد وغیرہ اور پھر اس کی لذت بھی نصیب فرمائے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۴۵)

(7) شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، الحدیث: ۷۷۸۸، ج۶، ص۱۶۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حسن سے مراد خواجہ حسن بصری ہیں چونکہ آپ تابعی ہیں اور صحابی کا نام آپ نے لیا نہیں اس لیے حدیث مرسل ہوئی اور آپ کی یہ نقل ارسال، احناف کے ہاں ثقہ کا ارسال معتبر ہے۔

←

حدیث ۸: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کی شرم گاہ کی طرف کبھی نظر نہیں کی۔(8)

حدیث ۹: ترمذی وابوداود وابن ماجہ بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو، مگر بی بی سے یا اس باندی سے جس کے تم مالک ہو۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) یہ فرمایئے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔(9)

حدیث ۱۰: ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے

۲؎ حدیث میں کسی قدر اجمال ہے مطلب یہ ہے کہ جو مرد اجنبی عورت کو قصدًا بلاضرورت دیکھے اس پر بھی لعنت ہے اور جو عورت قصدًا بلا ضرورت اجنبی مرد کو اپنا آپ دکھائے اس پر بھی لعنت غرضکہ اس میں تین قیدیں لگائی پڑیں گی اجنبی عورت کو دیکھنا بلاضرورت دیکھنا قصدًا دیکھنا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص۴۶)

(8) سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب النھی أن یری عورۃ أخیہ، الحدیث: ۶۶۲، ج۱،ص۳۶۵.

(9) سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب التستر عند الجماع، الحدیث: ۱۹۲۰، ج۲،ص۴۴۸.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ...إلخ، الحدیث: ۳۱۱۷، ج۲،ص۲۰۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ بہز اور ان کے والد حکیم دونوں تابعی ہیں، ہاں بہز کے دادا معاویہ ابن حیدہ صحابی ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بصرہ میں رہے، خراسان میں وفات پائی، یہاں جدہ کا مرجع بہز ہیں یعنی حکیم نے اپنے والد جو بہز کے دادا ہیں، ان سے روایت کی لہذا حدیث متصل ہے(اشعہ)

۲؎ صحیح یہ ہے کہ یہاں حفاظت سے مراد بے پردگی سے حفاظت ہے یعنی اپنی بیوی اور مملوکہ لونڈی سے تو پردہ نہیں باقی تمام سے ستر چھپانا واجب ہے اس کی مؤید وہ آیت کریمہ ہے "وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ"۔ معلوم ہوا کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوسکتے ہیں

۳؎ یعنی اللہ تعالٰی اپنے بندہ کا برہنہ ہونا پسند نہیں کرتا اور وہ تو تم کو برہنگی کی حالت میں دیکھ رہا ہے لہذا اس کے فرمان کی مخالفت سے شرم کرو۔ حدیث کا مقصد یہ نہیں کہ رب تعالٰی کپڑے پہنے ہوئے کا ستر نہیں دیکھتا کپڑا اس کے لیے آڑ بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلاوجہ برہنہ نہ رہے۔

۴؎ یہ حدیث احمد، بیہقی، حاکم وغیرہم نے بھی کچھ فرق سے روایت فرمایا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص۳۸)

فرمایا: جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔(10)

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ، کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ ہم نے عرض کی، اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٰالہٖ وسلَّم) سے، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٰالہٖ وسلَّم)۔ فرمایا: اور مجھ سے بھی، مگر اللہ (عزوجل) نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی، وہ مسلمان ہوگیا یا میں سلامت رہتا ہوں۔(11) حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔

---

(10) سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ماجاء في لزوم الجماعة، الحديث:۲۱۷۲، ج ۴، ص ۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے خواہ دونوں ہی کیسے پاکباز ہوں اور کسی مقصد کے لیے جمع ہوں شیطان دونوں کو برائی پر ضرور ابھارتا ہے اور دونوں کے دلوں میں ضرور ہیجان پیدا کرتا ہے، خطرہ ہے کہ زنا واقع کرادے اس لیے ایسی خلوت سے بہت ہی احتیاط چاہیے۔ گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے بخار روکنے کے لیے نزلہ وزکام روکو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۹)

(11) سنن الترمذي، كتاب الرضاع، باب:۱۷، الحديث:۱۱۷۵، ج ۲، ص ۳۹۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بہت ہی بچو، جن کے خاوند پردیس میں ہیں، یہ قید اس لیے لگائی کہ خاوند والی عورت لذت جماع سے واقف ہے اور خاوند کی غیر موجودگی سے اس کی شہوت غالب ہے، ایسی عورت کے لیے ادنیٰ محرک بھی خطرناک ہے، مٹی کے تیل میں بھیگی ہوئی روئی اور پیٹرول دور سے آگ لے لیتے ہیں۔

۲۔ یعنی عورت مرد دونوں کے رگ رگ میں شیطان اثر کرتا ہے جیسے خون اور جیسے خون نظر نہیں آتا مگر جسم میں گردش کرتا ہے یوں ہی شیطان نظر نہیں آتا مگر اپنا کام کیے جاتا ہے، چھپا دشمن کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ"۔

۳۔ صحابہ کرام سمجھے تھے کہ انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں اس لیے ان کے پاس شیطان پھٹکتا بھی نہیں ہوگا اس لیے یہ سوال کیا جواب میں بتادیا گیا کہ عصمت شیطان کے آجانے کے خلاف نہیں شیطان معصوموں کے پاس بھی پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ یہاں اس سے مراد قرین شیطان ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے اور اسلم کے یہ ہی معنی ٹھیک ہیں کہ وہ اسلام لے آیا اب وہ میری اطاعت ہی کرتا ہے، یعنی میرا قرین شیطان میری صحبت کی برکت سے مسلمان ہوگیا۔ سبحان اللہ! پارس کے پاس رہنے سے لوہا سونا بن جاتا ہے نبی کے ساتھ رہنے سے شیطان مسلمان بن گیا گویا اس کی حقیقت ہی بدل گئی۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں ←

حدیث ۱۲: صحیح بخاری ومسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم)! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے۔ (12) یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث ۱۳: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: برہنہ ہونے سے بچو، کیونکہ تمھارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر صرف پاخانہ کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے، لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام کرو۔ (13)

جو کہتے ہیں کہ حضرت صدیق وفاروق سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہنے کے باوجود مؤمن نہ ہوسکے، ارے حضور کی صحبت تو حقیقت بدل دیتی ہے۔ بعض لوگوں نے اسے اُسْلَم پڑھا ہے مضارع مجہول متکلم یعنی میں اس کے شر سے محفوظ وسلامت رکھا جاتا ہوں مگر پہلے معنی بہت ہی قوی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۴۰)

(12) صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامرأۃ إلا ذو محرم... إلخ، الحدیث: ۵۲۳۲، ج۳، ص۴۷۲.
صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ... إلخ، الحدیث: ۲۰۔ (۲۱۷۲)، ص۱۱۹۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ پچھلی حدیث میں خلوت کا ذکر تھا یہاں بے پردہ آمنے سامنے آنا کا ذکر ہے یعنی غیر محرم عورت کے پاس بے پردہ نہ جاؤ اگرچہ ذی رحم ہی ہو، جیسے چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد بھائی بہن کہ ان سے پردہ چاہیے کہ اگرچہ ذی رحم تو ہیں مگر محرم نہیں ان سے نکاح درست ہے۔

۲۔ یعنی بھاوج کا دیور سے بے پردہ ہونا موت کی طرح باعث ہلاکت ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حمو سے مراد صرف دیور یعنی خاوند کا بھائی ہی نہیں بلکہ خاوند کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے جیسے خاوند کا چچا ماموں پھوپھا وغیرہ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی اور اس کی بھتیجی بھانجی وغیرہ سب کا یہ ہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ دیور کو موت اس لیے فرمایا کہ عادتًا بھاوج دیور سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس سے دل لگی، مذاق بھی کرتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ اجنبیہ غیر محرم سے مذاق دل لگی کس قدر فتنہ کا باعث ہے اب بھی زیادہ فتنہ دیور بھاوج اور سالی بہنوئی میں دیکھے جاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۳)

(13) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في الاستتار عند الجماع، الحدیث: ۲۸۰۹، ج۴، ص۳۶۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اکیلے میں بھی ستر نہ کھولو جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۲۔ ان سے مراد اعمال لکھنے والے اور محافظین فرشتے ہیں جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ صرف کاتبین فرشتے مراد ہوں کیونکہ حافظین تو پاخانہ وغیرہ میں بھی ساتھ رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملائکہ شرمیلے ہیں انسان کا ستر دیکھنے میں شرم کرتے ہیں ←

حدیث ۱۴: ترمذی وابوداود نے جرہد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے۔(14) یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

حدیث ۱۵: ابوداود وابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا کہ اے علی! ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔(15)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا:

تو ہم کو بھی ان سے شرم چاہیے، اللہ کے بندوں سے حیاء کرنا ایمانی تقاضا ہے۔

۳۔ اس لیے پاخانہ اور صحبت کے وقت بات کرنا منع ہے کہ بات لکھنے کے لیے کاتبین فرشتوں کو ہمارے پاس آنا پڑے گا اور وہ اس وقت پاس آنا نہیں چاہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر ضرورت ستر کھولنا ممنوع ہے۔ اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ پاخانہ، پیشاب، بیٹھتے وقت کھڑے ہوتے وقت ننگا نہ ہو جائے بلکہ زمین کے قریب پہنچ کر کپڑا اٹھائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۶)

(14) سنن أبي داود، کتاب الحمام، باب النھي عن التعري، الحدیث: ۴۰۱۴، ج ۴، ص ۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جرہد بروزن جعفر ابن خویلد ہیں، صحابی ہیں، اصحاب صفہ میں سے ہیں، اہل مدینہ سے تھے، ۶۱ھ میں وفات پائی آپ سے آپ کے بیٹوں، عبداللہ، عبدالرحمان، سلیمان اور مسلم نے احادیث نقل کیں۔

۲۔ یہ سوال زجر کا ہے یعنی یہ مسئلہ جاننا ضروریات دین سے ہے، کیا تم نے اب تک اتنا ضروری مسئلہ بھی نہ سیکھا کہ مرد کی ران ستر عورت ہے اسی حدیث کی بنا پر امام ابوحنیفہ وشافعی واحمد ابن حنبل مرد کی ران کو ستر مانتے ہیں، امام مالک کے ہاں ستر نہیں لہذا ران کھول کر نماز درست نہیں، مگر خیال رہے کہ یہ اختلاف مرد کی ران میں ہے عورت کی ران کو سب ستر مانتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۳)

(15) سنن ابن ماجہ، کتاب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في غسل المیت، الحدیث: ۱۴۶۰، ج ۲، ص ۲۰۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی کسی کے سامنے ران نہ کھولو اور نہ بلا ضرورت تنہائی میں کھولو رب تعالٰی سے شرم کرو کیونکہ ران ستر ہے اس سے آج کل کے نیکر پہننے والے عبرت پکڑیں جن کی آدھی رانیں کھلی ہوتی ہیں اور وہ بے تکلف لوگوں میں پھرتے ہیں اللہ تعالٰی ایمانی غیرت نصیب کرے۔

۲۔ یعنی کسی مُردہ بالغ مسلمان کی ران نہ دیکھو اور کسی ایسے زندہ کی ران نہ دیکھو جن کا تم سے ستر ہے لہذا اس دوسرے حکم سے اپنی بیوی اور اپنی لونڈی خارج ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ران ستر ہے، جس کا چھپانا فرض ہے، لہذا یہ حدیث امام مالک کے خلاف ہے، دوسرے یہ کہ مردہ کا احترام زندہ کی طرح ہے کہ اس کا ستر دیکھنا حرام ہے لہذا غسال بھی میت کو ستر ڈھک کر غسل دے اسے بھی ستر دیکھنا جائز نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۴)

ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے۔(16)

حدیث ۱۷: امام احمد و ترمذی و ابو داود نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ آئے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرلو۔ کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم)! وہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا تم دونوں اندھی ہو، کیا تم انھیں نہیں دیکھو گی۔(17)

---

(16) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، الحدیث: ۷۴۔(۳۳۸) ص ۱۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ناف سے گھٹنے تک کے اعضاء مطلقًا چھپانا واجب ہیں کہ نہ مرد مرد کے یہ اعضاء دیکھے نہ عورت عورت کے لیکن عورت مرد اجنبی کے لیے سر سے پاؤں تک لائق پردہ ہے اور نماز کے لیے عورت سر سے پاؤں تک جسم ڈھکے سوائے چہرہ کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنے کے نیچے پاؤں کے۔فقہاء فرماتے ہیں کہ بے داڑھی مونچھ کا امرد لڑکا بھی بعض احکام میں عورت کی طرح ہے کہ اس کو دیکھنے سے بھی احتیاط کرے۔(اشعہ) ضرورتًا شریعت کے احکام جداگانہ ہیں کہ بچہ جنتے وقت دایہ ستر دیکھتی ہے، یوں ہی بعض صورتوں میں مرد کو ننگا کرنا پڑتا ہے۔محرم مرد اپنی محرمہ عورت کا چہرہ ہاتھ پاؤں سر دیکھ سکتا ہے،خاوند بیوی کا آپس میں کوئی پردہ نہیں،اس سے کسی عضو کا چھپانا واجب نہیں،ہاں شرمگاہ کا دیکھنا بینائی ضعیف کرتا ہے ماں باپ اپنے جوان بیٹے بیٹی کو چوم سکتے ہیں،سونگھ سکتے ہیں یوں ہی جوان لڑکا لڑکی اپنے ماں باپ کو چوم سکتا ہے دیکھنے وچھونے کے مکمل احکام شامی عالمگیری وغیرہ باب اللمس والنظر میں دیکھئے۔

۲۔یعنی مرد مرد کے ساتھ یوں ہی عورت عورت کے ساتھ ننگے نہ لیٹیں کہ یہ حرام بھی ہے اور بے غیرتی بھی لہذا دو ننگے مرد ایک چادر اوڑھ کر نہ سوئیں،یوں ہی دو ننگی عورتیں سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۲۱)

(17) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في إحتجاب النساء من الرجال، الحدیث: ۲۷۸۷، ج۴، ص۳۵۶۔
والمسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، الحدیث: ۲۶۵۹۹، ج۱۰، ص۱۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس طرح کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام سلمہ کے گھر میں رونق افروز تھے اور بی بی میمونہ ملنے کے لیے وہاں آئی ہوئی تھیں۔اسی لیے لفظ میمونہ کو معطوف فرمایا اور معطوف علیہ سے اس کا کچھ فاصلہ کردیا۔جیسے رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ" تاکہ معلوم ہو بنائے کعبہ میں ابراہیم علیہ السلام اصل تھے اور حضرت اسماعیل ان کے معاون۔

۲۔آپ وہ ہی عبداللہ ابن ام مکتوم ہیں جن کے متعلق سورۂ عبس شریف نازل ہوئی آپ اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضر ہوئے۔ ←

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے، گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (18)

۳۔ یا تو حضرت عبداللہ کے اندر آتے وقت اندر پہنچنے سے پہلے حضور انور نے یہ حکم دیا یا آپ پہلے داخل ہو گئے داخل ہوتے ہی یہ فرمایا پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کہ پہلے پردہ کرایا جاتا ہے پھر آنے والے کو بلایا جاتا ہے۔

۴۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مرد کو حرام ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھے، عورت کے لیے اجنبی عورت کو دیکھنا حرام نہیں، اور حضرت عبداللہ تو نابینا ہیں ہم کو دیکھتے نہیں پھر ہم پردہ کیوں کریں۔

۵۔ جواب عالی کا مقصد یہ ہے کہ عورت و مرد پر دو طرفہ پردہ واجب ہے کہ نہ تو مرد اجنبی عورت کو دیکھے نہ اجنبی عورت مرد کو۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء کا فرمان ہے کہ عورت بھی اجنبی مرد کو نہیں دیکھ سکتی، بعض نے فرمایا کہ دیکھ سکتی ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ کی وہ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حبشیوں کا کھیل دکھایا، اس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود پردہ ہو کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے کہ کوئی مرد تو آپ کو نہ دیکھ سکا، مگر آپ حبشیوں اور ان کے کھیل کو دیکھتی رہیں، یہ کھیل دکھانے کا واقعہ ۷ھ میں ہوا جب کہ جناب عائشہ کی عمر شریف سولہ سال تھی اور پردہ کا حکم آچکا تھا، نیز نماز جماعت میں عورتوں کو حاضری کا حکم تھا مردوں سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھتی تھیں مردوں سے پیچھے رہتی تھیں کہ مرد تو ان کو نہ دیکھ سکتے تھے مگر بیویاں یقیناً اپنے سے آگے کے مردوں کو دیکھ سکتی تھیں لہذا حق یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان احتیاط کے لیے یہ تمام تحقیق ان پاک باز کے متعلق ہے جہاں بے حیائی کا خیال بھی نہ پیدا ہو، لیکن اگر اس کا خدشہ ہو تو عورت کا مردوں کو دیکھنا بھی سخت حرام ہے۔ (از لمعات، و مرقات، و اشعہ مع زیادۃ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۷)

(18) صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب لا تباشر المراۃ... إلخ، الحدیث: ۵۲۴۰، ج۳، ص۴۷۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی یہ ممنوع ہے کہ عورت اپنے خاوند سے دوسری عورت کے حسن کا تذکرہ کرے یہ بھی فتنہ کا باعث ہے کیونکہ۔ شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا ایں دولت از گفتار خیزد

بعض اوقات سن کر عشق پیدا ہو جاتا ہے اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ عشقیہ فحش گانے اور عورتوں کے حسن کے اشعار سننا حرام ہے کہ باعث فتنہ ہے یہ بیماری عموماً عورتوں میں پائی جاتی ہے کہ دوسری عورتوں کے حسن کا تذکرہ اپنے خاوندوں سے کرتی ہیں سخت جرم ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ حیوان کی بیع سلم جائز ہے کہ بعض بیان مثل عیان کے ہوتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ حیوان کے پورے اوصاف بیان کر دیئے جائیں جس سے وہ متعین ہو جائے دیکھو سرکار فرماتے ہیں گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے مگر ہمارے امام صاحب کے ہاں ممنوع ہے کیونکہ جانوروں کے باطنی اوصاف بیان میں نہیں آسکتے، اور بیع سلم میں پورا علم چاہیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۰)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: خبردار کوئی مرد ثیب عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا اس کا ذی محرم ہو۔(19)

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ انصار یہ عورت سے نکاح کا میرا ارادہ ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ اسے دیکھ لو! کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔(20) یعنی ان کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

---

(19) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ... إلخ، الحدیث:۱۹۔(۲۱۷۲)، ص۱۱۹۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جس عورت سے نکاح درست ہے اس کے ساتھ رات میں اکیلے رہنا حرام ہے، شادی شدہ کی قید اس لیے ہے کہ کنواری لڑکی عموماً شرمیلی ہوتی ہے وہ خود ہی کسی کے ساتھ نہیں اٹھتی بیٹھتی، شادی شدہ بے باک بھی ہوتی ہے، بے خوف بھی کہ اس کا زنا چھپ سکتا ہے کہ اگر اولاد ہو جائے تو لوگ سمجھیں گے اس کے خاوند کی ہے رات گزارنے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ رات کی تنہائی بمقابلہ دن کی خلوت کے زیادہ خطرناک ہے ورنہ مطلقاً خلوت اجنبیہ سے حرام ہے۔

۲؎ محرم وہ مرد ہے جس کا نکاح اس عورت سے ہمیشہ کے لیے حرام ہے، محرم دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو ذی رحم بھی ہو، جیسے باپ بیٹا بھائی وغیرہ دوسرے وہ جو ذی رحم نہ ہو، جیسے رضاعی بھائی اور داماد۔ خیال رہے کہ بہنوئی اس حکم سے خارج ہے کہ اس سے نکاح اگرچہ حرام ہے مگر دائمی حرام نہیں بہن کی طلاق یا وفات کے بعد حلال ہے لہذا سالی بہنوئی سے پردہ کرے، بلکہ جوان ساس بھی جوان داماد سے خلوت کرنے میں احتیاط رکھے یوں ہی جوان سسر اپنی جوان بہو کے ساتھ خلوت کرنے میں احتیاط رکھے۔ اگرچہ ان کے لیے خلوت درست ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۲)

(20) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من اراد نکاح إمرأۃ... إلخ، الحدیث: ۷۴۔(۱۴۲۴)، ص۷۳۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ شخص غیر انصاری تھا جسے انصار کی عورتوں کے متعلق کچھ خبر نہ تھی اگر انصاری ہوتا تو خود ہی تمام چیزوں سے خبردار ہوتا، اسے یہ بتانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

۲؎ یہ ترجمہ ہی مناسب ہے کیونکہ بعد نکاح عورت دیکھ لی ہی جاتی ہے، نیز پھر دیکھنا بے کار ہے کہ نکاح تو ہو ہی چکا، تزوج سے مراد ہے ارادۂ نکاح۔

۳؎ دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کہ حسن و قبح چہرے ہی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ ہی صورت ہے جو ابھی عرض کی گئی یعنی کسی بہانہ سے دیکھ لینا یا کسی معتبر عورت سے دکھوالینا، نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو (Interveiw) کرنا جیسا کہ آجکل کے بے دینوں نے سمجھا۔ ←

حدیث ۲۱: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ فرمایا: اسے دیکھ لو! کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔(21)

❁❁❁❁❁

۴؎ یا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں کو ان کے مردوں پر قیاس کیا کہ مردوں کی آنکھیں نیلگوں تھیں تو عورتوں کی بھی ایسی ہی ہوں گی، یا کسی نے حضور سے یہ عرض کیا ہوگا یا اس لیے کہ حضور ہر کھلے چھپے سے خبردار ہیں یا حضور انور سے مسلمان عورتوں کا پردہ نہیں کہ حضور والد ہیں مگر یہ توجیہ کچھ کمزوری ہے کیونکہ احترام و ادب میں والد ہیں نہ کہ شرعی احکام میں لہذا حضور سے پردہ فرض ہے جو بیبیاں حضور کے سامنے آئی ہیں وہ رضاعی ہمشیرہ وغیرہ تھیں یا کوئی اور طرح محرم۔(اشعہ و مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں غیبت یعنی کسی کی برائی پس پشت بیان کرنا جائز ہے جب کہ کسی فساد کا روکنا منظور ہو، آج محدثین راویان حدیث کے عیوب بیان کرتے ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۹)

(21) سنن النسائی، کتاب النکاح، باب إباحۃ النظر قبل التزویج، الحدیث: ۳۲۳۲، ص ۵۲۷۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ، الحدیث: ۳۱۰۷، ج ۲، ص ۲۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یا تو پیغام دینا چاہا یا ابھی معمولی بات چیت ہوئی پختہ بات ہوجانے اور ارادہ نکاح کرچکنے کے بعد یہ حکم نہ دیا۔

۲؎ کیونکہ اگر بغیر دیکھے تم نے عورت سے نکاح کرلیا بعد نکاح دیکھنے پر تم کو پسند نہ آئی تو یا اسے طلاق دو گے یا اسے بغیر محبت کے بھگتو گے، جس سے تمہاری زندگی بھی تلخ ہوئی اور اس عورت کی بھی، دیکھ کر نکاح کرنے میں یہ اندیشہ نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۸)

مسائل فقہیہ

اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں۔ مرد کا مرد کو دیکھنا، عورت کا عورت کو دیکھنا، عورت کا مرد کو دیکھنا، مرد کا عورت کو دیکھنا۔

مرد مرد کے ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے سوا ان اعضا کے جن کا ستر ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے، جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی۔ (1)

مسئلہ ۱: بہت چھوٹے بچے کے لیے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں، پھر جب کچھ بڑا ہوگیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے۔ پھر جب اور بڑا ہوجائے دس برس سے بڑا ہوجائے تو اس کے لیے بالغ کا سا حکم ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: جس حصہ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے اس کو چھو بھی سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: لڑکا جب مراہق (یعنی بالغ ہونے کے قریب) ہوجائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اس کے لیے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔ شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے، بوسہ کی خواہش پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے۔ (4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۷.

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص۶۰۲.

(3) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۷۱.

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص۶۰۲.

اَمرَد کو دیکھنا

میں نے بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے میرے ذکر کردہ مؤقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

مسئلہ ۴: عورت کا عورت کو دیکھنا، اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کی طرف نظر کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔(5)

''عورت اور امرد کی طرف شہوت سے دیکھنا زنا ہے کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ،
''آنکھوں کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور نفس (زنا کی) تمنا اور خواہش کرتا ہے۔''
(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن ادم......الخ، الحدیث: ۶۷۵۳، ۶۷۵۴، ص ۱۱۴۰، ۱۱۴۱)

اسی لئے صالحین نے امردوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کو دیکھنے، ان سے خلط ملط ہونے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچنے کے متعلق مبالغہ فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا حسن بن ذکوان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ''امیروں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری عورتوں کی صورتوں جیسی ہوتی ہیں اور وہ عورتوں سے بڑھ کر فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔''

ایک تابعی فرماتے ہیں: ''میں نوجوان سالک (یعنی عابد و زاہد نوجوان) کے ساتھ بے ریش لڑکے کے بیٹھنے کو سات درندوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔'' مزید فرماتے: ''کوئی شخص ایک مکان میں کسی امرد کے ساتھ تنہا رات نہ گزارے۔''

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے گھر، دُکان یا حمام میں امرد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا کیونکہ شفیع المذنبین، انیس الغریبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۳۰، ج ۸، ص ۲۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، الحدیث: ۲۱۶۵، ص ۱۸۶۹۔)

جو امرد عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے اس میں فتنہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے عورتوں کی نسبت زیادہ برائی کا امکان ہوتا ہے اور اس کے حق میں عورتوں کی نسبت شک اور شر کے ایسے طریقے آسان ہیں جو عورت کے حق میں آسان نہیں لہٰذا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہونا چاہے۔ ان سے بچنے اور نفرت کرنے کے بارے میں اسلاف کے بے شمار اقوال ہیں اور وہ انہیں اَنتان (یعنی بدبودار) کہتے تھے کیونکہ ان سے شرعی طور پر نفرت کی گئی ہے۔ جو ہم نے ذکر کیا ہے ان سب میں یہی حکم ہے خواہ اچھی نیت سے ہی دیکھا جائے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) ایک حمام میں داخل ہوئے۔ آپ کے پاس ایک خوبصورت لڑکا آیا تو ارشاد فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کردو کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان جبکہ ہر امرد کے ساتھ 17 شیاطین دیکھتا ہوں۔''

ایک شخص حضرت سیِّدُنا امام احمد حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس سے دریافت فرمایا: ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یہ میرا بھانجا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''آئندہ اسے لے کر میرے پاس نہ آنا اور اسے ساتھ لے کر راستے میں نہ چلا کرنا کہ اسے اور تمہیں نہ جاننے والے بدگمانی نہ کریں۔''

←

مسئلہ ۵: عورت صالحہ کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹا وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی، مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔(6)

گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اجتناب (بچنا) لازم ہے۔ اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں، اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضا کے کھولنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۶: عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو، کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔(7)

مسئلہ ۷: عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہوسکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی۔(8) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں

جب قبیلہ عبدُ القیس کا وفد اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزہ عن العُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنی پشت مبارک کے پیچھے بٹھا دیا اور ارشاد فرمایا: ''حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی آزمائش بھی نظر سے ہوئی۔'' (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ، ص ۶۴)

(اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)

(5) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۷۰.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۷.

فاسقہ سے پردے کا حکم

مُرَاہِق (یعنی قَرِیْبُ الْبُلُوْغ) لڑکے یا لڑکی کا ولی انہیں ہر اس کام سے روکے جس سے بالغ یا بالغہ کو روکا جاتا ہے اور عورتوں پر قَرِیْبُ الْبُلُوْغ لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ مسلمان عورت پر واجب ہے کہ ذمی عورت سے پردہ کرے تاکہ وہ کسی فاسق یا کافر کو اس کے اوصاف بیان نہ کرے جس کی وجہ سے وہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائے۔ اور زانیہ فاسقہ بھی ذمی عورت کے حکم میں ہے، لہٰذا پاک دامن عورت کا اس سے بچنا ضروری ہے تاکہ وہ اسے اپنی بری عادات کی طرف نہ لے جائے۔ (اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۷.

(8) المرجع السابق

دباتی ہیں اور بعض پیراپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔

مسئلہ ۸: مرد کا عورت کو دیکھنا، اس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا۔ (۲) مرد کا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا۔ (۳) مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا۔

(۴) مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے، کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے۔اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔(9)

مسئلہ ۹: جس باندی سے وطی نہ کرسکتا ہو مثلاً وہ مشرکہ ہے یا مکاتبہ یا مشترکہ یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے اس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: زوجہ اور اس باندی کے ہر عضو کو چھو بھی سکتا ہے اور یہ بھی اس کے ہر عضو کو چھو سکتی ہے، یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۱: جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہوسکتے ہیں جبکہ وہ مکان بہت چھوٹا دس پانچ ہاتھ کا ہو۔(12)

مسئلہ ۱۲: میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ ہوں، اس حالت میں ان کے محارم وہاں اجازت لے کر آسکتے ہیں، بغیر اجازت نہیں آسکتے۔اسی طرح خادم یعنی غلام اور باندی بھی آسکتی ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کرلیا اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ وطی کرنے کے

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۷.
والدرالمختاروردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹،ص۶۰۵.

(10) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹،ص۶۰۴.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۸.

(12) المرجع السابق

(13) المرجع السابق

لیے ایسا کیا ہے یہ مکروہ ہے۔ یوہیں سوت کے سامنے بی بی سے وطی کرنا مکروہ ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کرسکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔(15) اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔(16) کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔(17)

مسئلہ ۱۵: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت (18) اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اصول وفروع (یعنی جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں زانی کے لیے) ان کی طرف نظر کا بھی وہی حکم ہے۔(19)

مسئلہ ۱۶: محارم کے جن اعضا کی طرف نظر کرسکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو، یعنی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں۔(20)

مسئلہ ۱۷: والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما، تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔(21)

مسئلہ ۱۸: محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اس کے ساتھ ہونا، یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔(22)

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۸.

(15) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲،ص۳۷۰.

(16) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في النظر والمس، ج۹،ص۶۰۶.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۸.

(18) رضاعت (یعنی دودھ کے رشتے) اور مصاہرت (یعنی سسرالی رشتے) کی معلومات کے لیے بہارِ شریعت، حصہ ۷، ملاحظہ فرمائیں۔

(19) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲،ص۳۷۰.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۸.

(21) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في النظر والمس، ج۹،ص۶۰۶.

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵،ص۳۲۸.

مسئلہ ۱۹: دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے۔ مدبرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے۔(23)

مسئلہ ۲۰: کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے، کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضا کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔(24)

مسئلہ ۲۱: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے۔ بعض علما نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۲: اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، الہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔(26)

---

(23) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۷۱.

(24) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۷۱.

(25) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۶۱۰.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۹.

(26) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۶۸، وغیرھا.

عورتوں سے مصافحہ

مسئلہ:۔ عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ اور پیر کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے۔ بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت کا اقرار کر لیتی تھی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا ہاتھ کسی عورت کے ←

مسئلہ ۲۳: بہت چھوٹی لڑکی جو مشتہاۃ (یعنی قابلِ شہوت) نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے۔(27)

مسئلہ ۲۴: اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے۔ کہ وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا، اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔(28)

مسئلہ ۲۵: اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانہ میں تھے، لہٰذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہ ضرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے۔ کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔(29) اسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔(30)

مسئلہ ۲۶: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اس کو دیکھنا ناممکن ہو جیسا کہ اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اس صورت میں اس شخص کو یہ چاہیے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ آکر اس

ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، رقم ۴۱۸۲، ج۳، ص۷۵)

(27) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۶۸.

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۹.

(29) سنن الترمذي، کتاب النکاح، باب ماجاء في النظر إلی المخطوبۃ، الحدیث:۱۰۸۹، ج۲، ص۳۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یا تو پیغام دینا چاہا یا ابھی معمولی بات چیت ہوئی پختہ بات ہوجانے اور ارادہ نکاح کرچکنے کے بعد یہ حکم نہ دیا۔

۲۔ کیونکہ اگر بغیر دیکھے تم نے عورت سے نکاح کرلیا بعد نکاح دیکھنے پر تم کو پسند نہ آئی تو یا اسے طلاق دو گے یا اسے بغیر محبت کے بھگتو گے، جس سے تمہاری زندگی بھی تلخ ہوئی اور اس عورت کی بھی، دیکھ کر نکاح کرنے میں یہ اندیشے نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۸)

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في النظر واللمس، ج۹، ص۶۱۰.

کے سامنے سارا حلیہ ونقشہ وغیرہ بیان کردے تاکہ اسے اس کی شکل وصورت کے متعلق اطمینان ہوجائے۔ (31)

مسئلہ ۲۷: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی شکل وصورت کی ہے اس مقصد سے کہ اس کی ماں سے نکاح کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جبکہ یہ مشتہاۃ ہو۔ (32)

مسئلہ ۲۸: اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدر ضرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو، ورنہ چاہیے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصہ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصہ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ (33)

مسئلہ ۲۹: عمل دینے (یعنی دوا دینے) کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے موضع حقنہ (یعنی پیچھے کا مقام) کی طرف نظر کرسکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اور ختنہ کرنے میں موضع ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے۔ (34)

---

(31) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في النظر والمس، ج۹، ص۶۱۱۔

(32) المرجع السابق۔

(33) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۶۹، وغیرھا۔

(34) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۶۹۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۳۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درمختار میں ہے:

ینظر الطبیب الی موضع مرضھا بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدرھا وکذا نظر قابلۃ وختان اھ

بوقت ضرورت بقدر ضرورت طبیب جائے مرض (خواہ وہ جائے پردہ ہو) کو دیکھ سکتا ہے۔ اور قدر ضرورت محض اندازے سے ہوگی۔ ←

مسئلہ ۴۰: عورت کو فصد کرانے (یعنی رگ سے خون نکلوانے) کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو

اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔(ت) (۱؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۲)

ردالمحتار میں ہے:

قوله و ختان كذا جزم به في الهداية والخانية وغيرهما لان الختان سنة للرجال من جملة الفطرة لايمكن تركها ۲؎ اھ ملخصا

مصنف کا ارشاد ہے وختان اسی طرح ہدایہ اور خانیہ اور دیگر کتب میں اس پر یقین ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ مردوں کے لئے ختنہ سنت ہے اور ان فطری کاموں میں سے ہے کہ جس کا چھوڑنا مناسب نہیں اھ ملخصا (ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۳۷)

درمختار میں ہے:

وقيل في ختان الكبير اذا امكنه ان يختن نفسه فعل والا لم يفعل الا ان يمكنه النكاح او شراء الجارية و الظاهر في الكبير انه يختن ۳؎

بڑی عمر کے آدمی کے ختنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ خود اپنا ختنہ کر سکے تو خود کرے ورنہ کیا ہی نہ جائے، ہاں اگر اس کے لئے نکاح کرنا یا لونڈی خریدنا ممکن ہو تو ان سے ختنہ کرائے اور ظاہر یہ ہے کہ بالغ آدمی کا بھی ختنہ کیا جائے۔(ت)

(۳؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۴)

ردالمحتار میں ہے:

الختان مطلق يشمل ختان الكبير و الصغير هكذا اطلقه في النهاية كما قدمناه واقره الشراح والظاهر ترجيحه ولذا عبر هنا عن التفصيل بقيل ۴؎

ختنہ کرنا مطلق بلا قید ذکر کیا ہے لہذا یہ بڑے اور چھوٹے دونوں کو شامل جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور شارحین نے اس کو برقرار رکھا ہے لہذا بظاہر یہی راجح ہے اس لئے یہاں لفظ قیل سے تفصیل کی تعبیر فرمائی گئی۔(ت)

(۴؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۴۵)

ہندیہ میں ہے:

ذكر الكرخي في الجامع الصغير ويختنه الحمامي كذا في الفتاوى العتابية ۱؎

امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔ یونہی فتاوی عتابیہ میں مذکور ہے۔(ت)

(۱؎ فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۳۵۷)

خلاصہ میں ہے:

←

اچھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرانا جائز ہے۔ (35)

مسئلہ ۳۱: اجنبیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ ان کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اس وقت ہے کہ اس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چست کپڑے پہنے ہو کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چست پائجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہے تو اس صورت میں نظر کرنا ناجائز ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں (ایک قسم کا نہایت اچھا اور باریک کپڑا) یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا (دوپٹا) جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔ (36)

مسئلہ ۳۲: خصی یعنی جس کے انثیین نکال لیے گئے ہوں یا مجبوب جس کا عضو تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان کے لیے بھی اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم زنخوں (یعنی ہیجڑے) کا بھی ہے۔ (37)

مسئلہ ۳۳: جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا، مثلاً پیڑو کے بال (یعنی ناف کے نیچے کے بال) کہ ان کو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص اُن کو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے۔ (38) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیر ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی

الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختن ان قال اهل البصر لا یطیق یترك الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲۔ خلاصۃ الفتاوی الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۴۰)

بہت بوڑھا شخص اگر اسلام قبول کرے اور بوجہ ضعف وکمزوری ختنہ نہ کر سکے یا نہ کرا سکے تو چند اہل بصیرت حضرات سے رائے لی جائے اگر وہ کہیں کہ واقعی یہ شخص ختنہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے بلا ختنہ ہی رہنے دیا جائے اور اس کا ختنہ نہ کیا جائے الخ۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۵۹۴، ۵۹۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(35) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۳۰.

(36) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۹.

(37) الهدایة، کتاب الکراهیة، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۷۲.

(38) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحة، فصل في النظر والمس، ج۹، ص۶۱۲۔ ۶۱۴.

جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کردیں۔ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

مسئلہ ۳۴: عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔(39)

مسئلہ ۳۵: اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو خلوت ہوسکتی ہے۔ عورت کو طلاق بائن دے دی تو اس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے، تاکہ دونوں اپنے اپنے حصہ میں رہیں یہ اس وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو۔(40)

مسئلہ ۳۶: محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے، یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہوسکتے ہیں۔ مگر رضائی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جبکہ یہ جوان ہوں۔ یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔(41)

❁❁❁❁❁

---

(39) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص۶۱۵۔

(40) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص۶۰۷۔

(41) المرجع السابق، ص۶۰۸۔

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴿۲۸﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ﴿۲۹﴾﴾(1)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمھیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جو کچھ تم

---

(1) پ۱۸، النور: ۲۷۔۲۹۔

ان آیات کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اوّل سلام کرے پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے اس طرح کہ کہے السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قراءت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے ان کی قراءت یوں ہے حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا وَتَسْتَاْذِنُوْا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے پھر سلام کرے۔ (مدارک، کشاف، احمدی)

مسئلہ: اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔

مسئلہ: حدیث شریف میں ہے اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔ (مؤطا امام مالک)

مسئلہ: کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر علماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا، ان کو زور سے پکارنا مکروہ و خلافِ ادب ہے۔

کرتے ہو اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمھارا سامان ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو چھپاتے ہو۔ اور فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾﴾ (2)

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام) اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمھاری شرم کے ہیں، ان تین کے علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر، نہ ان پر، تمھارے پاس آمدورفت رکھتے ہیں بعض بعض کے پاس۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم وحکمت والا ہے اور جب تم میں کے لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم وحکمت والا ہے۔

❁❁❁❁❁

(2) پ۱۸، النور: ۵۸۔۵۹۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے کے لئے بھیجا وہ غلام ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں چلا گیا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے تکلف اپنے دولت سرائے میں تشریف رکھتے تھے غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ کے دل میں خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے ان کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کیا، جب جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا آیا۔ اب حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس گیا اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس جائے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) یہ فرماتے ہیں کہ گواہ لاؤ کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم) نے ایسا فرمایا ہے۔ ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہتے ہیں میں نے جا کر گواہی دی۔ (1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الادب، باب الاستئذان، الحدیث: ۳۳۔(۲۱۵۳)، ص۱۱۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب میں حضرت عمر کے دروازے پر آیا تو میں نے تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر تین بار کہا السلام علیکم یہ سلام استیذان ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ داخلہ کی اجازت مانگنے کے لیے صرف سلام کرنا بھی کافی ہے اور یہ بھی کہ السلام علیکم کیا آجاؤں، چونکہ حضرت عمر مکان میں تھے جو زنانہ تھا اس لیے اجازت مانگنے کی ضرورت ہوئی اگر مردانہ میں ہوتے تو بلانا ہی کافی تھا جسے بلایا جاوے اس کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ آگے آوے گا۔

۲۔ دروازہ پیٹنا نہیں آج آنے والے اگر اجازت نہ پائیں تو دروازہ توڑ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اسلامی احکام سے خبردار نہیں۔

۳۔ یا تو میرے لوٹتے ہی مجھے خادم کے ذریعہ بلوا کر یہ کہا یا جب میں کسی اور موقعہ پر حاضر ہوا تب یہ فرمایا پہلے معنی زیادہ موزوں ہے۔

۴۔ یعنی گھر سے جواب سلام نہ ملا نہ آپ نے جواب دیا نہ آپ کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے اس لیے میں واپس گیا۔

۵۔ گھر والا پہلے سلام پر تو پہچانے کون ہے، دوسرے سلام پر غور کرے کہ اسے اجازت دوں یا نہ دوں، تیسرے سلام پر اجازت دے یا نہ دے ان تین سلاموں میں یہ حکمت ہے۔

۶۔ اس گواہی مانگنے میں حکمت یہ تھی کہ لوگ حدیث بیان کرنے پر دلیر نہ ہوجاویں یا حدیثیں گھڑنے نہ لگیں، نہ تو یہ وجہ تھی کہ ان صحابی پر آپ کو اعتماد نہ تھا، نہ یہ کہ خبر واحد قبول نہیں کیونکہ دو شخصوں کی خبر بھی واحد ہی ہوتی ہے، حد تواتر سے کم کی خبر خبر واحد ہے۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ کوئی اور صحابی ایسا پیش کرو جس نے حضور انور سے یہ فرمان سنا ہو۔

←

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے ساتھ میں مکان میں گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا: ابو ہریرہ! اصحاب صفہ کے پاس جاؤ انھیں بلا لاؤ۔ (تاکہ ان کو دودھ دیا جائے) میں انھیں بلا لایا، وہ آئے اور اجازت طلب کی، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔ (2)

حدیث ۳: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص بلایا جائے اور اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے۔ (3) یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔ (4)

ے۔ یعنی میں نے حضرت عمر کے پاس جا کر عرض کیا کہ میں نے بھی یہ فرمان عالی حضور انور سے سنا ہے تب آپ خاموش ہو گئے، اسی وجہ سے حضرت امیر معاویہ نے فرمایا تھا کہ جو احادیث عہد فاروقی کے بعد شائع ہوئیں ہم انہیں قبول نہ کریں گے کیونکہ حضرت عمر کی سی احتیاط بعد میں نہ رہی، خلافت حیدری میں روافض و خوارج کا ظہور ہوا، روافض نے حضرت علی کے فضائل میں، خوارج نے آپ کے خلاف حدیثیں گھڑنا شروع کر دی تھیں، پھر محدثین نے جرح و تعدیل کر کے احادیث کو چھانٹا اسنادیں قائم کیں، سندوں میں جرح و قدح کی، کھرے کھوٹے کو الگ کر کے دکھا دیا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۴)

(2) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب إذا دعي الرجل فجاء ھل یستأذن، الحدیث: ۶۲۴۶، ج۴، ص۱۷۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ غالبًا یہ واقعہ حضور کے اپنے گھر شریف کا ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت سعد ابن عبادہ کے گھر کا واقعہ ہے کہ حضور نے ان کے گھر یہ دودھ پایا تھا۔ (مرقات)

۲۔ ان بزرگوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بلایا تھا مگر چونکہ وہ حضرات دیر سے آئے تھے اس لیے داخلہ کی اجازت مانگی ورنہ اگر بلانے والے کے ساتھ فورًا آجاوے اور بلانے والا زنان خانہ میں نہ ہو تو داخلہ کی اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں یا یہ اجازت لینا استحبابًا تھا نہ کہ وجوبًا لہذا یہ حدیث آئندہ حدیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۷)

(3) سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب في الرجل یدعی أیکون ذلک إذنہ، الحدیث: ۵۱۹۰، ج۴، ص۴۴۷۔

(4) المرجع السابق، الحدیث: ۵۱۸۹، ج۴، ص۴۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ جب ہے جب کہ وہ شخص جلد آجاوے اور بلانے والا زناں خانہ میں نہ ہو لہذا یہ حدیث گزشتہ ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ایسے شخص کا اجازت لینا ثابت ہے۔

←

یہ حکم اس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرائن سے معلوم ہو کہ صاحب خانہ انتظار میں ہے، مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لی نے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے، جیسا کہ اصحاب صفہ نے کیا تھا۔

حدیث ۴: ترمذی و ابو داود نے کلدہ بن حنبل سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کیے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: باہر جاؤ اور یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ءَاَدْخُلُ کیا اندر آ جاؤں۔ (5)

حدیث ۵: امام مالک نے عطا بن یسار (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ہاں۔ انھوں نے کہا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہی ہوں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ، انھوں نے کہا، میں اس کی خدمت کرتا ہوں یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے۔ پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ، کیا

۲۔ اس میں وہ قیدیں ہیں جو ابھی ذکر کی گئیں یعنی جو بلانے والے قاصد کے ساتھ آئے اسے داخلہ کی اجازت لینا ضروری نہیں قصد ہی اس کی اجازت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۹)

(5) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسلیم قبل الاستئذان، الحدیث: ۲۷۱۹، ج۴، ص۳۲۵۔
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الاستئذان، الحدیث: ۴۶۷۱، ج۳، ص۱۲۔۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کلدہ ابن امیہ ماں شریکے بھائی ہیں صفوان ابن امیہ کے، صفوان ابن امیہ قرشی ہیں، فتح مکہ کے بعد اسلام لائے، مؤلفۃ القلوب سے ہیں، ان کا باپ امیہ ابن خلف بدر کے دن دوسرے مشرکین کے ساتھ مارا گیا، یہ مکہ معظمہ میں فوت ہوئے وہاں ہی دفن ہوئے، صفوان بڑے فصیح خطیب تھے۔ (مرقات)

۲۔ جدایہ ہرنی کے شش ماہیہ بچے کو کہتے ہیں اور جدی بکری کے شش ماہیہ بچے کو کہا جاتا ہے، ضغابیس جمع ہے ضغبوس کی بمعنی چھوٹی ککڑی جسے پنجابی میں گلہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گلے بہت پسند تھے۔

۳۔ مکہ معظمہ کے اونچے محلوں کو معلی کہا جاتا ہے اور مدینہ منورہ کے بیرونی بلند حصوں کو عوالی کہتے ہیں۔ اشعہ نے فرمایا کہ حضور انور مکہ معظمہ کے اعلیٰ حصہ میں تھے، مرقات نے کہا کہ مدینہ منورہ میں یہ واقعہ ہوا حضور وہاں تشریف فرما تھے۔

۴۔ یہ عمل اس لیے فرمایا تاکہ انہیں یاد رہے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جو شخص ہمارے گھر میں بغیر سلام آئے اسے پھر باہر بھیجو اور کہو کہ دوبارہ سلام کر کے آؤ ان شاء اللہ ایک دفعہ کے عمل سے اسے سلام کی عادت پڑ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۸)

تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟ عرض کی نہیں، فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔(6)

حدیث ٦: بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے، اسے اجازت نہ دو۔(7)

حدیث ٧: ابو داود نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں جب رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ. اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ. (8)اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

---

(6) الموطاللامام مالک، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، الحدیث:١٨٤٧، ج٢،ص٤٤٦.

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں۔(اشعہ)

٢۔ یعنی اگر اکیلے گھر میں صرف میری ماں حقیقی یا سوتیلی یا دودھ کی یا اور کوئی محرم ہو جس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے ماں سے مراد باقی تمام ذی رحم محرم نہیں (مرقات) تو میں بغیر اجازت گھر چلا جاؤں یا ان سے بھی داخلہ کی اجازت لوں۔

٣۔ یعنی اگر میں اپنی ماں سے علیحدہ نہ رہتا ہوں بلکہ ایک گھر میں ساتھ ہی رہتا ہوں کہیں باہر گیا پھر آیا تو کیا پھر اجازت لوں۔

٤۔ اس خدمت گزاری کی وجہ سے بار بار مجھے جانا آنا پڑتا ہے ہر بار اجازت لینے میں حرج ہوگا۔

٥۔ اس اجازت میں یہ آسانی ہے کہ صرف کھانس دینا، پاؤں کی آہٹ کر دینا، کنڈی بجادینا، متھار دینا کافی ہوگا باقاعدہ سلام کر کے اجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔(مرقات) کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کافی ہوگی۔

٦۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری وجہ بیان ہوئی کہ چونکہ ماں کا ستر دیکھنا حرام ہے اور بے اجازت داخل ہونے میں اس کا اندیشہ ہے لہذا اطلاع کر کے آنا چاہیے، ہاں اگر گھر میں صرف بیوی ہو تو اطلاع کی ضرورت نہیں کہ بیوی سے حجاب نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦،ص٥١١)

(7) شعب الایمان، باب في مقاربۃ وموادۃ أھل الدین، الحدیث:٨٨١٦، ج٦،ص٤٤١.

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ اس سلام سے مراد یا سلام اجازت ہے یا سلام ملاقات یعنی جو شخص بغیر سلام اجازت داخلہ مانگے یا جو شخص جب گھر میں آئے تو سلام نہ کرے بات شروع کردے تو اسے آنے یا بیٹھنے کی اجازت نہ دو واپس کردو پھر بلاؤ تاکہ وہ اب سلام کر کے آئے یا جو کوئی تمہاری دعوت میں بغیر سلام آجاوے تو اسے کھانا نہ دو لوٹا کر سلام کے ساتھ بلاؤ پھر کھلاؤ۔(مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦،ص٥١٣)

(8) سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب کم مرۃ یسلم الرجل في الاستئذان، الحدیث:٥١٨٦، ج٤،ص٤٤٦.

←

حدیث ۸: ترمذی نے ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کسی شخص کو یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کیے نظر کرے اور اگر نظر کرلی تو داخل ہی ہوگیا اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لیے دعا کرے، ان کے لیے نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔(9)

حدیث ۹: امام احمد ونسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جوکسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکے اور انھوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہ دیت ہے نہ قصاص(10)۔(11)

حدیث ۱۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی، اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازہ پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بلا قصد) تو اس کی خطا نہیں خطا گھر والوں کی ہے۔(12) (کہ انہوں نے دروازہ پر پردہ کیوں نہیں لٹکایا)۔

❁❁❁❁❁

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سامنے اس لیے نہ کھڑے ہوتے تاکہ پردہ کے سوراخوں کواڑ کے جھروں سے اندرونی حصہ نظر نہ آوے اور گھر والوں کی بے پردگی نہ ہو۔

۲۔ یعنی کواڑوں کے پردے نہ تھے صرف ٹاٹ پڑے رہتے تھے اب جب کہ دروازوں پر کواڑ وغیرہ ہیں تب بھی بالکل دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہونا کہ کواڑوں کی جھری سے یا پردہ ہٹ جانے سے گھر والوں کی بے پردگی نہ ہو۔

۳۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت کے باب میں نقل کردی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۱۰)

(9) سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يخص الامام نفسه بالدعاء، الحديث: ۳۵۷، ج۱، ص ۳۷۳.

(10) یعنی آنکھ پھوڑنے کے عوض نہ مال دیا جائے گا نہ بدلہ میں اس کی آنکھ پھوڑی جائے گی۔

(11) سنن النسائي، كتاب القسامة والقود، باب من اقتص وأخذ حقه دون السلطان، الحديث: ۴۸۷۰، ص۷۸۰.

(12) سنن الترمذي، كتاب الاستئذان... الخ، باب ماجاء في الاستئذان قبالة البيت، الحديث: ۲۷۱۶، ج۴، ص ۳۲۴.

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے، اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے۔(1)

مسئلہ ۲: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اس نے کہا کون؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ میں جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ناپسند فرمایا۔(2) بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ ۳: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحبِ خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں

---

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۳۷۷۔

جب گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیا کریں اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر خالی گھر میں داخل ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہیں یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہر مومن کے گھر میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔ (شرح شفاء، الباب الرابع، ج ۲، ص ۱۱۸)

سلام میں پہل کرنے والا اللہ عزوجل کا مقرب ہے۔ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو انہیں پہلے سلام کرے۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی فضل من بدء بالسلام، الحدیث ۵۱۹۷، ج ۴، ص ۴۴۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے؟ فرمایا: جو ان میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب فضل الذی یبدء بالسلام، الحدیث ۲۷۰۳، ج ۴، ص ۳۱۸)

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: پہلے سلام کہنے والا تکبر سے بری ہے۔ (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، الحدیث ۸۷۸۶، ج ۶، ص ۴۳۳)

(2) انظر: سنن أبي داود، کتاب الادب، باب الرجل یستأذن بالدق، الحدیث: ۵۱۸۷، ج ۴، ص ۴۴۶۔

کدورت (یعنی ناراضگی) نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ۔ ہوسکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

مسئلہ ۴: اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِيْن فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (3) یا اس طرح کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کردی تو اسے اختیار ہے، کہ اسکی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے سلام سے قبل کلام کیا، اس کی بات کا جواب نہ دو۔ (5)

مسئلہ ۶: آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہوجائے، جب بھی سلام کرے۔ (6)

❁❁❁❁❁

---

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البيع، ج۹،ص۶۸۲۔

(4) انظر: شرح الشفاء للقاري، الباب الرابع، فصل في المواطن التي تستحب فيها الصلاۃ والسلام، ج۲،ص۱۱۸۔

(5) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البيع، ج۹،ص۶۸۲۔

(6) المرجع السابق۔

سلام کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

(وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾)(1)

جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

(فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً)(2)

---

(1) پ۵، النسآء:۸۶.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مسائل: سلام، سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض اور جواب میں افضل ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام پر کچھ بڑھائے مثلاً پہلا شخص السلام علیکم کہے تو دوسرا شخص وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر پہلے نے ورحمۃ اللہ بھی کہا تھا تو یہ وبرکاتہ اور بڑھائے پس اس سے زیادہ سلام و جواب میں اور کوئی اضافہ نہیں ہے کافر، گمراہ، فاسق اور استنجا کرتے مسلمانوں کو سلام نہ کریں۔ جو شخص خطبہ یا تلاوت قرآن یا حدیث یا مذاکرہ علم یا اذان یا تکبیر میں مشغول ہو اس حال میں ان کو سلام نہ کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے تو اُن پر جواب دینا لازم نہیں اور جو شخص شطرنج، چوسر، تاش، گنجفہ وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیل رہا ہو یا گانے بجانے میں مشغول ہو یا پاخانہ یا غسل خانہ میں ہو یا بے عذر برہنہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے مسئلہ: آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو بی بی کو سلام کرے ہندوستان میں یہ بڑی غلط رسم ہے کہ زن و شو کے اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو سلام سے محروم کرتے ہیں باوجود یہ کہ سلام جس کو کیا جاتا ہے اس کے لئے سلامتی کی دعا ہے۔

مسئلہ: بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو اور کمتر سواری والا پیدل چلنے والے کو اور پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹے بڑے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔

(2) پ۱۸، النور:۶۱.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ

شانِ نزول: سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں نابینا اور بیماروں اور اپاہجوں کو دے جاتے جو ان اعذار کے باعث جہاد میں نہ جا سکتے اور انھیں اجازت دیتے کہ ←

✿✿✿✿✿

ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں مگر وہ لوگ اس کو گوارا نہ کرتے بایں خیال کہ شاید یہ ان کو دل سے پسند نہ ہو اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور انہیں اس کی اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ اندھے اپاہج اور بیمار لوگ تندرستوں کے ساتھ کھانے سے بچتے کہ کہیں کسی کو نفرت نہ ہو اس آیت میں انہیں اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ جب جب اندھے، نابینا، اپاہج کسی مسلمان کے پاس جاتے اور اس کے پاس ان کے کھلانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو وہ انہیں کسی رشتہ دار کے یہاں کھلانے کے لئے لے جاتا یہ بات ان لوگوں کو گوارا نہ ہوتی۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(مزید یہ کہ)

کہ اولاد کا گھر اپنا ہی گھر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، اسی طرح شوہر کے لئے بیوی کا اور بیوی کے لئے شوہر کا گھر بھی اپنا ہی گھر ہے۔

(مزید یہ کہ)

معنٰی یہ ہیں کہ ان سب لوگوں کے گھر کھانا جائز ہے خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں جب کہ معلوم ہو کہ وہ اس سے راضی ہیں، سلف کا تو یہ حال تھا کہ آدمی اپنے دوست کے گھر اس کی غیبت میں پہنچتا تو اس کی باندی سے اس کا کیسہ طلب کرتا اور جو چاہتا اس میں سے لے لیتا جب وہ دوست گھر آتا اور باندی اس کو خبر دیتی تو اس خوشی میں وہ باندی کو آزاد کر دیتا مگر اس زمانہ میں یہ فیاضی کہاں لہٰذا بے اجازت کھانا نہ چاہیے۔ (مدارک وجلالین)

(مزید یہ کہ)

شانِ نُزول: قبیلۂ بنی لیث بن عمرو کے لوگ تنہا بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لئے بیٹھے رہتے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

(مزید یہ کہ)

مسئلہ: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل کو سلام کرے اور ان لوگوں کو جو مکان میں ہوں بشرطیکہ ان کے دین میں خلل نہ ہو۔ (خازن)

مسئلہ: اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبَرَکَاتُہٗ، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (شفا شریف) ملا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ خالی مکان میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔

احادیث

جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، اللہ (عزوجل) کی طرف سے تحیت ہے مبارک پاکیزہ۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، جب پیدا کیا یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمھیں کیا جواب دیتے ہیں جو کچھ وہ تحیت کریں وہی تمھاری اور تمھاری ذریت کی تحیت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے پاس جا کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا، انھوں نے جواب میں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے فرمایا کہ جواب میں ملائکہ نے وَرَحْمَةُ اللهِ زیادہ کیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب۔ (1) (بہت چھوٹے قد کا

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الجنۃ... الخ، باب یدخل الجنۃ اقوام... الخ، الحدیث: ۲۸۔(۲۸۴۱)، ص ۱۵۲۲۔
وصحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، الحدیث: ۶۲۲۷، ج ۴، ص ۱۶۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس جملہ کی چار شرحیں ہیں۔ صورت بمعنی ہیئت و شکل ہے یا بمعنی صفت اور ضمیر کا مرجع یا آدم علیہ السلام ہیں یا اللہ تعالٰی لہذا اس جملہ کے چار معنی ہیں۔ اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو انکی شکل و ہیئت پر پیدا فرمایا کہ جس شکل میں انہیں رہنا تھا انہیں اول ہی سے وہ شکل دی دوسروں کی طرح نہ کیا کہ پہلے بچہ پھر جوان پھر بڑھا وغیرہ یا اللہ نے حضرت آدم کو ان کی صفت پر پیدا کیا کہ وہ اول ہی سے عالم عارف، سمیع و بصیر وغیرہ تھے دوسروں کی طرح نہیں کہ وہ جاہل پیدا ہوتے ہیں پھر بعد میں ہوش عقل وغیرہ حاصل کرتے ہیں یا اللہ نے حضرت آدم کو اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا، خود فرماتا ہے: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" اس لیے کوئی شخص دوزخ میں شکل انسانی سے نہ جاوے گا کہ یہ شکل خدا کو پیاری ہے یا اللہ نے حضرت آدم کو اپنی صفات پر پیدا فرمایا کہ انہیں اپنا علم، اپنا تصرف، اپنی سمع، اپنی قدرت وغیرہ بخشی۔ (از اشعہ، مرقات)

۲۔ گز سے مراد شرعی گز ہے یعنی ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) یعنی آپ ساٹھ ہاتھ کے ہی پیدا ہوئے دوسرے انسانوں کی طرح نہیں کہ پہلے بہت چھوٹے پیدا ہوتے ہیں پھر بڑھتے رہتے ہیں کیونکہ آپ کی پیدائش ماں باپ سے نہیں تھی لہذا چھوٹا پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۳۔ جلوس یا تو مصدر ہے تو اس سے پہلے ذو پوشیدہ ہے یا جمع ہے جالس کی جیسے قاعدہ کی جمع ہے قعود اور راکع و ساجد کی جمع ہے ←

انسان ہوتا ہے)۔

رکوع وسجود یعنی وہ جماعت ملائکہ جو بیٹھی ہوئی ہے انہیں سلام کرو، اعلیٰ سے ادنیٰ کو سلام کرایا، مسجود سے ساجدین کو تحیۃ کرائی غالبًا یہ واقعہ سجدہ آدم کے بعد کا ہے۔

۴۔ اس ارشاد فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام جواب کا علم نہ تھا بلکہ اسے سنت ملائکہ قرار دینے کے لیے کہا تا کہ اولاد آدم کو یہ معلوم ہو جائے کہ سلام کرنا سنت آدم علیہ السلام ہے اور اعلیٰ جواب دینا سنت ملائکہ، رب تعالیٰ انہیں تمام چیزوں کا علم پہلے ہی دے چکا تھا۔

۵۔ معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کے الفاظ سے سلام کرنے کا طریقہ پہلے ہی سے معلوم تھا اس لیے رب تعالیٰ نے آپ کو سلام کے الفاظ نہ بتائے سب کچھ پہلے ہی بتادیا سمجھادیا گیا ہے۔

۶۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جواب سلام میں السلام علیکم کہنا بھی جائز اگر چہ وعلیکم السلام کہنا افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ جواب میں کچھ زیادہ الفاظ کہنا بہتر ہے جیسا کہ آئندہ آوے گا۔

۷۔ یعنی جنت میں صرف انسان ہی جائیں گے جانور یا جنات نہ جائیں گے اور تمام جنتی انسان آدم علیہ السلام کی طرح حسین وجمیل تندرست ہوں گے کوئی بدشکل یا بیمار نہ ہوگا اور سب کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا کوئی اس سے کم یا زیادہ نہ ہوگا، دنیا میں خواہ پست قد تھا یا دراز قد، بچہ تھا یا بوڑھا، دوزخی کفار بہت موٹے ہوں گے ان کی ایک ڈاڑھ پہاڑ کی برابر ہوں گی۔ (اشعہ)

۸۔ یعنی ان کی اولاد برابر قد وقامت میں گھٹتی رہی حتی کہ اب ساڑھے تین فٹ کے لگ بھگ رہ گئی مگر یہ کمی صرف دنیا میں ہے آخرت میں جنت میں پوری کردی جاوے گی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۶۴)

سلام کے بارے میں احادیثِ مبارکہ:

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم نے فرمایا کہ تم جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ پھر ارشاد فرمایا، آپس میں سلام کو عام کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان افشاء السلام سبب لحصولھا، رقم ۵۴، ص ۴۷)

حضرتِ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم نے فرمایا کہ تم میں پچھلی امتوں کی بیماریاں بغض اور حسد پھیل جائیں گی، بغض تو کاٹنے والا اُسترہ ہے جو بالوں کو نہیں بلکہ دین کو کاٹ دیتا ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب تک تم ایمان نہ لے آؤ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتے کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو محبت پیدا کرے؟ (پھر فرمایا) آپس میں سلام کو عام کرو۔ (مسند احمد، مسند الزبیر بن العوام، رقم ۱۴۳۰، ج ۱، ص ۳۵۲)

←

حضرتِ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و برصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ سلام کو عام کرو سلامتی پالو گے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام۔۔۔الخ، رقم ۴۹۱، ج ۱، ص ۳۵۷)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ رحمن عزوجل کی عبادت کرو اور سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام، رقم ۴۸۹، ج ۱، ص ۳۵۶)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی افشاء السلام، رقم ۶، ج ۳، ص ۲۸۵)

حضرتِ سیدنا ابوشُرَیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم! مجھے ایسی چیز کے بارے میں خبر دیجئے جو میرے لئے جنت واجب کردے۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اچھی گفتگو کرنا، سلام کو عام کرنا اور کھانا کھلانا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی افشاء السلام، رقم ۸، ج ۳، ص ۲۸۵)

حضرتِ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک دوسرا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے اسے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا، بیس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ۔ پھر وہ بیٹھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا، تیس نیکیاں ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب کیف السلام، رقم ۵۱۹۵، ج ۴، ص ۴۴۹)

حضرتِ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ کہتا ہے اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ کہتا ہے اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (المعجم الکبیر، مسند سہل بن حنیف، رقم ۵۵۶۳، ج ۶، ص ۷۶)

←

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص وہاں سے گزرا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، دس نیکیاں۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا تو اس نے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ۔ فرمایا، بیس نیکیاں۔ پھر ایک اور شخص گزرا تو اس نے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ فرمایا، تیس نیکیاں۔ پھر ایک شخص مجلس سے اٹھا اور سلام کیے بغیر چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تمہارا یہ رفیق کتنی جلدی بھول گیا، جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں آئے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے اور اگر مجلس سے اٹھے تو سلام کرے کیونکہ پہلے سلام کرنا آخر میں سلام کرنے سے زیادہ افضل نہیں۔ (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام، رقم ۴۹۳، ج۱، ص ۳۵۷)

سلام میں پہل کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، بے شک لوگوں میں سے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من بداء بالسلام، رقم ۵۱۹۷، ج ۴، ص ۴۴۹)

ایک روایت میں ہے کہ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! جب دو شخص ملاقات کریں تو پہلے کون سلام کرے؟ فرمایا، جو ان میں سے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہو۔ (جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الذی یبداء بالسلام، رقم ۲۷۰۳، ج ۴، ص ۳۱۹)

حضرتِ سیدنا معاویہ بن قُرَّہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب تم کسی ایسی مجلس میں ہو جسے تم اچھا سمجھتے ہو پھر کسی حاجت کی بناء پر جلدی اٹھو تو السلام علیکم کہا کرو، اس طرح تم بھی اس بھلائی میں شریک ہو جاؤ گے جو اہلِ مجلس کو نصیب ہوگی۔

پچھلے صفحات میں یہ روایت گزر چکی ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں حاضر ہو تو اسے چاہیئے کہ سلام کرے پھر اگر وہ اس مجلس میں بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے اور اگر جانا چاہے تو سلام کر کے جائے کیونکہ پہلے 563 سلام کرنا آخر میں سلام کرنے سے زیادہ افضل نہیں۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام، رقم ۴۹۳، ج ۱، ص ۳۵۷)

گھر میں داخل ہو کر سلام کرنے کا ثواب

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ:

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو تاکہ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت نازل ہو۔

(ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ، رقم ۲۷۰۷، ج ۴، ص ۳۲۰) ←

وسلَّم) نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔(2)

حدیث ۳۴: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ ۶ حق ہیں۔ (۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور (۲) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور (۳) جب وہ بلائے تو اجابت کرے، یعنی حاضر ہو اور (۴) جب اس سے ملے تو سلام کرے اور (۵) جب چھینکے تو جواب دے اور (۶) حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔(3)

حضرتِ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے، پہلا وہ شخص جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے وہ مرنے تک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اجر و ثواب کے ساتھ واپس لوٹائے، دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف جائے وہ مرنے تک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اجروثواب کے ساتھ واپس لوٹائے، اور تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کرتے ہوئے داخل ہو وہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تین اشخاص ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اگر زندہ رہیں تو انہیں رزق دیا جائے اور ان کی کفایت کی جائے اور اگر مر جائیں تو جنت میں داخل ہوں، ایک وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہو وہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔۔۔۔۔۔الخ۔(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب فیما یقول اذا خرج۔۔۔الخ، رقم ۹، ج ۲، ص ۳۰۶)

حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت، لیٹتے وقت اور رات گزارتے وقت شیطان اس کے قریب نہ آئے تو اسے چاہیے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرلیا کرے اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرے۔

(المعجم الکبیر، مسند سلمان فارسی، رقم ۶۱۰۲، ج ۶، ص ۲۴۰ بتغیر قلیل)

(2) صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، الحديث: ۱۲، ج ۱، ص ۱۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲؎ یعنی سلام صرف اسلامی رشتہ سے ہو کاروباری دنیاوی تعلقات سے نہ ہو۔ خیال رہے کہ حضور کے جوابات سائل کے حال کے مطابق ہوتے تھے اسی لیے اس سوال کے جواب مختلف دیئے۔ کسی سے فرمایا کہ بہترین عمل نماز ہے، کسی سے فرمایا جہاد ہے یہاں فرمایا بہترین عمل کھانا کھلانا سب کو سلام کرنا یعنی تیرے لیے یہ دو کام بہترین۔ خیال رہے کہ تقریری سلام کرنا، سلام کہلوانا، سلام لکھنا لکھوانا، سلام کہلا کر بھیجنا سب کو شامل ہے۔ من عرفت کا تعلق صرف سلام سے ہے کھانا کھلانے سے نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۸۷)

(3) سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب النهي عن سب الاموات، الحديث: ۱۹۳۵، ص ۳۲۸.

حدیث ۴: ترمذی و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں، معروف کے ساتھ (۱) جب اس سے ملے تو سلام کرے اور (۲) جب وہ بلائے اجابت کرے اور (۳) جب چھینکے یہ جواب دے اور (۴) جب بیمار ہو عیادت کرے اور (۵) جب وہ مرجائے اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور (۶) جو چیز اپنے لیے پسند کرے، اس کے لیے پسند کرے۔ (4)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جنت میں تم نہیں جاؤ گے، جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (5)

حدیث ۶: امام احمد و ترمذی و ابوداود، ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲ے عیادت بنا ہے عود سے بمعنی لوٹنا رجوع کرنا، چونکہ بیمار کی مزاج پرسی بار بار کی جاتی ہے اسے عیادت کہتے ہیں۔

۳ے تاکہ اس کی نماز جنازہ پڑھو، اسے دفن کرو۔ بعض شارحین نے مات کے معنی کیے. جب وہ مرنے لگے یعنی اس کے نزع کے وقت وہاں موجود ہو مگر پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں۔ (مرقات) آج کل امیروں کے جنازوں پر بڑا ہجوم ہوتا ہے غریب کی میت کو کوئی پوچھتا نہیں رب توفیق خیر دے۔

۴ے دعوت سے مراد کھانے کی دعوت اس کا قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ دعوت، ناجائز نہ ہو جیسے میت کے تیجے چالیسویں کی رسمی برادری کی دعوتیں کہ ان کا کھانا کھلانا دونوں ممنوع ہیں۔ چھینک کا جواب جب دیا جاوے، جب کہ وہ چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو سننے والا کہے یرحمك الله پھر چھینکنے والا کہے یھدیکم الله ویصلح بالکم. تشمت کے لغوی معنی ہیں شماتت دور کرنا۔

۵ے پس پشت خیر خواہی کرنا کمال ہے روبرو خیر خواہی کی باتیں کر دینا آسان ہے بلکہ بسا اوقات خوشامد ہوتی ہے۔

۶ے کتاب حمیدی میں صرف بخاری، مسلم کی احادیث جمع کی گئی ہیں اور جامع اصول میں صحاح ستہ کی روایت جمع کی گئی، اس عبارت کا مقصود صاحب مصابیح پر اعتراض کرنا ہے کہ وہ پہلی فصل میں ایسی حدیث لائے جو مسلم، بخاری میں نہیں مگر ادبًا کہا کہ میں نے وہاں یہ حدیث نہ پائی اپنی تلاش کی کوتاہی بیان کی۔

روایت ہے حضرت عمرو ابن شرید سے ا؎ اور وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جب کہ میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کی سیرین پر ٹیک لگائی ہوئی تھی ۲؎ تو فرمایا تم ان لوگوں کی بیٹھک بیٹھتے ہو جن پر غضب کیا گیا ۳؎ (ابوداؤد) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۶۷)

(4) سنن الترمذي، كتاب الادب، باب ماجاء في تشميت العاطس، الحديث: ۲۷۴۵، ج۴، ص۳۳۸.

(5) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان انه لايدخل الجنة الاالمؤمنون... إلخ، الحديث: ۹۳ـ(۵۴)، ص۴۷.

←

تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمتِ الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔(6)

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص پہلے سلام کرتا ہے، وہ تکبر سے بری ہے۔(7)

حدیث ۸: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہوجائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔(8)

حدیث ۹: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: بیٹے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں لاتؤمنون ہے نون کے ساتھ، جن نسخوں میں لاتؤمنوا ہے وہاں ان کا گرانا مجانست کی وجہ سے ہے کہ چونکہ حتی تؤمنوا میں نون نہ تھا تو یہاں بھی نہ لائے، مرقات نے فرمایا کہ عربی میں کبھی نفی بمعنی نہیں ہوتا ہے کبھی برعکس۔

۲۔ یعنی کمال ایمان مسلمانوں کی آپس کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، آپس کی عداوتیں بہت سے گناہ بلکہ کبھی کفر کا موجب ہوجاتی ہیں۔

۳۔ سلام پھیلانے کے وہ ہی معنی ہیں جو ابھی ذکر ہوئے کہ ہر مسلمان کو سلام کرے جان پہچان والا ہو یا انجان۔ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کی عداوت مٹانے محبت پیدا کرنے کے لیے سلام مصافحہ ایک اکسیر ہے حضور کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۶۸)

(6) سنن أبي داود، کتاب السلام، باب في فضل من بدأ بالسلام، الحدیث: ۵۱۹۷، ج۴، ص۴۴۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب دو مسلمان راستہ میں گزرتے ہوئے ملیں اور ان میں سے ہر ایک کو سلام کرنے کا حق ہو تو جو سلام کی ابتداء کرے وہ رحمتِ الٰہی سے بہت ہی قریب ہوگا لہذا یہ فرمان عالی ان فرمانوں کے خلاف نہیں کہ آنے والا بیٹھے ہوؤں کو اور تھوڑے لوگ بہت کو، چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل کو سلام کرے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ تین چیزیں محبت پیدا کردیتی ہیں: سلام میں ابتداء کرنا، اپنے مسلمان بھائی کو اچھے لقب سے پکارنا، جب وہ آئے اسے مجلس میں جگہ دے دینا۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۸۳)

(7) شعب الایمان، باب في مقاربۃ وموادۃ أھل الدین، الحدیث: ۸۷۸۶، ج۶، ص۴۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جو شخص مسلمانوں کو سلام کرلیا کرے وہ ان شاء اللہ متکبر نہ ہوگا اس کے دل میں عجز و نیاز ہوگا، یہ عمل مجرب ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۳)

(8) سنن أبي داود، کتاب السلام، باب في الرجل یفارق الرجل... إلخ، الحدیث: ۵۲۰۰، ج۴، ص۴۵۰۔

←

جب گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کرو، تم پر تمھارے گھر والوں پر اس کی برکت ہوگی۔(9)

حدیث ۱۰: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔(10)

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے اور کسی کو کھانے کے لیے نہ بلاؤ، جب تک وہ سلام نہ کرلے۔(11)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بھائی سے مراد اسلامی بھائی ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ بھائی فرما کر اشارۃً فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام نہ کرے۔

۲۔ یعنی ملاقات کا سلام غائب ہونے کے بعد ملنے پر ہوگا غائب ہونا اگرچہ معمولی ہی ہو ذراسی آڑ درمیان میں آگئی ہے غائب ہونا پالیا گیا اب ملنا ملاقات ہے سلام کرو، بلکہ حکمی غائب ہونے کے بعد بھی سلام سنت ہے اس لیے نماز ختم ہونے پر سلام کیا جاتا ہے اس سلام میں نمازی ایک دوسرے کی نیت کریں کیونکہ نمازی بحالت نماز ایک دوسرے سے حکماً غائب تھے اب عالم بالا کی سیر کرکے آرہے ہیں لہذا سلام کرتے ہیں۔ بعد نمازِ فجر بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہی ہے کہ مصافحہ بوقت ملاقات ہوتا ہے اور یہ بھی وقت ملاقات ہے۔خیال رہے کہ یہاں وہ حالات مراد ہیں جن میں سلام ممنوع نہ ہولہذا جو پیشاب پاخانہ یا جماع میں مشغول ہو یا سو رہا ہو، اونگھ رہا ہو یا نماز یا اذان میں مشغول ہو یا غسل خانہ میں ہو، کھانا کھا رہا ہو لقمہ منہ میں ہو یا تلاوت قرآن کررہا ہو یا دینی درس دے رہا ہو یا سن رہا ہو اسے سلام نہ کرے، اگر کرے گا تو اس کا جواب دینا لازم نہ ہوگا۔(مرقات) یوں ہی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سلام ممنوع ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۴۸۷)

(9) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسلیم إذا دخل بیتہ، الحدیث:۲۷۰۷، ج۴،ص۳۲۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہرحال سلام کرکے داخل ہو اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ بہت ہی مجرب ہے، فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۴۸۹)

(10) المرجع السابق، باب ماجاء في السلام قبل الکلام، الحدیث:۲۷۰۸، ج۴،ص۳۲۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سلام تین قسم کے ہیں: سلام اذن یہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے اجازت داخلہ حاصل کرنے کے لیے، سلام تحیۃ یہ گھر میں داخل ہونے اور کلام کرنے سے پہلے ہے، سلام وداع یہ گھر سے رخصت ہوتے وقت۔ یہاں سلام تحیت مراد ہے یہ کلام سے پہلے چاہئے تاکہ تحیت باقی رہے جیسے تحیۃ المسجد کے نفل کہ وہ بیٹھنے سے پہلے پڑھے جاویں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۴۹۰)

(11) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب في السلام قبل الکلام، الحدیث:۲۷۰۸، ج۴،ص۳۲۱.

حدیث ۱۲: ابن النجار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: سوال سے پہلے سلام ہے، جوشخص سلام سے پہلے سوال کرے، اسے جواب نہ دو۔(12)

حدیث ۱۳: ترمذی وابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے، پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے اٹھے سلام کرے، کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔(13) یعنی جیسے وہ سنت ہے، یہ بھی سنت ہے۔

حدیث ۱۴: امام مالک وبیہقی نے شعب الایمان میں طفیل بن ابی بن کعب سے روایت کی، کہ یہ صبح کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس آیا، انھوں نے بازار چلنے کو کہا، میں نے کہا، آپ بازار جاکر کیا کریں گے نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں، نہ سودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا نرخ چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں؟ یہیں بیٹھے باتیں کیجیے یعنی حدیثیں سنایئے۔ انھوں نے فرمایا: ہم سلام کرنے کے لیے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا، اسے سلام کریں گے۔(14)

---

(12) کنز العمال، کتاب الصحبۃ، رقم: ۲۵۲۸۷، ج۹، ص۵۲.

(13) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب في التسلیم عند القیام... إلخ، الحدیث: ۲۷۱۵، ج۴، ص۳۲۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معلوم ہوا کہ آنے والا سلام کرے بیٹھے ہوؤں کو۔

۲۔ یعنی اگر وہاں بیٹھنا نہ بھی ہو صرف گزر جانا ہو جب بھی سلام کرے اور اگر بیٹھنا ہو تب بھی سلام کرے۔

۳۔ معلوم ہوا کہ راہ گیر یعنی گزرنے والا صرف ایک سلام کرے اور جو مجلس میں کچھ دیر ٹھہرے وہ دو سلام کرے ایک آنے کا دوسرا جانے کا۔

۴۔ یعنی سلام لقا اور سلام وداع دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں لہذا یہ دونوں سلام سنت ہیں اور ان کے جواب فرض۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۴۹۷)

(14) الموطا للامام مالک، کتاب السلام، باب جامع السلام، الحدیث: ۱۸۴۴، ج۲، ص۴۴۴۔۴۴۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ طفیل تابعی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کرسکے، آپ کی کنیت ←

حدیث ۱۵: امام احمد وبیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں، ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا، نہیں بیچوں گا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: ہبہ کر دو۔ اس نے کہا، نہیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: اس کو جنت کے پھل کے عوض بیچ دو۔ اس نے کہا، نہیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا، مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بُخل کرتا ہے۔(15)

ابوالحسن ہے، انصاری ہیں۔

۲۔ سقاط سین کے فتحہ ق کے شد سے بنا ہے سقط سے، سقط معمولی چیزوں کو کہتے ہیں یعنی گھری بڑی چیزیں۔ سقاط وہ شخص جو معمولی چیزیں فروخت کرتا ہو جسے اردو میں کہتے ہیں چھابڑہ فروش اور صاحب بیعت اعلٰی چیزوں کا بیوپاری کہلاتا ہے۔

۳۔ یعنی آپ ہر تاجر غیر تاجر، امیر وفقیر، واقف ناواقف سب کو سلام کرتے تھے اور کچھ خرید وفروخت نہیں کرتے تھے۔

۴۔ یعنی یہاں بیٹھ کر دینی باتیں کریں، کتاب وسنت، اللہ رسول کا ذکر کریں بازار جاتے آتے بات کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

۵۔ لہذا ابوبطن کے معنی ہوئے پیٹ والے جیسے ابو ہریرہ بلیوں والے، ابوبکر اولیت والے، ابوبطن بڑے پیٹ والے۔

۶۔ یعنی ہمارا بازار جانا بھی عبادت ہے کہ ہم وہاں عملی تبلیغ کے لیے جاتے ہیں، سلام کی اشاعت کرنا لوگوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو سنت کا عادی بنانا بھی بہترین عبادت ہے، علماء اگر لوگوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کریں تو بہت ہی اچھا ہے، گھر بلا کر تبلیغ کرنا اور لوگوں کے گھر جا کر تبلیغ کرنا دونوں ہی سنت ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۱)

(15) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۵۲۴، ج۵، ص۷۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ میرا باغ اس کے باغ سے متصل ہے ایک مشترک دیوار بیچ میں ہے، دیوار کی اس طرف اس کی کھجور کا درخت ہے اس درخت کی ایک شاخ دیوار کی اس جانب میرے باغ میں ہے۔ حائط وہ باغ کہلاتا ہے جو دیواروں سے گھرا ہو، عرب کے اکثر باغ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

۲۔ کیونکہ یہ شخص اس شاخ کی وجہ سے دیوار پر چڑھتا ہے اور اگر اس شاخ کے پھل میری طرف گر جاویں تو انہیں لینے کے لیے میرے باغ میں آتا ہے ان حرکتوں سے مجھے اور میرے بچوں کو تکلیف ہوتی ہے، عرب میں باغ والے کا مکان بھی باغ میں ہوتا ہے جہاں اس کے بال بچے رہتے ہیں، اس پڑوسی کی اس آمد ورفت سے اسے یقیناً دکھ پہنچتا تھا۔

۳۔ یعنی اس شاخ یا اس درخت کو ہمارے ہاتھ کچھ پیسوں کی عوض فروخت کردو تاکہ ہم وہ شاخ یا وہ درخت کٹوادیں تاکہ اس ←

حدیث ۱۶: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: جماعت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کرلیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔(16) یعنی

شخص کی تکلیف دور ہو، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں کے ولی ہیں اس لیے فرمایا یعنی ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔

۴۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نہ ماننے والا یا فاسق ہوگا یا کافر مگر حضور کے مشورے کا ماننا فرض نہیں نہ قبول کرنے کا حق ہے، یہاں فرمانا مشورہ تھا حکم نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حاکم بادشاہ بھی کسی کا مال بغیر اس کی مرضی کے فروخت نہیں کرسکتا بیع میں مالک کی رضا ضروری ہے، حضور انور نے اس سے فرمایا فروخت کردے خود فروخت نہ فرمادیا رب فرماتا ہے: ''اِلَّآ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ''۔ اور ایک سائل کا کمبل و پیالہ نیلام فرمادینا یہ حضور کی ولایت عامہ کی بنا پر تھا جیسے مالک اپنے غلام کا مال یا باپ اپنے چھوٹے بچے کا مال فروخت کرسکتا ہے۔ غرضکہ حضور کے دو عمل دو حیثیت سے ہے۔ ابی اللحم کے ہاں حضور کی دعوت تھی ایک شخص کو ساتھ لے گئے تو مالک سے اجازت لی، حضرت طلحہ کے ہاں سارے خندق والوں کو مہمان بنا کر لے گئے، وہاں فتویٰ یہاں اپنی ملکیت کا اظہار صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ بغیر دنیاوی عوض کے دیدے یہ ہبہ درحقیقت اس باغ والے کے لیے ہوتا، ھب لی فرمانا اس وجہ سے ہے جو ابھی عرض کی گئی یا ھب لی کے معنے یہ ہیں کہ میری خاطر اس باغ والے کو ہبہ کردے تو یہ سفارش ہے نہ کہ حکم شرعی۔ (مرقات)

۶۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلمان تھا۔ مطلب یہ ہے کہ تو اسے سفارش سے بطور صدقہ دیدے میں تجھے اسکی عوض جنت کا باغ عطا کرتا ہوں۔ حضور جنت کے مالک ہیں وہاں کی کوئی چیز کسی کو کسی کی عوض دے سکتے ہیں۔

۷۔ شاید یہ شخص کوئی بدوی یعنی جنگلی شخص تھا جسے ان چیزوں کی قدر نہ تھی نہ آداب مجلس سے واقف تھا ورنہ جنت کی عوض درخت کی شاخ کا بک جانا اچھا سودا تھا۔

۸۔ یعنی تجھ سے بڑھ کر بخیل وہ ہے جو مسلمان بھائی کو بلا وجہ سلام نہ کرے مفت کا ثواب کھودے یا وہ ہے جو مجھ پر سلام نہ بھیجے، دوسری توجیہ زیادہ قوی ہے۔ (مرقات) اس کی تائید اس حدیث سے ہے کہ بخیل وہ جو میرا ذکر سنے اور مجھ پر سلام نہ بھیجے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۰۲)

(16) شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اھل الدین، فصل فی سلام الواحد...الخ، الحدیث: ۸۹۲۲، ج۶، ص۴۶۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اسلام میں سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے کہ اگر جماعت میں سے ایک بھی سلام کرے تو سب کی سنت ادا ہوجائے گی اور سامنے والوں پر جواب سلام دینا فرض کفایہ ہے کہ اگر اس جماعت میں سے ایک نے بھی جواب دے دیا تو سب کی طرف سے فرض ادا ہوگیا۔ خیال رہے کہ فرض علی الکفایہ تو بہت ہیں جیسے نماز جنازہ اور سلام کا جواب بعض صورتوں میں جہاد، عالم دین بننا وغیرہ مگر سنت علی الکفایہ صرف دو ہیں: ایک تو سلام، دوسرے چھینک کا جواب۔ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا ہمارے ہاں سنت علی العین ہے کہ ہر شخص ←

سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔(17) یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت انھیں سے یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔(18)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔(19)

بسم اللہ پڑھ کر کھائے اور شوافع کے ہاں سنت علی الکفایہ، بہرحال احناف کے نزدیک سنت علی الکفایہ صرف یہ دو چیزیں ہی ہیں۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۴۸۵)

(17) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب یسلم الراکب علی الماشي، الحدیث: ۶۲۳۲، ج۴،ص۱۶۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔ یعنی جب سوار اور پیدل مسلمان ملیں تو پیدل کو سوار سلام کرے کیونکہ سوار پیدل سے اعلیٰ حالت میں ہے اور سلام میں اظہار عجز و نیاز ہے اس لیے وہ ہی اظہار نیاز کرے جو بظاہر افضل ہے مگر یہ افضلیت کا ذکر ہے اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

۲ ۔ یعنی جب کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کے پاس یا مجمع میں آوے یا ان پر سے گزرے تو وہ مجمع والے اس کو سلام نہ کریں بلکہ یہ آنے والا سلام کرے کہ ملاقات یہ کررہا ہے اس بیٹھے سے کررہا ہے اور سلام ملاقات کرنے والے کے لیے ہے۔

۳ ۔ جب دو طرفہ مسلمان آرہے ہوں اور دونوں یکساں حالت میں ہوں کہ یا دونوں سوار ہوں یا دونوں پیادہ ہوں تو قانون یہ ہے کہ تھوڑے آدمی بہت سوں کو سلام کریں تا کہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کا احترام کرے ممکن ہے کہ اس بڑی جماعت میں اللہ والے زیادہ ہوں بڑی جماعت کا بڑا احترام ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۴۶۹)

(18) المرجع السابق، باب تسلیم القلیل علی الکثیر، الحدیث: ۶۲۳۱، ج۴،ص۱۶۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جب دو طرفہ مسلمان آرہے ہوں ایک ان میں کم عمر ہو دوسرا بڑی عمر والا تو سنت یہ ہے کہ چھوٹا بڑی عمر والے کو سلام کرے تا کہ بڑے کا احترام ظاہر ہو، چھوٹی عمر والا بیٹھا ہو اور بڑی عمر والا اس پر گزرے تو اب گزرنے والا ہی سلام کرے لہذا حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے۔

۲ ۔ کیونکہ تھوڑے (قلیل) چھوٹے (صغیر) کے حکم میں ہیں لہذا یہ ہی سلام کریں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۴۷۰)

(19) المرجع السابق، باب التسلیم علی الصبیان، الحدیث: ۶۲۴۷، ج۴،ص۱۷۰۔

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو اور جب تم ان سے راستہ میں ملو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مضطر کرو۔(20)

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ایک مجلس پر گزرے، جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہود سب ہی تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے سلام کیا۔(21) یعنی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں السام علیک تو تم اس کے جواب میں وعلیک کہو یعنی وعلیک السلام نہ کہو۔(22)

---

(20) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النھی عن ابتداء أھل الکتاب بالسلام... إلخ، الحدیث: ۱۳۔(۲۱۶۷)، ص ۱۱۹۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سارے کفار کا یہی حکم ہے ذمی ہوں یا حربی کہ ان کو مسلمان بلاضرورت سلام نہ کرے کہ سلام میں اظہار احترام ہے اور کفار کا احترام درست نہیں، مرتدین بدمذہبوں کا حکم بھی یہی ہے ضرورت کے احکام جداگانہ ہیں۔(اشعۃ اللمعات)

۲۔ یعنی مسلمان راستہ میں اس طرح ہجوم کر کے چلیں کہ ذمی کفار کنارہ پر چلنے پر مجبور ہو جائیں اسلام کی شان ظاہر کرنے کے لیے بشرطیکہ کنارہ راہ پر غار یا خار نہ ہوں، انہیں غار یا خار میں پھنسا دینا ان کو ایذا دینا ہے اور ذمی کافر کو ایذا دینا ممنوع ہے۔(مرقات) مستامن کفار اگر ہمارے مہمان بن جائیں یا ان کو بلایا جاوے تو ان کا مہمان کفار کی خاطر ہے۔ خیال رہے کہ اس زمانہ میں کفار بھی مسلمانوں سے ایسا بلکہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ٦، ص ۲۷۴)

(21) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب التسلیم في مجلس فیہ... إلخ، الحدیث: ۶۲۵۴، ج ۴، ص ۱۷۲۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، الحدیث: ۴۶۳۹، ج ۳، ص ۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بت پرست بیان ہے مشرکین کا، یہود بھی اگرچہ شرک و بت پرستی کرتے ہیں مگر چونکہ انبیاء کو مانتے ہیں اس لیے انہیں مشرکین نہیں کہا جاتا بلکہ اہل کتاب کہا جاتا ہے اس لیے یہود کو مشرکین پر معطوف کیا کبھی غلط نسبت بھی فائدہ پہنچا دیتی ہے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ مخلوط جماعت جہاں مسلمان کفار ملے ہوئے بیٹھے ہوں وہاں سے گزرنے والا مسلمان سلام کرے اور اپنے سلام سے مسلمانوں کی نیت کرے اور جب کسی کافر کو خط لکھے تو یوں لکھے "اَلسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی"۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ایسی مجلس پر گزرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے "اَلسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی"۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ٦، ص ۲۷۴)

(22) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب کیف الرد علی اھل الذمۃ بالسلام، الحدیث: ۶۲۵۷، ج ۴، ص ۱۷۴

سام کے معنی موت ہیں وہ لوگ حقیقۃً سلام نہیں کرتے، بلکہ مسلم کے جلد مرجانے کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے، کہ اہلِ کتاب سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دو۔ (23)

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ قالہٖ وسلَّم)! ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی، راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔ (24)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ فقیر نے بھی آزمایا ہے مجھے ایک بدمذہب نے صاف طور پر کہا السام علیکم، کے معنی ہیں موت تو مطلب یہ ہوا کہ تم پر موت پڑے اس کے جواب میں خواہ وہ وعلیك کہے تو واؤ بمعنی ہیں ہے یا صرف علیك کہہ دے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶ص۴۷۳)

(23) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب کیف الرد علی أھل الذمۃ بالسلام، الحدیث:۶۲۵۸، ج۴ص۱۷۴.

(24) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق الجلوس علی الطریق رد السلام، الحدیث: ۳۔(۲۱۶۱) ص۱۱۹۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ چونکہ راستہ سے عورتیں بچے گزرتے رہتے ہیں، نیز وہاں سے لوگوں کے مال سواریاں گزرتی ہیں اس لیے وہاں بیٹھنا خطرناک بدنظری کا اندیشہ ہے۔

۲۔ یعنی ہماری ضروریات راستوں پر بیٹھنے سے وابستہ ہیں وہاں بیٹھ کر ہم کاروبار اور دیگر ضروریات کی باتیں کرتے ہیں۔

۳۔ یعنی راستہ میں بیٹھ کر وہ نیکیاں کرو جس کی برکت سے تمام وہاں کے گناہوں سے بچے رہو اور ثواب کمالو، یہاں حق بمعنی استحقاق ہے کہ راستہ ان اعمال کا مستحق ہے۔

۴۔ یعنی راستوں پر بیٹھ کر یہ پانچ نیکیاں یا ان میں سے جس قدر بن پڑیں کیا کرو: نگاہیں نیچی رکھو تاکہ اجنبی عورتوں پر نہ پڑیں، راستہ سے کانٹا اینٹ پتھر الگ کردیا کرو تاکہ کسی راہ گیر کو نہ چبھے نہ ٹھوکر لگے، جو راستہ گزرنے والا تمہیں سلام کرتا ہوا گزرے اس کا جواب دو، اگر تم راستہ میں کسی کو کوئی برا کام کرتے دیکھو تو اس سے روکو، اس کی عوض اسے اچھے کام کرنے کا مشورہ دو اس صورت میں تمہارا وہاں بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ سبحان اللہ! کیمیا پیتل، تانبہ کو سونا کردیتی ہے، حضور کی تعلیم گناہوں کو ثواب بنادیتی ہے۔ شعر

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا — ثواب ہوگئے سارے عقاب کیا کہنا

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶ص۴۷۷)

دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا۔(25) ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔(26)

حدیث ۲۳: شرح سنہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔(27)

حدیث ۲۴: ترمذی وابوداود نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے اسے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے دس یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا: اس کے لیے بیس۔ پھر تیسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اس کے لیے تیس۔(28) اور معاذ بن انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی روایت میں ہے، کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُه۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اس کے لیے چالیس۔(29) اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا

---

(25) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في الجلوس بالطرقات، الحديث: ۴۸۱۶، ج ۴، ص ۳۴۷۔

(26) المرجع السابق، الحديث: ۴۸۱۷، ج ۴، ص ۳۴۷۔

(27) شرح السنة، كتاب الاستئذان... إلخ، باب كراهية الجلوس على الطرق، الحديث: ۳۲۳۲، ج ۶، ص ۳۶۵۔

(28) سنن أبي داود، كتاب السلام، باب كيف السلام، الحديث: ۵۱۹۵، ج ۴، ص ۴۴۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو بھی سلام کرے تو علیکم جمع سے کہے کہ اس میں ان فرشتوں کو سلام ہوجاتا ہے جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں محافظین اور کاتبین اعمال وغیرہم اگرچہ علیک واحد کہنا بھی جائز ہے۔

۲۔ عشر فاعل ہے ثبت لہ پوشیدہ کا یا نائب فاعل ہے کتب فعل مجہول کا یعنی اس کو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا یا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں۔

۳۔ معلوم ہوا کہ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں جتنے کلمات زیادہ ہوں اتنی نیکیاں اسی حساب سے زیادہ ہوں گی، جواب دینے والا زیادہ اچھا جواب دے یعنی سلام کے کلمات پر کچھ کلمات بڑھا کر جواب دے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۸۲)

(29) المرجع السابق، الحديث: ۵۱۹۶، ج ۴، ص ۴۴۹۔

ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔

حدیث ۲۵: ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبُّہ (یعنی مشابہت کرے) کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔(30)

حدیث ۲۶: ابوداود و ترمذی نے ابوجری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا علیک السلام یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم)۔ میں نے دو مرتبہ کہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: علیک السلام نہ کہو، علیک السلام مردہ کی تحیت ہے، السلام علیک کہا کرو۔(31)

❁❁❁❁❁

(30) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في کراھیۃ إشارۃ الید بالسلام، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۴، ص۳۱۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جو افعال یا احوال یا چیزیں کفار کی قومی علامتیں ہوں مسلمانوں کے لیے حرام ہیں جیسے ہندوانی دھوتی وغیرہ اور جو ان کی دینی علامتیں ہوں وہ مسلمانوں کے لیے کفر ہیں جیسے ہندوانی قشقہ یا ہندوانی زنار وغیرہ۔

۲۔ یعنی صرف اشاروں سے سلام کرنا منہ سے کچھ نہ کہنا یہود و نصاریٰ کا سلام ہے، مسلمان یا تو زبان سے سلام کریں السلام علیکم کہیں یا اشارہ کے ساتھ منہ سے بولیں تاکہ اسلامی اور غیر اسلامی سلام میں فرق ہو جاوے، یوں ہی صرف سر جھکا دینا یا سر یا آنکھوں سے اشارہ کر دینا سلام کے لیے کافی نہیں اور سلام کے وقت خود جھکنا ممنوع ہے تا حد رکوع ہو تو حرام ہے، رب تعالٰی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی توفیق بخشے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۸۶)

(31) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في کراھیۃ أن یقول... إلخ، الحدیث: ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ج۴، ص۳۳۱۔

مسائلِ فقہیہ

سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے، ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے۔(1)

مسئلہ ۱: صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ ۲: اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان (یعنی خلافِ شان) سمجھتے ہیں۔(2)

مسئلہ ۳: ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لیے بھی لفظ جمع ہونا چاہیے یعنی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہے اور جواب دینے والا بھی وَعَلَیْکُمُ السَّلام کہے بجائے عَلَیْکُمْ عَلَیْكَ نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی عَلَیْکُمْ کہے اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے بَرَکَاتُہٗ، پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: جواب میں واؤ ہونا یعنی وَعَلَیْکُمُ السَّلامُ کہنا بہتر ہے اور اگر صرف عَلَیْکُمُ السَّلامُ بغیر واؤ کہا یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر جواب میں اس نے بھی وہی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہوجائے گا۔(4)

مسئلہ ۵: اگرچہ سَلامٌ عَلَیْکُمْ بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے، کہ یہ شخص شیعی ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

---

(1) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۲.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵، ص۳۲۴، ۳۲۵.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵، ص۳۲۴، ۳۲۵.

(4) المرجع السابق.

مسئلہ ۶: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلاعذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔(5)

مسئلہ ۷: جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہلِ مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بریٔ الذمہ نہ ہوئے۔(6)

مسئلہ ۸: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا، سب پر الزام ہے (یعنی سب نے برا کیا) اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔(7)

مسئلہ ۹: ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آکر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہوگیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا، دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔(8)

مسئلہ ۱۰: اہلِ مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے جواب دیا، یہ جواب بھی ہوگیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچہ نے جواب دیا، یہ ناکافی ہے۔(9)

مسئلہ ۱۱: سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو، اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے، ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کرلیں گے تو سلام کرلے۔(10) یہ اس وقت ہے کہ کھانے

---

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۳.

(6) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۲.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵، ص۳۲۵.

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح والتسلیم، ج۲، ص۳۷۷.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵، ص۳۲۵.

(9) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۳.

(10) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح والتسلیم، ج۲، ص۳۷۷.

←

والے کے مونھ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لیے۔ ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے، دونوں میں کون سلام کرے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں، ایک شخص پیچھے سے آیا، یہ آگے والے کو سلام کرے۔(12)

مسئلہ ۱۳: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔(13)

مسئلہ ۱۴: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔(14)

مسئلہ ۱۵: کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف عَلَیْکُمْ کہے اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے

والبزازیۃ ہامش علی الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، نوع في السلام، ج۶، ص ۳۵۴۔۳۵۵۔

(11) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۶۸۵۔

(12) البزازیۃ ہامش علی الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، نوع في السلام، ج۶، ص ۳۵۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج۵، ص ۳۲۵۔

(13) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في التسبیح...إلخ، ج۲، ص ۳۷۷۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج۵، ص ۳۲۵۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج۵، ص ۳۲۵۔

(16) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۶۸۱۔

ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لیے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔(17)

مسئلہ ۱۸: کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ وعیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے، مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں، آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔(18)

مسئلہ ۱۹: عالمِ دین تعلیمِ علمِ دین میں مشغول ہے، طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (19) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے، جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰: جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر (یعنی ذِکر کرنے والا) پر جواب واجب نہیں۔(20)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حتی کہ فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:

لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ا۔

اگر ذمی کو تعظیما سلام کرے کافر ہوجائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

(ا۔ الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱)

فتاوٰی امام ظہیر الدین واشباہ درمختار وغیرہا میں ہے:

لو قال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر ۲۔ (۲۔ الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱)

اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد کہا کافر ہوگیا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۴،ص ۵۲۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵،ص ۳۲۵۔

(18) المرجع السابق،ص ۳۲۵۔۳۲۶۔

(19) المرجع السابق،ص ۳۲۶۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵،ص ۳۲۶۔

مسئلہ ۲۱: جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے، اس کو سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (21) پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھانے کے لیے ٹہلتے ہیں، یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں، مگر ان سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۳: جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے، جو علما سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے، کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے، اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے ان کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔ (23)

---

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، ج۵،ص۳۲۶.

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے، اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں ان کو اُترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے۔ ان لوگوں سے ابتداء بسلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں، واجب نہیں۔ کنکیا اڑانے میں وقت، مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے احتراز کریں تو ان سے بھی ابتداء بسلام نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴،ص۶۵۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(22) المرجع السابق.

(23) المرجع السابق.

لغویات میں مشغول لوگوں کو سلام کرنے کا حکم

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے والے تیروں، شطرنج، چوسر اور ان جیسے (ہر حرام) کھیل کھیلتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو جواب نہ دو۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۱۰۵۱، ج۱،ص۱۶۰)

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان دو نشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات، باب کراھیۃ اللعب.....الخ، الحدیث: ۲۰۹۵۴، ج۱۰،ص۳۶۴، بتغیر قلیل) ←

مسئلہ ۲۴: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اوس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام

حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تین چیزیں مَیسِر میں سے ہیں: ''جوا کھیلنا، مُہروں کو اُلٹنا پلٹنا اور کبوتر کے لئے سیٹیاں بجانا۔'' (الجامع الصغیرللسیوطی، الحدیث: ۳۴۳۳، ص ۲۰۶)

شطرنج کھیلنا

360 بارنظرِ رحمت:

حضرت سیِّدُنا واثلہ بن اسقع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ روزانہ 360 مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے مگر اس میں صَاحِبُ الشَّاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کے لئے کوئی حصہ نہیں۔'' (المجروحین من المحدِّثین، لابن حبان، الرقم ۹۹۶ محمد بن الحجاج المصفر، ج ۲، ص ۳۱۴، دون قولہ ''الی خلقہ'')

کھیل کود میں مشغول رہنے والوں کی مثال

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے والے تیروں، چوسر، شطرنج اور دیگر لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو کیونکہ جب وہ اکٹھے ہوکر ایسے کھیل میں مشغول ہوتے ہیں تو شیطان ان کے پاس اپنے لشکروں کے ساتھ آ جاتا ہے پس وہ مسلسل کھیلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کتوں کی طرح ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں جو کسی مردار پر جمع ہوکر پیٹ بھرنے تک کھاتے رہتے ہیں پھر علیحدہ ہوجاتے ہیں۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۱۰۵۱، ج ۱، ص ۱۶۰) (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص ۱۰۲)

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ارشادفرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب صاحب شاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کو ہوگا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: ''میں نے اسے ہلاک کردیا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! وہ مرگیا'' اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر بہتان اور جھوٹ باندھا۔ (الورع للامام احمد بن حنبل، ص ۹۲)

شطرنج کے متعلق اسلاف کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے فرامین:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو شطرنج کھیل رہی تھی تو یہ الفاظِ قرآنی تلاوت فرمائے:

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۵۲) ترجمۂ کنز الایمان: یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لئے بیٹھے) ہو؟'' (پھر فرمایا:) ''بے شک تم میں سے کوئی انگارا پکڑ لے یہاں تک کہ وہ بجھ جائے یہ اس کے لئے ان کو چھونے سے بھی بہتر ہے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! تمہاری تخلیق کا مقصد کوئی دوسرا ہے۔''

(السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث: ۲۰۹۲۸، ۲۰۹۳۰، ۲۰۹۳۲، ج ۱۰، ص ۳۵۸) ←

پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وَعَلَیْكَ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ ''شطرنج کھیلنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹ بولتا ہے، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ہلاک کر دیا، حالانکہ اس نے ہلاک نہیں کیا ہوتا اور (کہتا ہے) وہ مر گیا حالانکہ وہ مرا نہیں ہوتا۔'' (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشر ون القمار، ص ۱۰۲)

حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''خطا کار ہی شطرنج کھیلتا ہے۔''

(السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث: ۲۰۹۳۵، ج ۱۰، ص ۳۵۹)

حضرت سیِّدُنا اسحاق بن راہویہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے دریافت کیا گیا: ''کیا آپ شطرنج کھیلنے میں حرج سمجھتے ہیں؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں حرج ہی حرج ہے۔'' عرض کی گئی: ''سرحدوں کی حفاظت کرنے والے جنگ کے لئے کھیلتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''یہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب قرظی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سب سے کم نقصان یہ ہے کہ شطرنج کھیلنے والا بروزِ قیامت باطل لوگوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا یا اُن کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔''

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''شطرنج جوے سے بھی زیادہ بری ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۷۹ھ) کا قول بھی اسی کے موافق ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے شطرنج کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''شطرنج چوسر ہی کا حصہ ہے۔'' اور چوسر کے بارے میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ اکابر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے۔ (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشر ون القمار، ص ۱۰۲)

سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا شطرنج جلا دینا:

حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک یتیم کے مال کا والی بنایا گیا تو آپ نے اس کے باپ کے مال میں شطرنج دیکھ کر اسے جلا دیا۔ اگر اس کے ساتھ کھیلنا جائز ہوتا تو اسے جلانا جائز نہ ہوتا کیونکہ وہ یتیم کا مال تھا لیکن چونکہ اس کے ساتھ کھیلنا حرام تھا اس لئے اسے جلا دیا۔ پس یہ شراب کی جنس سے ہوئی کہ جب یتیم کے مال میں شراب پائی جائے تو اسے بہا دینا ضروری ہے۔ اور یہ حَبْرُ الْاُمَّۃ (یعنی اُمّت کے بڑے عالم) حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مذہب ہے۔ (المرجع السابق)

حضرت سیِّدُنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا کہ آپ شطرنج کھیلنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''یہ ملعون ہے (یعنی اس کا کھیلنے والا لعنت کا مستحق ہے)۔'' (شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، الحدیث: ۶۵۲۰، ج ۵، ص ۲۴۲) ←

وَعَلَیْہِ السَّلَام۔ (24)

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کرلیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۵: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔ (26) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْہُ غَافِلُوْنَ۔ (27) یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔

اعلٰی حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان

حضرت سیِّدُنا وکیع جراح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس فرمانِ باری تعالٰی: وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (پ۶، المائدۃ:۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا۔'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں مراد شطرنج ہے۔''

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳، ج ۳، الجزء السادس، ص ۲۳)

خاتمہ بالخیر نہ ہونا:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: جو شخص بھی مرنے لگتا ہے تو اس کے ہم نشینوں کی مثالی شکلیں اس کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ، ایسے ہی ایک قریب الموت شطرنج کے کھلاڑی سے کہا گیا: ''لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھو۔'' تو وہ کہنے لگا: ''شَاھُکَ یعنی تیرا شاہ۔'' پھر وہ مرگیا۔ پس زندگی میں شطرنج کھیلنے کی وجہ سے جس بات کا وہ عادی ہو چکا تھا مرتے وقت اس کی زبان پر وہی بات غالب آ گئی تو اس نے وہ فضول و باطل بات کہہ دی اور کلمۂ طیبہ نہ پڑھا جس کے متعلق صادق و مصدوق نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ''جس کا دنیا میں آخری کلام کلمۂ طیبہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشر ون القمار، ص ۱۰۳) (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث: ۳۱۱۶، ص ۱۴۵۸)

(24) المرجع السابق.

(25) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۵.

(26) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۵.

(27) حاشیۃ الطحطاوي علی الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۴، ص۲۰۷.

سے دے کر بعد کا مضمون پڑھے۔

مسئلہ ۲۶: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سَلَامْ عَلَیْکُمْ، جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سَلَامُ عَلَیْکُمْ میم کے پیش کے ساتھ کہا، ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۷: ابتداءً کسی نے یہ کہا عَلَیْکَ السَّلَام یا عَلَیْکُمُ السَّلَام تو اس کا جواب نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ یہ مُردوں کی تحیت ہے۔ (29)

مسئلہ ۲۸: سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں، جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا۔ چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔ (30)

مسئلہ ۲۹: انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔ (31)

مسئلہ ۳۰: بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو مونھ سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں، یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۲: اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں۔ ان میں سب سے بُرا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں، اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں، اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔

---

(28) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۸۲۔

(29) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۸۲۔

وسنن أبي داود، کتاب السلام، باب کراھیۃ أن یقول علیک السلام، الحدیث: ۵۲۰۹، ج۴،ص۳۵۲۔

(30) البزازیۃ ہامش علی الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، نوع في السلام، ج۶،ص۳۵۵۔

(31) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان والآداب، باب في کراھیۃ إشارۃ الید بالسلام، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۴،ص۳۱۹۔

بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (فَقَالُوْا سَلٰمًا) (32) انھوں نے آکر سلام کہا، اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

(32) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قسم سوم: زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۲۴، ۹ دو نص اور پر گزرے، تیس اور سنئے۔

نص ۹۷: زاہدی (۹۸) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ (۹۹) اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۸ (۱۰۰) نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰: الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود ۱۔ سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے۔

(۱۔ جامع الرموز کتاب الکراھیۃ ۳/ ۳۱۵ ومجمع الانہر ۲/ ۵۴۲)

نص ۱۰۱: شرعۃ الاسلام (۱۰۲) اس کی شرح مفاتیح الجنان ص ۳۱۲: (لایقبله ولا ینحنی له) لکونها مکروهین ۲۔ نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں۔ (۲۔ شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن المشی وآدابہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۱۲)

نص ۱۰۳: احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۴ (۱۰۴) اتحاف السادہ جلد ۶ ص ۲۸۱: (الانحناء عند السلام منهی عنه) وهو عن فعل الاعاجم ۳۔ سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوسی کا فعل ہے۔

(۳۔ اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب الاخوۃ والصحبۃ الباب الثالث دارالفکر بیروت ۶/ ۲۸۱)

(۱۰۵) عین العلم قلمی باب ثامن (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اول ص ۲۷۴ (۱۰۷) ذخیرہ سے (۱۰۸) نیز محیط سے: (لاینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرهم ولانه صنیع اهل الکتاب ۴۔ سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لئے جھکنے کی اجازت نہیں اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود ونصاریٰ کا فعل ہے۔

(۴۔ شرح عین العلم لملا علی قاری بحوالہ المحیط والذخیرۃ الباب الثامن امرت پریس لاہور ص ۲۱۳)

نص ۱۰۹: حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۳۸۱:

معلوم ان من لقی احدا من الاکابر فحنی له رأسه اوظهره ولوبالغ فی ذٰلك فمراده التحیة والتعظیم دون العبادة فلا یکفر بهذا الصنیع وحال المسلم مشعر بذلك علی کل حال واما العبادة فلا یقصدها الا کافر اصل فی الغالب ولکن التملق الموصل الی هذا المقدار من التذلل مذموم ولهذا جعله المصنف رحمه الله تعالٰی من التذلل الحرام ولم یجعله کفرا ۱۔

معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اس کے لئے سر یا پیٹھ جھکائے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اس کا ارادہ تحیت وتعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کا تو اس فعل سے کافر نہ ہوجائیگا۔ بہر حال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتارہا ہے عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو۔ ہاں اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچادے بد ہے اسی لئے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔ (۱۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ والخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۵۴۷)

←

گی [illegible] تو [illegible] جائے گا۔

نص [illegible]: امام عز الدین بن عبد السلام (۱۱۱) ان سے امام ابن حجر مکی فتاوی کبریٰ میں جلد ۴ ص ۲۴۷ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ ص ۴۹۳ میں:

"الانحناء البالغ الی حد الرکوع لایفعله احد لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرہ من اهل الاسلام ۲۔"

حد رکوع تک کوئی کسی کے لئے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکے۔

(۲۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ بحوالہ ابن حجر فی فتاوی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۴۷)

اقول: هذا هوا الجمع بین النصوص المتوافرة المتظافرة علی المنع وبین ما فی الهندیة عن الغرائب تجوز الخدمة الهندیة عن الغرائب تجوز الخدمة لغیر الله تعالٰی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ۳۔ اھ وقد اشاروا الیہ فی النصوص الاربعة التی صدرنا بها فتلك سبعة وبالله التوفیق۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہی جمع کرنا ہے (یعنی دونوں قولوں میں مواخذہ اور مطابقت پیدا کرنا) درمیان ان نصوص کثیرہ جو باہم ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور اس قول کے درمیان جو فتاوی عالمگیری میں فتاوی غرائب سے منقول ہے کہ کسی مخلوق (یعنی غیر خدا) کی قیام مصافحہ کرنے اور جھکنے سے خدمت کرنا جائز ہے اھ بیشک انھوں (ائمہ کرام) نے اس کی طرف ان چار نصوص میں اشارہ فرمایا جن کو ہم پہلے لائے تیں پس سات ہوگئیں اور اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے۔ (ت)

(۳۔ فتاوی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشر ون نورانی کتب کانہ پشاور ۵/ ۳۶۹)

نص ۱۱۳: واقعات امام ناطفی (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں نصاب الاحتساب اول وآخر باب ۴۹ (۱۱۶) جواهر الاخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹:

الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس ۱۔

بادشاہ ہو کوئی، اس کے لئے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

(۱۔ فتاوی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشر ون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹)

نص ۱۱۸: مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۱ (۱۱۹) فصول عمادی ہے:

یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوسی ۲۔

جھکنا منع ہے کہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

(۲۔ مجمع الانہر بحوالہ فصول عمادی کتاب الکراھیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲)

نص ۱۲۰: مواہب الرحمن (۱۲۱) اس سے شرنبلالیہ جلد اول ص ۳۱۸ (۱۲۲) محیط (۱۲۳) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ (۱۲۴)

بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے، اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے، یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان (یعنی اپنی بے عزتی) سمجھتے ہیں۔

اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں، کیا ہمیں دُھنا (یعنی روئی دُھننے والا) جولاہا (یعنی کپڑا بُننے والا) مقرر کر رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ ۳۳: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ ۳۴: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو۔ یہ سلام کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے: حیاك الله۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وَعَلَيْكُمُ السَّلَام کہا جائے۔

❀❀❀❀❀

اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۸:

یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ ۳۔

بادشاہ ہو خواہ کوئی اس کے لئے جھکنا منع ہے۔

(۳۔ ردالمحتار بحوالہ المحیط کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۴۶)

نص ۱۲۵: فتاوی کبریٰ للامام الہیتمی: الانحناء بالظھر یکرہ ۴۔ پیٹھ جھکانا مکروہ ہے۔

(۴۔ الفتاوی الکبریٰ لابن حجر مکی باب السیر دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ /۲۴۷)

نص ۱۲۶: عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۱۲۷) فتاوی امام تمرتاشی سے:

یکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی ۵۔

(۵۔ فتاوی ہندیہ بحوالہ التمرتاشی کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۶۹)

سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۴۲۶۸، ۲۷۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(33) پ ۱۴، الحجر: ۵۲۔

مصافحہ ومعانقہ وبوسہ وقیام کا بیان

احادیث

حدیث ۱: امام احمد وترمذی و ابن ماجہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہوجاتی ہے۔(1)

اور ابو داود کی روایت میں ہے، جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہوجائے گی۔(2)

---

(1) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في المصافحۃ، الحدیث: ۲۷۳۶، ج۴، ص ۳۳۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مصافحہ بنا ہے صفح سے بمعنی کشادگی و چوڑائی اس سے دروازے کے تختوں کو صفائح الباب کہتے ہیں اور تلوار کی چوڑائی کو صفح السیف کہتے ہیں۔ مصافحہ کے معنی ہیں ہاتھ کی چوڑائی یعنی ہتھیلی کو دوسرے کی ہتھیلی سے ملانا، معانقہ بنا ہے عنق سے بمعنی گردن اور گلا، معانقہ کے معنی ہیں کسی کو گلے لگانا۔ مصافحہ معانقہ کے متعلق چند مسائل یاد رکھو: (۱) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے صرف ایک ہاتھ سے نہ کرے (۲) مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کو ہلانا چاہیے (۳) نماز جمعہ یا نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنا اگرچہ سنت نہیں مگر درست ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے (۴) اجنبی جوان عورت سے مرد کو مصافحہ کرنا حرام ہے (۵) اپنی محرم یا بہت بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے، حضرت ابوبکر صدیق اپنے زمانہ خلافت میں اپنی دودھ کی ماں سے مصافحہ کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن زبیر مکہ معظمہ میں ایک بوڑھی عورت کی اپنے ہاتھ سے خدمت کرتے تھے (۶) خوبصورت امرد لڑکے سے مصافحہ کرنا جائز نہیں (۷) علماء مشائخ کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، حضرات صحابہ نے حضور کے پاؤں چومے ہیں (۸) جو شخص اپنے کو لوگوں سے چوموائے اور چومنے کے لیے کہے اشارۃً یا صراحۃً اس کے ہاتھ چومنا منع ہے (۹) مصافحہ کرکے اپنے ہاتھ چومنا منع ہے (۱۰) بچوں کو چومنا جائز ہے (۱۱) ننگے بدن معانقہ کرنا حرام ہے، ہاں کپڑے پہنے ہوئے معانقہ کرنا جائز ہے مگر مرد مرد سے معانقہ کریں، عورتیں عورتوں سے، مرد عورت سے اور امرد لڑکوں سے معانقہ نہ کریں (۱۲) اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کو چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں، یہ تمام مسائل اشعۃ اللمعات میں ہیں (۱۳) کسی کو سجدہ کرنا، اس کے آگے کی زمین چومنا حرام ہے، یوں ہی سلام میں تاحد رکوع جھکنا حرام ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۳۱۴)

(2) سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب في المصافحۃ، الحدیث: ۵۲۱۱، ج۴، ص ۴۵۳.

حدیث ۲: بیہقی نے شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جوشخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھے تو گویا اس نے شبِ قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا، مگر جھڑ جائے گا۔(3)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں قتادہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا کیا اصحاب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم میں مصافحہ کا دستور تھا؟ کہا: ہاں۔(4)

حدیث ۴: امام مالک نے عطاء خراسانی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: آپس

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ مصافحہ سے گناہ صغیرہ جو ہاتھ سے کیے گئے معاف ہوجاتے ہیں، گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ ابوالشیخ نے بروایت حضرت عمر مرفوعًا حدیث نقل کی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالٰی کی سو رحمتیں اترتی ہیں نوے رحمتیں مصافحہ کی ابتداء کرنے والے پر اور دس رحمتیں دوسرے پر۔ (مرقات)

۲۔ یعنی مصافحہ کرتے وقت دونوں صاحب پہلے تو اللہ کی حمد اس کا شکر کریں کہ اس نے ان کو اسلام کی برکت سے بھائی بھائی بنادیا پھر ہر شخص دونوں کے لیے دعائے مغفرت کرے کہ کہے یغفر اللہ لنا ولکم، بعض لوگ اس وقت درود شریف پڑھتے ہیں یہ بھی اچھا ہے کہ حضور کی سنت ادا کرتے وقت حضور پر درود شریف پڑھیں جن کے صدقہ میں یہ سنت ملی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۱۶)

(3) شعب الایمان، باب في مقاربۃ وموادۃ أھل الدین، فصل في المصافحۃ...إلخ، الحدیث: ۸۹۵۵، ج۶، ص۴۷۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی نماز چاشت جس کا وقت شروع چہارم دن سے شروع ہوکر نصف دن یعنی دوپہر پر ختم ہوجاتا ہے اس کے بڑے فضائل ہیں۔

۲۔ کیونکہ ان کے پڑھنے میں مشقت ومحنت زیادہ ہے کہ دوپہر کی گرمی اور بھوک کی حالت میں پڑھی جاتی ہے، نیز اس وقت کھانا کھاکر آرام کرنے کو دل چاہتا ہے اس لیے ان کا ثواب زیادہ ہے۔

۳۔ یعنی گناہ صغیرہ جھڑ جاتے ہیں خصوصًا وہ گناہ جو ہاتھوں سے کیے جاویں، گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد ادا کرنے سے معاف ہوسکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری ڈکیتی کرلی جاوے کسی کا مال مارلیا جاوے بعد میں کسی سے مصافحہ کرلیا جاوے سب معاف ہو۔ نعوذ باللہ! (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳۱)

(4) صحیح البخاري، کتاب الاستئذان باب المصافحۃ، الحدیث: ۶۲۶۳، ج۴، ص۱۷۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی بوقت ملاقات مصافحہ کرنا سنت صحابہ ہے بلکہ سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۱۴)

میں مصافحہ کرو، دل کی کپٹ جاتی رہے گی (یعنی کینہ ختم ہوجائے گا) اور باہم ہدیہ کرو، محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔(5)

حدیث ۵: امام احمد نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (مصافحہ کیا) تو اللہ تعالٰی کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کردے اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہوجائے گی اور جو لوگ جمع ہوکر اللہ تعالٰی کا ذکر کرتے ہیں اور سوا رضائے الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہوجاؤ! تمھاری مغفرت ہوگئی، تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔(6)

حدیث ۶: طبرانی نے سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے۔ اور ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔(7)

حدیث ۷: ابن النجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالٰی دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے، اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔(8)

---

(5) الموطا للامام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المھاجرۃ، الحدیث: ۱۷۳۱، ج۲، ص۴۰۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عطاء ابن عبداللہ ابی مسلم ہیں، بلخی ہیں، خراسانی ہیں، تابعی شام میں قیام رہا، ۵۰ ہجری میں پیدائش ہے، ۱۳۵ھ ایک سو پینتیس میں وفات پائی، آپ سے امام مالک، اوزاعی شعبہ وغیرہم نے روایات لی ہیں۔

۲۔ یہ دونوں عمل بہت ہی مجرب ہیں جس سے مصافحہ کرتے رہو اس سے دشمنی نہیں ہوتی، اگر اتفاقاً کبھی ہوبھی جائے تو اس کی برکت سے ٹھہرتی نہیں، یوں ہی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے سے عداوتیں ختم ہوجاتی ہیں، یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف طریقہ سے مروی ہے، دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰ ۵)

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۲۴۵۴، ۱۲۴۵۶، ج۴، ص۲۸۶۔

(7) المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۵۰، ج۶، ص۲۵۶۔

(8) کنز العمال، کتاب الصحبۃ، رقم: ۲۵۳۵۸، ج۹، ص۵۷۔

حدیث ۸: امام احمد و ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری تحیت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔(9)

حدیث ۹: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم)! کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟ فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا، تو کیا اس سے چپٹ جائے اور بوسہ لے؟ فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا، تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں۔(10)

حدیث ۱۰: ابوداود نے روایت کی، کہ ایک شخص نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا تم لوگ جب حضور

---

(9) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في المصافحة، الحديث: ۲۷۴۰، ج۴ص ۳۳۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب کوئی شخص کسی بیمار کی مزاج پرسی کرنے جاوے تو اپنا ہاتھ اس کے سر یا ہاتھ پر رکھے پھر زبان سے یہ کہے اس سے بیمار کو تسلی ہوتی ہے مگر بہت دیر تک ہاتھ نہ رکھے رہے یہ ہاتھ رکھنا اظہار محبت کے لیے ہے۔

۲۔ بوقت ملاقات صرف سلام کرنا ادنیٰ درجہ ہے اور معانقہ کرنا انتہائی حالت ہے، ہر وقت معانقہ تکلیف کا باعث ہے، درمیانی حالت یہ ہے کہ بوقت ملاقات سلام بھی کرے مصافحہ بھی اور درمیانی حالت ہمیشہ اچھی ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۵۱۸)

(10) المرجع السابق، الحديث: ۲۷۴۷، ج۴ص ۳۳۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ جھکنا رکوع ہے اور غیر خدا کو جیسے سجدہ کرنا حرام ہے ایسے ہی رکوع کرنا بھی حرام ہے۔ خیال رہے کہ جھکنا جب ممنوع ہے جب کہ تعظیم کے لیے ہو، اگر جھکنا کسی اور کام کے لیے ہو اور وہ کام تعظیم کے لیے ہو تو جائز جیسے کسی کے جوتے سیدھے کرنے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں چومنے کے لیے جھکنا ممنوع نہیں کہ یہ جھکنا اور کاموں کے لیے ہے۔

۲۔ لپٹنے اور چومنے کی ممانعت کی چند وجہیں ہوسکتی ہیں: ہر ایک سے معانقہ کرنا، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں چومنا منع ہے، خاص بزرگوں کی دست و پابوسی اور خاص پیاروں کو گلے لگانا جائز ہے یا دنیاداروں مالداروں سے خوشامد کے لیے لپٹنا، ان کے ہاتھ پاؤں چومنا درست نہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں معانقہ اور دست و پابوسی کا ثبوت ہے، حضور نے بعض صحابہ سے معانقہ کیا ہے اور صحابہ نے حضور کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔ (مرقات، لمعات، اشعہ)

۳۔ یعنی مصافحہ کرنا ہر مسلمان سے سنت ہے بوقت ملاقات مصافحہ کرے بوقت وداع نہ کرے کہ وداع کے وقت مصافحہ کرنے سے محبت گھٹتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۵۱۷)

(صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖ‌ ‌ٖ‌والہٖ وسلَّم) سے ملتے تھے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) تم سے مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) نے مصافحہ کیا۔ ایک دن حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) نے آدمی بھیجا، میں گھر پر موجود نہ تھا، جب آیا تو مجھے مطلع کیا گیا میں حاضر ہوا، اس وقت حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) تخت پر تھے، مجھے چپٹا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا، خوب اچھا۔(11)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) نے حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دریافت کیا، کہ وہ یہاں ہیں؟ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) نے انھیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے۔ پھر فرمایا: اے اللہ (عزوجل)! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔(12)

حدیث ۱۲: امام احمد نے یعلی[1] رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما دوڑ کر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں آئے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) نے انھیں چپٹا لیا اور فرمایا: اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔[2](13)

حدیث ۱۳: ترمذی نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ جب مدینہ میں آئے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) میرے مکان میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ‌ٖوالہٖ وسلَّم) کپڑا گھسیٹتے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے چل دیے۔ واللہ! میں

---

(11) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في المعانقة، الحدیث: ۵۲۱۴، ج ۴ ص ۴۵۳۔

(12) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن والحسین رضي اللہ عنہما، الحدیث: ۵۷۔ (۲۴۲۱)، ص ۱۳۱۹۔

(13) المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث یعلی بن مرة الثقفي، الحدیث: ۱۷۵۷۳، ج ۶، ص ۱۷۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہاں یعلی ابن مرہ مراد نہیں بلکہ یعلی ابن امیہ مراد ہیں جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور غزوہ حنین، طائف، تبوک میں حاضر ہوئے، جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے اسی میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ، آپ سے بہت حضرات نے روایات لیں۔ (مرقات)

۲؎ اولاد کو مجبن مبخل فرمانا ان کی برائی کے لیے نہیں بلکہ انتہائی محبت کے اظہار کے لیے ہے یعنی اولاد کی انتہائی محبت انسان کو بخیل و بزدل بن جانے پر مجبور کردیتی ہے۔ یہ بات فطری ہے اگرچہ اللہ والوں میں اس کا ظہور کم ہوتا ہے مؤمن کو اللہ رسول بمقابلہ اولاد پیارے ہوتے ہیں لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ الخ۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۲۹)

نے کبھی اس کے پہلے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے انھیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ (14)

حدیث ۱۴: ابو داود نے اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک انصاری شخص جن کی طبیعت میں مزاح تھا، وہ باتیں کررہے تھے اور لوگوں کو ہنسا رہے تھے۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کونچا دیا۔ انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) سے عرض کی، مجھے اس کا بدلہ دیجیے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: بدلہ لے لو۔ انھوں نے کہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) قمیص پہنے ہوئے ہیں، میرے بدن پر قمیص نہیں ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے قمیص ہٹادی، وہ چپٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا۔ (15) (بدلہ لینا مقصود نہ تھا)

حدیث ۱۵: ابو داود وبیہقی نے عامر شعبی سے مرسلاً روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔ (16)

حدیث ۱۶: ابو داود نے زارع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں آیا تھا، یہ بھی اس وفد میں تھے، یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے، اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔ (17)

---

(14) سنن الترمذي، كتاب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في المعانقة والقبلة، الحديث: ۲۷۴۱، ج ۴، ص ۳۳۵.

(15) سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في قبلة الجسد، الحديث: ۵۲۲۴، ج ۴، ص ۴۵۶.

(16) المرجع السابق، باب في قبلة ما بين العينين، الحديث: ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵.

(17) المرجع السابق، باب قبلة الرجل، الحديث: ۵۲۲۵، ج ۴، ص ۴۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ زارع ابن عامر ابن عبدالقیس ہیں، عبدالقیس قبیلہ کے وفد میں آپ بھی حاضر بارگاہ ہوئے تھے ایمان لائے، صحابی بنے، بصرہ میں قیام رہا۔ (مرقات)

۲۔ یعنی جب مدینہ پہنچے تو شوق ومحبت میں بے خود ہوگئے اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر حضور انور کی طرف دوڑنے لگے زیارت کے لیے، آج بھی حجاج جب مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو انہیں سامان رکھنا مشکل پڑ جاتا ہے یہ تڑپ وہ جانے جس کے دل سے لگی ہو۔ اسی وفد میں ایک صاحب تھے جن کا نام تھا اشج یہ سردار قافلہ تھے، یہ اپنی سواری سے اترے، غسل کیا، سفید عمدہ لباس پہنا، پھر مسجد شریف میں آکر دو رکعت نفل ادا کی، پھر نہایت ادب وانکسار خشوع وخضوع سے بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے حضور انور ان کے اس ادب سے بہت ←

حدیث ۱۷: ابوداود نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) ان کی طرف کھڑے ہوجاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہوجاتیں اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔(18)

حدیث ۱۸: ابوداود نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ شروع شروع مدینہ میں آئے تھے میں ان کے ساتھ ان کے یہاں گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بخار میں لیٹی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو اور ان کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔(19)

خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری دو خصلتیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں: ایک حلم، دوسرے وقار۔(اشعہ)

۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں دونوں چومنا جائز بلکہ مستحب ہے خواہ پاؤں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چومے خواہ پاؤں پر منہ رکھ کر چومے دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ مصافحہ کر کے اپنا ہاتھ چومنا منع ہے، بزرگوں کے ہاتھ اپنے منہ سے چومے ایسے ہی ان کے پاؤں اپنے منہ سے چومے آنکھیں ان کے قدموں سے ملے۔ مبارک ہیں وہ ہونٹ اور آنکھیں جو حضور کے قدم شریف سے لگ جاویں۔ شعر

اشارہ آپ کا پاتے ہم آتے اپنی آنکھوں سے — تمہارے آستانہ کو لگاتے اپنی آنکھوں سے

تم آتے خواب میں ہم پتلیاں قدموں سے مل لیتے — ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

پابوسی کو سجدہ سمجھنا جہالت ہے، سجدہ میں سات اعضاء زمین پر لگنا اور سجدہ کی نیت ہونا ضروری ہے قدم بوسی میں یہ کچھ نہیں ہوتا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۲۵)

(18) المرجع السابق، باب في القيام، الحديث: ۵۲۱۷، ج ۴، ص ۴۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ حضرت فاطمہ زہرا کے لیے حضور کا کھڑا ہونا تعظیم کا نہ تھا کہ تعظیم اپنے سے بڑے کی ہوتی ہے بلکہ خوشی کا قیام تھا ایسے ہی یہ بوسہ محبت و پیار کا تھا۔ ساری اولاد میں حضور کو جناب فاطمہ زہرا بہت پیاری تھیں کہ سب سے چھوٹی تھیں اور آپ کی والدہ جناب خدیجہ آپ کے لڑکپن میں وفات پاگئی تھیں تو آپ حضور کی گود میں حضور کی آغوش میں پلیں رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

۳۔ حضرت خاتون جنت کا یہ قیام وغیرہ حضور کی تعظیم کے لیے تھا جس میں محبت و جوش کی چاشنی تھی۔ معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے قیام سنت فاطمہ زہرا ہے اور خوشی کے لیے قیام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ معلوم ہوا کہ جوان بیٹی کو چومنا اور جوان بیٹی کا اپنے باپ کو چومنا جائز ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۲۶)

(19) سنن ابي داود، كتاب الادب، باب في قبلة الخد، الحديث: ۵۲۲۲، ج ۴، ص ۴۵۵.

حدیث ۱۹: ترمذی نے صفوان بن عسال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ دو ۲ یہودی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو ۹ نشانیاں کیا ہیں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (۱) اور چوری نہ کرو۔ (۲) اور زنا نہ کرو۔ (۳) اور جس جان کو اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔ (۴) اور جو جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لیے نہ لے جاؤ۔ (۵) اور جادو نہ کرو۔ (۶) اور سود نہ کھاؤ۔ (۷) اور عفیفہ (پاکدامن عورت) پر زنا کی تہمت نہ دھرو۔ (اور لڑائی کے دن مونھ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودی ہفتہ کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا تو انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔(20)

حدیث ۲۰: ابوداود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔(21)

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ جب بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلے کا نام ہے) اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حکم پر اترے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور وہ وہاں سے قریب میں تھے۔ جب مسجد کے قریب آگئے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔(22)

---

(20) سنن الترمذي، کتاب الاستئذان... إلخ، باب ما جاء في قبلة الید والرجل، الحدیث: ۲۷۴۲، ج ۴، ص ۳۳۵.

(21) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في قبلة الید، الحدیث: ۵۲۲۳، ج ۴، ص ۴۵۶.

(22) صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، الحدیث: ۳۰۴۳، ج ۲، ص ۳۲۲.

وکتاب المغازي، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب... إلخ، الحدیث: ۴۱۲۱، ج ۳، ص ۵۶.

وصحیح مسلم، کتاب الجهاد... إلخ، باب جواز قتال من نقض العهد... إلخ، الحدیث: ۶۴۔ (۱۷۶۸)، ص ۹۷۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ غزوہ خندق جسے احزاب بھی کہتے ہیں اس میں یہود مدینہ یعنی بنی قریظہ اور بنی نضیر کا ہاتھ تھا انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کرکے کفار مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کرائی تھی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ سے فارغ ہوکر پچیس دن بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا یہ لوگ تنگ آکر بولے کہ ہم سعد ابن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ ہمارے متعلق جو فیصلہ کریں ہم کو منظور ہے یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ کو بلوایا تا کہ وہ اپنا فیصلہ دیں یہاں وہ واقعہ مذکور ہے۔

۲؎ حضرت سعد ابن معاذ اس غزوہ خندق میں زخمی ہوگئے تھے زخم سے خون جاری تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر خون ←

حدیث ۲۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔(23)

حدیث ۲۳: ترمذی و ابوداود نے معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم

قدرتی طور پر بند ہوگیا تھا۔(اشعہ)

۳؎ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی شریف نہیں ہے بلکہ وہ جگہ ہے جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس محاصرہ کے زمانہ میں نماز پڑھتے تھے کیونکہ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے محلہ کے اردگرد مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے وہاں حضرت سعد بلائے گئے تھے۔(مرقات)

۴؎ اس فرمان عالی میں حضور انور نے تمام انصار کو دو حکم دیئے: ایک حضرت سعد کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، دوسرے ان کے استقبال کے لیے کچھ آگے جانا ان کو لے کر آنا بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعظیمی قیام اور استقبال جائز بلکہ سنت صحابہ ہیں بلکہ حضور کی سنت قولی بھی اس لیے الی سیدکم فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم حضرت سعد کی بیماری کی وجہ سے تھا تاکہ لوگ انہیں سواری سے اتار لاویں مگر یہ درست نہیں ورنہ صرف ایک دو آدمیوں کو کہا جاتا اور بجائے سیدکم کے مریضکم ارشاد ہوتا تمام انصار کو قیام کا حکم نہ ہوتا۔ جمہور علماء نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا ہے بزرگوں کے لیے قیام تعظیمی مستحب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکرمہ ابن ابوجہل اور عدی ابن حاتم کی آمد پر ان کی عزت افزائی کے لیے قیام فرمایا، حضرت فاطمہ زہرا حضور انور کی تشریف آوری پر تعظیم قیام کرتی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیام تعظیمی بارہا کیا ہے، دیکھو۔(مرقات، اشعہ اور لمعات) ہم باب الاسراء میں اس پر بحث کرچکے ہیں اور ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں قیام تعظیمی کی مکمل بحث کردی گئی ہے وہاں مطالعہ کرو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۴۲)

(23) شعب الایمان، باب في مقاربۃ وموادۃ أھل الدین، فصل في قیام المرء... إلخ، الحدیث: ۸۹۳۰، ج۶، ص۴۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ حضور کی تعظیم کے لیے کیونکہ یہ بات بہت بری محسوس ہوتی ہے کہ مخدوم کھڑا ہو اور خدام بیٹھے یا لیٹے ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخدوم کے جانے پر بھی قیام تعظیمی سنت ہے یہ وہ حدیث ہے جس سے قیام تعظیمی کا ثبوت ہے، ممانعت قیام کی احادیث کا مطلب ہم پہلے عرض کرچکے ہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں وہاں کا مطالعہ فرماؤ۔

۲؎ اس میں تعظیم کی انتہا ہے کہ جب تک حضور اپنے کسی گھر میں داخل نہ ہوجاتے وہ حضرات کھڑے ہی رہتے تاکہ ہم حضور کے سامنے جب کہ آپ کھڑے ہوں بیٹھے ہوئے نظر نہ آئیں، اللہ تعالٰی ایسا ادب نصیب کرے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۴۲)

نے فرمایا: جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔(24)

حدیث ۴۴: ابو داود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے۔ ہم حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ارشاد فرمایا: اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ ان میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے۔(25)

یعنی عجمیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح و مذموم ہے، اس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے، وہ یہ ہے کہ اُمرا بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروجہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ وہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لیے لوگ کھڑے ہوا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو برا مانے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت جگہ رواج ہے کہ امیروں، رئیسوں، زمین داروں کے لیے ان کی رعایا کھڑی ہوتی ہے، نہ کھڑی ہو تو زدوکوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی متکبرین و متجبرین کے متعلق معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں وعید آئی

---

(24) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في کراھیۃ قیام الرجل للرجل، الحدیث: ۲۷۶۴، ج۴، ص۳۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اس حدیث نے ممانعت قیام کی تمام حدیثوں کی شرح کردی کہ جو کوئی اپنے لیے قیام تعظیمی کرانا چاہے اس کے لیے نہ کھڑے ہو یا اس طرح کھڑے ہونا ممنوع ہے کہ مخدوم بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں دست بستہ اور یہ عمل تکبر و غرور کے لیے ہو ضرورۃً نہ ہو تب سخت ممنوع ہے۔ عالم دین کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا یوں ہی عادل حاکم کے روبرو کھڑا ہونا خصوصًا مقدمہ والوں کا یوں استاذ کے سامنے شاگردوں کا کھڑا ہونا مستحب ہے اگرچہ یہ حضرات بیٹھے ہوئے ہوں اور شاگردوں وغیرہ کھڑے ہوں۔(مرقات) ہاں مخدومین کا تکبرًا انہیں کھڑا کرنا خود بیٹھے رہنا یہ ممنوع ہے یہ ہی یہاں مراد ہے۔(اشعۃ اللمعات)

۲؎ یعنی اس قسم کی تعظیم کو پسند کرنا یا لوگوں کو ایسی تعظیم کا اپنے لیے حکم دینا جہنمی ہونے کا سبب ہے اور تکبر جہنم کا راستہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳۶)

(25) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمہ بذلک، الحدیث: ۵۲۳۰، ج۴، ص۴۵۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ غالبًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اس لیے عصا پر ٹیک لگائے تشریف لائے۔

۲؎ یعنی تمہارا یہ قیام تو ٹھیک ہے مگر عجمیوں کا سا قیام نہ کرنا کہ مخدوم بیٹھا ہو خدام سامنے دست بستہ سر و قد کھڑے ہوئے ہوں اور مخدوم اس تعظیم کی خواہش بھی کرتا ہو کہ ایسا قیام ممنوع ہے یہ قیود خیال میں رہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ یہاں قیام سے مراد وقوف ہے یعنی کسی کے لیے تعظیمًا کھڑا رہنا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳۷)

ہے(26) اور اگر ان کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اس کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لیے کھڑا ہوتا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

❁❁❁❁❁

(26) انظر: سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فی قیام الرجل للرجل، الحدیث: ۵۲۲۹، ج ۴، ص ۴۵۷.

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی، اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر و عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا، اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔(1)

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹،ص ۶۲۸.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر وغرر میں ہے:

المصافحة سنة عقب الصلوات كلها و عند كل لقى ولنا فيها رسالة سميتها سعادة اهل الاسلام بالمصافحة عقب الصلوة والسلام۔ ۲؎

مصافحہ کرنا تمام نمازوں کے بعد اور ہر ملاقات کے موقع پر سنت ہے۔ اسی موضوع پر ہمارا ایک رسالہ ہے جس کا نام سعادۃ اھل الاسلام بالمصافحۃ عقب الصلوۃ والسلام رکھا ہے۔ (یعنی درود وسلام پڑھنے کے بعد مصافحہ کرنے میں مسلمانوں کے لئے سعادت ہے)۔(ت)

(۲؎ غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ الدرر الحکام باب الصلوۃ العیدین میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۴۲)

حاشیۃ الکنز لعلامۃ السید الازہری میں ہے:

من المستحب (اى يوم العيد) اظهار الفرح والبشاشة والتهنية والمصافحة بل هى سنة عقب الصلوات كلها ۳؎

عید کے دن خوشی فرحت اور مبارکباد کا اظہار کرنا اور باہم ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا مستحب ہے بلکہ ہر نماز کے بعد مصافحہ سنت ہے۔(ت) (۳؎ فتح المعین شرح الکنز لملا مسکین باب الصلوۃ العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۲۵)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: كذا تطلب المصافحة فهى سنة عقب الصلوة كلها ۴؎

(۴؎ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب احکام العیدین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۸۹)

یوں ہی مصافحہ کی طلب کی جائے کیونکہ یہ ہر نماز کے بعد سنت ہے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۳۸، ۲۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲: جس طرح فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے، کیونکہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہی ہے، جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو۔(2)

مسئلہ ۳: مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے، فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔(3)

مسئلہ ۴: مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا دستِ مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔(4) یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہا نے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے، وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔(5)

مسئلہ ۵: مصافحہ مسنون یہ ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں، اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظر فقیر سے نہیں گزری۔ مگر اصل مصافحہ کا جواز (یعنی جائز ہونا) حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ ۶: معانقہ کرنا (یعنی گلے ملنا) بھی جائز ہے جبکہ خوف فتنہ اور اندیشہ شہوت نہ ہو۔ چاہیے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو، بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔(6)

---

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹ص۶۲۸۔

(3) المرجع السابق،ص۶۲۹۔

(4) صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب المصافحۃ، ج۴،ص۱۷۷۔

(5) انظر ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹ص۶۲۹۔

(6) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ،فصل فی الاستبراء وغیرہ، ج۷،ص۵۶۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ، شہوت نہ ہو بلاریب مشروع ہے اس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر وغیر سفر میں بشرائط مذکورہ مطلقا جائز۔ تخصیص سفر کی حدیث دفقہ سے ثابت نہیں نہ کہ استغفر اللہ مطلقا حرام ہو ابوجعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں: قال سالت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم ←

....

وصالح ودهم وان اول من عانق خلیل الله ابراهیم [۱]۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ہے ان کی، اور بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ تعالٰی کے خلیل ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (۱۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی حدیث ۱۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳ / ۱۵۵)

اس حدیث میں صریح تائید ہے عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے۔ افزونی محبت پر۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصا نزد قدوم از سفر [۲] الخ۔ اگر کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو گلے ملنا جائز ہے خصوصا جبکہ آدمی سفر سے آئے الخ۔ (ت)

(۲۔ اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب المصافحۃ والمعانقۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴ / ۲۰)

درمختار میں ہے: وکرہ تحریما تقبیل الرجل ومعانقته فی ازار واحد. وقال ابویوسف رحمه الله تعالٰی لاباس بالتقبیل والمعانقة فی ازار واحد ولو کان علیه قمیص او جبة جاز بلا کراهة بالاجماع وصححه فی الهدایة وعلیه المتون [۳] انتهی ملخصا۔ کسی مرد کو بوسہ دینا اور اس سے گلے ملنا ایک چادر میں مکروہ تحریمی ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ایک ازار میں بوسہ دینے اور معانقہ کرنے میں حرج نہیں اور اگر وہ کرتہ پہنے ہو یا جبہ تو بغیر کسی کراہت کے بالاجماع جائز ہے ہدایہ میں اس کی تصحیح فرمائی اور اسی کے مطابق سارے متون ہیں انتہی ملخصا۔ (ت)

(۳۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۴)

اور ایسا ہی شیخ محقق نے کافی سے نقل کیا: حیث قال وگفتہ اند کہ خلاف درجائیست کہ برہنہ تن باشند اما باقمیص وجبہ لاباس بہ است باجماع وھو الصحیح کذا فی الکافی [۱]۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ معانقہ وغیرہ میں اس جگہ اختلاف ہے کہ جہاں ننگے ہوں، لیکن اگر کرتہ یا جبہ پہنے ہوں تو پھر بالاجماع کوئی حرج نہیں، اور یہی صحیح ہے یونہی کافی میں مذکور ہے۔ (ت)

(۱۔ اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب المصافحۃ والمعانقۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴ / ۲۱)

البتہ اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں۔ بیشک جہاں خوف فتنہ ہو مثلا عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصا جبکہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت وعدم جواز میں کسی کو کلام نہیں شرح وقایہ کی کتاب الکراہیۃ میں ہے:

وکرہ تقبیل الرجل وعناقه فی ازار واحد وجاز مع قمیص ومصافحة ش عطف علی الضمیر فی جاز هذا عند ابی حنیفه ومحمد رحمهما الله تعالٰی وقال ابو یوسف رحمه الله تعالٰی عنه لاباس بهما فی ازار واحد واما مع القمیص فلا باس بالاجماع والخلاف فیما یکون للمحبة واما بالشهوة فلا شك فی الحرمة اجماعا [۲] انتهی۔ کسی مرد کو بوسہ دینا اور ایک چادر میں اس سے گلے ملنا مکروہ ہے البتہ کرتہ پہنے ہوں تو جائز ہے۔ اور مصافحہ کرنا بھی جائز ہے۔ ←

حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معانقہ کیا۔(7)

مسئلہ ۷: بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ یہ معانقہ بھی جائز ہے، جبکہ محل فتنہ نہ ہو مثلاً امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محل فتنہ ہے۔

مسئلہ ۸: بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو ہوسکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا۔(8) اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ ۹: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔(9)

مسئلہ ۱۰: عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے، بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی نے عالم دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجیے کہ میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لیے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔(10)

(تشریح) مصافحہ، اس عبارت کا عطف جاز کی ضمیر پر ہے۔ اور یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے لیکن امام ابو یوسف نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے بوسہ دینا اور معانقہ کرنا اگر ایک چادر میں ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قمیص پہنے ہو تو پھر بالاتفاق کچھ مضایقہ نہیں۔ اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ یہ کام پیار و محبت کے انداز میں ہو لیکن اگر شہوت سے ہو تو پھر اجماعاً حرمت میں کوئی شک نہیں اھ (ت) (۲؎ شرح الوقایہ کتاب الکراہیۃ مسئلۃ التقبیل والاعتناق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴/ ۵۴ تا ۵۶)

جن روایتوں میں معانقہ سے نفی آئی ہے ان میں جمعا بین الاحادیث یہی صورت مقصود، امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ اہل سنت کے پیشوا ہیں اس معنی کی تصریح فرمائی کماذکرہ الشیخ المحقق فی شرح المشکوٰۃ (جیسا کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں بیان فرمایا۔ت) سو اس صورت میں مصافحہ بھی نادرست ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) احادیث کثیرہ میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے بارہا بحالت سفر اور بلاسفر معانقہ فرمایا اور اسے جائز رکھا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۵۱، ۲۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) انظر: سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في قبلة ما بین العینین، الحدیث: ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵۔

پڑھیے فتاوی رضویہ، جلد ۸ میں رسالہ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید

(8) سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفات ودفنہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم، الحدیث: ۱۶۲۷، ج ۲، ص ۲۸۳۔

(9) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل في الاستبراء وغیرہ، ج ۷، ص ۵۶۔

(10) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۳۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۱۱: عورت نے عورت کے مونھ یا رخسارہ کو بوقتِ ملاقات یا بوقتِ رخصت بوسہ دیا، یہ مکروہ ہے۔ (11)
مسئلہ ۱۲: عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہوا، دونوں گنہگار ہوئے۔ (12)

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

لاباس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انه لاباس بتقبیل ید الحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنة مجتبی ۲؎۔

کسی عالم اور پارسا شخص کے بطور تبرک ہاتھ چومنے میں کوئی حرج نہیں (درر) مصنف نے الجامع سے نقل فرمایا کہ دیندار حاکم اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بھی بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ سنت ہے (مجتبٰی)۔ (ت)

(۲؎ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۴)

ردالمحتار میں ہے:

قوله وقیل سنة ای تقبیل ید العادل والسلطان العادل قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث سنیته اوندبه کما اشار الیه العینی ۱؎۔

مصنف کا قول کہا گیا کہ یہ سنت ہے (یعنی عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا) علامہ شرنبلالی نے فرمایا کہ حدیثوں کا مفاد سنیت یا استحباب ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۴۵)

اسی میں ہے:

قدم عن الخانية والحقائق ان التقبیل علی سبیل البر بلا شهوة جائز بالاجماع ۲؎۔

فتاوٰی قاضی خاں اور الحقائق کے حوالے سے پہلے بیان کیا گیا کہ نیکی کے انداز پر بغیر شہوت بوسہ دینا بالاتفاق جائز ہے۔ (ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۴۵)

درمختار میں ہے: اما علی وجه البر فجائز عند الکل خانیة ۳؎۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۴)

بھلائی کے طریقے پر بوسہ دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔ فتاوٰی قاضی خان اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۲۹۔ ۲۳۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) المرجع السابق، ص ۶۳۲۔

(12) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاستبراء وغیرہ، ج ۷، ص ۵۶۔

مسئلہ ۱۳: بوسہ کی چھ قسمیں ہیں:

(1) بوسہ رحمت، جیسے والدین کا اولاد کو بوسہ دینا۔

(2) بوسہ شفقت، جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا۔

(3) بوسہ محبت، جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے۔

(4) بوسہ تحیت، جیسے بوقت ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے۔

(5) بوسہ شہوت، جیسے مرد عورت کو بوسہ دے اور

(6) ایک قسم بوسہ دیانت ہے، جیسے حجر اسود کا بوسہ۔(13)

مسئلہ ۱۴: مصحف یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصحف کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مس کرتے۔(14)

مسئلہ ۱۵: سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطورِ اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ کو بروجہ تحیت سجدہ کرنا یا اس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں، مگر یہ شخص گنہگار ہوا اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ کیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا بھی اگر زمین کو بوسہ دے، یہ بھی ناجائز و گناہ ہے، کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں۔(16)

مسئلہ ۱۷: ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے۔(17) یعنی اتنا جھکنا کہ حدِ رکوع تک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸: آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے، جبکہ ایسے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے، مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس

---

(13) المرجع السابق.

(14) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹، ص ۶۳۴.

(15) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹، ص ۶۳۲.

پڑھئے فتاوی رضویہ، جلد ۲۲ میں رسالہ الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاۃ الملوک، ج۵، ص ۳۶۸۔۳۶۹.

(17) المرجع السابق، ص ۳۶۹.

کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہوسکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ بات ناپسند و مذموم ہے۔(19) احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے یا اس قیام کو برا بتایا گیا ہے۔ جو اعاجم میں مروج ہے کہ سلاطین بیٹھے ہوتے ہیں اور اُس کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں، آنے والے کے لیے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔قیام میلاد شریف کی ممانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ ۲۰: جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لیے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوگا، خصوصاً ایسی جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہیے تاکہ ایک مسلم کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔(20)

---

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹ص ۶۳۲۔

(19) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹ص ۶۳۳۔

(20) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وہابی جھوٹے ہیں اور اُن کا منع کہنا شریعت پر افترا ہے، ان سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو۔ اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے، تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیح میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں، تو بکا کریں، حکم اُن کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جابجا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے تو جب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول اللہ کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔قرآن عظیم سے بڑھ کر اور کیا دلیل درکار ہے، زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لیے قیام فرماتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام کرتیں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لیے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلسِ انور سے اُٹھتے قمنا قیاما حتی نراہ قددخل بعض بیوت ازواجہ۔ا؎

(ا؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲)

ہم سب کھڑے ہوجاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے، ممانعت قیامِ اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے۔بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معظم دینی آئے اور حاضرین اس کے لیے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمایئے تشریف رکھئے، اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً کرتا ہے بلکہ تواضعاً، مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملّوں کے لیے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لیے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہوں گے بے ادب جانیں گے مگر یہ تو اپنے مُلّوں کی تعظیم ہے جن کی باطل عظمت سے ←

....

❁❁❁❁❁

دل بھرے ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اس میں یہ شاخسانے سوجھتے ہیں. شفا شریف وغیرہا میں ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات انور کی طرح ہے، وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صدہا سال سے مقرر کی کمافی عقد الجوھر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص ۲۸۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج۹، ص ۶۳۳۔

چھینک اور جماہی کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے۔ جب کوئی شخص چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یَرْحَمُكَ اللہ کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہوسکے، اُسے دفع کرے کیونکہ جب جماہی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔(1) یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے،

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب اذا تثاوب فلیضع یدہ علی فیہ، الحدیث: ۶۲۲۶، ج ۴، ص ۱۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چھینک سے دماغ صاف ہوتا ہے، چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہوجاتا ہے، طبیعت کھل جاتی ہے جس سے عبادات پر زیادہ قدرت ہوتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ زکام آکر خیریت سے گزر جاوے تو بہت بیماریوں کا دفعیہ ہے۔

۲۔ جمائی سستی کی علامت ہے اس سے جسم میں جمود طاری ہوتا ہے، چھینک رب کو پسند ہے جمائی شیطان کو پسند اس لیے حضرات انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آتی۔

۳۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ چھینک کا جواب دینا فرض ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ فرمایا گیا حقا۔ عام علماء اسے سنت کہتے ہیں، فرض والوں میں بعض لوگ اسے فرض عین کہتے ہیں، بعض فرض کفایہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا الحمد للہ بلند آواز سے کہے تاکہ لوگ سن سکیں اور صرف سننے والے پر جواب ہے نہ سننے والے پر کچھ نہیں۔ جواب چھینک کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے حق یہ ہے کہ اس کا جواب سنت علی العین ہے کہ ہر سننے والا جواب دے، یہاں حق بمعنی واجب یا لازم نہیں بلکہ بمعنی استحقاق ہے جیسے فرمایا گیا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا وغیرہ۔

۴۔ یعنی شیطان کے اثر سے جمائی آتی ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے ہاہ کرنے پر وہ ہنستا ہے اسی لیے حضرت انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آتی جیسے کہ انہیں احتلام نہیں ہوتا کہ یہ شیطانی چیزیں ہیں۔ (مرقات)

۵۔ جمائی دفع کرنے کی تین تدبیریں ہیں: جب جمائی آنے لگے تو ناک سے زور سے سانس نکال دے۔ جب جمائی آنے لگے تو نیچا ہونٹ دانتوں میں دبالے۔ جب جمائی آنے لگے تو یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی۔

۶۔ یعنی جب کوئی جمائی میں منہ پھیلاتا ہے اور ہاہ کہتا ہے تو شیطان خوب ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے کہ میں نے اسے پاگل بنادیا اپنا اثر ←

ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے۔(2)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ الله کہے جب یہ یَرْحَمُكَ الله کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ ۔(3)

ترمذی اور دارمی کی روایت میں ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ۔(4)

اس پر کرلیا۔

۷۔ یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آوازوں سے شیطان بھاگتا ہے، بعض آوازوں سے وہ خوش ہوتا ہے، اللہ کے ذکر کی آواز سے اسے تکلیف ہوتی ہے جمائی کی آواز سے وہ ہنستا ہے گانے باجے کی آواز پر وہ خوشی سے ناچتا ہوگا لہذا بری آوازوں سے بچو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۵۶۹)

(2) صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ إبلیس وجنودہ، الحدیث:۳۲۸۹، ج۲،ص۴۰۲.
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب العطاس والتثاؤب، الحدیث:۴۷۳۲، ج۳،ص۲۴.

(3) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الحدیث:۶۲۲۴، ج۴،ص۱۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ چونکہ چھینک اللہ تعالٰی کی نعمت ہے لہذا اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے، چونکہ اس حمد سے اس نے اللہ کی نعمت کی قدر کی لہذا سننے والے نے اسے دعا دی یرحمك الله، چونکہ اس دعا دینے والے نے اس پر احسان کیا لہذا احسان کا بدلہ احسان سے کرتے ہوئے یہ پھر اسے دعا دے اور کہے یہدیکم اللہ غرضکہ ان ذکروں کے ایر پھیر میں عجیب حکمت ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۵۶۹)

(4) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء کیف یشمت العاطس، الحدیث:۲۷۵۰، ج۴،ص۳۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ عمل جو کوئی چھینک پر کہے الحمد للہ علی کل حال اور اپنی زبان سارے دانتوں پر پھیر لیا کرے تو ان شاءاللہ دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا مجرب ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو کوئی چھینک پر کہے الحمد للہ رب العالمین علی کل حال تو ان شاءاللہ اسے کبھی ڈاڑھ اور کان کا درد نہ ہوگا۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔(ابن ابی شیبہ، مرقات) حق یہ ہے کہ تمام سننے والوں پر جواب دینا سنت ہے یعنی جواب چھینک سنت علی العین ہے۔

۲۔ کہ بال کے معنی دل، خیال، حال ہیں۔ یہاں بمعنی حال ہے جب حال ہی ٹھیک ہوگیا تو دل و خیال بھی ٹھیک ہوجائیں گے اس لیے یہاں بال سے حال مراد لے تاکہ دعا جامع ہوجاوے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۵۷۶)

حدیث ۳: طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے۔(5)

حدیث ۴: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اگر وہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَحِمَكَ اللہ۔(6)

حدیث ۵: ترمذی نے نافع سے روایت کی، کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس چھینک آئی۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ۔ ابن عمر نے فرمایا: یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی، ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہیں۔(7)

حدیث ۶: ترمذی و ابوداود نے ہلال بن یساف سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم سالم بن عبید کے پاس تھے، ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ سالم نے کہا: وَعَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ اسے اس کا رنج ہوا۔ (کہ

(5) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۲۶، ج۱۰، ص۱۶۲.

(6) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۲۸۴، ج۱۱، ص۳۵۸.

(7) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب مایقول العاطس اذا عطس، الحدیث: ۲۷۴۷، ج۴، ص۳۳۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غالباً وہ صاحب سمجھے کہ حضور انور کو سلام بھی ذکر خیر ہے اور الحمدللہ بھی ذکر خیر اور خیر کو خیر سے ملانا زیادتی خیر کا ذریعہ ہے، دیکھو خطبہ مسجد میں داخلہ کے وقت حمد و صلوۃ و سلام ملے ہوتے ہیں مگر یہ قیاس درست نہ تھا۔ (مرقات)

۲۔ یعنی میں نہ تو حمد الٰہی کا انکار کرتا ہوں نہ حضور کو سلام کرنے کا نہ ان دونوں کو جمع کرنے کا میں خود بارہا ان دونوں کو ملا کر کہا کرتا ہوں۔

۳۔ یعنی چھینک کے موقعہ پر حمد الٰہی کو سلام رسول اللہ سے ملانا خلاف سنت ہے، ہم کو حضور نے اس موقعہ پر یہ سکھایا کہ حمد کے ساتھ علی کل حال ملائیں، نیز حمد کے ساتھ سلام کو ملانا اس سنت کے ترک کا باعث ہے لہذا بدعت ہے اور ممنوع۔ بعض علماء نے چھینک کے وقت درود شریف کو سنت فرمایا ہے، دیکھو اشعۃ اللمعات۔ مگر وہ حضرات علی کل حال کے بعد درود شریف کو مستحب کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی نے چھینک کر کہا تھا السلام علیکم تو حضور انور نے اس پر کچھ سختی فرمائی تھی مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص پر نہایت نرمی کی، وجہ یہ ہے کہ اس شخص نے الحمدللہ بالکل نہ کہا تھا صرف سلام کیا تھا لہذا اس پر سختی کی۔ یہاں اس شخص نے حمد کے بعد سلام کہا یعنی حمد کو چھوڑا نہیں لہذا نرمی فرمائی یا شاید اس شخص نے بارہا یہ قصور کیا ہوگا اس لیے اس پر سختی کی یہاں اس شخص نے پہلی بار یہ قصور کیا ہے، مرقات میں اس دوسری توجیہ کا ذکر کیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۱)

مجھے ایسا جواب کیوں دیا)۔ ابوداود کی روایت میں ہے، کہ اس نے کہا: میری ماں کا آپ نے ذکر نہ کیا ہوتا۔ نہ اچھا، نہ برا تو اچھا ہوتا۔ سالم نے کہا: میں نے وہی کہا جو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا تھا۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: وَعَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ. جب کسی کو چھینک آئے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جواب دینے والا کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ اور وہ کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ۔(8)

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی۔ آپ نے ایک کو جواب دیا، دوسرے کو نہیں دیا۔ اس نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم)! حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) نے اُس کو جواب دیا اور مجھے نہیں دیا۔ ارشاد

(8) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء کیف یشمت العاطس، الحدیث:۲۷۴۹، ج۴، ص۳۳۹.
وسنن ابي داود، کتاب الادب، باب کیف تشمیت العاطس، الحدیث:۵۰۳۱، ج۴، ص۳۹۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ تابعی ہیں، حضرت اشجع کے آزادکردہ غلام ہیں، حضرت علی اور حضرت ابومسعود انصاری مسلم ابن قیس سے ملاقات ہے، بڑے اچھا ایک سو ستتر میں وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے روایات لیں۔ (مرقات واشعہ)

۲؎ یا تو منہ سے نکل گیا یا بجائے الحمدللہ کے السلام علیکم عمدًا کہا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ بھی اللہ کا ذکر ہی ہے یا مسئلہ معلوم نہ تھا۔

۳؎ یہ سلام تحیت کا نہیں ہے بلکہ اظہار ناراضی و بیزاری کا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر کے جواب میں فرمایا "قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ" یعنی تجھے دور ہی سے سلام ہے اس سلام یعنی ناراضگی میں ماں کو اس لیے داخل فرمایا کہ ماں نے بچے کو دین نہ سکھایا یہ باتیں مائیں سکھاتی ہیں اس نے غفلت برتی یا بچے ایسی بدعتیں اکثر ماؤں سے سیکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں لوگ چاند دیکھ کر سلام کرتے ہیں اماں سلام، ابا سلام یہ بھی بوڑھی عورتوں کی رسم ہے، چونکہ ان رسوم بے موقعہ سلام کی موجد عورتیں ہوتی ہیں خصوصًا مائیں دادیاں اس لیے علی ام※ فرمایا۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ بے موقعہ سلام کرنے والے کو جواب نہ دیا جاوے، دیکھو حضور انور نے وعلیکم السلام نہ فرمایا، نیز چونکہ اس نے چھینک کر الحمدللہ نہ کہا لہذا اسے جواب بھی نہ دیا گیا اس حدیث سے بہت مسائل مستنبط ہوسکتے ہیں۔

۵؎ یعنی اس نے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر اس کے چپ ہوجانے سے محسوس ہوا کہ اس کے دل کو اس جواب سے رنج ہوا۔

۶؎ سبحان اللہ! کیا حکیمانہ طریقہ اختیار فرمایا کہ اس کا رنج دور کرنے کو حدیث پیش فرمائی اور فرمایا کہ اس سارے ہی واقعہ میں میں تبع ہوں متبدع نہیں ہوں۔ (مرقات)

۷؎ مقصد یہ ہے کہ یہ موقع سلام کا نہ تھا بلکہ حمد الٰہی کا تھا اگر تم حسب موقعہ الحمد کہتے تو جواب پاتے ہر مقام کے لیے ذکر اللہ علیحدہ ہے۔ خوشی کی خبر پر انا للہ نہ پڑھو غم کی خبر پر الحمدللہ نہ کہو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۷۸)

فرمایا: اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور تو نے نہیں کہا۔(9)

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اسے جواب دو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔(10)

حدیث ۹: صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم) نے اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللهُ کہا، پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم) نے فرمایا: اسے زکام ہوگیا ہے۔(11) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ

---

(9) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب لایشمت العاطس اذالم یحمد اللہ، الحدیث: ۶۲۲۵، ج ۴، ص ۱۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چھینک کے جواب کو تشمیت کہتے ہیں یہ بنا ہے شمت سے بمعنی آفت و مصیبت یا لوگوں کا طعنہ۔ اس سے ہے شماتت اعداء باب تفعیل سلب کے لیے ہے لہذا اس کے معنی ہوئے ہوئے مصیبت دور کرنا یعنی دعا دینا دعاء خیر کو تشمیت اسی لیے کہا جاتا ہے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کا جواب جب دیا جاوے جب وہ الحمد للہ کہے اور یہ سنے بھی ایک شخص نے دیوار کے پیچھے چھینک لی تو حضرت عمر نے فرمایا یرحمك اللہ ان حمدت اللہ اگر تو نے رب کی حمد کی ہو تو خدا تجھ پر رحم کرے اگر اکیلا آدمی چھینک لے اور الحمد للہ کہے کوئی جواب دینے والے نہ ہو تو خود ہی کہہ لے یغفر اللہ لی ولکم کیونکہ فرشتے اس کی چھینک کا جواب دیتے ہیں یہ ان کی نیت سے یہ دعا کرے جیسے نماز کے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اگر اکیلا ہو۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۷۱)

(10) صحیح مسلم، کتاب الزھد... الخ، باب تشمیت العاطس... الخ، الحدیث: ۵۴۔(۲۹۹۲)، ص ۱۵۹۶۔

(11) المرجع السابق، الحدیث: ۵۵۔(۲۹۹۳)، ص ۱۵۹۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معلوم ہوا کہ جو نزلہ زکام کا بیمار ہو اسے ہر چھینک پر جواب نہ دے کہ اس میں بہت حرج ہوگا کہ پھر تو وہ زکام والا کسی کو بات نہ کرنے دے گا وہ چھینکے جاوے تم جواب دیئے جاؤ جیسے اذان کا جواب دے مگر پہلی اذان کا پھر اذانیں سنتا رہے جواب دینا ضروری نہیں۔

۲۔ زیادہ روایات تین کی ہی ہیں کہ حضور انور نے تیسری چھینک پر فرمایا کہ تجھے زکام ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ زکام والے شخص کو بجائے جواب دینے کے کہے شفاك اللہ تجھے اللہ شفا دے مگر یہ قول درست نہیں کیونکہ دعاء صحت تو ویسے ہی کرنی چاہیے چھینک پر کیا موقوف ہے یہ وقت شفا کی دعا کا نہیں ہے، نیز زکام بیماری نہیں ہے بلکہ دماغی بیماریوں کا علاج اس سے بہت مرض دفع ہو جاتے ہیں۔ (مرقات) زکام والے کو دیوانگی و جنون نہیں ہوتا جسے کبھی خارش ہو اسے جذام و کوڑھ نہیں ہوتا، زکام و خارش میں رب تعالیٰ کی بہت حکمتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۷۳)

تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖ وآلہ وسلَّم) نے ایسا فرمایا۔(12) یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰: ترمذی و ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو چھینک آتی تو مونھ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپالیتے اور آواز کو پست کرتے۔(13)

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ جب کسی کو جماہی آئے تو مونھ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان مونھ میں گھس جاتا ہے۔(14)

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: سچی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آجائے۔(15) اور حکیم کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ ہے کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے۔(16) اور ابو نعیم کی روایت انھیں سے ہے، کہ دعا کے وقت چھینک آجانا سچا گواہ ہے۔(17)

---

(12) سنن الترمذي، كتاب الادب، باب ماجاء كم يشمت العاطس، الحديث: ٢٧٥٣، ج ٤، ص ٣٤٢.

(13) المرجع السابق، باب ماجاء في خفض الصوت...إلخ، الحديث: ٢٧٥٤، ج ٤، ص ٣٤٣.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چھینک کے وقت اپنا پورا چہرہ یا پورا منہ کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اڑیں گی اور اپنے یا دوسرے کے کپڑے خراب نہ ہوں گے اور چھینک کی آواز حتی الامکان پست کرنا بھی سنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معلوم ہوتی ہے لوگ اچھل پڑتے ہیں، چھینک کی آواز آہستہ نکلے الحمد کی آواز بلند ہو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ٦، ص ٥٧٥)

(14) صحيح مسلم، كتاب الزهد...إلخ، باب تشميت العاطس...إلخ، الحديث: ٥٧۔(٢٩٩٥)، ص ١٥٩٧.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا انگلیوں کی پشت منہ پر رکھ لے کہ یہ ہی سنت ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

۲۔ یا تو خود شیطان ہی داخل ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ مردود ہمارے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے مگر ہمارے منہ میں اس وقت گھستا ہے یا اس کے وسوسہ داخل ہوتے ہیں۔ بہر حال جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ ضرور رکھ لے کہ اس سے نہ شیطان داخل ہوگا نہ اس کے وسوسہ نہ ہوائی کیڑے مکوڑے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ٦، ص ٥٧٤)

(15) المعجم الاوسط، باب الجيم، الحديث: ٣٣٦٠، ج ٢، ص ٣٠٢.

(16) نوادر الاصول في احاديث الرسول، ج ٣، ص ٥.

(17) كنز العمال، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٥٢٠، ج ٩، ص ٦٨.

حدیث ۱۳: بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت و شداد بن اوس و واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔ (18)

❀❀❀❀❀

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: چھینک کا جواب دینا واجب ہے، جبکہ چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا جواب بھی فوراً دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے، واجب ہے۔ جس طرح سلام کے جواب میں ہے یہاں بھی ہے۔(1)

مسئلہ ۲: چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے، دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔(2)

مسئلہ ۳: جس کو چھینک آئے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔ جب اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہوگیا اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے، اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔(3)

مسئلہ ۴: جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ (4) پھر چھینکنے والا یہ کہے یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ (5) یا یہ کہے یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ (6) اس کے سوا دوسری بات نہ کہے۔(7)

مسئلہ ۵: عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے، اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا، اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔(8)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۳۔

(2) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الکراهیۃ، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۶۔

(3) البزازیۃ ہامش علی الفتاوی الهندیۃ، کتاب الکراهیۃ، نوع في السلام، ج۶، ص۳۵۵۔

(4) اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔

(5) اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

(6) اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

(7) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الکراهیۃ، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۶۔

(8) المرجع السابق، ص۳۲۷۔

مسئلہ ۶: خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے۔(9)

مسئلہ ۷: کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہُ کہا جائے۔(10)

مسئلہ ۸: چھینکنے والے کو چاہیے کہ زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے۔ چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دیدیا تو سب کی طرف سے ہوگیا اور بہتر یہ ہے کہ سب حاضرین جواب دیں۔(11)

مسئلہ ۹: دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو سننے والا اس کا جواب دے۔(12)

مسئلہ ۱۰: چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور تخمہ (یعنی بدہضمی) سے محفوظ رہے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا۔(13)

مسئلہ ۱۱: چھینک کے وقت سر جھکالے اور مونھ چھپالے اور آواز کو پست کرے، چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔(14)

فائدہ: حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عدل ہے۔(15)

مسئلہ ۱۲: بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں، مثلاً کسی کام کے لیے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا، یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا، سخت غلطی ہے۔

❀❀❀❀❀

---

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في التسبیح والتسلیم، ج۲، ص۳۷۷.

(10) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۴۔

(11) المرجع السابق

(12) المرجع السابق

(13) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۴.

وکنز العمال، کتاب الصحبۃ، حرف العین، الحدیث:۲۵۵۳۹، ۲۵۵۴۰، ج۹، ص۷۰.

(14) ردالمحتار، کتاب الحظر-والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۴.

(15) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۵.

وکنز العمال، کتاب الصحبۃ، حرف العین، الحدیث:۲۵۵۱۸، ۲۵۵۱۹، ج۹، ص۶۸.

خرید وفروخت (۱) کا بیان

مسئلہ ۱: جب تک خرید وفروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کرے۔(2)

(1) خرید فروخت کا مفصل بیان حصہ یازدہم میں گزر چکا ہے وہاں سے معلوم کریں۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون فی البیع... إلخ، ج۵، ص ۳۶۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے:

فرض علی کل مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة تعلم علم الوضوء و الغسل والصلٰوة والصوم وعلم الزکٰوة لمن له نصاب والحج لمن وجب علیه والبیوع علی التجار لیحترزوا عن الشبهات و المکروهات فی سائر المعاملات و کذا اهل الحرف وکل من اشتغل بشیئ یفرض علیه علمه وحکمه لیمتنع عن الحرام فیه ۱؎۔

دینی علم اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد ہر عاقل، بالغ، مرد، عورت پر وضو، غسل، نماز اور روزہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے اور اسی طرح مسائل زکوٰۃ کا، اس شخص کے لئے جاننا، جو صاحب نصاب ہے۔ اور حج کے مسائل اس کے لئے جس پر وہ واجب ہے، اور خرید وفروخت کے مسائل جاننا کاروبار کرنے والوں کیلئے تاکہ وہ اپنے تمام معاملات میں مشکوک اور مکروہ کاموں سے بچ جائیں۔ یونہی پیشہ ور اور ہر ایسا آدمی جو کسی کام میں مشغول ہو تو اس پر اس کام کا علم رکھنا فرض ہے، اور اس کا حکم یہ ہے تاکہ وہ اس معاملے میں حرام سے بچ جائے۔ (ت)

(۱؎ ردالمحتار مقدمہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹)

اور اسی میں ہے:

فی تبیین المحارم. لاشك فی فرضیة علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیه وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء وعلم الحسد والعجب اذهما یاکلان العمل کما تاکل النار الحطب وعلم البیع والشراء والنکاح والطلاق لمن اراد الدخول فی هٰذه الاشیاء وعلم الالفاظ المحرمة او المکفرة ولعمری هذا من اهم المهمات فی هذا الزمان ۲؎۔

(۲؎ ردالمحتار مقدمہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹)

تبیین المحارم میں ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجگانہ فرض نمازوں کی فرضیت جاننا اور حصول اخلاص کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ ←

مسئلہ ۲: انسان کے پاخانہ کا بیع کرنا ممنوع ہے، گوبر کا بیچنا ممنوع نہیں۔ انسان کے پاخانہ میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہوجائے، جیسے کھات میں مٹی کا غلبہ ہوجاتا ہے تو بیع بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۳: یہ معلوم ہے کہ یہ فلاں شخص کی کنیز (لونڈی) ہے اور دوسرا شخص اسے بیع کررہا ہے، یہ بائع (یعنی بیچنے والا) کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا اس سے میں نے خرید لی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کردی ہے (یعنی تحفۃً مالک بنا دیا) تو اس کو خریدنا اور اس سے وطی کرنا جائز ہے۔ جبکہ وہ شخص ثقہ ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس خبر میں جھوٹا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر اس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے، مگر اس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے۔(4) اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اس نے ہبہ کردی ہے تو اس کو خریدنا اور اس چیز سے نفع اٹھانا انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ ۴: جو شخص چیز کو بیع کررہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری (یعنی خریدنے والا) کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہوجائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے، اسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے۔

ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت

ہر عمل کی صحت اس پر موقوف ہے۔ یونہی حلال، حرام کا علم اور ریاء کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ عابد ریاکار اپنی ریاکاری کی وجہ سے اپنے عمل کے اجر وثواب سے محروم ہوتا ہے۔ حسد اور خود بینی کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی اعمال کو اس طرح کھاجاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو، خرید وفروخت، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل جاننا اس شخص کیلئے ضروری ہیں جو ان کاموں کو کرنا چاہے، یوں ہی حرام اور کفر یہ الزام جاننا ضروری ہیں، مجھے اپنی زندگی کی قسم اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ ضروری امور ہیں۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ج۲، ص ۳۷۵.

(4) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ج۲، ص ۳۷۵.

میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیے اوراس کے باوجوداس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے، کیونکہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کر کے خریدا ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔(5)

مسئلہ ۵: مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کردے، اگر وہ شریک خرید لے فبہا ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ ہے یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے۔(6)

مسئلہ ۶: اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں، جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور عقود فاسدہ جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔ جس ا چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لاکر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔ دوسری ۲ صورت یہ ہے کہ مال حرام بعینہ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے، اس طرح مل جانے سے اس کی ملک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے، جب تک بائع اس مالک کو کرنا جائز نہیں اور اگر اس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے، مگر اس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے۔(7). اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اس نے ہبہ کردی ہے تو اس کو خریدنا اور اس چیز سے نفع اٹھانا انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ ۴: جو شخص چیز کو بیع کررہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری (یعنی خریدنے والا) کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہوجائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے، اسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے۔

ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت

---

(5) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في البیع، ج۲،ص۲۷۲.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون في البیع...إلخ، ج۵،ص۳۶۴.

(7) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في البیع، ج۲،ص۳۷۵.

میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیے اوراس کے باوجوداس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے، کیونکہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کر کے خریدا ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔(8)

مسئلہ ۵: مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کردے، اگر وہ شریک خرید لے فبہا ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ ہے یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے۔(9)

مسئلہ ۶: اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں، جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور عقود فاسدہ جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔ جس ا چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لا کر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔ دوسری ۲ صورت یہ ہے کہ مال حرام بعینہ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے، اس طرح مل جانے سے اس کی مِلک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے، جب تک بائع اس مالک کو عوض دے کر راضی نہ کرلے اور اگر خرید ہی لی تو مشتری کی ملک ہوجائے گی اور کراہت رہے گی۔ تیسری ۳ صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غصب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا، وہ بعینہ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔(10)

مسئلہ ۷: تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہوجائیں، بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔(11)

مسئلہ ۸: نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے، مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اُس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کردے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔(12)

مسئلہ ۹: جتنے میں چیز خریدی، بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہدے کہ یہ زیادتی تمھارے لیے حلال ہے یا یہ کہ میں نے تمھیں مالک کردیا، اس زیادتی کو لینا جائز نہیں۔(13) خریدنے کے بعد بہت سے لوگ روکھ

---

(8) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في البیع، ج ۲، ص ۲۷۲.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون في البیع... إلخ، ج ۵، ص ۳۶۴.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون في البیع... إلخ، ج ۵، ص ۳۶۴.

(11) المرجع السابق

(12) المرجع السابق

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون في البیع... إلخ، ج ۵، ص ۳۶۵.

(یعنی کسی چیز کی خریداری کے بعد تھوڑی سی چیز جو مفت میں لیتے ہیں) لیتے ہیں کہ مبیع جتنی طے ہوئی ہے، اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضا مندی کے یہ ناجائز ہے اور روکھ مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۱۰: گوشت یا مچھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہوجانے والی ہے کسی کے ہاتھ بیچی اور مشتری غائب ہوگیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہوجائے گی، ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے، وہ خرید سکتا ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۱: جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو حاجت ہے، مثلاً دوا وغیرہ۔ (15)

مسئلہ ۱۲: اچھے، صاف گیہوں میں خاک دھول ملا کر بیچنا ناجائز ہے، اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو۔ (16) اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت ہوتی ہے کسی نے خریدی بائع نے کم دی مگر خریدار کو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کمی ہے وصول کر سکتا ہے جبکہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے اور اگر خریدار پردیسی ہے، وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے، وصول کر سکتا ہے۔ گوشت میں جو کمی ہے، وصول نہیں کر سکتا کیونکہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون فی البیع... الخ، ج۵، ص۳۶۵.

(15) المرجع السابق.

(16) المرجع السابق.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور عدم جواز صرف بوجہ غش وفریب تھا، جب حال ظاہر ہے غش نہ ہوا، اور جواز رہا جیسے بازاری دودھ کہ سب جانتے ہیں کہ اس میں پانی ہے اور باوصف علم خریدتے یہ اس صورت میں ہے جبکہ بائع وقت بیع اصلی حالت خریدار پر ظاہر نہ کردے، اور اگر خود بتادے تو ظاہر الروایۃ ومذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مطلقاً جائز ہے خواہ کتنا ہی میل ہو اگرچہ خریدار غریب الوطن ہو کہ بعد بیان فریب نہ رہا،

درمختار میں ہے:

لاباس ببیع المغشوش اذا بین غشہ او کان ظاہرا یری و کذا قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حنطۃ خلط فیھا الشعیر والشعیر یری لاباس ببیعہ و ان طحنہ لایبیع وقال الثانی فی رجل معہ فضۃ نحاس لایبیعھا حتی یبین اھ۔ (اے درمختار باب المتفرقہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۵۲)

←

نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۴: لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے، اس کا بیچنا مکروہ ہے۔(18) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے، ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اِعانت (مدد کرنا) ہے۔

مسئلہ ۱۵: مسلمان کا کافر پر دَین ہے، اس نے شراب بیچ کر اس کے ثمن سے دَین ادا کیا۔ مسلم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے، اس کا لینا جائز ہے کیونکہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے اور ثمن میں جو روپیہ اسے ملا، وہ جائز ہے، لہٰذا مسلم اپنے دَین میں لے سکتا ہے اور مسلم نے شراب بیچی تو چونکہ یہ بیع ناجائز ہے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے، اس روپیہ کو دَین میں لینا ناجائز ہے۔(19) یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہ خبیث وحرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے، مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۶: رنڈیوں کو ناچ گانے کی جو اُجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے، جس کسی کو دَین یا کسی مطالبہ میں دے اس کا لینا ناجائز ہے۔ جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو، مرنے کے بعد اس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ وُرثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے، اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔(20)

مسئلہ ۱۷: پنساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا، مگر معلوم ہے کہ یوہیں کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا اب یہ احتمال جاتا رہا اور قرض سے نفع اٹھانا، ناجائز

ملاوٹ والی چیز کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں جب اس کی ملاوٹ کو بیان کردے یا ملاوٹ ایسی ظاہر ہو کہ دکھائی دیتی ہو اور یونہی فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایسی گندم کے بارے میں جس میں جو ملے ہوئے ہوں اس طور پر کہ جو نظر آتے ہوں تو ایسی گندم کی بیع کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس مخلوط گندم کو پیس لیا تو مت بیچیے، اور امام ابو یوسف نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس تانبا ملی چاندی ہے کہ وہ اسے بتائے بغیر نہ بیچے۔(ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۵۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ج ۷، ص ۶۳۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون فی البیع...إلخ، ج ۵، ص ۳۶۵۔

(19) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۳۵۔

(20) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۳۵۔

ہے۔(21)

مسئلہ ۱۸: احتکار ممنوع ہے۔ احتکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لیے روکنا کہ گراں ہونے پر فروخت کریگا۔ احادیث میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے جو چالیس روز تک احتکار کریگا، اللہ تعالیٰ اس کو جذام و افلاس میں مبتلا کریگا۔(22)

دوسری حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ (عزوجل) سے بری اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔(23)

تیسری حدیث یہ ہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ اس کے نفل قبول کریگا نہ فرض۔

احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس، بھوسا۔(24)

---

(21) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۴۹۔

(22) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، الحدیث:۲۱۵۵، ج۳، ص۱۴۔

• وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۵۷۔

(23) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث:۴۸۸۰، ج۲، ص۲۷۰۔

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۵۶۔۶۵۷۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

غلہ کو اس نظر سے روکنا کہ گرانی کے وقت بیچیں گے بشرطیکہ اسی جگہ یا اس کے قریب سے خریدا اور اس کا نہ بیچنا لوگوں کو مضر ہو مکروہ وممنوع ہے، اور اگر غلہ دور سے خرید کر لائے اور باننتظار گرانی نہ بیچے یا نہ بیچنا اس کا خلق کو مضر نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں،

فی العالمگیریۃ الاحتکار مکروہ وذٰلك ان یشتری ذٰلك یضر بالناس کذا فی الحاوی وان اشتری فی ذٰلك المصر وحبسه ولا یضر باھل المصر لاباس به کذا فی التتارخانیۃ ناقلاعن التجنیس واذا اشتری من مکان قریب من المصر فحمل طعاما الی المصر وحبسه وذٰلك یضر باھله فھو مکروہ ھذا قول محمد وھو احدی الروایتین عن ابی یوسف وھو المختار ھکذا فی الغیاثیۃ وھو الصحیح ھکذا فی جواھر الاخلاطی، وفی الجامع الجوامع فان جلب من کان بعید واحتکر لم یمنع کذا فی التاتارخانیۃ ا ۔

(ا۔ فتاوی ہندیہ کتاب البیوع فصل فی الاحتکار نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۲۱۳)

عالمگیریہ میں ہے احتکار مکروہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ شہر میں غلہ خرید لے اور اس کو فروخت کرنے سے روک رکھے اور یہ روکنا لوگوں کے لئے نقصان دہ ہو یہ حاوی میں ہے اور شہر میں خرید کر اس کے بیچنے سے روکا مگر اس سے لوگوں کو ضرر نہیں پہنچا تو کوئی حرج نہیں ←

مسئلہ ۱۹: احتکار وہیں کہلائے گا جبکہ اس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لیے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہوجائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے، اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے، دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (25)

مسئلہ ۲۰: احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے، اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اس کو مناسب سزا دے گا اور اس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے، قاضی خود بیع کر دے گا کیونکہ ضرر عام سے بچنے کی یہی صورت ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۱: بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے۔ پھر جب ان کے پاس غلہ ہوجائے تو جتنا جتنا لیا ہے، واپس دیدیں۔ (27)

مسئلہ ۲۲: اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اسے بیع کرنے پر مجبور کریگا۔ (28)

مسئلہ ۲۳: دوسری جگہ سے غلہ خرید کر لایا، اگر وہاں سے عموماً یہاں غلہ آتا ہے تو اس کا روکنا بھی احتکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا احتکار نہیں۔ مگر اس صورت میں بھی بیچ ڈالنا مستحب ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے۔ (29)

یونہی تاتارخانیہ میں تجنیس سے نقل کیا گیا ہے، اور اگر شہر کے قریب سے خریدا اور شہر میں اٹھالایا اور فروخت سے روک رکھا جبکہ اس سے شہر والوں کو ضرر پہنچتا ہے تو یہ مکروہ ہے یہ امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی دو روایتوں میں سے ایک میں یہی آیا ہے، یہی مختار ہے، اسی طرح غیاثیہ میں ہے، اور یہی صحیح ہے جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں مذکور ہے اور جامع الجوامع میں ہے کہ اگر کہیں دور سے اناج خرید کر کھینچ لایا اور شہر میں فروخت سے روک رکھا تو ممنوع نہیں، تتارخانیہ میں یوں ہی ہے۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۸۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(25) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ج ۲، ص ۳۷۷.

(26) المرجع السابق، ص ۳۷۸.

(27) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۵۸

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹ ص ۶۵۸.

(29) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴: حاکم کو یہ نہ چاہیے کہ اشیا کا نرخ مقرر کردے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نرخ گراں ہوگیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نرخ مقرر فرما دیں۔ ارشاد فرمایا: نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملہ میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔ (30)

مسئلہ ۲۵: تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کردیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کرسکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بیع مکرَہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں، قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا۔ اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے، صرف یہ کیا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے، اس سے گراں نہ بیچے۔ (31)

مسئلہ ۲۶: انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کردی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جاسکتا ہے۔ (32)

❁❁❁❁❁

(30) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في التسعیر، الحدیث: ۳۴۵۱، ج۳، ص۳۷۴.

(31) الهدایة، کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ج۲، ص۳۷۸.

(32) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۱.

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس پر اسلام اور احکامِ اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبُّر، آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔

اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔(1)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، الحدیث:۵۰۲۷، ج۳، ص۴۱۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا، قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا، علماء کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث وفقہ سیکھنا سکھانا صوفیائے کرام کا اسرار ورموز قرآن بسلسلہ طریقت سیکھنا سکھانا سب قرآن ہی کی تعلیم ہے صرف الفاظ قرآن کی تعلیم مراد نہیں، لہذا یہ حدیث فقہاء کے اس فرمان کے خلاف نہیں کہ فقہ سیکھنا تلاوت قرآن سے افضل ہے کیونکہ فقہ احکام قرآن ہے اور تلاوت میں الفاظ قرآن چونکہ کلام اللہ تمام کلاموں سے افضل ہے لہذا اس کی تعلیم تمام کاموں سے بہتر اور اسرار قرآن الفاظ قرآن سے افضل ہیں کہ الفاظ قرآن کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک پر ہوا اور اسرار واحکام کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر ہوا، تلاوت سے علم فقہ افضل رب تعالیٰ فرماتا ہے: "نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ" عمل بالقرآن علم قرآن کے بعد ہے لہذا عالم عامل سے افضل ہے آدم علیہ السلام عالم تھے فرشتے عامل مگر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام افضل ومسجود رہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۳، ص۲۳۵)

قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

قرآن مجید فرقانِ حمید کی تعلیم وتعلم اور تلاوت کے کثیر فضائل قرآن پاک میں بیان کئے گئے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(1) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

ترجمہ کنزالایمان: جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

(پ1، البقرۃ:121) ←

حدیث ۲: صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا:

(2) وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿45﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔

(پ15، بنی اسرائیل:45)

(3) وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ (پ15، بنی اسرائیل:82)

(4) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿29﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿30﴾ وَ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿31﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿32﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿33﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿34﴾ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿35﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امید وار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں تا کہ ان کے ثواب انہیں بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبر دار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس میں کوئی تکان لاحق ہو۔ (پ22، الفاطر:29 تا 35)

(5) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿23﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ (پ23، الزمر:23)

کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والی لائے، اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو یعنی جائز طور پر۔ ہم نے عرض کی، کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے۔ فرمایا: پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جاکر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھتا، کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر۔(2) وعلیٰ ہذا القیاس۔

---

(2) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین۔۔۔ الخ، باب فضل قراءۃ القرآن۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۵۱۔(۸۰۳)، ص ۴۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صفہ کے معنی ہیں چبوترہ (تھڑا) مسجد نبوی سے متصل پیچھے کی جانب تھوڑا سا چبوترا بنادیا گیا تھا جہاں مہمان اترتے تھے اور علم سیکھنے والے فقراء صحابہ وہاں مستقل طور پر رہتے تھے یہ حضرات اصحاب صفہ کہلاتے انہیں کی سی صفات رکھنے والوں کو آج صوفیاء کہتے ہیں، یعنی صفائی دل اور صوف کا لباس رکھنے والی جماعت یہ حضرات کم وبیش ہوتے رہتے تھے کبھی ستر اور کبھی دو سو سے زیادہ گویا یہ مدرسہ نبوی تھا عقبہ ابن عامر اور ابوہریرہ بھی انہی میں سے تھے۔

۲۔ یعنی تھوڑی دور جاکر تھوڑی سی دیر میں بہت سا حلال مال لے آوے عرب میں اونٹنی بڑا عزیز مال تھا عقیق مدینہ منورہ سے دو تین میل پر ایک بازار ہے جہاں جانور زیادہ فروخت ہوتے ہیں بطحان مدینہ پاک کا ایک وسیع جنگل ہے بطح بمعنی وسعت یا پتھریلا علاقہ۔

۳۔ یعنی یارسول اللہ یہ تو ہم سب چاہتے ہیں۔ خیال رہے کہ وہ حضرات اگرچہ تارک دنیا تھے مگر دین کے لیے دنیا حاصل کرنے کو بہت افضل جانتے تھے دنیا اگر دین کے لیے ہو تو عین دین ہے اور اگر طین (مٹی گارے) کے لیے ہو تو دنیا ہے یعنی دنی چیز لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ وہ لوگ تو محب دنیا نہ تھے پھر یہ جواب کیوں دیا۔

۴۔ یہ گفتگو صرف صفہ والے اصحاب سے نہیں ہے وہ تو ہر وقت گویا مسجد ہی میں رہتے تھے، بلکہ تاقیامت مسلمانوں سے ہے کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہونے سے پہلے کچھ علم قرآن حاصل کرلیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی مدرسے مسجد میں ہونا بہتر ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ صفہ میں تھا جو مسجد سے متصل تھا گویا مسجد ہی میں تھا، نیز معلوم ہوا کہ صبح سویرے علم قرآن حاصل کرنا افضل و صبح کے کام میں برکت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء بلا تامل طلباء کو علم سکھایا کریں۔

۵۔ یعنی پانچ آیات پانچ اونٹوں سے افضل اور چھ یا سات آیتیں اسی قدر اونٹوں سے افضل عرب میں ابل مطلقاً اونٹ کو کہتے ہیں نر ہو یا مادہ اور جمل نر اونٹ کو ناقہ مادہ کو جیسے انسان یا آدمی مطلقاً انسان کو کہتے ہیں اور رجل مرد کو امراۃ عورت کو۔ خیال رہے کہ یہاں آیت سے مراد آیت سیکھانا یا اس کی تعلیم میں مشغول رہنا ہے یعنی ایک آیت سیکھنا ایک اونٹنی کی ملکیت سے بہتر ہے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آیت قرآنی تو تمام دنیا سے بہتر ہے ایک اونٹ کا ذکر کیوں ہوا یا یہ تفصیل ان اہل عرب کو سمجھانے کے لیے ہے جنہیں اونٹ بہت مرغوب ہے جیسے میٹھی نیند سونے والوں کو سمجھانے کے لیے فجر کی اذان میں کہتے ہیں "الصلوۃ خیر من النوم" نماز اس نیند سے بہتر ہے حالانکہ نماز تو ساری دنیا سے بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۳۶)

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو مومن قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے، وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔ (3)

---

(3) صحیح البخاري، کتاب الاطعمۃ، باب ذکر الطعام، الحدیث: ۵۴۲۷، ج ۳، ص ۵۳۵۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الحدیث: ۲۱۱۴، ج ۱، ص ۵۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی تلاوت قرآن کرتا رہتا ہے منزل نہیں چھوڑتا معلوم ہوا کہ ہمیشہ تلاوت قرآن کرنا بہت بڑی عبادت ہے خواہ معنے سمجھے یا نہ سمجھے، ترنج عرب کا مشہور پھل ہے جس کا رنگ بہت اچھا ہوتا ہے خوشبو نہایت اعلیٰ مزہ بہت بہترین، دماغ اور معدہ کو بہت قوت دیتا ہے اس کے بہت فوائد کتب طب میں مذکور ہیں۔

۲؎ یہ ہی اس مؤمن کا حال ہے کہ لوگ اس کی تلاوت سے ایمانی لذت بھی حاصل کرتے ہیں اور ثواب بھی خود اسے بھی لذت و ثواب دونوں ملتے ہیں، قرآن شریف بہت ہی لذیذ چیز ہے۔

۳؎ ایسے ہی یہ غافل مسلمان ہے کہ اس کا ظاہر خاص اچھا نہیں مگر باطن نور ایمانی سے منور ہے لوگ اس سے ظاہری فائدہ نہیں اٹھاتے مگر اس کی صحبت سے کچھ نہ کچھ باطنی فیض پا لیتے ہیں مؤمن کی صحبت بھی اچھی ہے۔

۴؎ اندرائن ایک مشہور کڑوا پھل ہے جس میں کسی قسم کی بو نہیں اور سخت کڑوا ہوتا ہے، منافق کا نہ ظاہر اچھا نہ باطن۔

۵؎ یعنی بے دین جو ریاء کے لیے یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے قرآن پڑھے، اگر چہ خود تو بدمزہ ہے کہ منافق ہے مگر اس کی تلاوت سے سننے والوں کو کچھ نہ کچھ راحت ضرور مل جاتی ہے، جیسے ریحانہ گھاس (نیازبو) کہ ہے تو بدمزہ مگر اس کی خوشبو سے دماغ ضرور معطر ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن کا اثر ظاہر و باطن میں ہوتا ہے کہ اس سے زبان، کان، دل، دماغ ایمان سب ہی تازہ ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن پاک کی تاثیریں مختلف ہیں جیسے پڑھنے والے کی زبان ویسے ہی تاثیر قرآن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انڈے پر"قل ھو اللہ" پڑھ کر دم کر دیا تو سونا ہوگیا، اور فرمایا کہ کلام ربانی کے ساتھ زبان فرید ہونی چاہیے دیکھو یہاں مؤمن و منافق کی تلاوتوں میں فرق فرمایا گیا پھر جیسا مؤمن ویسی ہی تلاوت کی تاثیر۔ تیسرے یہ کہ ہر تلاوت قرآن کرنے والے سے دھوکہ نہ کھاؤ ان میں کبھی منافق بھی ہوتے ہیں، قرآن کریم ریڈیو کی پٹی ہے، تلاوت والے کے دل کی سوئی اگر شیطان کیطرف لگی ہوئی ہے تو اس کے سامنے تو قرآن ہوگا مگر اس کے منہ سے شیطان بولے گا اور اگر دل کی سوئی مدینہ پاک کی طرف ہے تو ان شاء اللہ زبان سے مدینہ کے فیضان نکلیں گے۔

حدیث ۴: صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے۔(4) یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں، اُن کے لیے بلندی ہے اور دوسروں کے لیے پستی ہے۔

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے، وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اُس پر شاق ہے یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے، اُس کے لیے دو اجر ہیں۔(5)

۶۔ مرقات نے فرمایا کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جنات نہیں آتے ایک شاعر کہتا ہے۔

کانکم شجر الاترجّ طاب معا ۔۔۔ حملا ونورًا وطاب العود والورق

۷۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی مستقل عبادت ہے اور اس پر عمل مستقل نیکی محبوب کا پیغام، وطن کا خط پڑھنے، سننے میں بھی مزہ آتا ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ تلاوت قرآن محض بے کار ہے قرآن عمل کے لیے ہے نہ کہ پڑھنے کے لیے کیونکہ دوا کھانے پینے اور برتنے کے لیے ہوتی ہے محض نسخہ پڑھ لینے سے شفا نہیں ہوتی، ان بے وقوفوں کو خبر نہیں کہ بعض دواؤں کا سونگھنا مفید ہوتا ہے بعض کا محض دیکھنا فائدہ مند، سبزہ دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور بعض دواؤں کے سننے سے فائدہ ہوتا ہے، بیمار عشق کے لیے محبوب کا ذکر سننا بہت مفید دوا ہے لیموں یا ترش چیزوں کا ذکر کرو تو منہ میں پانی بھر جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۳، ص۲۴۰)

(4) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین...إلخ، باب فضل من یقوم بالقرآن...إلخ، الحدیث: ۲۶۹۔(۸۱۷)، ص۴۰۸.

(5) المرجع السابق، باب فضل الماھر بالقرآن...إلخ، الحدیث: ۲۴۴۔(۷۹۸)، ص۴۰۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ قرآن کریم کا ماہر وہ عالم ہے جو الفاظ قرآن، معانی و رسائل قرآن اسرار و رموز قرآن کا واقف ہو، اس کا بڑا درجہ ہے۔

۲۔ شیخ نے فرمایا کہ یہاں سفرہ سے فرشتوں کی جماعت مراد ہے اور کرام بررۃ سے انبیاء کرام مقصود۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ تینوں صفتیں فرشتوں کی ہیں۔ سَفَرَہ یا تو سَفَر سے بنا ہے یعنی سفر کرتے رہنے والے فرشتے جو ہمیشہ حق تعالٰی اور رسولوں کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں وحی وغیرہ کے لیے یا سِفْرٌ سے بنا بمعنی کتاب، جس کی جمع اسفار ہے "یَحْمِلُ اَسْفَارًا" یعنی وہ فرشتے جو لوح محفوظ سے مضامین صحیفوں میں نقل کرتے رہتے ہیں یا کاتبین اعمال فرشتے یا سفار بمعنی اصلاح سے بنا یعنی وہ فرشتے جو رب تعالٰی کی طرف سے بندوں پر مصلحت و رحمت کی خبریں لاتے ہیں چونکہ یہ فرشتے اول درجہ کے مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اور گناہوں سے بہت ہی پاک وصاف اس لیے ان کے یہ تین لقب ہوئے قرآن کریم کا عالم ان فرشتوں اور نبیوں کا سا کام کرتا ہے اس لیے اس کا حشر بھی انہیں جماعتوں کے ساتھ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں اچھوں کا ساتھ اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت ہے۔ شعر ←

حدیث ٦: شرح سنہ میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک ا قرآن کہ یہ بندوں کے لیے جھگڑا کریگا، اس کے لیے ظاہر و باطن ہے اور امانت ۲ اور رشتہ ۳ پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا، اُسے اللہ (عزوجل) ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ (عزوجل) اُسے کاٹے گا۔ (6)

گر محمد کا ساتھ ہوجائے　　　پھر تو سمجھو نجات ہوجائے

بعض نے فرمایا کہ یہ تینوں صفتیں صحابہ کرام کی ہیں کہ انہوں نے قرآن جمع بھی کیا اور وہ اللہ کے ہاں مقبول اور گناہوں سے محفوظ بھی ہیں، مرقات۔

۳۔ سبحان اللہ! عالم بالقرآن کا تو وہ مرتبہ ہے جو ابھی ذکر ہوا اور جو کند ذہن، موٹی زبان والا قرآن پاک سیکھ تو نہ سکے مگر کوشش میں لگا رہے کہ مرتے دم تک کوشش کیے جائے وہ ڈبل ثواب کا مستحق ہے، شوق محنت۔ خیال رہے کہ یہ دوگنا ثواب عالم قرآن کے مقابلہ میں نہیں ہے، عالم قرآن تو فرشتوں نبیوں اور صحابہ کے ساتھ ہے بلکہ اس کے مقابلہ میں جو بے تکلف قرآن پڑھ کر بس کردے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۳۸)

(6) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب صلۃ الرحم... الخ، الحدیث: ۳۳۲۷، ج ۶، ص ۴۳۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان تین چیزوں کو بہت ہی عزت و قرب الٰہی عطا فرمایا جائے گا کہ خاص عرش اعظم کے نیچے انہیں جگہ دی جائے گی جیسے وزیر کی نشست بادشاہ کے بہت قریب ہوتی ہے۔ اور ان کے طفیل ان کے عاملوں کو بھی عزت و قرب نصیب ہوگا، اللہ تعالٰی ان کا اجر ضائع نہ کرے گا۔

۲۔ بندوں سے مراد قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے والے مسلمان ہیں اور جھگڑنے سے مراد جھگڑ جھگڑ کر ان کی شفاعت کرنا ہے، یعنی قرآن شریف اپنے تلاوت کرنے والوں اور اپنے عاملین کی شفاعت رب تعالٰی سے جھگڑ جھگڑ کر کرے گا، یہ جھگڑا مقابلہ کا نہیں بلکہ ناز کا ہوگا۔

۳۔ یعنی قرآن پاک کے بعض معنی ظاہر ہیں جو عام مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔ بعض مخفی جو واجب التاویل ہیں، جن تک علماء کی رسائی ہے، یا تلاوت قرآن پاک کا ایک ظاہر ہے، یعنی الفاظ کا زبان سے پڑھنا اور ایک باطن یعنی اس میں غور و تدبر کرنا یا شرعی احکام قرآن کا ظاہر ہے اور طریقت کے اسرار اس کا باطن جیسے بدن انسان ہمارا ظاہر ہے اور روح انسان ہمارا باطن۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کی شفاعت بقدر تعلق ہوگی ظاہر قرآن والوں کی شفاعت اور قسم کی کرے گا اور باطن قرآن سے تعلق رکھنے والوں کی شفاعت اور قسم کی کرے گا۔

۴۔ امانت سے مراد خلق و خالق کے حقوق ہیں جو ہمارے ذمہ واجب الادا ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" الخ۔ یہاں امانت کے یہ معنے بھی کیے گئے ہیں یا امانت سے مراد عشق الٰہی اور عشق رسول ہے کہ قرآن کو

حدیث ۷: امام احمد وترمذی وابوداود ونسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ، جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیری منزل آخر آیت جو تو پڑھے گا، وہاں ہے۔(7)

حدیث ۸: ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کے جوف میں کچھ قرآن نہیں ہے، وہ ویرانہ مکان کی مثل ہے۔(8)

عشق سے بہت تعلق ہے۔

۵۔ رحم سے مراد انسانوں کے آپس کی قرابت داریاں ہیں چونکہ ان قرابت داریوں کا تعلق عورت کے رحم سے ہے اس لیے ان قرابتوں کو رحم فرمایا جاتا ہے چونکہ اہل قرابت کے حقوق ادا کرنا بہت ضروری ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ" الخ اس لیے یہ بھی وہاں ہوگا۔ خیال رہے کہ دنیا کے اعراض کل قیامت میں جواہر ہوں گے ان اعمال کی شکل وصورت ہوگی، یہ بات بھی کریں گے جیسے یہاں خواب میں اعراض اجسام نظر آتے ہیں۔

۶۔ یعنی دنیا میں جس نے اپنے اہل قرابت کے حقوق ادا کئے تھے آج اسے قرب الٰہی اور رحمت الٰہی نصیب ہوں گے اور جس نے دنیا میں اپنے اہل قرابت کے حقوق ادا نہ کئے ان سے تعلق نہ رکھا، آج وہ خدا کی رحمت سے محروم رہے گا رحم کا یہ پکارنا رب تعالٰی کے حکم سے ہوگا جیسے حکام کے چپڑاسی کچہری کے دروازے پر اعلانات کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ بندے پر تین قسم کے حق ہیں: اللہ تعالٰی کے عام انسانوں کے اور خاص قرابت والوں کے قرآن پاک کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، امانت کا تعلق عام لوگوں سے اور رحم کا تعلق اپنے عزیزوں و قرابت داروں سے اس لیے یہ تین ہی عرش اعظم کے نیچے ہوں گے کامیاب بندہ وہ ہے جو ان سب حقوق کو ادا کر کے جائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۵۸)

(7) سنن أبي داود، کتاب الوتر، باب کیف یستحب الترتیل في القراءۃ، الحدیث: ۱۴۶۴، ج ۲، ص ۱۰۴.

(8) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب: ۱۸، الحدیث: ۲۹۲۲، ج ۴، ص ۴۱۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جوف کے حقیقی معنے ہیں پیٹ، اسی لیے معتل العین کو اجوف یعنی خالی پیٹ والا کہتے ہیں رب تعالٰی فرماتا ہے: "مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ" مگر یہاں جوف سے مراد دل یا سینہ ہے گھر کی آبادی انسان وسامان سے ہے دل کی آبادی قرآن سے باطن یعنی روح کی آبادی ایمان سے تو جسے قرآن بالکل یاد نہ ہو یا اگرچہ یاد تو ہو مگر کبھی اس کی تلاوت نہ کرے یا اس کے خلاف عمل کرے اس کا دل ایسا ہی ویران ہے جیسے انسان وسامان سے خالی گھر۔ شعر

آباد وہ ہی دل ہے کہ جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۶۰)

حدیث ۹: ترمذی ودارمی نے ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا، اُسے میں اُس سے بہتر دوں گا، جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے، جیسی اللہ (عزوجل) کی فضیلت اسکی مخلوق پر ہے۔(9)

حدیث ۱۰: ترمذی ودارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص کلام اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا ایک

---

(9) المرجع السابق، باب:۲۵، الحدیث:۲۹۳۵، ج۴ص۴۲۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ قرآن سے مراد حفظ قرآن یا تلاوت قرآن یا تفکر وتدبر فی القرآن ہے۔ یعنی جو حافظ یا قاری قرآن یا تجوید یاد کرنے میں عالم دین قرآن کریم سے مسائل مستنبط کرنے میں اتنا مشغول رہے کہ اسے دیگر وظیفے دعاؤں کا وقت ہی نہ ملے۔ اسی طرح جو معلم تعلیم علوم قرآن کی مشغولیت کی وجہ سے درود وظیفے دعائیں نہ کرسکے یہاں دعاؤں وظیفوں سے مراد وہ دعائیں وظیفے ہیں جو قرآن مجید کے علاوہ ہیں ورنہ قرآن شریف میں خود بہت دعائیں وظیفے ہیں۔

۲۔ اعطی متکلم کا صیغہ ہے اسی لیے سائلین منصوب آیا۔ خیال رہے کہ رب تعالٰی سے دعائیں مانگنا صراحۃً اور صاف صاف بھیک مانگنا ہے مگر تلاوت قرآن یا تعلیم قرآن بالواسطہ بھیک ہے جیسے ہمارے دروازہ پر بھکاری کھڑے ہوکر ہماری تعریفیں کرتے ہیں کہ آپ بڑے سخی داتا ہیں یوں ہی درود شریف در پردہ دعا ہے بھکاری غنی کے بال بچوں کو دعائیں دے کر در پردہ بھیک مانگتے ہیں بچے جیتے رہیں جان مال کی خیر ہو، ہم بھی رب تعالٰی کے محبوب کو دعائیں دے دے کر اس سے بھیک مانگتے ہیں اسی لیے درود شریف کے متعلق بھی مشکوۃ شریف میں گزر چکا کہ جوشخص درود شریف میں مشغولیت کی وجہ سے دعا نہ مانگ سکے اس کے تمام ضروریات خود ہی پوری ہوں گے، دکھ، درد، رنج غم خود بخود ہی دفع ہوتے رہیں گے۔

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ جملہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فرمان عالی ہے یعنی کلام کی شان متکلم کی شان کے بقدر ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بے نوا کہے اس پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا وہ ہی بات بادشاہ کہے تو دنیا میں دھوم مچ جاتی ہے چونکہ کلام اللہ رب تعالٰی کا کلام ہے اس لیے تمام مخلوق کے کلام سے یقیناً افضل ہے، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدا تمام خلق سے افضل ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تمام خلق کے کلاموں سے بعد قرآن افضل ہوں گی۔

۴۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے عطیہ عوفی کے کہ ان میں کچھ ضعف ہے مگر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہے۔ خصوصاً جب کہ دوسری روایتوں یا قرآنی آیتوں سے اسے قوت پہنچ جائے اس حدیث کو دوسری اسنادوں سے قوت حاصل ہے اس لیے اسے ترمذی نے حسن فرمایا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۳، ص۲۶۱)

حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، میم تیسرا حرف۔(10)

حدیث ۱۱: ابو داود نے معاذ جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے، اگر وہ تمھارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔(11)

---

(10) المرجع السابق، باب ماجاء في من قرأ حرفا من القرآن... إلخ، الحدیث:۲۹۱۹، ج۴ص۴۱۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ ظاہر یہ ہے کہ یہاں حرف سے مراد وہ حرف ہے جو جدا جدا پڑھا جائے لہذا الٓمٓ تین حرف ہیں۔چنانچہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف مرقات۔مگر قوی تر یہ ہے کہ حرف سے مراد مطلقًا حرف ہے علیحدگی کے قابل ہوں یا نہ ہوں کیونکہ حدیث پاک میں کوئی قید نہیں،لہذا قرآن کریم میں لفظ اللہ پڑھنے سے چالیس نیکیاں ملیں گی خیال رہے کہ قرآن پاک میں خبیث چیزوں کے نام بھی ہیں جیسے ابی لہب،ابلیس شیطان،خنزیر،وغیرہ مگر ان ناموں کی تلاوت پر بھی ثواب اسی حساب سے ہوگا کہ یہ حروف یا ان کے ترجے برے نہیں، بلکہ ان کے مصداق خبیث ہیں یہ تحقیق خیال میں رکھی جائے۔

۲ـ اس فرمان میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ "مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا"یہ تو ادنی ثواب ہے،آگے رب تعالٰی کا فضل ہماری شمار سے باہر ہے"وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ"۔مرقات میں فرمایا کہ یہ ثواب تو عام تلاوتوں کا ہے،مکہ معظمہ و مدینہ میں تلاوت کا ثواب اس حدیث سے معلوم کرو کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے اور مدینہ پاک میں پچاس ہزار۔

۳ـ چونکہ عربی میں حرف،حرف معانی،حرف مبانی،یعنی حرف ہجاء اور جملہ مفیدہ مطلقًا کلمہ سب کو ہی کہا جاتا ہے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ تفسیر فرمائی۔

۴ـ الف،لام،میم کو حرف فرمانا مجازًا ہے ورنہ یہ حرفوں کے نام یعنی اسمائے حروف ہیں اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ الف میں تین حرف ہیں،ا،ل،ف مگر اس کو ہم ایک حرف ہی مانتے ہیں کہ قرآنی تلاوت میں یہ ایک حرف ہوکر آتا ہے،اگرچہ اس کے اجزا تین ہیں بعض شارحین نے کہا کہ الم ترکیف میں الم کی تیس نیکیاں ہیں اور "الٓمّٓ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ"میں الٓمّٓ کی نوے نیکیاں ہیں،کیونکہ اس میں حرف نو ہیں اسمائے حروف اگرچہ تین ہیں مگر یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ مکتوبی یعنی لکھے ہوئے حرف مراد ہیں نہ کہ مقروئی یعنی پڑھے ہوئے حرف اور مکتوبی حرف سورۂ فیل و بقرہ میں یکساں ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۳،ص۲۶۲)

(11) سنن أبي داود، کتاب الوتر، باب في ثواب قراءة القرآن، الحدیث:۱۴۵۳، ج۲ص۱۰۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ ظاہر یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے سے مراد روزانہ اس کی تلاوت کرنا ہے اور ہوسکتا ہے کہ قرآن پڑھنے سے مراد علوم قرآن سیکھنا ہو ←

حدیث ۱۲: امام احمد وترمذی وابن ماجہ ودارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالٰی اس کی شفاعت قبول فرمائے گا، جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔(12)

حدیث ۱۳: ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی

یعنی عالم باعمل کا ثواب وہ ہے جو آگے مذکور ہے۔

۲۔ یعنی عالم باعمل کے مؤمن ماں باپ کا درجہ یہ ہوگا خواہ انہوں نے اسے اپنی کوشش سے پڑھا ہو یا نہیں کیونکہ حدیث مطلق ہے پڑھانے کی قید نہیں۔

۳۔ یعنی اگر سورج زمین پر ہوتا تو بتاؤ اس کی چمک دمک روشنی تمہارے گھروں میں کتنی ہوتی اس سے زیادہ اس تاج کے موتی چمکتے ہوں گے۔

۴۔ یعنی پھر عالم باعمل کے متعلق سوچو کہ اس کا درجہ قیامت میں کیا ہوگا، وہ تو ہمارے خیال سے وراء ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۲۶۴)

(12) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل قارئ القرآن، الحدیث: ۲۹۱۴، ج۴ ص ۴۱۴۔
وسنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل من تعلم القرآن...إلخ، الحدیث: ۲۱۶، ج۱، ص ۱۳۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ استظہار کے معنے ہیں مدد لینا یعنی قرآن میں اپنے دل سے مدد لے کہ اسے یاد رکھے، ہر وقت اس کا خیال ولحاظ رکھے۔

۲۔ یعنی صرف تلاوت وحفظ پر قناعت نہ کرے بلکہ اس کے عقائد کو مانے احکام پر عمل کرے لہذا اس میں حافظ وعالم باعمل دونوں داخل ہیں۔

۳۔ ایسے باعمل عالم کو قرآن پاک سے دو عظیم الشان فائدے حاصل ہوں گے: ایک یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ اس کے اہل قرابت میں سے دس دوزخی مسلمانوں کو اس کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ شفاعت بلندی درجات ہی کی نہ ہوگی بلکہ معافی سیئات کی بھی ہوگی اور علماء حافظ، شہداء وغیرہم کی شفاعت برحق ہے۔ خیال رہے کہ شفاعت کبرے کا سہرا صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہے شفاعت صغرے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بھی کریں گے شفاعت کی تحقیق وتقسیم ہماری "تفسیر نعیمی" جلد سوم میں ملاحظہ فرمایئے۔

۴۔ یہ حدیث غریب بھی ہے اور حفص ابن سلیمان راوی کی وجہ سے اس کی یہ اسناد جس میں یہ راوی ہے ضعیف بھی ہے مگر ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی قبول ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۲۶۶)

علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ قیام کیا، اس کی مثال یہ ہے جیسے مشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سوگیا یعنی قیام اللیل نہیں کیا، اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا مونھ باندھ دیا گیا ہے۔(13)

حدیث ۱۴: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے، جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے۔ عرض کی،

---

(13) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة البقرة... إلخ، الحديث: ۲۸۸۵، ج ۴ ص ۴۰۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ظاہر یہ ہے کہ قرآن سیکھنے سے مراد عام ہے جس میں قرآن کے الفاظ معانی، احکام سیکھنا سب ہی شامل ہے فقہاء فرماتے ہیں حفظ قرآن فرض کفایہ ہے مختلف بستیوں میں اتنے حافظ ضرور رہیں جن سے قرآن کریم کا تواتر قائم رہے اور کوئی بے دین قرآن میں تبدیلی نہ کرسکے، لہذا اگر حفظ قرآن چھوڑ دیں تو سب گنہگار ہیں اور اگر اتنے لوگ حفظ کرلیں سب کا فرض ادا ہوگیا علم قرآن کا بھی یہ ہی حال ہے اور بقدر جواز نماز قرآن حفظ کرنا فرض عین ہے جیسے بقدر ضرورت مسائل یاد کرنا سیکھنا فرض عین ہے اور پورا عالم دین بننا فرض کفایہ۔

۲۔ یعنی قرآن شریف یاد کرنے اور سیکھنے کے بعد اس کا دور نہ چھوڑ دو اور اپنے حافظہ پر اعتماد نہ کرلو یہ بہت جلد ذہن سے اتر جاتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ قرأت قرآن یعنی تجوید سیکھو کہ بقدر جواز نماز تجوید سیکھنا بھی فرض عین ہے اور پورا قاری بننا فرض کفایہ اس لیے عرس، ختم، میلاد اور گیارھویں شریف وغیرہ میں قرآنی رکوع پنج آیات پڑھتے ہیں تاکہ لوگوں میں قرأت کا چرچا رہے یہ چیزیں خصوصا تراویح کی نماز بقائے قرآن کا بڑا ذریعہ ہیں

۳۔ لہذا ایسے عالم و قاری کا سینہ گویا تھیلا ہے اور اس میں قرآن شریف گویا تھیلے میں بھرا ہوا مشک ہے اور اس قاری کا تلاوت کرنا اس مشک کی مہک ہے جس سے سننے والے فائدہ اٹھاتے ہیں ہر جگہ سے مراد قرآن سننے والے ہیں جو قرآنی علم کی اشاعت کرجائے اس کی مہک سے قیامت تک کے مسلمان فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، رب تعالٰی خدمت قرآن کی توفیق بخشے۔

۴۔ کہ اس کی تلاوت نہ کیا کرے یا اس پر عمل نہ کیا کرے۔

۵۔ اس بند تھیلے میں اگرچہ مشک تو ہے اور اسی مشک کی وجہ سے تھیلہ قیمتی بھی ہے مگر لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے ایسے ہی یہ شخص اللہ کے نزدیک قیمتی ہے حافظ قرآن یا عالم قرآن ہونے کی وجہ سے مگر لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ خود بھی فائدہ نہیں اٹھاتا کسی پنجابی شاعر نے کیا اچھا کہا، شعر

علم ودھیرا پڑھ لیا عمل نہ کیتے نیک — آئی گھٹا اتر گئی بوند پئی نہ ایک

احمد یار احمق ہوئیوں علم ودھیرا پڑھ کے — پڑھے لکھے تے مان نہ کر یو پھٹ جاندا دودھ کڑھ کے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۶۸)

یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم)!اس کی جلا کس چیز سے ہوگی؟ فرمایا: کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔(14)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری ومسلم میں جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: قرآن کو اس وقت تک پڑھو، جب تک تمھارے دل کو الفت اور لگاؤ ہو اور جب دل اُچاٹ ہوجائے، کھڑے ہوجاؤ۔(15) یعنی تلاوت بند کردو۔

---

(14) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في ادمان تلاوتہ، الحدیث: ۲۰۱۴، ج ۲، ص ۳۵۲۔ ۳۵۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی گناہوں دنیاوی الجھنوں میں مشغولیت ذکر محبوب سے غفلت وغیرہ دل کے زنگ کا سبب ہے یہ زنگ کبھی معمولی ہوتی ہے جو معمولی کوشش سے جاتی رہتی ہے اور کبھی بہت سخت کہ بہت کوشش کے بعد دور ہوتی ہے اور کبھی ناقابل دفع جیسے رین اور ختم کہا جاتا ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے: "کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ"۔خیال رہے کہ یہاں "ھذہ القلوب" سے مراد عام انسانوں کے دل ہیں۔انبیائے کرام اور خاص اولیاء اللہ کے دل اس سے مستثنیٰ ہیں۔جو ہمیشہ حفاظت الٰہی میں رہتے ہیں ان کے لیے ذکر موت اور تلاوت قرآن زیادتی نورانیت کے سبب ہیں۔

۲۔ یعنی ہر چیز کی صفائی کے آلات الگ الگ ہیں اور ہر ایک کی پالش جداگانہ ہے تو دلوں کی پالش وصفائی کس چیز سے ہوگی۔

۳۔ کیونکہ موت کو یاد کرنے میں دل دنیا سے سرد ہوجاتا ہے آخرت کی طرف راغب ہوکر گناہوں سے متنفر اور نیکیوں کی طرف مائل ہوجاتا ہے جو شخص روزانہ موت کو یاد کرلیا کرے اس کو درجۂ شہادت ملے گا اگرچہ طبعی موت سے مرے۔(شامی) اسی لیے زیارت قبور سنت ہے تاکہ اس سے اپنی موت یاد آتی رہے،موت خاموش واعظ ہے۔

۴۔ کیونکہ قرآن گویا اپنے روحانی دیس کا خط ہے جو ہم پردیسیوں کو وہاں کی یاد دلاتا ہے اس دیس کی یاد اس جسمانی عارضی دیس سے دل سرد کردیتی ہے یہ بولتا ہوا واعظ ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یاد موت کی کثرت دل کا زنگ دور کرتی ہے اور تلاوت مطلقاً خواہ زیادہ ہو یا کم یہ اثر کرتی ہے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۹۳)

(15) صحیح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب اقرؤوا القرآن۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۵۰۶۱، ج ۳، ص ۴۱۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ قاعدہ ان خوش نصیب لوگوں کے لیے ہے جن کو قرآن شریف کی تلاوت میں لذت اور حضور قلب میسر ہوتا ہے اور کبھی زیادہ تلاوت کی وجہ سے دل اکتا جاتا ہے،وہ دل لگنے تک پڑھتے رہیں مگر وہ شخص جس کا دل تلاوت میں لگتا ہی نہ ہو وہ دل کو مجبور کرکے تلاوت کرے دل نہ لگنے کے عذر سے تلاوت چھوڑ نہ دے پہلے کچھ دن دل پر جبر کرنا پڑے گا پھر ان شاء اللہ دل لگنے لگے گا جیسا کہ تجربہ ہے۔

۲۔ یعنی کچھ دیر کے لیے تلاوت بند کردو حتی کہ وہ حالت جاتی رہے تمام عبادات کا یہی حال ہے کہ دل لگا کر ادا کرو۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۱۵)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کو جتنی توجہ اس نبی کی طرف ہے جو خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہے، کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں۔(16)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص قرآن کو تغنی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔(17) اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تغنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہیے۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔(18) اور دارمی کی روایت میں ہے کہ اپنی

---

(16) صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی ولا تنفع الشفاعۃ...إلخ، الحدیث: ۷۴۸۲، ج۴، ص۵۶۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں نبی کریم سے مراد تمام انبیائے کرام ہیں اور قرآن سے مراد تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے ہیں یعنی اللہ تعالٰی نے اپنے نبیوں کو جس قدر تاکیدی حکم اس کا دیا کہ اپنی کتب آسمانی خوش الحانی سے پڑھیں اتنا تاکیدی حکم اور دوسری چیزوں کا نہ دیا اور ممکن ہے کہ نبی سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور قرآن سے مراد یہ ہی قرآن شریف ہو یعنی اللہ تعالٰی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا تاکیدی حکم یہ دیا کہ قرآن کریم خوش الحانی سے تلاوت کریں اتنا تاکیدی حکم دوسرا نہ دیا کیونکہ خوش الحانی قرآن کریم کی زینت ہے جس سے قرآن کا حسن اور بھی بڑھ جاتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۲۱۷)

(17) المرجع السابق، باب قول اللہ تعالٰی واسروا قولکم او اجھروا...إلخ، الحدیث: ۷۵۲۷، ج۴، ص۵۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یتغن یا تو غناءٌ سے بنا ہے بمعنی خوش الحانی اور اچھے لہجے سے پڑھنا یا غنا سے بنا بمعنی بے پرواہی بے نیازی یعنی جو شخص قرآن شریف خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ معلوم ہوا کہ بری آواز والا بھی بقدر طاقت عمدگی سے قرآن شریف پڑھے کہ خوش آواز ہی قرآن کریم کا زیور ہے، جس سے تلاوت میں کشش پیدا ہوتی ہے لوگوں کے دل مائل ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ تبلیغ کا ذریعہ ہے یا جسے اللہ قرآن کا علم دے اور وہ لوگوں سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ اپنے کو ان کا محتاج سمجھے وہ ہمارے طریقہ یا ہماری جماعت سے خارج ہے عالم صرف اللہ رسول کا محتاج ہے اور باقی مخلوق عالم دین کی حاجت مند ہے، اس لیے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر بھیک مانگنا یا علما کا مالداروں کے دروازوں پر ذلت سے جانا ممنوع ہے، اللہ تعالٰی علمائے دین کو کفایت بھی دے قناعت بھی۔(از لمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۲۱۹)

(18) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب التغني بالقرآن، الحدیث: ۳۵۰۰، ج۲، ص۵۶۵۔

←

آوازوں سے قرآن کوخوبصورت کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔(19)

حدیث ۱۹: بیہقی نے عبیدہ ملیکی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا:اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافل نہ برتو اور رات اور دن میں اسکی تلاوت کروجیسا تلاوت کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور تغنی کرو یعنی اچھی آواز سے پڑھو یا اس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے غور کرو، تا کہ تم کو فلاح ملے، اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔(20) (جو آخرت میں ملنے والا ہے)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی خوش الحانی اور بہترین لہجے غمگین آواز سے تلاوت کرو اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرو مگر گا کر تلاوت کرنا جس سے مدشد میں فرق آجائے حرام ہے۔

۲۔اسے نسائی، ابن حبان حاکم نے بھی روایت کیا، ان میں یہ بھی ہے کہ اچھی آواز قرآن کا زیور ہے۔

حکایت:ایک بار حضرت عبداللہ ابن مسعود کسی مجلس پر گزرے جہاں ایک گویا بہت اچھی آواز سے گا رہا تھا آپ نے فرمایا کاش یہ آواز قرآن شریف پر استعمال ہوتی یہ خبر گویے کو پہنچی اس نے سچی توبہ کی اور حضرت ابن مسعود کے ساتھ رہنے لگا حتی کہ قرآن کریم کا عالم وقاری ہوگیا۔(مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳،ص ۲۲۴)

(19) المرجع السابق،الحدیث:۲۱۵۰،ج ۲،ص ۵۶۵.

(20) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في ادمان تلاوتہ، الحدیث:۲۰۰۷،۲۰۰۹، ج ۲،ص ۳۵۰،۳۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہ جملہ معترضہ ہے اور امام بیہقی کا قول ہے، یعنی عبیدہ ملیکی صحابی ہیں کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر ہے۔خیال رہے کہ صحابی بننے کے لیے ایک آن کی صحبت یا ایک نظر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا کافی ہے مگر تابعیت کے لیے صحابی کے ساتھ رہنا فیضان صحبت حاصل کرنا ضروری ہے۔

۲۔اصطلاح میں اہل قرآن ہر قرآن کے ماننے والے پڑھنے والے اس پر عمل کرنے والے کو کہتے ہیں اور اہل حدیث وہ خاص جماعت ہے جو اپنی زندگی علم حدیث حاصل کرنے اور سکھانے میں گزار دے یعنی محدث، نہ تو اہل قرآن سے چکڑالوی منکر حدیث مراد ہوتے ہیں نہ لفظ اہل حدیث سے موجودہ وہابی منکر فقہ مراد ہوتے ہیں یعنی اے قرآن ماننے والے مسلمانو۔

۳۔یعنی قرآن شریف پر سر رکھ کر نہ لیٹو کہ یہ بے ادبی ہے قرآن سے بے فکر نہ ہوجاؤ کہ اس کی تلاوت میں سستی کرو، اس پر عمل نہ کرو دوسرے معنی قوی ہیں، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۴۔اس جملہ میں دو حکم ہیں ہمیشہ قرآن پڑھنا اور درست پڑھنا، قرآن کا حق تلاوت یہ ہے کہ اس کی تلاوت صحیح طریقہ سے کرے ←

حدیث ۲۰: ابو داود و بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا کہ قرآن پڑھو اتم سب اچھے ہو، بعد میں قومیں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے، اس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے، دیر میں لینا نہیں چاہیں گے۔(21) یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

اور اس پر عمل کرے رضائے الٰہی کے لیے پڑھے نہ کہ محض لوگوں کو خوش کرنے کے لیے رب تعالٰی فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ" الایہ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ قرآن کریم پر تکیہ لگانا اس کی طرف پاؤں پھیلانا اس پر کوئی اور کتاب رکھنا اس کی طرف پیٹھ کرنا اسے پھینکنا وغیرہ سخت منع ہے قرآن کریم کو چومنا، سر پر رکھنا مستحب ہے اس سے فال نکالنا حرام ہے۔

۵؎ تَغَنُّوا کے دومعنے پہلے عرض کئے جاچکے ہیں قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھو اور قرآن کے ذریعہ لوگوں سے غنی وہ بے نیاز ہوجاؤ۔ گانے کے معنی میں نہیں کہ قرآن شریف گا کر پڑھنا حرام ہے تدبر قرآن علماء کا ادر ہے بےعلم لوگوں کا کچھ اور علماء تو اس کے معنی واحکام میں غور کریں عوام یہ سمجھ کر پڑھیں کہ یہ وہ الفاظ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ نے پڑھے تھے اللہ اکبر ہمارے کہاں نصیب کہ وہ الفاظ ہماری زبان پر بھی آئیں۔

۶؎ یعنی تلاوت قرآن، تعلیم قرآن، تجوید قرآن کا ثواب آخرت میں ملے گا جو تمہارے علم وفہم سے وراء ہے تم صرف یہاں ہی اس کا ثواب نہ لو یعنی دنیا کو اسی کا مقصد نہ بنالو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳،ص ۴۳۵)

(21) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب مایجزیٔ الامی والاعجمی من القراءۃ، الحدیث: ۸۳۰، ج۱،ص ۳۱۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اس مجلس میں شہری صحابی بھی تھے اور دیہات کے باشندے بھی عربی واعرابی میں یہ ہی فرق ہے کہ عربی عام ہے اعرابی خاص اہل دیہات اور عربی بھی تھے بیرون عرب کے بھی کہ بلال حبشہ کے تھے، سلمان فارس کے، صہیب روم کے رضی اللہ عنہم غرض کہ شعر

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

۲؎ یعنی قرآن شریف عجمی، عربی، شہری، بدوی سب کے لیے آیا ہے، سب ہی تلاوت کیا کرو عجمی یہ خیال نہ کریں کہ چونکہ ہمارا لہجہ عرب کا سا نہیں ہوسکتا لہذا ہم تلاوت ہی چھوڑ دیں، جو لہجہ بن پڑے اس میں پڑھو۔ ہاں صحیح پڑھو لہجے کا اعتبار نہیں صحت کا اعتبار ہے اور اخلاص کا ثواب۔ شعر

ما دروں را بنگریم وحال را
ما بروں را ننگریم وقال را

۳؎ یعنی آخری زمانہ میں محض ریاء ونمود کے لیے قرآن کا لہجہ درست کرنے میں بہت تکلفات کریں گے مگر ثواب سے محروم رہیں گے اس کی وجہ آگے آرہی ہے۔

۴؎ یعنی ان کی یہ تمام محنتیں صرف لہجہ حسین کرنے کے لیے ہوں گی تا کہ دنیا دار پسند کریں، واہ واہ ہو، پیسے خوب ملیں اخلاص نہ ہوگا ←

حدیث ۲۱: بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لحن اور آواز سے پڑھو، اہلِ عشق اور یہود ونصاریٰ کے لحن سے بچو یعنی قواعد موسیقی کے مطابق گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھے گی، جیسے گانے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے، قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کریگا، ان کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں اور ان کے بھی جن کو ان کی یہ بات پسند ہے۔(22)

حدیث ۲۲: ابوسعید بن معلّیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے، کہتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا۔ (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم)! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد

پھر ثواب کیسے پائیں، جان کی قیمت ہوتی ہے نہ کہ محض قالب کی، ہر عبادت کا یہی حال ہے اللہ تعالٰی اخلاص نصیب کرے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ناراضی ان کی محنت پر نہیں بلکہ ریاء ونمود پر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳،ص۴۳۱)

(22) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في ترک التعمق فیہ، الحدیث:۲۶۴۹، ج۲،ص۵۴۰۔

ومرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الحدیث:۲۲۰۷، ج۴،ص۷۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اہل عرب کی تلاوت میں صرف آواز کی عمدگی، مخارج کی صحت، اداء الفاظ کی نفاست ہوتی ہے تکلف اور موسیقی کے طریقوں سے خالی، چونکہ قرآن شریف عربی ہے اسے عربی طریقے سے پڑھو، لحن کے معنے ہیں خوش وطرب اور آواز کی لچک دلہر۔

۲۔ یعنی نہ تو قرآن گیت کے نغموں سے گاؤں جیسے عشاق گویے ٹھمری، وادرے وغیرہ گاتے ہیں اور نہ ایسے تکلفات سے پڑھو جیسے یہود و نصاریٰ توریت وانجیل پڑھتے ہیں جن سے اصل عبارت بگڑ جاتی ہے جہاں مدنہ ہو وہاں پیدا ہوجاتا ہے جہاں شد ہو وہاں نہیں رہتا۔ الف زبر بن جاتا ہے زبر الف وغیرہ، فقیر نے بعض قوالوں کو قرآنی آیات طبلے سارنگی پر نغموں کی طرح سے گاتے سنا کہ ان کے گیتوں میں آیتیں ہیں انہیں باجوں پر گاتے ہیں۔

۳۔ یعنی قرآن میں گلے بازیاں، راگ راگنی وآوازیں بھرانے سے کام لیں گے اسے گیت یا قوالی کا شعر بنادیا کریں گے، جیسا کہ آج دیکھا جارہا ہے اس غیب دان نبی نے پہلے ہی اس کی خبر دے دی تھی۔

۴۔ یعنی صرف زبان پر قرآن کے الفاظ ہوں گے دل پر قرآن کا کوئی اثر نہ ہوگا ایمان میں تازگی نہ پیدا ہوگی نہ ان کے سامعین کے کیونکہ جو منہ سے نکلتا ہے وہ کان پر گرتا ہے جو دماغ سے نکلتا ہے وہ دماغ پر گرتا ہے۔ جو دل سے نکلتا ہے وہ دل پر گرتا ہے۔

۵۔ یعنی خود ان کے اور سامعین کے دل اس تلاوت سے فائدہ نہ اٹھائیں گے بلکہ الٹا نقصان۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳،ص۴۳۲)

فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے (اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ)(23) اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس حاضر ہو جاؤ، جب وہ تمھیں بلائیں۔

پھر فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے، وہ بتادوں گا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب نکلنے کا ارادہ ہوا۔ میں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر جانے سے پہلے قران کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا۔ فرمایا کہ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے ملا ہے۔(24)

---

(23) پ۹، الانفال: ۲۴۔

(24) صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب ما جاء في فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۴۴۷۴، ج۳، ص ۱۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ حضرت مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم برسر منبر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور آیت "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ" تلاوت فرما رہے تھے انہوں نے تحیۃ المسجد نفل کی نیت باندھ لی ایک گوشہ میں نماز پڑھنے لگے۔

۲؎ یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا سن لیا مگر نماز کی مشغولیت کی وجہ سے حاضر نہ ہوا پھر بعد سلام حاضر ہوا اور معذرت کے لیے یہ عرض کیا۔

۳؎ یہاں اللہ رسول کے بلانے سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا ہے ورنہ رب تعالیٰ بلاواسطہ کسی کو نہیں بلاتا اس لیے دعا واحد کا صیغہ ارشاد ہوا۔(مرقاۃ) اس فرمان سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اگر عین نماز میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلائیں تو اسی وقت اسی حالت میں حاضر بارگاہ ہو جانا واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حاضر ہو جانے سے بلکہ جو خدمت سرکار فرمائیں اس کے بجالانے سے نماز ٹوٹے گی نہیں وہ نماز ہی میں رہے گا، اور خدمت سے فارغ ہو کر بقیہ رکعتیں پوری کرے گا جیسے حضور سے خطاب اور حضور کو سلام نماز نہیں توڑتا، ایسے ہی حضور کی یہ اطاعت نماز فاسد نہیں کرتی۔(مرقات) نمازی وضو ٹوٹنے پر پانی کے پاس جائے تو نماز نہیں جاتی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمت الٰہی کا سمندر ہیں آپ کے پاس آنے سے نماز کیسے جائے گی۔

۴؎ پہلے سے یہ فرما کر منتظر بنادیا، تا کہ خوب یاد رکھیں جو بات انتظار کے بعد ملے، اس کی قدر ہوتی ہے، سورۃ قرآن شریف کا وہ حصہ ہے جس میں مضمون مکمل ہو اور اس کا نام بھی ہو۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ تمام آسمانی کتابوں کے مضامین قرآن شریف میں ہیں۔ اور سارے قرآن شریف کے مضامین سورۂ فاتحہ میں اور ساری سورۂ فاتحہ کے مضامین بسم اللہ میں اور ساری بسم اللہ کے مضامین اس کے ب کے نقطہ میں۔ دیکھو ریلوے ٹائم ٹیبل یا جغرافیہ میں پورے ملک یا پورے شہر کی طرف ایک نقطہ سے اشارہ کر دیا جاتا ہے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کو بڑی سورہ فرمایا اور ہر رکعت میں یہ دہرائی جاتی ہے۔

۵؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وعدہ یاد تھا مگر آپ نے ابتداءً تعلیم دی تا کہ ان کے اپنے شوق کا پتہ لگے کہ انہوں نے یہ بات ←

حدیث ۲۳: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو؟ انھوں نے اُمّ القرآن یعنی سورت فاتحہ کو پڑھا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہ اس کی مثل تورات میں کوئی سورت اُتاری گئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔(25)

حدیث ۲۴: سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے۔(26)

حدیث ۲۵: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جبرئیل علیہ السلام حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر تھے۔ اوپر سے ایک آواز آئی۔ انھوں نے سر اٹھایا اور یہ کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا، آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ ایک فرشتہ اترا، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا۔ اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) کو بشارت ہو کہ دو نُور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) کو دیے گئے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ وہ دو نُور یہ

یاد رکھی یا نہیں اور ان کا شوق پورا ہے یا نہیں۔

۶ے خلاصہ فرمان یہ ہے کہ سورہ فاتحہ بہت سی خوبیوں کی جامع سورۃ ہے اس میں حمد الٰہی، نعت پاک مصطفوی، وعدے وعیدیں، حشر ونشر کا ذکر محبوب ومردود بندوں کا تذکرہ، رب تعالٰی سے سوال کی تعلیم، دین برحق کی پہچان وغیرہ تمام مضامین ہیں دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کلاں، اس میں سات آیتیں ہیں جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں ان کا نزول دوبار ہوا ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد یہ سورۃ سات حرفوں سے خالی ہے: ث، ج، خ، ز، ش، ظ، ف لہٰذا یہ سبع مثانی ہے یعنی سات مقرر آیتیں، نیز یہ سورت اس امت کی خصوصیات سے ہے کسی کو ہم سے پہلے نہ ملی، اس لیے رب تعالٰی نے اس کی عطاء کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کہ ارشاد ہوا: "وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ" اگرچہ قرآن پاک میں یہ سورۃ بھی تھی مگر اس کا ذکر مستقل طور پر فرمایا لمعات، مرقات۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے اعلٰی وافضل ہیں اس کی تحقیق پہلے کی جاچکی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۴)

(25) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۲۸۸۴، ج ۴، ص ۴۰۰.

(26) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۳۳۷۰، ج ۲، ص ۵۳۸.
وشعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في فضائل السور والآیات، الحدیث: ۲۳۶۷، ج ۲، ص ۴۵۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲ے جسمانی خیالی اور روحانی تمام بیماریوں کی شفاء مطلق ہے بہت بیماریوں میں مختلف طریقوں سے استعمال کی جاتی ہیں۔ اور بہت مفید ہوتی ہے تجربہ ہے ایمان ویقین شرط ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۹۵)

ہیں، سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا خاتمہ، جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔(27)

حدیث ۲۶: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا:

---

(27) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین...إلخ، باب فضل الفاتحۃ...إلخ، الحدیث: ۲۵۴۔(۸۰۶)، ص ۴۰۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ سمع کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں کیونکہ اگلی ضمیریں بھی انہیں کی طرف راجع ہیں نقیض نقض سے بنا بمعنی ٹوٹنا چونکہ لکڑی وغیرہ کے ٹوٹنے کے وقت سخت آواز پیدا ہوتی ہے، اس لیے اب ہر سخت آواز کو نقیض کہہ دیتے ہیں۔

۲۔ خیال رہے کہ آسمان کے بے شمار دروازے ہیں، جن سے مختلف چیزیں آتی جاتی ہیں، بعض دروازوں سے رزق آتے ہیں، بعض سے عذاب بعض سے دعائیں وتوبہ جاتی ہیں، بعض سے خاص فرشتے اترتے ہیں، ایک دروازہ وہ بھی ہے جو صرف معراج کی رات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھولا گیا، آج کا یہ دروازہ اس فرشتے کے لیے کھولا گیا تھا اس سے پہلے نہ یہ فرشتہ کبھی زمین پر آیا تھا اور نہ یہ دروازہ کبھی کھلا تھا۔

۳۔ یعنی نہ کسی کام کے لیے یہ زمین پر آیا نہ کسی پیغمبر کو کوئی پیغام سنانے کے لیے یہ فرشتہ صرف آج ہی آیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں آیا ہے اس فرشتہ کا نزول حضوانور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت وعزت کے اظہار کے لیے ہے ورنہ یہ پیغام تو حضرت جبریل بھی عرض کرسکتے تھے۔

۴۔ چونکہ یہ دونوں سورتیں دنیا میں سیدھے راستہ کی ہادی ہیں اور پلصراط پر روشنی جس کے ذریعہ ان کی تلاوت کرنے والا آسانی سے اسے طے کرے گا۔ اس لیے انہیں نور فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود نور ہیں پھر آپ پر یہ نور اترے تو بفضلہٖ تعالٰی نورٌ علٰی نور ہوئے۔

۵۔ یعنی آپ سے پہلے نبیوں میں سے کسی کو ایسی شاندار آیات وسورتیں نہ ملیں توریت انجیل وغیرہ میں ایسی شان کی آیت نہیں، یوں تو سارا قرآن شریف ہی ان کتب سے افضل ہے مگر یہ آیات بہت ہی افضل۔

۶۔ یعنی سورۂ بقر کا آخری رکوع "لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" تک۔

۷۔ یعنی ان آیات کے ہر حرف کی تلاوت پر آپ کو اور آپ کے صدقہ سے آپ کی امت کو خصوصی ثواب ملے گا علاوہ تلاوت کے ثواب کے کہ وہ ثواب تو قرآن شریف کے تمام حروف پر ہے۔(اشعہ) یا حرف سے مراد آیت ہے یعنی ان میں جو آیات دعا ہیں، ان میں سے ہر آیت قبول کی اور اس آیت کی دعا ان شاءاللہ منظور ہوگی۔ مرقات ان دونوں جگہ میں بہت شاندار دعائیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۲۵۰)

اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔(28)

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورہ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہلِ باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔(29)

---

(28) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین... إلخ، باب استحباب صلاۃ النافلۃ... إلخ، الحدیث: ۲۱۲۔(۷۸۰)، ص ۳۹۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی گھروں میں مردے دفن نہ کرو کہ یہ تو خصوصیت انبیاء ہے یا اپنے گھروں کو ذکر اللہ سے خالی نہ رکھو جیسے قبرستان خالی ہوتا ہے ایسے گھر قبرستان ہیں اور وہاں کے باشندے مردے دوسرے معنے زیادہ موزوں ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ خیال رہے کہ مؤمن مردے اپنی قبروں میں ذکر اللہ کرتے ہیں، مگر وہ ذکر ہم نہیں سنتے، ہم کو قبرستان سنسان معلوم ہوتا ہے اسی لیے یہ ارشاد ہوا، لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

۲؎ یعنی شیاطین کا سرگروہ ابلیس اس گھر سے دور رہتا ہے یا سورۂ بقر پڑھتے وقت قرین شیطان دور رہتا ہے اگرچہ بعد میں آجائے یا اس گھر کے باشندوں کو وہ جنت سے بہکا نہیں سکتا، انہیں بے دین بے ایمان نہیں بنا سکتا، ان شاء اللہ لہذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ شیطان کو دفع کرنیکی یہ تمام تدابیر ہیں، نفس امارہ ان سے نہیں مرتا اس کی موت اس کی مخالفت سے ہے اسی لیے اگرچہ رمضان میں شیطان قید ہوتا ہے مگر لوگ گناہ کرتے ہیں نفس امارہ موجود ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۵)

(29) المرجع السابق، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، الحدیث: ۲۵۲۔(۸۰۴)، ص ۴۰۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی ہمیشہ تلاوت کیا کرو اور اس موقعہ کو غنیمت جانو قرآن کریم کی تلاوت مستقل عبادت ہے معنی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں مرکب دوائیں معجونیں مفید ہیں ان کے اجزاء معلوم ہوں یا نہ ہوں۔

۲؎ گنہگاروں کی مغفرت کی سفارش کرے گا نیک کاروں کی بلندی درجات کی صحابہ سے مراد قرآن کی تلاوت کرنے والے، اس کو سیکھنے سکھانے، اس پر عمل کرنے والے سب ہی مراد ہوتے ہیں مگر یہاں تلاوت کرنے والے مراد ہیں جیسا کہ اس مضمون سے ظاہر ہے۔

۳؎ مرقات نے فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں باقی سورتوں میں ایسی ہیں، جیسے تاروں میں چاند اس لیے انہیں زہراوین یعنی چمک دار سورتیں فرمایا گیا ورنہ سارا قرآن نور ہے لہذا حدیث واضح ہے۔

۴؎ یہ تین تشبیہیں تین قسم کے تلاوت کرنے والوں کے لحاظ سے ہیں، جیسا قاری کا اخلاص کل قیامت میں ویسا ہی ان کا سایہ، ←

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اے ابوالمنذر (یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمھارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) اعلم ہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے فرمایا: اے ابو المنذر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے۔ میں نے عرض کی، اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیۃ الکرسی)۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمنذر تم کو علم مبارک ہو۔(30)

بہت مخلص کے لیے یہ سورتیں ابر رحمت بن کر سایہ بھی کریں گی اور روشنی بھی دیں گی درمیانی اخلاص والے کے لیے سائبان و شامیانہ کی طرح اور معمولی اخلاص والے کے لیے پرندوں کی جماعت کی طرح یہ شک راوی کو نہیں ہے جیسا کہ بعض شارحین نے سمجھا، نیز یہاں ثواب تلاوت مراد نہیں بلکہ خود یہ سورتیں کل ان شکلوں میں ہوں گی یہاں کے عرض اور اعمال وہاں جسم و جوہر ہوں گے آج ہم خواب میں آئندہ حالات کو جسمانی شکل میں دیکھتے ہیں بادشاہ مصر نے آئندہ قحط کے سات سال گایوں اور بالیوں کی شکل میں دیکھے تھے۔

۵۔ یا تو اس کے دشمنوں سے جھگڑا کریں گی یا عذاب کے فرشتوں سے جھگڑ کر اسے چھڑائیں گی یا خود رب تعالٰی سے جھگڑ جھگڑ کر اسے بخشوائیں گی مگر یہ جھگڑا ناز کا ہوگا نہ کہ مقابلہ کا آج پیارا بیٹا اپنے باپ سے جھگڑ کر دوسروں کی سفارش کرتا ہے لہذا حدیث واضح ہے کوئی اعتراض نہیں۔

۶۔ یعنی قیامت میں ان سورتوں کے پڑھنے والے کا ثواب دیکھ کر نہ پڑھنے والے کف افسوس ملیں گے، جنتی لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ہم نے دنیا میں ایک سانس بھی بغیر ذکر اللہ کے نہ لی ہوتی۔

۷۔ اس جملہ کے کئی معنے ہیں ایک یہ منافقین ریاء کار یہ سورتیں یاد نہ کرسکیں گے یا ان کی تلاوت نہ کرسکیں گے یا انہیں یہ دونوں سورتیں بہت دراز اور گراں معلوم ہوں گی مخلصین پر آسان ہوں گی۔ دوسرے یہ کہ جادوگر وغیرہ ان سورتوں کا اثر اپنے جادو کے زور سے زائل نہیں کرسکتے اور ان کی تلاوت کرنے والے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تیسرے یہ کہ ان کی صداقت اس قدر ظاہر ہے کہ انہیں جھوٹے لوگ جھٹلا نہیں سکتے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۶)

(30) المرجع السابق، باب فضل سورۃ الکھف... إلخ، الحدیث: ۲۵۸۔(۸۱۰)، ص ۴۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابی ابن کعب اور آپ کے تین چچا زاد بھائی اس زمانہ میں پورے قرآن کریم کے حافظ تھے سوال یہ ہے کہ اے ابی ابن کعب بتاؤ جو قرآن کریم تم نے سارا حفظ کیا ہے اس میں بہت شاندار آیت کونسی ہے۔ (مرقات) اس زمانہ میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا حفظ بقدر نزول ہوتا تھا۔

۲۔ اعظم سے مراد اخروی ثواب اور دنیاوی فوائد میں زیادہ ہے، یہ زیادتی اضافی ہے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ کسی حدیث میں ←

حدیث ۲۹: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے زکاۃ رمضان یعنی صدقہ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑلیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج عیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ابوہریرہ! تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم)! اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آگیا چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔

میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا، کیونکہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا تجھے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا، اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ابوہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی، مجھے رحم آیا، اسے چھوڑ دیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔

میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے پکڑا اور کہا: تجھے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہوچکا تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ (عزوجل) تم کو نفع دے گا، جب تم بچھونے پر جاؤ آیت الکرسی آخر آیۃ تک پڑھ لو، صبح تک اللہ (عزوجل) کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمھارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا جب

کسی آیت کو اعظم فرمایا اور دوسری حدیث میں دوسری آیت کو۔

۳ ـــ پہلی بار نہ بتانے اور پھر بتادینے کی شارحین نے بہت وجوہ بیان کی ہیں فقیر کی نظر میں قوی وجہ یہ ہے کہ ان دو سوالوں کے درمیان کے وقفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل میں جواب بطور فیضان القاء فرمادیا پھر پوچھا تو آپ نے وہ ہی القاء کیا ہوا جواب عرض کردیا حضرات صوفیاء کبھی نظر سے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھ کر کبھی مرید کو سامنے بٹھا کر کبھی کوئی بات پوچھ کر فیض دیتے ہیں، ان طریقوں کی اصل یہ حدیث ہے (از لمعات واشعہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعب کو نظر بھر کر دیکھا جس سے ان کے سینہ میں علوم کے دریا بہ گئے۔

۴ ـــ یہ فرمان ہمارے عرض کئے ہوئے مطلب کی تائید ہے یعنی اے ابی تمہیں یہ علم لدنی مبارک ہو کہ بغیر کتابیں پڑھے داتا کی دین اور راہبر کامل کی ایک نگاہ کرم سے تمہیں سب کچھ مل گیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۸)

صبح ہوئی، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ (31)

(31) صحیح البخاري، کتاب الوکالۃ، باب إذا وکل رجلا... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۱، ج ۲، ص ۸۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی صحابہ کرام جو اپنے فطرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کرجاتے تھے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فقراء میں تقسیم فرمادیں تاکہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالیٰ قبول فرمالے اس جمع شدہ فطروں کی حفاظت اس دفعہ حضرت ابو ہریرہ کے سپرد ہوئی۔

۲۔ یعنی فطرے کا گندم چرانے اور لے جانے لگا میں نے اسے یہ حرکت کرتے دیکھ لیا۔ خیال رہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت دانہ، غذائیں پھل، مٹھائیاں سب کچھ کھاتے ہیں، ساتھ ہی کوئلہ وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھائے تو شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے، لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ ابلیس کے کھانے کی کیا حاجت اس سے معلوم ہوا کہ شیطان چوری کرتا ہے اس لیے آیۃ الکرسی وغیرہ مال پر دم کردی جائے تاکہ جن وانس کی چوری سے محفوظ رہے۔

۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اولیاء اللہ خصوصًا صحابہ کرام شیطان کو دیکھ سکتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے ان کی آنکھوں سے غیبی حجاب اٹھ جاتے ہیں، ان حضرات نے تو بارہا فرشتوں کو دیکھا جن کی کیا حقیقت ہے دوسرے یہ کہ شیطان ان کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتا، وہ لوگ نورانی ہیں، نور کی طاقت نار سے زیادہ ہے جن کا ہاتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو اس کی گرفت سے کون چھوٹے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے شیطان گھبراتا ہے، وہاں حاضری کی ہمت نہیں کرتا۔ خیال رہے کہ قرآن کریم شیطان کے متعلق فرماتا ہے: "اِنَّہٗ یَرٰ‌ىکُمْ ہُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَہُمْ" کہ وہ اور اس کی ذریت تو تم کو دیکھتے ہیں مگر تم ان کو نہیں دیکھتے، آیت کا منشا یہ ہے کہ تم ان جنات کو ان کی اصل شکل میں نہیں دیکھ سکتے لیکن جب وہ شکل انسانی میں ہوں، تو انہیں دیکھا جاسکتا ہے لہذا یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں، مرقات یا آیت میں عام انسانوں کا ذکر ہے اور یہاں اللہ کے خاص بندوں کا تذکرہ۔

۴۔ ادائے قرض وغیرہ معلوم ہوا کہ شیطان جھوٹ بولتا ہے۔ وہ نہ محتاج ہے نہ اس کے بال بچوں کو فاقہ ہے، دفینے کانیں اس کی نگاہ میں ہیں سفلی عمل کرنے والوں کو وہ روزانہ مال پہنچاتا ہے، جسے ناجائز دست غیب کہا جاتا ہے جائز دست غیب رب تعالیٰ کی رحمت ہے، ناجائز دستِ غیب حرام۔

۵۔ یا اس لیے چھوڑ دیا کہ ابھی اس نے چوری نہیں کی تھی ارادہ ہی کیا تھا یا چوری تو کرلی تھی مگر چوری حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے حق العبد رہتی ہے اور وہاں پہنچ کر حق اللہ بن جاتی ہے، پہلی صورت میں بندہ اس سے مال چھین کر اسے چھوڑ سکتا ہے۔ دوسری صورت میں ←

بندہ معاف نہیں کرسکتا ہاتھ ہی کٹیں گے یا اس لیے کہ اگر زکوۃ وخیرات سے فقیر چوری کرے تو ہاتھ نہ کٹیں گے کیونکہ اس مال میں اس کا بھی حق ہے جیسے بیوی بخیل خاوند کے مال سے اپنے حق کے بقدر چوری کرے تو مجرم نہیں کہ اس نے چوری نہیں کی بلکہ اپنا حق لیا بہرحال حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ انہیں چور کو چھوڑ دینے کا کیا حق تھا۔

۶۔ یعنی جب میں نماز فجر کے لیے حاضر بارگاہ ہوا تو بغیر میرے کچھ عرض کیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال فرمایا معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہر ظاہر و چھپی چیزیں دیکھتی ہیں کوئی چیز ان سے مخفی نہیں وہ تو قبر کے اندر کے عذاب اور دلوں کے حال سے خبردار ہیں۔ مصرع

چشم تو بینندہ مافی الصدور (اقبال)

۷۔ اس جملہ میں فقیر کی عرض کی ہوئی توجیہ کی تائید ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ کو اس پر رحم کرنے کا بھی حق تھا اور چھوڑ دینے کا بھی اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر عتاب نہ فرمایا کہ ابو ہریرہ تمہیں چھوڑ دینے کا کیا حق تھا۔

۸۔ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ ہونے والے واقعات کا رب تعالٰی نے علم بخشا جو آئندہ ہونے والا ہے وہ بتارہے ہیں۔ شعر

خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب | علی کل شیئ خبیر آمدی

۹۔ یعنی آج شب کو میں خوب چوکنا رہا سویا نہیں، غافل نہ رہا، اسے پکڑنا بھی تھا اور اس کا تماشا بھی دیکھنا تھا۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ نے اس کا یہ قول کہ اب نہ آؤں گا اس کی توبہ سمجھا اس لیے چھوڑ دیا، اسے سچا نہ سمجھا، کیونکہ اس کا جھوٹا ہونا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے معلوم ہوچکا تھا یہ رحمت اس کی توبہ پر ہے نہ کہ اسے غریب سمجھ کر اس بار بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ پر عتاب نہ فرمایا لہذا حدیث بالکل واضح ہے کوئی اعتراض نہیں یا آپ نے خیال فرمایا کہ یہ جھوٹ سے توبہ کرچکا ہے اور اب سچ بول رہا ہے پہلے جھوٹا تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ جھوٹ کی خبر دی تھی اور اب سچ بول رہا ہے۔

۱۱۔ اس رحم کی وجہ ابھی عرض کردی گئی اس چھوڑ دینے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پاک کی مخالفت نہیں ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آئندہ چھوڑ دینے سے منع نہ کیا تھا۔

۱۲۔ خیال رہے کہ شیطان نے صرف ایک دفعہ یعنی دوسری بار میں ہی کہا تھا کہ میں اب نہ آؤں گا مگر حضرت ابو ہریرہ فرمارہے ہیں کہ تو کہہ جاتا ہے میں نہ آؤں گا اس لیے شارحین نے فرمایا کہ یہاں تزعم مضارع ہے مگر بمعنی ماضی ہے یعنی تو کہہ گیا تھا اب نہ آؤں گا اور پھر آگیا یا حکمی و حقیقی دونوں طرح کہہ جانا مراد ہے یعنی تو پہلی بار میں حکمًا اور دوسری بار میں حقیقتًا کہہ گیا تھا کہ اب نہ آؤں گا لہذا یہ حدیث واضح ہے۔

۱۳۔ یعنی میں آپ پر ایک عمل مجرب بتا کر احسان کرتا ہوں آپ اس کے عوض مجھ پر یہ احسان کردیں کہ مجھے چھوڑ دیں کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے ابلیس کی اس خوشامد سے معلوم ہوا کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہوئے بہت گھبراتا ہے ←

حدیث ۳۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے

ورنہ وہ حاضر ہوجانے پر راضی ہوجاتا ہے اب جس کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت نہ ہو وہ شیطان سے بدتر ہے شیطان یا تو خدا سے ڈرتا ہے کہ کہتا ہے: "اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ" یا جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمان کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی ہیبت چاہیے ڈاکٹر اقبال یوں دعا کرتے ہیں۔ شعر

مکن رسوا بروئے خواجہ مارا　　　حساب من زچشم اونہاں گیر

۱۴۔ یعنی سونے کے لیے لیٹیں بستر پر یا فرش خاک پر یا تخت پر، بستر کا ذکر عرف کی بنا پر ہے اور سونا خواہ دن میں ہو یا رات میں۔

۱۵۔ یعنی خود رب تعالٰی یا اس کا مقرر کردہ فرشتہ آپ کے جان و مال کی حفاظت کرے گا کہ گھر تو گر جانے آگ لگ جانے وغیرہ سے محفوظ رہے گا اور مال چوری وغیرہ سے امان میں رہے گا جیسا کہ دوسری احادیث میں وارد ہے، یہ عمل بہت ہی مجرب ہے۔

۱۶۔ یعنی دینی یا دنیاوی نقصان پہنچانے کے لیے شیطان ابلیس آپ کے قریب نہ آسکے گا، مطلقًا قریب آنے کی نفی نہیں لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں رہا کہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ ہم آیۃ الکرسی پڑھ کر سوتے ہیں پھر بھی احتلام ہوجاتا ہے اور احتلام شیطان سے ہوتا ہے ہاں آیۃ الکرسی کی برکت سے شیطان نماز قضا نہ کراسکے گا کہ یہ دینی نقصان ہے یوں ہی اس کی برکت سے اولًا تو گھر میں چور سانپ وغیرہ آئیں گے نہیں اگر اتفاقًا آ گئے تو شیطان اسے اس موقعہ پر غافل نہ کرسکے گا کہ اس میں دنیاوی نقصان ہے، ان شاء اللہ آنکھ کھل جائے گی اور یہ شخص ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۱۷۔ اس بار رحم کھا کر نہ چھوڑا بلکہ اس کے احسان کے عوض اور اس چھوڑ دینے میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہ تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا تھا۔

۱۸۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان قرآن شریف سے بھی واقف ہے اور آیات قرآنیہ کے احکام و اسرار و اشارات سے بھی خبردار ہے، امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ شیطان ہر دین کے اچھے برے اعمال سے تفصیل وار واقف ہے اور ہر شخص کی نیت و ارادہ پر مطلع ہے، اس کے بغیر وہ خلق کو بہکا نہیں سکتا، جب اس بہکانے والے کے علم کا یہ حال ہے تو خلق کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہیے قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ" شیطان اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھے یعنی وہ حاضر ناظر ہے کیوں، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو جس کے ذمہ خلق کی ہدایت ہے وہ بھی حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ شیطان کافر بھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ مؤمن کو چاہیے جہاں سے اسے علم ملے لے لے، ہاں بے دین کو استاد دین کا نہ بنائے یہاں حضرت ابوہریرہ نے شیطان کو استاد نہ بنایا جیسے قابیل کو کوے نے طریقہ دفن سکھایا، مگر کوا ان کا استاد نہ تھا۔ خیال رہے کہ کافر و بے دین کی اچھی بات پر جلد اعتماد نہ کرے ممکن ہے وہ شہد میں زہر دے رہا ہوں، یہاں جناب ابوہریرہ نے شیطان کی جب مانی جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید و تصدیق فرمادی۔ چوتھے یہ کہ آیۃ الکرسی دفع شیطان کے لیے اکسیر ہے خود شیطان اس کی خبر دے گیا کہ میرے بھاگنے کا ذریعہ آیۃ الکرسی ہے بھگانے والے ←

فرمایا: سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہیں۔(32)

حدیث ۳۱: اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس میں سے دو آیتیں جو سورہ بقرہ کے ختم پر ہیں، نازل فرمائیں۔ جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں، شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا۔(33)

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید فرمادی، اور بھاگنے والے مردود نے بھی اس کی خبر دے دی۔ پانچویں یہ کہ کافر کی سچی بات کی مسلمان تصدیق و تائید کرسکتا ہے۔

۱۹؎ یعنی ابلیس تھا جو اس مال میں برکت مٹانے آیا تھا ورنہ اسے چوری کرنے کی کیا ضرورت تھی، یہ حدیث تسخیر جناتِ کی اصل ہے، بعض عامل حضرات جنات کو اپنے عمل سے قید کردیتے ہیں۔ بالکل حق ہے دلیل یہ حدیث ہے، فقیر کی اس مذکور شرح سے حسب ذیل اعتراضات اٹھ گئے: اول یہ کہ حضرت ابوہریرہ کو شیطان نظر کیسے آگیا، قرآن پاک فرماتا ہے کہ تم اسے نہیں دیکھ سکتے، دوسرے یہ کہ حضرت ابوہریرہ کی گرفت میں شیطان کیونکر آگیا، وہ ہوا یا آگ کے شعلہ کی طرح ہے جسے پکڑا نہیں جاسکتا۔ تیسرے یہ کہ شیطان کو چوری کی کیا ضرورت ہے، چوتھے یہ کہ حضرت ابوہریرہ کو اسے پکڑ کر چھوڑ دینے کا کیا حق تھا، پانچویں یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا تو جناب ابوہریرہ نے اس کی بات کا اعتبار کیوں کیا۔ چھٹے یہ کہ شیطان کو کیا خبر کہ قرآن کریم کی کس آیت میں کیا تاثیر ہے ساتویں یہ کہ اس سے لازم آیا کہ شیطان حضرت ابوہریرہ کا استاد ہو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۳،ص۲۴۹)

(32) صحیح البخاري، کتاب المغازي، الحدیث: ۴۰۰۸، ج۳،ص۲۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی دکھ درد رنج وغم میں کافی ہیں کہ ان کا تلاوت کرنے والا ان شاءاللہ دکھ درد سے محفوظ رہتا ہے اور اگر اتفاقاً کبھی آ بھی جائیں تو اللہ مشکل حل کردیتا ہے یا تمام ورد وظیفوں کی طرف سے کافی ہیں، یا نماز تہجد میں جو ان آیتوں کی تلاوت کیا کرے تو بہت سی تلاوت سے کافی ہیں نماز تہجد میں اس کی تلاوت ضرور کی جائے کہ بہت ہی مفید ہے ایک رکعت میں یہ آیات پڑھے، دوسری میں "اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ" سے لے کر "تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ" تک ان شاءاللہ ان سے حضور قلبی بھی نصیب ہوگا اور بہت فیضان بھی میسر ہوگا۔ اگر شروع رات میں بھی پڑھ لی جائیں اور تہجد میں بھی بہت مفید ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۳،ص۲۵۱)

(33) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في آخر سورۃ البقرۃ، الحدیث: ۲۸۹۱، ج۴،ص۴۰۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ دو ہزار برس سے مراد اس قدر مدت کہ اگر سورج ہوتا تو اسی مدت کے دو ہزار برس بن جاتے ورنہ اس وقت سورج نہ تھا نہ دن رات، پھر دن مہینے ہفتے اور سال کیسے بن سکتے ہیں، لکھنے سے مراد فرشتوں کو لکھنے کا حکم دینا ہے خاص خدام کا کام گویا سلطان ہی کا کام ہے۔ خیال رہے کہ مخلوق کی تقدیریں آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لکھی گئیں، مگر یہ تحریر دو ہزار برس پہلے ہوئی لہذا ←

حدیث ۳۲: سورہ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ میں سے ہیں، جو عرش کے نیچے ہے اللہ (عزوجل) نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انھیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ (عزوجل) سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (34)

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے، وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (35)

یہ حدیث پچاس ہزار برس کی روایت کے خلاف نہیں کہ وہاں لوح محفوظ میں تقدیروں کی تحریر مراد ہے، اور یہاں قرآن کریم کی تحریر مراد اور ہوسکتا ہے کہ یہاں دو ہزار برس سے تحریر مراد نہ ہو بلکہ مطلق زیادتی بیان کرنا مقصود ہو۔ (مرقات)

۲؎ یہ دو آیتیں "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے آخر سورۂ بقر تک ہیں اگرچہ سارا قرآن شریف ہی لوح محفوظ میں تھا اور وہاں سے ہی نازل ہوا مگر ان آیتوں میں وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر آگے ہو رہا ہے اس لیے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔

۳؎ جب ان آیتوں کی برکت سے وہ گھر وہ عمارت وہ جگہ شیطان سے محفوظ ہو جاتی ہے جہاں تین دن یہ آیات پڑھ لی جائے تو جس زبان میں یہ آیتیں رہیں ان شاء اللہ وہ بھی شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ ان جیسی تمام احادیث میں شیطان سے مراد ابلیس ہوتا ہے، ورنہ قرین شیطان اور نفس امارہ تو بہر حال انسان کے ساتھ رہتے ہیں ان موذیوں سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں جسے اللہ بچائے وہ ہی بچے۔

۴؎ اس حدیث کو نسائی، ابن حبان اور حاکم نے اپنی مستدرک میں بھی روایت کیا۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۵۲)

(34) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی، الحدیث: ۳۳۹۰، ج ۲، ص ۵۴۲۔

(35) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین... الخ، باب فضل سورۃ الکھف... الخ، الحدیث: ۲۵۷۔(۸۰۹)، ص ۴۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اس طرح کہ روزانہ ان کی تلاوت کر لیا کرے یا ہر جمعہ کو بعض لوگ ہر جمعہ کو سورۂ کہف کی تلاوت کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

۲؎ ظاہر یہ ہے کہ دجال سے مراد وہ ہی بڑا دجال ہے جو قرب قیامت نکلے گا اس کا فتنہ اتنا سخت ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا یعنی اگر اس کی تلاوت کرنے والے کے زمانے میں دجال ظاہر ہوا تو ان شاء اللہ اس کے فتنے سے یہ محفوظ رہے گا اور ہوسکتا ہے کہ دجال سے مراد تمام فتنہ گر بے دین لوگ مراد ہوں جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے ان آیات کی برکت سے یہ شخص ہر بے دین فتنہ گر کے شر سے بچا رہے گا۔ سورۂ کہف میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا ان کی آیات پڑھنے والے پر ان شاء اللہ وہی فیضان ہوتا ہے بعض روایات میں تین آیات ارشاد ہوئیں مگر دس میں تین بھی داخل ہیں لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۵۲)

حدیث ۳۴: جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا، اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔(36)

حدیث ۳۵: ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے، جس نے یٰس پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔(37)

حدیث ۳۶: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس، پہلے طٰہٰ و یٰس پڑھا، جب فرشتوں نے سنا، یہ کہا: مبارک ہو، اس امت کے لیے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو، ان جوفوں کے لیے جو اس کے حامل ہوں

---

(36) السنن الکبری للبیہقي، کتاب الجمعۃ، باب مایؤ مر بہ في لیلۃ الجمعۃ... إلخ، الحدیث: ۵۹۹۶، ج ۳، ص ۳۵۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ چمک اس کے چہرے پر ہوگی یا دل میں زندگی میں یا قبر میں یا قیامت کے دن اور دو جمعوں کے درمیان سے مراد اتنی مدت اور اتنا وقت۔ ہے جو شخص ہر جمعہ کو یہ پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ ہمیشہ ہی منور ہے یہ سورۂ فتنہ دجال سے امان بھی۔ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا بلکہ یہ نور ہی دجال کی آفت سے بچنے کا ذریعہ ہوگا ان شاء اللہ۔

۲۔ یہ حدیث مختلف طریقوں اور مختلف عبارتوں سے حاکم، دارمی، نسائی، طبرانی بزاز نے بھی روایت کی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۰۰)

(37) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورۃ یٰس، الحدیث: ۲۸۹۶، ج ۴، ص ۴۰۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جیسے دل سے اصل زندگی وابستہ ہے کہ اگر یہ ٹھیک ہے تو جاندار جاندار ہے اس کو ٹھیس لگتے ہی بے جان ہو جاتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کا اصل مقصود سورہ یسین سے وابستہ ہے، یہ سورہ پورے قرآن شریف کا گویا خلاصہ ہے کہ اس میں قیامت کے حالات کا مکمل بیان ہے، اس کی تلاوت سے دل زندہ، ایمان تازہ، روح شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔ قریب موت اس کی تلاوت سے جان کنی آسان ہوتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایمان کا دل ہے قیامت کے حالات کو ماننا اور حالات قیامت جس تفصیل سے سورۂ یسین میں مذکور ہیں دوسری سورت میں مذکور نہیں اس لیے اسے قرآن کا دل فرمایا۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سارا قرآن شریف ہی کلام الٰہی ہے مگر اس کی سورتوں کی تاثیریں مختلف ہیں ایک بار سورہ یسین کی تلاوت دس ۱۰ قرآن کا ثواب رکھتی ہے یہ اس کی بے مثال خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ دس ۱۰ ختم قرآن کا ثواب ملنا اور ہے اور حقیقتاً دس ۱۰ قرآن کریم ختم کرنا کچھ اور۔ طبیب کہتے ہیں کہ ایک منقی گرم کر کے کھانے میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ بھرے گا روٹی ہی کھانے سے، ختم قرآن ہوگا تیسوں پارے پڑھنے سے۔

۳۔ اس لیے کہ اس کی اسناد میں ھارون ابن محمد ہیں جو محدثین کے نزدیک بہت قوی نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۷۴)

اور مبارک ہو، ان زبانوں کے لیے جو اس کو پڑھیں۔(38)

حدیث ۳۷: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یٰس پڑھے گا، اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔(39)

حدیث ۳۸: جو شخص حٰمٓ تنزیل اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا، صبح تک محفوظ رہے گا۔(40)

---

(38) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة طٰہٰ ویٰس، الحدیث: ۳۴۱۴، ج ۲، ص ۵۴۷۔ ۵۴۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حدیث بالکل ظاہر معنی پر ہے واقعی رب تعالیٰ نے یہ سورتیں پڑھیں، فرشتوں نے بلاواسطہ سنیں اب رب تعالیٰ کی تلاوت کی نوعیت ہماری عقل سے وراء ہے اس طرح قرأت کی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ یٰس اور طٰہٰ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف ہیں، چونکہ ان سورتوں کی ابتداء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہوئی اس لیے یہ سوتیں بہت عظمت والی ہیں اسی وجہ سے رب تعالیٰ نے فرشتوں کو سنائیں۔ معلوم ہوا کہ نعت کی سورتیں، آیتیں رب تعالیٰ کو بڑی پیاری ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی پیدائش زمین وآسمان کی پیدائش سے پہلے ہے۔

۲۔ طوبیٰ جنت کا ایک درخت بھی ہے جس کی شاخیں جنت کے ہر محل میں ہیں اور بمعنی خوشخبری بھی یہاں دونوں معنے ہو سکتے ہیں یعنی ساری امت محمدیہ عموماً اور ان سورتوں کے حافظ وقاری خصوصاً درخت طوبیٰ کے مالک ہیں یا انہیں خصوصی خوشخبری ہے یہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۷۳)

(39) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في فضائل السور۔۔ الخ، الحدیث: ۲۴۵۸، ج ۲، ص ۴۷۹۔

(40) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة البقرة وآیة الکرسي، الحدیث: ۲۸۸۸، ج ۴، ص ۴۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی سورۂ مؤمن کی پہلی آیت "حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ" تک پڑھے۔

۲۔ کہ جو شخص نماز فجر سے پہلے یا اس کے بعد یہ دو آیتیں پڑھ لیا کرے خواہ آیۃ الکرسی سے پہلے پڑھے اور سورۂ مؤمن کی یہ آیت بعد میں یا اس کے برعکس، مرقات وغیرہ تو شام تک وہ اللہ کی امان وحفظ میں رہے گا کہ شیطان، جادو اور دوسری دنیاوی آفتیں اس تک ان شاءاللہ نہ پہنچ سکیں گی۔

۳۔ یعنی بعد نماز مغرب یہ آیتیں پڑھ لیا کرے تو صبح تک اللہ کی حفظ وامن میں رہے گا۔ خیال رہے کہ بغیر نماز کوئی وظیفہ یا عمل مفید نہیں تمام ورد وظیفوں کے لیے پابندی نماز ضروری ہے

←

حدیث ۳۹: جو شخص شب جمعہ میں پڑھے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(41)

حدیث ۴۰: نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب تک الٓمّٓ تَنْزِیْلُ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے۔(42)

حدیث ۴۱: خالد بن معدان نے کہا، نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا، اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب! اس کی مغفرت فرمادے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالٰی نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں سے فرمایا کہ اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو۔ اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی، کہے گی الٰہی! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اس میں سے مجھے مٹا دے۔ اور وہ پرند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھا دے گی اور شفاعت کرے گی اور عذاب قبر سے بچائے گی۔

اور خالد نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد سوتے نہ تھے اور طاؤس نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورۃ پر ساٹھ حسنہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں۔(43)

---

۴۰ یہ حدیث احمد و ابن حبان نے بھی روایت کی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳،ص ۳۶۹)

(41) المرجع السابق، باب ماجاء في فضل حم الدخان، الحدیث: ۲۸۹۸، ج ۴،ص ۴۰۷۔

(42) المرجع السابق، باب ماجاء في فضل سورۃ الملک الحدیث: ۲۹۰۱، ج ۴،ص ۴۰۸۔

(43) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورۃ تنزیل السجدۃ وتبارک، الحدیث: ۳۴۰۸، ۳۴۱۰، ۳۴۱۲، ج ۲،ص ۵۴۶۔ ۵۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں، ستر صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے، ثقہ ہیں، عالم ہیں۔(اشعہ)

۲؎ یہ سورۃ دنیاوی آفات عذاب قبر و حشر سے نجات کا ذریعہ ہے اس لیے اسے منجیہ کہتے ہیں جب قرآنی سورۃ کو منجیہ کہنا درست ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی منجی یعنی نجات دہندہ کہا جاسکتا ہے۔

۳؎ یعنی صرف اس سورہ کا وظیفہ کرنا اس کے سوائے اس کا کوئی ورد وظیفہ نہ تھا۔

۴؎ یعنی جب وہ قبر میں گیا تو یہ سورت پرندے کی شکل میں نمودار ہوئی اور اس پر اپنے پروں کا سایہ کرلیا تاکہ اس شخص پر عذاب نہ آسکے ظاہر یہ ہے کہ یہ خبر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو دی ہو بعض صحابہ سے بعض گناہ سرزد ہوئے ہیں مگر ان میں فاسق کوئی نہیں گناہ اور ہے فسق کچھ اور۔

←

حدیث ۴۲: قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے، آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ وہ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (44)

۵۔ یعنی اس شفاعت کی برکت سے عذاب قبر دفع ہی ہوگیا۔ اولاً تو اس نے عذاب قبر سے بچایا پھر دفع کیا۔

۶۔ یعنی اس کے نامۂ اعمال سے سارے گناہ مٹادو اور ہر گناہ پر نیکی کا ثواب دو یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہ ہٹا کر یہ لکھ دو کہ اس نے نیکیاں کیں کہ یہ تو جھوٹ ہے رب تعالٰی فرماتا ہے: "فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ"۔ بادشاہ خوش ہوتے ہیں تو گالی پر انعام دے دیتے ہیں گاہے بدشنام خلعت دہند، لہٰذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ خطیئۃٌ سے مراد حقوق اللہ کے گناہ صغیرہ ہیں نہ کہ حقوق العباد، لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ الٓمّٓ تنزیل پڑھنے والا لوگوں کے مال مارے چوری ڈکیتی کرتا رہے اور اس کو ان جرموں پر ثواب ملے۔

۷۔ اور اس کی قبر میں وسعت، نور کردے، اور اسے سوالات نکیرین میں کامیاب فرمادے، کیونکہ یہ مجھے بہت تلاوت کرتا تھا آج اس کا پھل اسے دے۔

۸۔ یعنی مجھے لوح محفوظ سے مٹادے یا قرآنی اوراق سے یا اس کے سینے سے نکال دے۔ یہ ناز کی عرض ومعروض ہے جیسے ناز پروردہ غلام اپنے آقا سے کہے کہ اگر میں تیرا غلام ہوں، تو میری بات مان ورنہ مجھے فروخت فرمادے، یا بیٹا باپ سے عرض کرے کہ اگر میں آپ کا فرزند ہوں تو میرے حق کا لحاظ فرمادیں، اگر نہیں ہوں تو مجھے اپنے گھر سے باہر نکال دیجئے، لہٰذا یہ اگر مگر شک وتردد کے لیے نہیں۔

۹۔ یعنی جیسے مرغی یا چڑیا اپنے بچوں کو اپنے پروں میں لے لیتی ہے جس سے بچوں تک باہر کی تکلیف نہیں پہنچنے پاتی، ایسے ہی یہ سورۃ اپنے عامل کو قبر وقیامت میں اپنے پروں میں لے لے گی جس سے اس شخص تک گرمی، وحشت، دہشت وغیرہ نہ پہنچ سکے گی۔

۱۰۔ حضرت خالد ابن معدان نے سورہ ملک کے فضائل بھی تقریبًا ایسے ہی بیان کیے۔

۱۱۔ یعنی بعض خصوصی فائدوں میں دوسری تمام سورتوں سے ساٹھ گنا زیادہ ہیں، یا بعض حالات میں ان کی تلاوت دوسری سورتوں کی تلاوت سے ساٹھ گنا زیادہ مفید ہو جیسے نماز وتر میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" اور "قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھنا بہت بہتر ہے اور جمعہ کی فجر میں سورۃ سجدہ اور سورۂ دھر کی تلاوت افضل ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے فضائل تو بہت ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۰۱)

(44) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورۃ الملک، الحدیث: ۲۹۰۰، ج ۴، ص ۴۰۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ شریف سورۃ کا جزء نہیں ورنہ سورۂ ملک کی آیتیں ۳۱ ہوجاتیں، کیونکہ سورۂ ملک کی بسم اللہ کے علاوہ تیس آیتیں ہیں۔

۲۔ یعنی ایک شخص سورۂ ملک کا ورد رکھتا تھا اس سے بہت محبت کرتا تھا اس کے مرنے کے بعد اس سورہ نے اس کی سفارش کی تو ←

حدیث ۴۳: بعض صحابہ نے قبر پر خیمہ گاڑ دیا انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے، اس میں کسی شخص نے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ ختم سورۃ تک پڑھا، جب انھوں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا، تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: وہ مانعہ ہے، وہ منجیہ ہے، عذاب الٰہی سے نجات دیتی ہے۔(45)

حدیث ۴۴: جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھ لے گا، اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی

اس کی شفاعت کی برکت سے وہ شخص عذاب قبر سے محفوظ رہا لہذا یہاں شفعت بمعنی ماضی ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عالم کی ہر بات ہر واقعہ کی تفصیلی خبر ملتی رہتی ہے یا خود ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ لمعات نے فرمایا کہ شفعت بمعنی مستقبل بھی ہو سکتا ہے یعنی سورۂ ملک اپنے عاملوں کی شفاعت کرے گی اور اس کی شفاعت کی برکت سے عامل کی بخشش ہوگی۔ اس صورت میں یہ فرمان ترغیب کے لیے ہے تاکہ لوگ اس کی تلاوت کیا کریں اس کی شفاعت کی امید رکھیں۔

۳۔ اسے ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر ہوتا کہ یہ سورۃ ہر مسلمان کے دل میں ہوتی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳،ص ۲۷۸)

(45) المرجع السابق، باب ما جاء في فضل سورۃ الملک، الحدیث: ۲۸۹۹، ج ۴،ص ۴۰۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اگر قبر کی خبر ہوتی تو وہاں ہرگز خیمہ نہ ڈالتے کیونکہ قبر پر بیٹھنا لیٹنا، اس پر چلنا پھرنا ممنوع ہے۔

۲۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ بعض مردے قبر میں بھی بعض وہ نیکیاں کرتے رہتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جس حال میں جیو گے اسی میں مرو گے اور جس حال میں مرو گے اسی میں اٹھو گے، اس لیے کوشش کرو کہ زندگی اچھے اعمال میں گزارو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت بلال اذان دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے، ان کا ماخذ غالبًا ان جیسی روایات ہیں ان شاء اللہ نعت خواں مسلمان قبر میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہی پڑھیں گے۔ رب تعالٰی قبول فرمائے ان صحابی کا یہ تلاوت سن لینا ان کی کرامت ہے ورنہ ہم لوگ نہیں سنا کرتے۔

۳۔ اور تعجب کا اظہار کیا کہ مردہ بھی تلاوت قرآن کررہا تھا۔

۴۔ یعنی اس سورت کی تلاوت کرنے والے کو زندگی میں گناہوں سے، موت کے وقت خرابی خاتمہ سے، قبر میں عذاب وتنگی گورسے، آخرت میں دہشت وسخت عذاب سے بچاتی ہے۔

۵۔ یعنی عذاب قبر وحشر سے بچائے گی۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی زندگی میں اس سورۃ کی تلاوت کرتا تھا اب قبر میں بھی تلاوت کررہا ہے اور اس سے مذکورہ بالا فائدے حاصل کرچکا ہے اب بھی کررہا ہے آئندہ بھی کرے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳،ص ۲۷۹)

عنہا اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کریں۔(46)

حدیث ۴۵: کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو، لوگوں نے عرض کی اس کی کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھا کرے؟ فرمایا: کیا اس کی استطاعت نہیں کہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ لیا کرو۔(47)

حدیث ۴۶: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کی، تہائی قرآن کیونکر کوئی پڑھ لے گا؟ فرمایا کہ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ تہائی کی برابر ہے۔(48)

حدیث ۴۷: اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کی برابر ہے اور قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ

---

(46) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في فضائل السور والآیات، الحدیث: ۲۴۹۹، ج ۲، ص ۴۹۱۔۴۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بعض شارحین نے اس حدیث کی تاویلیں کی ہیں کہ اسے فاقہ میں بے صبری نہ ہوگی یا اسے توکل نصیب ہوگا یا اسے دلی فاقہ یعنی عبادت سے غفلت نہ ہوگی، مگر حق یہ ہے کہ حدیث ظاہر پر ہے سورۂ واقعہ ہر رات پڑھنے والا فقر و فاقہ سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ عمل بہت مجرب ہے، اللہ تعالیٰ نے بعض سورتوں، آیتوں میں دنیاوی فائدے بھی رکھے ہیں تا کہ لوگوں کو تلاوت قرآن کی رغبت ہو مختلف آیتوں میں مختلف دنیاوی تاثیریں بھی رکھی گئی ہیں، (لمعات)

۲۔ تا کہ تلاوت کا ثواب بھی پائیں اور فقر و فاقہ سے محفوظ بھی رہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع داخر کے لیے بھی قرآن پاک پڑھنا جائز ہے، ہاں ناجائز مقاصد کے لیے قرآن کریم پڑھنا یا کوئی عمل کرنا جرم ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات اور دوسری دعائیں بیماروں پر استعمال فرماتے تھے شفا کے لیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۰۶)

(47) المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۱۸، ج ۲، ص ۴۹۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ایک دو دن تو آدمی تمام کام بند کر کے ایک ہزار آیتیں پڑھ سکتا ہے، روزانہ نہیں پڑھ سکتا۔ ورنہ دوسرے کاموں کے لئے وقت نہ ملے گا ہم لوگ کاروبار بھی کرتے ہیں۔

۲۔ کہ اس کی تلاوت میں ایک ہزار آیتوں کا تلاوت و عمل کا ثواب ہے، قرآن کریم میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیتیں ہیں، کسر کو نکا لو تو چھ ہزار آیات رہتی ہیں، اور مقاصد قرآن چھ ہیں، جن میں سے ایک ہے آخرت کی پہچان یہ سورۂ تکاثر میں موجود ہے، اس لئے یہ سورۃ گویا قرآن کریم کا تقریباً چھٹا حصہ ہے، اس میں غور کرنے سے دنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے آخرت میں رغبت، جس سے نفس گناہوں سے متنفر اور نیکیوں میں راغب ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۰۹)

(48) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین۔۔۔ إلخ، باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ احد۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۲۵۹۔(۸۱۱)، ص ۴۰۵.

یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی کی برابر۔(49)

حدیث ۴۸: جو ایک دن میں دو سو مرتبہ پڑھے گا، اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر دَین ہو۔(50)

حدیث ۴۹: جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، قیامت کے دن رب تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا۔(51)

---

(49) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في إذازلزلت، الحديث: ۲۹۰۲، ج ۴، ص ۴۰۹۔

(50) المرجع السابق، باب ماجاء في سورة الاخلاص... إلخ، الحديث: ۲۹۰۷، ج ۴، ص ۴۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی دن و رات کے کسی حصہ میں پوری سورۂ اخلاص دوسو ۲۰۰ بار پڑھا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک دم ہی پڑھے اور اگر مختلف مجلسوں میں پڑھے تو بھی اجر مذکور کی امید ہے۔

۲؎ یعنی عمر بھر یہ پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ پچاس سال کے گناہ صغیرہ معاف ہوں گے اور اگر اتنے گناہ نہ ہوں تو درجے بلند ہوں گے کیونکہ جن اعمال سے گنہگاروں کے عفو سیئات ہوتی ہے نیک کاروں کے لیے رفع درجات۔ یہ قانون کرم ہے لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر تو نیک لوگ یہ عمل نہ کیا کریں۔

۳؎ کہ قرض تو حق العبد ہے بغیر ادا کئے یا قرض خواہ کے بغیر معاف کئے ساقط نہیں ہوتا سارے حقوق العباد کا یہ ہی حال ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۸۳)

(51) المرجع السابق، ۲۹۰۷، ج ۴، ص ۴۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ بستر کا ذکر اتفاق ہے اگر کوئی زمین پر بھی لیٹے تو یہ پڑھ لے مگر لیٹنا سونے کے لیے ہو ویسے لیٹنے کا حکم نہیں اس لیے اس سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے ارادے کا ذکر فرمایا۔

۲؎ اس طرح کہ قبلہ کو رخ ہو اور داہنی ہتھیلی داہنے رخسار کے نیچے رکھے کہ سنت اسی طرح لیٹنا ہے پھر بائیں کروٹ لے کر سو جائے، غرضکہ بستر کا رخ قبر کا سا ہو۔

۳؎ فقط لفظ "قل ھو اللہ احد" نہیں بلکہ پوری سورہ مع بسم اللہ کے ہر بار اگرچہ یہ عمل ہے تو مشکل مگر بہت مفید ہے۔

۴؎ یعنی چونکہ تو میرے محبوب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے داہنی کروٹ لیٹتا تھا اور میری حمد والی سورۃ پڑھ کر سوتا تھا اس کے انعام میں آج تو جنت کے داہنے باغ میں داخل ہو جا وہ تیرا مقام ہے۔ خیال رہے کہ جنتی لوگ تین قسم کے ہوں گے: مقربین حضرات علیین والے ہیں، ابرار یہ یمین والے ہیں، گنہگار جن کی شفاعت کی بنا پر مغفرت ہو چکی یہ یسار والے ہیں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ ←

حدیث ۵۰: نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا، فرمایا کہ جنت واجب ہوگئی۔(52)

حدیث ۵۱: کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے؟ فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اس نے عرض کی، قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ فرمایا: آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. اس نے کہا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) کون سی آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچنا محبوب ہے؟ یعنی اس کا فائدہ وثواب۔ فرمایا: سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیت کہ وہ رحمت الٰہی کے خزانہ سے عرش الٰہی کے نیچے سے ہے، اللہ تعالٰی نے وہ آیت اس اُمت کو دی دنیا وآخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اس پر مشتمل ہے۔(53)

حدیث ۵۲: جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورہ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالٰی ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور اگر وہ شخص اس روز مرجائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی ہے۔(54)

لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کا داہنا حصہ بائیں سے افضل ہے اور یہ کہ عرش کی داہنی طرف والے بائیں سمت والوں سے بہتر۔

۵۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ درجہ صحیح کو نہ پہنچی مگر اس پر عمر میں کم از کم ایک بار ضرور عمل کرے کہ اس کے عامل کو بڑی بشارت ہے، فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی قبول ہے، مرقات۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص ۳۸۴)

(52) المرجع السابق، الحدیث: ۲۹۰۶، ج ۴، ص ۴۱۱۔

(53) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی، الحدیث: ۳۳۸۰، ج ۲، ص ۵۴۰۔

(54) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب في فضل قراءۃ آخر سورۃ الحشر، الحدیث: ۲۹۳۱، ج ۴، ص ۴۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی میری بات سننے والے، میرا درد دل جاننے والے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ خیال رہے کہ اعوذ جملہ خبریہ ہے بمعنی ان شاء یعنی اے اللہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔

۲۔ تاکہ دن بھر وہ مردود مجھے بہکا نہ سکے، عبادتوں میں دھیان نہ بٹا سکے، چونکہ سویرا زندگی کی دکان کھلنے کا وقت ہے اس لیے خصوصیت سے اسی وقت یہ دعا پڑھوائی گئی۔

۳۔ "هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ" سے آخر سورۃ "وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" تک یہ آیات خالص حمد کی ہیں۔

۴۔ یہاں فرشتوں کی دعا سے ان کی خصوصی دعائیں مراد ہیں، ورنہ فرشتے عمومی دعائے مغفرت تو ہر مسلمان کے لیے کرتے ←

حدیث ۵۳: جو قرآن پڑھے اس کو اللہ (عزوجل) سے سوال کرنا چاہیے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے۔ (55)

حدیث ۵۴: جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھانا مانگے گا، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا، نری ہڈیاں ہوں گی۔ (56)

رہتے ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا اور شہید سے مراد شہادت حکمی ہے کہ بندہ اگرچہ اپنے بستر پر مرے مگر قیامت میں اس کا شمار ان شہداء میں ہو جو راہ خدا میں مارے گئے۔

۵۔ لغت میں صباح آدھی رات سے زوال تک کو کہتے ہیں اور مساء زوال سے اول نصف رات تک کو مگر اوراد و وظائف میں صبح صادق سے سورج نکلنے سے کچھ بعد تک ہے اور شام اس کے مقابل یعنی سورج چھپنے سے کچھ رات گئے تک یعنی وقت عشاء آنے سے پہلے۔ (از مرقات) اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صبح و شام کی نہایت نفیس تحقیق اپنی کتاب "الوظیفۃ الکریمہ" میں فرمائی ہے ناظرین اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص ۳۸۲)

(55) سنن الترمذي، کتاب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن فلیسأل اللہ بہ۔۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۲۹۲۶، ج۴، ص ۴۲۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ محدثین کی اصطلاح میں قاص پیشہ ور واعظ کو کہتے ہیں جو اپنی تقریر میں احکام شرعیہ بیان نہ کرے صرف شعر اشعار قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو خوش کرنے کی کوشش کرے اگرچہ قرآن شریف ہی کے قصے سنائے مگر احکام سے خالی جیسے آج کل کے عام بے علم واعظین یہ سب قاص ہیں واعظ نہیں کہ واعظ تو نصیحت کرنے والوں کو کہتے ہیں وہ نصیحت نہیں کرتا صرف پیسے مانگتا ہے حاجت مند کسی کو نصیحت نہیں کر سکتا۔

۲۔ اس گناہ و بدعت و علامت قیامت کو دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ ہوا اظہار رنج کے لیے آپ نے انا للہ پڑھی۔

۳۔ یا تو اس طرح کہ دوران تلاوت میں جب آیت رحمت پر گزرے تو اس کے حصول کی دعا مانگ لے اور جب آیت عذاب تلاوت کرے تو اس سے پناہ مانگ لے یا اس طرح کہ تلاوت سے فارغ ہو کر دعا مانگے، معلوم ہوا کہ تلاوت سے فراغت پر خصوصا ختم قرآن کے موقع پر دعا ضرور مانگی جائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص ۲۴۱)

(56) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في ترک قراءۃ القرآن في المساجد والاسواق لیعطی ویستاکل بہ، الحدیث: ۲۶۲۵، ج۲، ص ۵۳۲۔ ۵۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ جیسا آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ بعض بھکاری مسجدوں میں بلکہ گلی کوچوں میں تلاوت کرتے پھرتے ہیں اور ہاتھ پھیلایا ہوتا ہے یہ حرام ہے کہ اس میں قرآن کریم کی توہین ہے۔ خیال رہے کہ طلباء سے ختم قرآن شریف کرا کر ان کی دعوت بھی کی جاتی ہے اور کچھ نقدی بھی دی جاتی ہے یا علمائے دین سے جلسوں میں وعظ کرا کر کرایہ و نذرانے دیئے جاتے ہیں یہ تمام صورتیں اس حکم سے خارج ہیں کہ وہاں ختم ←

حدیث ۵۵: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مصحف لکھنے کی اُجرت سے سوال ہوا۔ انھوں نے فرمایا: اس میں حرج نہیں، وہ لوگ نقش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں۔ یعنی یہ ایک قسم کی دست کاری ہے، اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔(57)

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل حصہ سوم میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں۔ مصحف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

اور وعظ فی سبیل اللہ ہے اور ان کی خدمت فی سبیل اللہ جیسے مدرسین دینیہ کی تنخواہیں یا خلفائے اسلامیہ کے بھاری بھاری وظیفے نیز دم وتعویذ کی اجرت بھی اس سے خارج ہے کہ وہ تو علاج کی ہے نہ کہ تلاوت قرآن کی خلفائے راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی اور صحابہ نے سورت فاتحہ پڑھ کر مارگزیدہ پر دم کیا اجرت میں تیس بکریاں لیں جن کا گوشت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ملاحظہ فرمایا جیسا کہ اسی مشکوۃ شریف کتاب الاجارہ میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۲۔ اس طرح کہ بھکاری چند لقمے حاصل کرنے کے لیے دروازہ پر بجائے صدا دینے کے قرآن کریم پڑھے تا کہ لوگ کچھ دے دیں اسے قرآن پڑھانے والوں کی اجرت مدرسین وعلماء کی تنخواہیں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ روش حدیث سے ظاہر ہے۔

۳۔ یعنی ان کے چہروں پر ذلت وخواری چھائی ہوگی جیسے آج بھی بعض لوگوں کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فقیر بھکاری ہے، خیال رہے کہ امت محمدیہ کے چھپے عیب اللہ تعالٰی بھی چھپائے گا، شان ستاری کی جلوہ گری ہوگی، مگر جو عیب خود ان لوگوں نے ہی علانیہ کیے ہوں وہ وہاں پر بھی علانیہ طور پر ظاہر ہوں گے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ بھکاری تو امت مصطفوی میں سے تھا پھر اس کا یہ عیب کیوں ظاہر فرمایا گیا کیونکہ یہ اظہار تو خود وہ ہی کر چکا ہے رب تعالٰی کسی کا پردہ فاش نہیں کرے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۴)

(57) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الحدیث: ۲۷۸۲، ج ۲، ص ۱۳۳۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ ۱: قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے، اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے۔(1)

اس زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں، اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲: تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر وفقہ کی کتابوں پر بطور غلاف چڑھانا جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے، کاغذ بھی بہت اچھا، روشنائی بھی خوب اچھی ہو کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو۔(3) بعض اہلِ مطابع (یعنی چھاپنے والے) نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت وروشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴: قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے۔(4) مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا، بلکہ حمائل (یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں) بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۵: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہوگیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے

---

(1) درمختار میں ہے:

جاز تحلية المصحف لما فيه من تعظيمه كما في نقش المسجد ا ۔

(ا ۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۴۵)

قرآن مجید کو مزین کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو تعظیماً منقش کرنا جائز ہے۔

(2) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۶۳۷.

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۶۳۷.

(4) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۶۳۷.

اوراق منتشر ہوکر ضائع ہوں گے، توکسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے، تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہوجائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔(5)

مسئلہ ۶: لغت ونحو وصرف کا ایک مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور احادیث ومواعظ ودعوات ماثورہ(6) فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں۔ قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔(7)

مسئلہ ۷: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔(8)

مسئلہ ۸: قرآن مجید پر اگر بقصدِ توہین پاؤں رکھا کافر ہوجائے گا۔(9)

مسئلہ ۹: جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو، اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔(10)

مسئلہ ۱۰: قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح اذان کہنے میں خوش گلوئی سے کام لے یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے، لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہوجائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے۔(11)

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۳.

(6) دعوات ماثورہ: یعنی قرآن وحدیث سے منقول دعائیں ماثورہ کہلاتی ہیں۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۳۔۳۲۴.

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في آداب المسجد، ج۲، ص۳۷۸.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۲.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۲.

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۹۴.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مااذن اللہ لشیئ مااذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن یجھربہ. رواہ الائمۃ احمد والبخاری اھ ←

مسئلہ ۱۱: قرآن مجید کو معروف وشاذ دونوں قراءتوں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قراءت شاذہ کے

ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تبارک وتعالٰی کسی چیز کو ایسی توجہ ورضا کے ساتھ نہیں سنتا جیسا کسی خوش آواز نبی کے پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الٰہی کی تلاوت باآواز کرتا ہے۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت) (۱؎ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن ۲/۷۵۱ وصحیح مسلم کتاب فضائل القرآن ۱/۲۶۸)

(سنن ابی داؤد باب کیف یستحب الترتیل فی القرأۃ ۱/۲۰۷)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

للہ اشد اذنا الی الرجل احسن الصوت بالقراٰن یجھر بہ من صاحب القینۃ الی قینۃ. رواہ ابن ماجۃ ۲؎ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرطھما والبیہقی کلھم عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی جس شوق ورغبت سے گانے کا شوقین اپنی گائن کنیز کا گانا سنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اس سے زیادہ پسند ورضا واکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سنتا ہے جو اسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے (ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری ومسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تمام نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

(ت) (۲؎ المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن دارالفکر بیروت ۱/۵۷۱) (سنن ابن ماجہ باب فی حسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۹۶) (السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الشہادات تحسین الصوت القرآن دارصادر بیروت ۱۰/۲۳۰)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تعلموا کتاب اللہ وتعاھدوہ وتغنوا بہ. رواہ الامام ۳؎ احمد عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

قرآن مجید سیکھو اور اس کی نگہداشت رکھو اسے اچھے لہجے پسندیدہ الحان سے پڑھو۔ (امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ت) (۳؎ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۴۶)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

زینوا القراٰن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القراٰن حسنا ۱؎ رواہ الدارمی فی سننہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلٰوۃ بلفظ حسنوا ۲؎ وباللفظین رواہ الحاکم فی المستدرک کلھم من البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کہ خوش آوازی قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے (امام دارمی نے اپنی سنن میں اور محمد بن نصر نے کتاب الصلٰوۃ میں حسنوا کے الفاظ سے اس کو روایت کیا ہے اور دونوں لفظوں سے امام حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے اور ←

ساتھ پڑھنا بدرجہ اَولیٰ مکروہ ہے۔ (12) بلکہ عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ ۱۲: مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا

سب نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

(اے سنن الدارمی باب ۳۳ باب التغنی بالقرآن حدیث ۳۵۰۴ نشر السنۃ ملتان ۲ / ۳۴۰) (المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن دارالفکر بیروت ۱ / ۵۷۵) (۲ے کنز العمال بحوالہ الدارمی ابن نصر حدیث ۲۷۶۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱ / ۶۰۵)

پانچ حدیثوں صحیح رفیع جلیل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من لم یتغن بالقراٰن رواہ البخاری ۳ے عن ابوہریرۃ وابوداؤد عن ابی لبابۃ عبدالمنذر وھو کاحمد وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص والحاکم عنہ وعن عائشہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ہمارے طریقے پر نہیں جو قرآن خوش الحانی سے آواز بنا کر نہ پڑھے (امام بخاری نے اس کو حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا جبکہ امام ابوداؤد نے حضرت ابولبابہ عبدالمنذر سے اسے روایت کیا۔ نیز اس نے امام احمد اور ابن حبان کی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص سے بھی روایت کی ہے اور حاکم نے ان سے یعنی سعد بن ابی وقاص، سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس (تینوں) سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ (ت) (۳ے صحیح البخاری کتاب التوحید ۲ / ۱۱۲۳ وسنن ابی داؤد باب استحباب الترتیل فی القرآن ۱ / ۲۰۷) (مسند احمد بن حنبل ۱ / ۱۷۲ وکنز العمال حدیث ۲۷۶۹ ۱ / ۶۰۵) (المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن ۱ / ۵۶۹)

دسویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ھذا القراٰن نزل بحزن وکاٰبۃ فاذا قراٰتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا وتغنوا بہ فمن لم یتغن بہ فلیس منا رواہ ابن ماجۃ ۱ے ومحمد بن نصر فی الصلوٰۃ والبیہقی فی شعب الایمان عن سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک یہ قرآن غم وحزن کے ساتھ اترا تو جب اسے پڑھو گریہ کرو اگر رونا نہ آئے بتکلیف روؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اسے الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعد ابن مالک کے حوالے سے اس کو راویت کیا ہے۔ ت)

(اے سنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوٰۃ باب فی حسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶)

[illegible] ساتھ اگر اس کی قراءت بلا قصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق نکلے تو اصلاح حرج والزام نہیں حتی کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت [illegible] احسن ومستحسن ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۳۵۵، ۳۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الدرمختار السابق، ص ۲۹۵۔

ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے۔ مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا، اس کی اصل نہیں ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳: قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ ۱۴: قرآن مجید کو جزدان و غلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ ۱۵: نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے۔ اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موضعِ احتیاط (یعنی احتیاط کی جگہ) میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔(13)

مسئلہ ۱۶: جس کاغذ پر اللہ تعالٰی کا نام لکھا ہو، اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلی پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے۔(14)

---

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج۵، ص ۳۲۲.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج۵، ص ۳۲۲.

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں ہے:

کرہ تحریما بشیئ محترم یدخل فیہ الورق قیل انہ ورق الکتابۃ وقیل ورق الشجر وایھما کان فانہ مکروہ اھ ورق الکتابۃ لہ احترام لکونہ اٰلۃ لکتابۃ العلم ولذا عللہ فی التاترخانیۃ بأن تعظیمہ من ادب الدین واذاکانت العلۃ کونہ اٰلۃ للکتابتہ یوخذ منھا عدم الکراھۃ فیما لایصلح لھا اذاکان قالعا للنجاسۃ غیر متقوم کماقدمنا منجوازہ بالخرق البوالی اھ۔ (اے ردالمحتار فصل الاستنجاء مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۲۲۷)

کسی قابلِ احترام چیز کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس میں ورق بھی داخل ہے کہا گیا ہے کہ اس سے لکھنے کا کاغذ مراد ہے اور کسی نے کہا اس سے مراد درخت کا پتا ہے، ان میں سے جو بھی ہو مکروہ ہے اھ۔ کتابت کا کاغذ اس لئے قابلِ عزت ہے کہ وہ کتابتِ علم کا آلہ ہے اسی لئے تتارخانیہ میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس کی تعظیم آدابِ دین سے ہے اور جب اس کی علت یہ ہو کہ وہ آلہ کتابت ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کاغذ تحریر کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور نجاست کو زائل کرنے والا ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو اسکے استعمال میں کوئی کراہت نہیں جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے پرانے کپڑے کے ٹکڑوں سے استنجاء کا جواز بیان کیا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۶۰۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آدابِ مسجد (1) وقبلہ

مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش ونگار کرنا بھی جائز ہے جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مالِ وقف سے ایسا نہیں کرسکتا، بلکہ متولی مسجد نے اگر مالِ وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اسے تاوان دینا ہوگا، ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہوگیا تو متولی مسجد مالِ مسجد سے بھی نقش ونگار کراسکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوارِ قبلہ میں نقش ونگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں، کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہوگا۔ (2)

مسئلہ ۱: مسجد کی دیواروں میں گچ اور پلاستر کرانا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی۔ مسجد میں پلاستر کرانے یا قلعی (یعنی سفیدی) یا کہگل (یعنی مٹی کی لپائی) کرانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے۔ (3)

مسئلہ ۲: مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ مسجد میں کھانا کھانا اور سونا معتکف کو جائز ہے غیر معتکف کے لیے مکروہ ہے، اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو وہ بہ

---

(1) مسجد کے متعلق مسائل حصہ سوم میں مفصل ذکر کیے گئے ہیں، کچھ باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ ۱۲ منہ

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۳۶۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خلاصہ وتنویر الابصار میں ہے:

لاباس بنقشہ خلا محرابہ بجص وماء ذھب بمالہ لامن مال الوقف وضمن متولیہ لوفعل ۳؎۔

جص اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش ونگار محراب کو چھوڑ کر کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ذاتی مال سے کرے، وقف کے مال سے جائز نہیں، اگر متولی نے ایسا کیا تو ضامن ہوگا۔ (۳؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۳)

بحر الرائق پھر ردالمحتار میں ہے:

اما من مال الوقف فلا شك انہ لایجوز للمتولی فعلہ مطلقا لعدم الفائدۃ فیہ ۴؎

(۴؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۴۲)

لیکن وقف مال سے ایسا کرنا بلاشبہ متولی کو مطلقاً جائز نہیں کیونکہ اس میں وقف کا کوئی فائدہ نہیں ہے

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۲۳۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج۵، ص۳۱۹۔

نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کرسکتا ہے۔(4)

ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں، اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں۔ ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کریں اب افطار کرنے میں حرج نہیں، مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ ۳: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو کہیں جانا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ ایسا نہ کرے اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے گا، اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازے سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہے تو جس دروازہ سے گیا ہے، اسی سے نکلے مسجد میں جوتے پہن کر جانا مکروہ ہے۔(5)

مسئلہ ۴: جامع مسجد میں تعویذ بیچنا، ناجائز ہے جیسا کہ تعویذ والے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ ہدیہ ہے اتنا دو اور تعویذ لے جاؤ۔(6)

---

(4) المرجع السابق، ص۳۲۰، ۳۲۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسجد میں سونا۔ کھانا بحالتِ اعتکاف جائز ہے، اگر جماعت معتکف ہو تو مل کر کھا سکتے ہیں، بہر حال یہ لازم ہے کہ کوئی چیز، شوربا یا شیر وغیرہ کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے، اور سوائے حالتِ اعتکاف مسجد میں سونا یا کھانا دونوں مکروہ ہیں خاص کر ایک جماعت کے ساتھ کہ مکروہ فعل کا اور لوگوں کو بھی اس میں مرتکب بناتا ہے۔

عالمگیری میں ہے:

یکرہ النوم والاکل فیہ الغیر المعتکف اـ

(اـ فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۲۱)

مسجد میں سونا اور کھانا غیر معتکف کے لئے مکروہ ہے(ت)(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۹۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج۵، ص۳۲۱۔

(6) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عوضِ مالی پر تعویذ دینا بیع ہے اور مسجد میں بیع وشرا ناجائز ہے، اور حجرہ فنائے مسجد ہے اور فنائے مسجد کے لئے حکم مسجد،

علمگیریہ میں ہے:

یبیع التعویذ فی المسجد الجامع ویکتب فی التعویذ التوراۃ والانجیل والفرقان ویاخذ علیہا المال ادفع ←

مسئلہ ۵: مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔ (7) مگر یہ ضرور ہے کہ بوقت نکاح شوروغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں، لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔

مسئلہ ۶: جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے۔ (8)

مسئلہ ۷: مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے۔

الی الهدیة لایحل له ذلك كذا فی الكبریٰ اھ۔

(اے فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۲۱)

ایک آدمی مسجد جامع میں تعویذ بیچتا ہے، اس تعویذ میں تورات، انجیل اور قرآن لکھتا ہے اور اس پر رقم لیتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ اس کا ہدیہ مجھے دے تو یہ جائز نہیں۔ الکبرٰی میں اسی طرح ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۹۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اخرج الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنها قالت قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم

امام ترمذی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تخریج فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف اھ۔ وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحه و الطبرانی فی الكبیر وابو نعیم فی الحلیة والحاكم فی المستدرك عن عبد الله بن الزبیر رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال اَعْلِنُوا النكاح ۲؎۔ والله تعالٰی اعلم۔

(اے جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/۱۲۹) (۲؎ المستدرک للحاکم کتاب النکاح الامر باعلان النکاح دارالفکر بیروت ۲/۱۸۳) (مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵) (حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۲۸ عبداللہ بن وہب دارالکتاب العربی بیروت ۸/۳۲۸) (مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب النکاح باب اعلان النکاح دارالکتاب بیروت ۴/۲۸۹) (موارد الظمان حدیث ۱۲۸۵/ ۳۱۳ و کنز العمال حدیث ۴۴۵۳۴ ۱۶/ ۲۹۱)

لوگو! نکاح کا اعلان کیا کرو (یعنی اس کی تشہیر کیا کرو) اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اور اس کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو۔ امام احمد نے سند صحیح سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیۃ میں اور حاکم نے المستدرک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو، اللہ تعالیٰ تو بخوبی واقف اور آگاہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۲۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) المرجع السابق.

(1) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں، ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

(2) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

(3) خرید و فروخت نہ کرے۔

(4) ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

(5) گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

(6) ذِکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

(7) دُنیا کی باتیں نہ کرے۔

(8) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

(9) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(10) اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو۔

(11) نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

(12) مسجد میں تھوک کھنکار نہ ڈالے۔

(13) انگلیاں نہ چٹکائے۔

(14) نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔

(15) ذکر الٰہی کی کثرت کرے۔ (9)

مسئلہ ۸: مسجد میں جگہ تنگ ہوگئی تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو۔ اگرچہ وہ شخص ذکر و درس یا تلاوت قرآن میں مشغول ہو یا معتکف ہو۔ (10)

مسئلہ ۹: مسجد کے سائل کو دینا منع ہے، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہیں۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے، یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔ (11)

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج۵، ص۳۲۱.

(10) المرجع السابق، ص۳۲۲.

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۸، ۶۹۰.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۱۰: نماز پڑھنے کے بعد مصلے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے، مگر

جو مسجد میں غل مچادیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے خواہ دوسرے کے لئے،

حدیث میں ہے:

جنبوا مساجد کم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم رواہ ابن ماجة ۲؎ عن واثلة بن الاسقع وعبدالرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے بچاؤ (محدث ابن ماجہ نے حضرت واثلہ بن اسقع سے اور امام عبدالرزاق نے حضرت معاذ بن جبل سے اس کو روایت کیا، اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو۔ت) (۲؎ المصنف لعبد الرزاق باب انشاد الضالۃ فی المسجد حدیث ۱۷۲۶ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۴۲) (سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب مایکرہ فی المساجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۵)

حدیث میں ہے:

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسرا الی جهنم، رواہ احمد والترمذی ۳؎ وابن ملجة عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنه۔

جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنالیا (امام احمد اور جامع ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ت) (۳؎ جامع الترمذی کتاب الجمعۃ باب کراھیۃ التخطی یوم الجمعۃ امین کمپنی دہلی ۱/ ۶۸) (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النہی عن تخطی الناس یوم الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۹)

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالة فلیقل لا ردها اللہ الیك فان المساجد لم تبن لهذا رواہ احمد ومسلم ۱؎ وابن ماجة عن ابی هریرة رضی اللہ تعالٰی عنه۔

جو کسی مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرنے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں (امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الضالۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۰) (سنن ابن ماجہ باب النہی عن انشاد الضوال فی المسجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۶) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۴۹)

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے یہ کیونکر جائز ہوسکتی ہے ولہٰذا ائمہ دین نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر ۷۰ پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہو نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ←

بعض لوگ جانماز کا صرف کونا لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۱: مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے، گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں (12)، جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۲: طالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کے لیے کتاب میں رکھ لیا یہ معاف ہے۔ (13) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھی چٹائی سے تنکا توڑ کر نشانی بنائے، کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۳: قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا اس پر گولی مارنا مکروہ ہے، یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے۔ (14)

❁❁❁❁❁

اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۴۰۰، ۴۰۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۲.

اعلی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے، ہاں اگر مسجد جماعت پر تنگی کرے نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کر لیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے بشرطیکہ حال امام مشتبہ نہ ہو۔

فی العالمگیریۃ الصعود علی کل مسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ لضرورۃ کذا فی الغرائب ا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(ا۔ فتاوی ہندیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۳۲۲)

عالمگیری میں ہے ہر مسجد کے اوپر چڑھنا مکروہ ہے، یہی وجہ ہے کہ شدید گرمی کے وقت اس کے اوپر جماعت کرانا مکروہ ہے البتہ اس صورت میں کہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہو جائے تو ضرورت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں۔ جیسا کہ غرائب میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۲.

(14) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۶۶.

عیادت وعلاج کا بیان

عیادت کے فضائل کے متعلق چند احادیث حصہ چہارم کتاب الجنائز میں ذکر کی گئی ہیں۔ علاج کے متعلق کچھ حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری۔(1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ہر بیماری کے لیے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی، اللہ (عزوجل) کے حکم سے اچھا ہوجائے گا۔(2)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب ما أنزل اللہ داء الاانزل لہ شفاء، الحدیث:۵۶۷۸، ج۴،ص۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ موت اور بڑھاپا ان کے سواء تمام امراض کی دوائیں ہیں۔ جب اللہ کسی کو شفاء دینا چاہتا ہے تو طبیب کا دماغ اس کی دوا تک پہنچ جاتا ہے ورنہ طبیب کا دماغ الٹا چلتا ہے علاج غلط کرتا ہے۔ مصرع! چوں قضا آید طبیب آبلہ شود۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۳۵۵)

(2) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء... إلخ، الحدیث:۶۹۔(۲۲۰۴)،ص۱۲۱۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی دوا بیماری دور کرنے میں مؤثر تو ہے مگر مستقل مؤثر نہیں بلکہ ارادۂ الٰہی کے تابع ہے وہ چاہے تو دواء کو مؤثر بنادے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جب اللہ تعالٰی کسی بیمار کی شفا نہیں چاہتا تو دواء اور مرض کے درمیان ایک فرشتے کے ذریعے آڑ کردیتا ہے جس کی وجہ سے دواء مرض پر واقع نہیں ہوتی، جب شفاء کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جس سے دواء مرض پر واقع ہوتی ہے اور شفاء ہوجاتی ہے۔(مرقات) ہم نے بہت بیماروں کو دیکھا کہ دواء ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی بعد موت ان کے منہ سے دوا نکلتی ہے یہ ہے وہ آڑ۔

۲۔ احمد نے بروایت حضرت علی مرفوعًا روایت کیا کہ ہر مرض کی دواء ہے اور گناہ کی دواء توبہ ہے۔ خیال ہے کہ دفع مرض کے لیے دواء کرنا مستحب ہے مگر دفع بھوک کے لیے کھانا اور دفع پیاس کے لیے پانی پینا فرض ہے لہذا اگر کوئی بیمار بغیر دواء کیے مرجائے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کوئی بھوکا پیاسا بغیر کھائے پیئے مرجائے، مرن برت یا بھوک ہڑتال کرکے مرے تو حرام موت مرے گا کیونکہ دواء سے شفا میں ←

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہم دوا کریں؟ فرمایا: ہاں اے اللہ (عزوجل) کے بندو! دوا کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے بیماری نہیں رکھی مگر اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے، سوا ایک بیماری کے وہ بڑھاپا ہے۔(3)

حدیث ۴: ابوداود نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالٰی نے اتارا، اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی، پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو۔(4)

یقین نہیں مگر کھانے سے دفع بھوک میں اور پانی سے دفع پیاس میں یقین یا گمان اغلب ہے دواء کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ توکل کی قسم ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۳۵۶)

(3) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب الرجل یتداوی، الحدیث: ۳۸۵۵، ج۴،ص۵.

وسنن الترمذي، کتاب الطب، باب ماجاء في الدواء... إلخ، الحدیث: ۲۰۴۵، ج۴،ص۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔یعنی دوا علاج توکل کے خلاف نہیں جیسے بھوک کا علاج غذا ہے، پیاس کا علاج پانی ہے اگر دوائیں بیماریوں کا علاج ہوں تو کیا بعید ہے اسی لیے عباد اللہ فرما کر دوا کرنے کا حکم دیا تاکہ معلوم ہو کہ دوا عبودیت کے خلاف نہیں۔ بڑھاپے کو بیماری اس لیے فرمایا گیا کہ بڑھاپے کے بعد موت ہے جیسے بیماری کے بعد موت ہوتی ہے، نیز بڑھاپے میں بہت بیماریاں دبا لیتی ہیں۔

لطیفہ: ایک بوڑھے آدمی نے کسی طبیب سے کہا کہ میری نگاہ موٹی ہوگئی ہے طبیب نے کہا بڑھاپے کی وجہ سے، وہ بولا اونچا سننے لگا ہوں جواب ملا بڑھاپے کی وجہ سے، بولا کمر ٹیڑھی ہوگئی ہے کہا بڑھاپے کی وجہ سے، آخر میں بوڑھا بولا کہ جاہل طبیب تجھے بڑھاپے کے سواء کچھ نہیں آتا جواب ملا یہ بے موقعہ غصہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۷۳)

(4) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في الأدویة المکروهة، الحدیث: ۳۸۷۴، ج۴،ص۱۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔یعنی ہر بیماری کے لیے حلال و جائز دوا پیدا فرمائی ہے جیسا کہ آئندہ عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

۲ ۔یعنی شراب پیشاب وغیرہ حرام چیزوں سے دوا نہ کرو، طبرانی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالٰی نے حرام میں شفا نہیں رکھی، مسلم شریف میں ہے کہ حضور نے شراب کے متعلق فرمایا کہ وہ دوا نہیں نری داء ہے (بیماری) امام سبکی فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ "فِیۡهِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّمَنٰفِعُ لِلنَّاسِ" منسوخ ہے۔ جب جو اشراب حرام کردیئے گئے تو ان کے نفع سلب ہوگئے۔(مرقات) فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے متعلق حاذق طبیبوں کا اتفاق ہوجاوے کہ اس کی دواء شراب کے سواء اور کوئی نہیں تو وہ اس مریض کے لیے بقدر ضرورت حرام نہیں رہتی حلال ہوجاتی ہے، پھر بھی شفا حرام میں نہ ہوئی۔(اشعہ) اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عرینہ والوں سے فرمانا ہے کہ تم اونٹوں کا ←

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دواءِ خبیث سے ممانعت فرمائی۔(5)

حدیث ٦: ترمذی و ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو، کہ ان کو اللہ تعالٰی کھلاتا پلاتا ہے۔(6)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔(7) یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کا اشتہائے صادق ہو۔

دودھ اور پیشاب یہ وہاں وحی سے پیشاب میں شفا معلوم ہوئی، یہاں اجماع اطباء سے شفا معلوم ہوئی مگر اولاً تو حاذق طبیب کا ملنا مشکل ہے پھر حاذقوں کا اجماع بہت ہی مشکل، میں نے بعض حاذق طبیبوں سے سنا کہ شہد بہترین بدل ہے شراب کا اگر کسی مرض کے لیے اطباء شراب بتادیں اس میں شہد استعمال کر دو وہ ہی فائدہ ہوگا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦،ص۳۷۹)

(5) المرجع السابق، الحدیث:۳۸۷۰، ج۴،ص۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ خبیث سے مراد حرام یا نجس ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد بدمزہ بدبودار دوائیں ہیں۔(مرقات) یعنی مریض کو نہایت بدمزہ بدبودار دوائیں نہ کھلاؤ کہ اس سے زیادہ بیمار ہونے کا اندیشہ ہے خصوصاً نازک طبع لوگوں کے لیے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦،ص۳۷۸)

(6) سنن الترمذي، کتاب الطب، باب ماجاء لاتکرهوا مرضاکم علی الطعام والشرب، الحدیث:۲۰۴۷، ج۴،ص۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ بعض بیمار کھانے پینے سے نفرت کرتے ہیں تیمارداروں کو چاہیے کہ انہیں اس پر مجبور نہ کریں اس نہ کھانے میں ان کے لیے بہتری ہوتی ہے۔

۲۔ یعنی رب تعالٰی انہیں صبر بھی دیتا ہے اور قدرتی قوت و طاقت بھی بخشتا ہے، بدن کی قوت ارادہ الٰہی سے ہے نہ کہ محض کھانے سے۔ خیال رہے کہ یہ ہی الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روزہ وصال کے لیے بھی ارشاد فرمائے ہیں وہاں کچھ مطلب ہی اور ہے۔(مرقات) وہاں حق تعالٰی حضور کو غیبی روزی عطا فرماتا ہے، بعض صوفیاء کرام نے خواب میں کوئی چیز کھائی بیدار ہونے پر شکم سیر تھے اور کھانے کی خوشبو منہ سے ہاتھوں سے آتی تھی اسی لیے حضور نے اپنے لیے فرمایا ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وہاں ابیت عند ربی ہے یہاں یہ عبارت نہیں ہے اس میں یہ ہی فرق ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اس قرب خصوصی کو بیمار پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے کہاں یہ مریض کہاں آقائے دو جہان۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦،ص۳۷۴)

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب المریض یشتهي الشيء، الحدیث:۳۴۴۰، ج۴،ص۸۹.

(یعنی کھانے کی سچی خواہش ہو)

حدیث ۸: ابوداود نے اُم منذر بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم مع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے، مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم) نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں۔ حضرت علی نے کھانا چاہا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم) نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیہ ہو۔ کہتی ہیں کہ جو اور چقندر پکا کر حاضر لائی، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم) نے حضرت علی سے فرمایا: اس میں سے لو کہ یہ تمھارے لیے نافع ہے۔(8)

(8) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في الحمیۃ، الحدیث: ۳۸۵۶، ج ۴، ص ۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام لیلی بنت قیس ہے، انصاریہ عدویہ ہیں، کنیت ام المنذر، صحابیہ ہیں، قدیم الاسلام ہیں، چنانچہ آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔

۲۔ دوالی جمع ہے دالیہ کی، دالیہ کچی کھجوروں کے خوشوں کو کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں باغ والے لوگ اپنے باغوں اور گھروں میں کھجوروں کے خوشے لٹکا دیتے تھے تاکہ جو بھی ملاقاتی آئے پہلے ان میں سے کھائے گویا یہ بھی خاطر تواضع کا ایک طریقہ تھا۔

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ دونوں حضرات نے کھڑے کھڑے کھائے مگر یہ کھڑے کھڑے کھانا فیشن کے طور پر نہ تھا بلکہ اس خوشے سے توڑ توڑ کر کھانا کھڑے ہو کر ہی ممکن تھا اور ہوسکتا ہے کہ بیٹھ کر کھاتے ہوں مگر بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد جناب علی رضی اللہ بیٹھ گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا کھڑے ہو کر تھا، مرقات نے اس کو ترجیح دی۔

۴۔ یعنی تم نہ کھاؤ کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لو وجہ آگے آرہی ہے۔

۵۔ ناقہ بنا ہے نقاہت سے۔ نقاہت وہ کمزوری ہے جو بیماری سے اٹھنے کے بعد بیمار میں رہتی ہے، غالبًا آپ بیمار رہ چکے ہوں گے۔

۶۔ یعنی میں ان حضرات کے لیے چقندر اور جو کا لپٹا (سیرا) تیار کیا۔ لہم کا مرجع حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر کا جمع لانا تعظیمًا ہے یا اس کا مرجع حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عرب والے کبھی دو کو جمع بول دیتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ کچھ اور صحابہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ واللہ اعلم!

۷۔ یہاں اوفق بمعنی موافق ہے، مقابل ضرر کا، یعنی تمہارے لیے کھجوریں مضر ہیں، یہ لپٹا (سیرا) موافق و مفید ہے کیونکہ جو بہت ہی زود ہضم ہے۔ اطباء بیماروں کو آتش جو بتاتے ہیں، چقندر بھی ہلکی غذا ہے اور معتدل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم جسمانی بھی ہیں۔ دوائیں، پرہیز، مضر و مفید غذائیں سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار بلکہ بیماری سے اٹھنے والے کمزور کو پرہیز لازم ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ دوا سے زیادہ پرہیز ضروری ہے دوا بغیر پرہیز ایسی ہے جیسے نماز بغیر وضو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو چیزیں اس کے لیے مضر (نقصان دہ) ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابو داود نے عمران بن حصین اور ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔(9) یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔(10)

---

(9) سنن الترمذي، کتاب الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلک، الحدیث: ۲۰۶۴، ج ۴، ص ۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی نظر بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹ لینے میں دم جھاڑ پھونک بہت زیادہ مفید ہے اتنی اور بیماریوں میں مفید نہیں، یہ مطلب نہیں کہ دوسری بیماریوں میں جھاڑ پھونک جائز نہیں جیسے کہا جاتا ہے لافتی الاعلی لاسیف الا ذوالفقار یا یہ مطلب ہے کہ نظر بد اور زہر جلد بیمار کردیتے ہیں اس لیے ان میں دوا کا انتظار نہ کرو اس پر جلد جھاڑ پھونک کرو۔ (مرقات) ورنہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بیماریوں میں دم کیا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۹۶)

(10) المرجع السابق، باب ماجاء في الرقیة من العین، الحدیث: ۲۰۶۶، ج ۴، ص ۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کے حالات ابھی کچھ پہلے بیان کیے گئے۔ جب آپ نے یہ سوال کیا ہے تب آپ حضرت جعفر طیار کی زوجہ تھیں۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت جعفر طیار کی کچھ اولاد آپ سے تھی اور کچھ اولاد دوسری زوجہ سے ان سب کے متعلق آپ نے یہ سوال فرمایا۔

۲؎ کیونکہ یہ بچے ظاہری باطنی خوبیوں والے ہیں اس لیے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہوجاتے ہیں، نظر کا اثر زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے اس لیے یسرع فرمانا بالکل درست ہے۔

۳؎ غالبًا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نظر کا دم سیکھا ہوگا اس کی اجازت چاہ رہی ہیں جو عطا ہوگئی۔

۴؎ یعنی نظر بد بڑی مؤثر ہوتی ہے اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی۔ خیال رہے کہ غصہ کی نظر منظور میں ڈر پیدا کردیتی ہے، محبت کی نظر خوشی اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کرسکتی ہے رب تعالٰی جس چیز میں چاہے تاثیر خاص پیدا فرمادے وہ قادر مطلق ہے، اگر حائضہ عورت دودھ کے برتن میں ہاتھ ڈال دے تو دودھ خراب ہوجاتا ہے وہ ہی عورت پاک ہوکر ہاتھ ڈالے تو نہیں بگڑتا پھر جیسے بری نظر بر اثر پیدا کرتی ہے یوں ہی صالحین مقبولین کی رحمت کی نظر منظور میں انقلاب پیدا کردیتی ہے، نظر بد بیماریاں پیدا کرتی ہے ←

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے نظرِ بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔ (11)

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہ ان کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرہ میں زردی تھی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اسے جھاڑ پھونک کراؤ، کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ (12)

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ جب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ عمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا، کہ یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کے سامنے پیش کیا۔ ارشاد فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، نفع پہنچائے۔ (13)

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے۔

تو نظر خوب بیماریاں دور کرتی ہے، شیطان نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا انظرنی مجھے مہلت دے اگر کہتا انظرانی مجھے نظر رحمت سے دیکھ لے تو اس کا بیڑا پار ہو جاتا۔ (مرقات) ایک شخص نے کہا کہ میں نے بڑے بڑوں کو دیکھا کسی میں کچھ نہیں ہے، دوسرے نے کہا کہ مگر کسی نے تجھے نہ دیکھا اگر کوئی نظر والا تجھے دیکھ لیتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا غرضکہ نظر بڑی چیز ہے کوئی نظر خانہ خراب کر دیتی ہے کوئی نظر خراب کو آباد کر دیتی ہے۔ شعر

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے | اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۹۸)

(11) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب رقیۃ العین، الحدیث: ۵۷۳۸، ج ۴، ص ۳۱.

(12) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب رقیۃ العین، الحدیث: ۵۷۳۹، ج ۴، ص ۳۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سفعہ کے بہت معنی ہیں: نشانی، طمانچہ، نظر بد، جلنا آگ لہو، چہرے کی سیاہی مائل بہ سرخی اس لیے یہاں یہ شرح فرمائی۔

۲۔ جن کی نظر ہے یا انسان کی، علماء فرماتے ہیں کہ جنات کی نظر انسانی نظر سے سخت تر ہوتی ہے۔ (اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ جنات کی نگاہ نیزے سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ جائز دعاؤں سے دم بھی جائز ہے اس دم پر اجرت لینا بھی درست ہے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۶۹)

(13) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین... إلخ، الحدیث: ۶۳۔(۲۱۹۹)، ص ۱۲۰۷.

حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) حضور کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو، جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔(14)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: عدویٰ نہیں، یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ (15) ہے، نہ صفر (16) اور مجذوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔(17)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عمرو ابن حزم کی کنیت ابوالضحاک ہے انصاری ہیں غزوہ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے غزوہ خندق میں پندرہ سالہ تھے حضور انور نے انہیں بحران کا حاکم بنایا تھا ۱۰ھ میں، آپ کی وفات ۵۳ھ یا ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، ان کے اہل خانہ یعنی بھائی برادر بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۲۔ یعنی ہم سب لوگ بچھو وغیرہ کے کاٹے پر دم کردیتے ہیں تو اس سے فائدہ ہوتا ہے اگر اسے بند کردیں تو ایک فیض بند ہوجاوے گا حضور نے دعا سنانے کا حکم دیا۔

۳۔ غالباً وہ عربی زبان کے الفاظ تھے اگرچہ قرآنی آیت یا دعاء ماثورہ نہ تھی مگر اس کے الفاظ شرکیہ بھی نہ تھے۔ ہم نے بعض وردار دو زبان کے دیکھے بہت زور اثر، آدھا سیسی کے لیے یہ دعا بڑی مفید ہے۔ کالی چڑی کلجڑی کالا پھل کھائے اٹھو محمد آکھ دو کہ آدھا سیسی جائے، اس دعا میں کوئی لفظ شرک و کفر یا ناجائز نہیں۔ بچہ پیدا ہونے میں اگر دشواری ہو تو یہ کوری ٹھیکری پر لکھ کر زچہ کے سر پر رکھی جاوے سر پر چینی کر میں گھڑا نکل پڑی یا نکل پڑا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۷۰)

(14) المرجع السابق، باب لا بأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، الحدیث: ۶۴۔(۲۲۰۰)، ص۱۲۰۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ اولاً غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، قبیلہ اشجع کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا فتح مکہ کے دن، آخر میں شام میں رہے، ۷۳ھ تہتر میں وفات پائی۔

۲۔ اس حدیث کی بناء پر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ عمل کی تاثیر کے لیے شیخ کو عمل سنالینا اس سے اجازت لے لینا مفید ہے اگرچہ اس کے معنی جانتا ہو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۷۱)

(15) ہامہ سے مراد اُلو ہے، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہو حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔

(16) ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، حدیث میں فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔

(17) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب الجذام، الحدیث: ۵۷۰۷، ج۴، ص۲۴.

دوسری روایت میں ہے، کہ ایک اعرابی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلّم) اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ (یعنی وہ اونٹ جسے خارش ہو) جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارشتی کر دیتا ہے؟ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلّم) نے فرمایا: پہلے کو کس نے مرض لگا دیا۔ (18) یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشتی ہو گیا دوسرا بھی ہو گیا۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ بیماریوں میں عقل و ہوش ہے جو بیمار کے پاس بیٹھے اسے بھی اس مریض کی بیماری لگ جاتی ہے وہ پاس بیٹھنے والے کو جانتی پہچانتی ہے یہاں اسی عقیدے کی تردید ہے۔ موجودہ حکیم ڈاکٹر سات بیماریوں کو متعدی مانتے ہیں: جذام، خارش، چیچک، موتی جھرہ، منہ کی یا بغل کی بو، آشوب چشم، وبائی بیماریاں اس حدیث میں ان سب وہموں کو دفع فرمایا گیا ہے۔ (مرقات واشعہ) اس معنی سے مرض کا اڑ کر لگنا باطل ہے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بیمار کے پاس کی ہوا متعفن ہو اور جس کے جسم میں اس بیماری کا مادہ ہو وہ اس تعفن سے اثر لے کر بیمار ہو جاوے اس معنی سے تعدی ہو سکتی ہے اس بنا پر فرمایا گیا کہ جذامی سے بھاگو لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ غرضکہ عدوی یا تعدی اور چیز ہے کسی بیمار کے پاس بیٹھنے سے بیمار ہو جانا کچھ اور چیز ہے۔

۲۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ میت کی گلی ہڈیاں الو بن کر آجاتی ہیں اور الو جہاں بول جاوے وہاں ویرانہ ہو جاتا ہے یہ عقیدہ غلط ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا جاوے اس کی روح الو کی شکل میں آ کر لوگوں سے کہتی ہے اسقو، اسقو مجھے پانی پلاؤ یہ سب باطل خیالات ہیں۔

۳۔ صفر سے مراد یا تو ماہ صفر ہے جسے اب بھی بعض منحوس جانتے ہیں یا اس سے مراد پیٹ کا درد ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پیٹ کا درد ایک سانپ ہے جو پیٹ میں رہتا ہے اس کا مروڑہ کھانا پیٹ کا درد ہے اس میں ان دونوں خیالات کی تردید ہے۔ (مرقات) اس کی اور بہت شرحیں ہیں۔ بعض لوگ صفر کے آخری چہارشنبہ کو خوشیاں مناتے ہیں کہ منحوس شہر چل دیا یہ بھی باطل ہے۔

۴۔ یہ حکم عوام کے لیے ہے جن کا عقیدہ بگڑ جانے کا خوف ہو کر اگر کوڑھی کے پاس بیٹھنے سے اتفاقاً انہیں بھی کوڑھ ہو جائے تو سمجھیں کہ کوڑھ اڑ کر لگ گئی ان کے لیے کوڑھی سے علیحدگی اچھی ہے، خاص متوکل لوگ جن کے دلوں پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے ان کے لیے یہ حکم نہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۲۱۳)

(18) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب لاصفر... إلخ، الحدیث: ۵۷۱۷، ج۴، ص۳۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جب تک اونٹ ریگستان میں الگ تھلگ رہتا ہے ہرن کی طرح صاف ستھرا بے عیب ہوتا ہے۔

۲۔ مقصد یہ ہے کہ حضور مرض کی تعدی کا انکار فرماتے ہیں مگر تجربہ شاہد ہے کہ تعدی ہوتی ہے مرض اڑ کر لگتا ہے ہم نے اپنے اونٹوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

←

مرض کا متعدی ہونا (یعنی ایک کا مرض دوسرے کولگنا) غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سد ذرائع (یعنی ذرائع روکنے) کے قبیل سے ہے، کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہوجائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا، اس خیالِ فاسد (یعنی بُرے خیال) سے بچنے کے لیے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: اچھا کلمہ جو کسی سے سنے۔(19) یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا، یہ فال حسن ہے۔

حدیث ۱۷: ابو داود و ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: طیرہ (بدفالی) شرک ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے)۔ جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو، وہ اللہ (عزوجل) پر توکل کرکے چلا جائے۔(20)

۳؎ یعنی اگر خارش اڑکر ہی لگتی ہے تو سب سے پہلا خارشی اونٹ جس سے خارش کی ابتداء ہوئی اسے خارش کہاں سے لگی وہاں تو کہنا پڑے گا کہ رب کے حکم سے وہ خارشی ہوا تو آئندہ بقیہ اونٹ بھی اس کے حکم سے خارشی ہوئے اللہ تعالٰی پر نظر رکھو۔ یہاں اعدی فرمانا مشاکلت کے لیے ہے جیسے کما تدین تدان یا جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ ورنہ فرمایا جاتا فمن اعطی الاول۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۱۴)

(19) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب الطیرۃ، الحدیث: ۵۷۵۴، ج۴، ص۳۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ غالبًا یہاں طیرہ سے مراد بدفالی لینا ہے خواہ پرندے سے ہو یا چرندہ جانور سے یا کسی اور چیز سے کیونکہ بدفالی مطلقًا ممنوع ہے، قرآن مجید میں تطیر اور طائر بمعنی بدفالی آیا ہے، رب فرماتا ہے: "قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ" اور فرماتا ہے: "قَالُوْا طٰٓئِرُکُمْ مَّعَکُمْ"۔ مقصد یہ ہے کہ اسلام میں بدفالی کوئی شیئ نہیں کسی چیز سے بدفالی نہ لو۔

۲؎ جیسے کوئی شخص کسی کام کو جارہا ہے کسی سے آواز آئی اے نجیح یا اے برکت یا اے رشید یہ جانے والا یہ الفاظ سن کر کامیابی کا امیدوار ہوگیا یہ بالکل جائز ہے۔ بعض دکاندار صبح کو یارزاق، گمشدہ کے متلاشی یاواجد، مسافر لوگ یاسالم، حاجی و غازی لوگ یامنصور یامبرور اور زائر لوگ یامقبول سن کر خوش ہوجاتے ہیں یہ سب اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۱۴)

(20) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في الطیرۃ، الحدیث: ۳۹۱۰، ج۴، ص۲۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ شرک عملی ہے مشرکوں کا سا کام یا شرک خفی۔

←

حدیث ۱۸: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو پسند تھی کہ یاراشد، یانجیح سنیں۔(21) یعنی اس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔

حدیث ۱۹: ابوداود نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کسی چیز سے بدشگونی (بدفالی) نہیں لیتے، جب کسی عامل کو بھیجتے اس کا نام دریافت کرتے اگر اسکا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کے آثار حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کے چہرہ میں دکھائی دیتے اور جب کسی بستی میں جاتے اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کراہیت کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے۔(22) اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ

۲؎ الا کے بعد ایک عبارت پوشیدہ ہے یخطر فی بالہ اور لکن سے نیا کلام ہے یذھبہ میں ہ کی ضمیر اسی خطرہ کی طرف ہے، معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں سے جو کوئی بدفالیاں لیتا ہے تو وہ خطرات وشبہات میں پڑ جاتا ہے لیکن اللہ تعالٰی اس شبہ وخطرہ کو توکل کے ذریعہ ختم فرمادیتا ہے کہ جوکوئی توکل اختیار کرے وہ ان شبہات میں نہیں پڑتا۔اس مطلب کی تائیداس حدیث سے ہوتی ہے احمد،طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے مرفوعًا روایت کیا کہ جسے بدفالی اس کے کام سے روک دے وہ مشرک ہوگیا،اس کا کفارہ یہ ہے کہ یہ کہہ لے اللھم لاخیر الاخیرك ولا طیر الا طیرك ولا الہ غیرك اس کی کچھ بحث تیسری فصل میں آئے گی۔ان شاءاللہ!(مرقات)

۳؎ سلیمان ابن حرب اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں،قاضی مکہ تھے،بصرہ کے رہنے والے اپنے وقت کے امام فن تھے،آپ کے سبق میں چالیس ہزار طلباء ہوتے تھے،ماہ صفر ۱۴۰ھ ایک سو چالیس میں پیدا ہوئے اور ۱۵۸ھ ایک سو اٹھاون میں فن حدیث سے فارغ ہوئے،انیس سال تک حماد ابن زید محدث کے ساتھ رہے،امام احمد ابن حنبل کے استادوں میں سے ہیں،۲۲۴ھ دوسو چوبیس میں وفات پائی۔(مرقات)

۴؎ یعنی یہ عبارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی نہیں بلکہ حضرت ابن مسعود کا اپنا قول ہے حدیث تو الطیر شرك پر ختم ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۶،ص۴۲۰)

(21) سنن الترمذي، کتاب السیر، باب ماجاء في الطیرۃ، الحدیث: ۱۶۲۲، ج۳، ص۲۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ راشد کے معنی ہیں ہدایت یافتہ اور نجیح کے معنی ہیں کامیاب،کسی کام کو جاتے وقت یہ الفاظ سننا اس لیے پسند تھا کہ ان سے اللہ کے فضل و کامیابی کی امید ہوجاتی ہے۔معلوم ہوا کہ نیک فال لینا بالکل جائز ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۶،ص۴۲۳)

(22) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في الطیرۃ، الحدیث: ۳۹۲۰، ج۴، ص۲۵.

←

ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کو پسند تھے اور برے نام ناپسند تھے۔

حدیث ۲۰: ابوداود نے عروہ بن عامر سے مرسلاً روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور براشگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جا رہا تھا اور براشگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی براشگون پائے تو یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (23)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے نام اچھے رکھو نام کا اثر نام والے پر پڑتا ہے، برے نام والے کو لوگ اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتے، اچھے نام والے کے کام بھی ان شاء اللہ اچھے ہوتے ہیں۔

۲۔ یعنی حضور برے ناموں کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا جمرہ (انگارہ) کہا کس کا بیٹا ہے کہا شہاب کا (شعلہ) کہا تو کہاں رہتا ہے بولا حراۃ میں (جلن) کہا کس محلہ میں بولا بحرۃ النار میں (آگ کا دائرہ) فرمایا کس طرف بولا ذات لظی میں، آپ نے فرمایا تو اپنا گھر جا کر دیکھ جل چکا ہے دیکھا تو واقعی گھر اور گھر والے جل چکے تھے۔ عرب کہتے ہیں الاسماء من السماء نام آسمان سے تعلق رکھتے ہیں۔ (مرقات) اہل عرب اپنے بیٹوں کا نام رکھتے تھے اسد (شیر) ذئب (بھیڑیا) کلب (کتا) اور اپنے غلاموں کے نام رکھتے تھے راشد نجیح اور کہتے تھے کہ ہمارے غلام ہماری خدمت کے لیے ہیں اور ہمارے بیٹے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے۔ (مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں، غلاموں کے نام اچھے رکھو۔

۳۔ ہمارے ہاں پنجاب میں بعض دیہات کے نام ہیں نور پور، مدینہ، جماپور ایسے نام بڑے مبارک ہیں، بعض بستیوں کے نام ہیں شیطانیہ، خونی چک وغیرہ یہ نام اچھے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستیوں کے برے نام بھی ناپسند فرماتے تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۲۴)

(23) سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في الطیرۃ، الحدیث: ۳۹۱۹، ج۴، ص ۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کہ لوگ بعض چیزوں سے بدشگونی لیتے ہیں بعض سے اچھا شگون اس کی حقیقت کیا ہے تب حضور نے وہ جواب دیا جو یہاں مذکور ہے۔

۲۔ فال سے مراد نیک فال ہے جو اچھی بات اچھا نام سننے سے لی جائے یعنی یہ جائز ہے لیکن کوئی شخص کسی کام کو جاتے وقت ناپسندیدہ چیز دیکھے یا سنے جس سے بدشگونی لی جائے تو وہ محض اس وجہ سے اپنے کام سے واپس نہ ہو، اللہ پر توکل کرے اور کام کو جائے۔

۳۔ یہ عمل بہت ہی مجرب ہے ان شاء اللہ اس دعا کی برکت سے کوئی بری چیز اثر نہیں کرتی تمام مروجہ بدفالیوں بدشگونیوں کا بہترین ←

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے، تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو، تو وہاں سے نہ نکلو۔(24)

حدیث ۲۲: صحیح مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: طاعون عذاب کی نشانی ہے، اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا، جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔(25)

حدیث ۲۳: امام احمد و بخاری نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: طاعون عذاب تھا، اللہ تعالٰی جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے۔ اس کو اللہ (عزوجل) نے مومنین کے لیے رحمت کر دیا۔ جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کرکے اور طلب ثواب کے لیے ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ (عزوجل) نے لکھ دیا ہے، اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔(26)

علاج ہے۔ واللہ اعلم! (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦، ص٤٢٧)

(24) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب ما یذکر في الطاعون، الحدیث: ٥٧٢٨، ج٤، ص٢٨۔

(25) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ...إلخ، الحدیث: ٩٣۔(٢٢١٨)، ص١٢١٥۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ وہی بنی اسرائیل تھے جن سے کہا گیا تھا کہ تم توبہ کے لیے بیت المقدس میں سجدہ کرتے ہوئے جاؤ تو وہ گھسٹتے ہوئے گئے تھے، انہیں پر طاعون بھیجا گیا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہوگئے، رب تعالٰی فرماتا ہے:" فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے شہروں کی بے ادبی کرنے پر عذاب الٰہی آجاتا ہے۔

۲۔ کیونکہ یہ ایک بلاء ہے اور بلاء میں خود جانا نہیں چاہیے اور جب آجائے تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ خیال رہے کہ بلاء سے فرار نہیں بچاتا بلکہ استغفار بچاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی طاعون کی جگہ سے کسی ضرورت کے لیے باہر جائے مضائقہ نہیں، بھاگنے کی نیت سے نکلنا گناہ ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٢، ص٤٧٣)

(26) صحیح البخاري، کتاب القدر، الحدیث: ٦٦١٩، ج٤، ص٢٧٨۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی طاعون کفار پر عذاب ہے جو کافر اس میں مرے گا وہ عذاب کی موت مرے گا۔

۲۔ یعنی یہ صابر خواہ طاعون میں فوت ہو جائے یا نہیں جب بھی مرے گا اسے درجۂ شہادت ملے گا، گویا طاعون میں صبر شہادت کے اجر کا باعث ہے جیسے کہ روایات میں ہے کہ جو تاجر باہر سے غلہ لاکر فروخت کیا کرے تاکہ شہر کا قحط دور ہو جب مرے گا جیسے مرے گا شہید ہوگا، یونہی طالب علم اور موذن۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٢، ص٤٧٢)

حدیث ۲۴: امام بخاری و مسلم واحمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: طاعون ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔ (27)

❁❁❁❁❁

---

(27) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب مایذکر في الطاعون، الحدیث: ۵۷۳۲، ج۴، ص۳۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ طاعون طعن سے بنا، بمعنی نیزہ مارنا، چونکہ اس بیماری میں مریض کو پھوڑے یا زخم سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اسے کوئی نیزے مار رہا ہے، سوئیاں چبھو رہا ہے اس لیے اسے طاعون کہا جاتا ہے۔ یہ مشہور وبائی بیماری ہے۔ (لمعات) چونکہ درحقیقت اس مرض میں بیمار کو جنات نیزے مارتے ہیں اس لیے اس میں شہادت کا ثواب ہے۔ احمد نے حضرت ابوموسیٰ سے مرفوعًا روایت کیا کہ میری امت کی فنا طعن اور طاعون سے ہوگی۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۰۷)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مریض کی عیادت کرنا (بیمار پرسی کرنا) سنت ہے، اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جائے گا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ عیادت کو جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمھاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے، اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیے جو اس کے دل کو بھلی (اچھی) معلوم ہوں، اس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جبکہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے، کیونکہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی (1) ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے۔(2)

(1) وہ غیر مسلم جو اسلامی سلطنت میں مطیع الاسلام ہو کر رہے اور جزیہ ادا کرے۔ (اب دنیا میں تمام کافر حربی ہیں)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۳۹، ۶۴۰.

عیادت وتعزیت کی فضیلت:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: اے میرے رب عزَّ وَجَلَّ! وہ کون ہے جو تیرے عرش کے سائے میں ہوگا جس دن اُس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟ اللہ عزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! وہ لوگ جو مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں اور کسی کا بچہ فوت ہو جائے اس سے تعزیت کرتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۱۰۷۶۴، ج۸، ص۴۸)

(علامہ سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ ان تینوں میں سے ہر ایک خصلت مستقل طور پر سایہ عرش کا مستحق بنانے والی ہے۔

حضرت عبدالمجید بن عبدالعزیز اپنے والد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: (ہمارے زمانے میں) کہا جاتا تھا کہ تین اشخاص قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے (۱) مریض کی عیادت کرنے والا (۲) جنازہ کے ساتھ جانے والا اور (۳) جس کا بچہ فوت ہو جائے اس سے تعزیت کرنے والا۔ (الدرالمنثور، تفسیر سورۃ الانعام، ج۳، ص۲۴۵)

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی سند کے ساتھ کتاب العزاء میں اس حدیث پاک کی تخریج فرمائی ہے۔ اور اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ ان خصائل میں سے ہر خصلت سایہ عرش کے لئے مستقل استحقاق کی حامل ہے۔ اور مریض کی عیادت کے بارے میں تو ایک مرفوع شاہد موجود ہے، چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود وسخاوت، ←

مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علما کو اختلاف ہے یعنی جبکہ یہ ذمی ہو۔ (3) ہنود مجوس کے حکم میں ہیں، ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں، اہلِ کتاب جیسے ان کے احکام نہیں۔ ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ ۲: دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد (عقیدہ، یقین) ہو کہ شافی (صحت یا شفا دینے والا) اللہ (عزوجل) ہے، اس نے دوا کو ازالہ مرض (یعنی مرض کو دور کرنے) کے لیے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (4)

مسئلہ ۳: انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو دواءً استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو، مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (5)

پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ ذیشان ہے: قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا، کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ پس (جب وہ حاضر ہوں گے تو) انہیں نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا جہاں یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے شرفِ کلام حاصل کریں گے جبکہ لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔

(کنز العمال، کتاب الزکاۃ، الحدیث ۱۶۱۸۸، ج ۶، ص ۱۶۶)

(علامہ سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں) اس حدیث پاک میں سایہ عرش پانے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(3) العنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الکراھیۃ، مسائل متفرقۃ، ج ۸، ص ۴۹۷۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر في التداوي، ج ۵، ص ۳۵۴۔

(5) المرجع السابق۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
ہڈیاں ہر جانور یہاں تک کہ غیر ماکول و نامذبوح کی بھی مطلقاً پاک ہیں جب تک ان پر ناپاک دسومت (چکنائی ۱۲) نہ ہو سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے اور اس کا ہر جز و بدن ایسا ناپاک کہ اصلاً صلاحیتِ طہارت نہیں رکھتا، اور دسومت میں قید ناپاکی اس غرض سے ہے کہ مثلاً جو جانور خون سائل نہیں رکھتے اُن کی ہڈیاں بہرحال پاک ہیں اگرچہ دسومت آمیز ہوں کہ ان کی دسومت بوجہ عدم اختلاط دم خود پاک ہے تو اس کی آمیزش سے استخواں کیونکر ناپاک ہوسکتے ہیں۔

فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المختار شعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها الخالیۃ عن الدسومۃ ا ہ (قید للجمیع کما فی القہستانی فخرج الشعر المنتوف وما بعدہ اذا کان فیہ دسومۃ ۲ ہ) ←

مسئلہ ۴: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔(6) بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مرض زائل ہی ہوجائے گا، زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہوسکتا ہے نہ کہ علم ویقین، خود علم طب کے قواعد و اُصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں، یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہوسکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔(7)

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ ۵: بیماری کے متعلق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے، فصد وغیرہ کے ذریعہ سے خون نکالا جائے۔ مریض نے ایسا نہ کیا اور مرگیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شفا ہو ہی جائے گی۔(8)

مسئلہ ۶: دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مرگیا گنہگار نہیں

ودم سمك طاهر ۳ـ انتهت ملخصة.

تنویر الابصار، درمختار اور ردالمحتار میں ہے خنزیر کے علاوہ ہر مردار کے بال، ہڈی، پٹھے، کھر اور سینگ جو چربی سے خالی ہوں (یہ قید سب کے ساتھ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔ پس اکھاڑے ہوئے بال اور جو کچھ اس کے بعد ہے اگر اس میں چربی ہو تو وہ اس حکم سے خارج ہیں) اور مچھلی کا خون پاک ہے، انتہت تلخیص (ت) (۱ـ درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸) (۲ـ ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۸) (۳ـ درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸)

مگر حلال وجائز الاکل صرف جانور ماکول اللحم مذکی یعنی مذبوح بذبح شرعی کی ہڈیاں ہیں حرام جانور اور ایسے ہی جو بے ذکاۃ شرعی مر جائے یا کاٹا جائے بجمیع اجزائیہ حرام ہے اگرچہ طاہر ہو کہ طہارت مستلزم وحلت نہیں جیسے سنکھیے یا بقدر مضرت اور انسان کا دودھ بعد عمر رضاعت اور مچھلی کے سوا جانورانِ دریائی کا گوشت وغیرذلک کہ سب پاک ہیں اور باوجود پاکی حرام۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۵۷۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) انظر: المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث: ۷۴۹، ج ۲۳، ص ۳۲۶.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ج ۹، ص ۶۴۱.

(8) الفتاوی الخانیة، کتاب الحظر والاباحة، ج ۲، ص ۳۶۵.

ہے۔(9) یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مرجائے تو گنہگار ہو۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیے یہاں تک کہ مرجائے تو گنہگار ہے، کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

مسئلہ ۷: عورت کو حمل ہے تو جب تک شکم میں بچہ حرکت نہ کرے نہ فصد کھلوائے، نہ پچھنے لگوائے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کرا سکتی ہے، مگر جب ولادت کا زمانہ قریب آجائے تو نہ کرائے کیونکہ بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے، ہاں اگر فصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کرا سکتی ہے۔(10)

مسئلہ ۸: مہینہ کی پہلی سے پندرہ تاریخوں تک پچھنے نہ لگوائے جائیں، پندرہویں کے بعد پچھنے کرائیں خصوصاً ہفتہ کا دن اس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔(11)

مسئلہ ۹: شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگائی یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال، ان سب میں وہ گنہگار ہوگا جس نے اس کو استعمال کرایا۔(12)

مسئلہ ۱۰: انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اسکا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔(13)

مسئلہ ۱۱: بعض اورام (ورم کی جمع، سوجن) میں آٹا گوندھ کر باندھا جاتا ہے یا لئی پکا کر (یعنی گھلا ہوا آٹا جو آگ پر پکا کر گاڑھا کیا گیا ہو) باندھتے ہیں یا کچی پکی روٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے۔(14)

مسئلہ ۱۲: علاج کے لیے حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں حرج نہیں جبکہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب۔(15)

مسئلہ ۱۳: بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے، تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جاسکے یا

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر في التداوی، ج۵، ص۳۵۵.

(10) المرجع السابق.

(11) المرجع السابق.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر في التداوی، ج۵، ص۳۵۵.

(13) المرجع السابق.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر في التداوی، ج۵، ص۳۵۶.

(15) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، مسائل متفرقۃ، ج۲، ص۳۸۱.

زخم میں ٹانکے لگائے جائیں، اس ضرورت سے دوا سے بے ہوش کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: حقنہ دینے میں بعض مرتبہ اس جگہ کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے، بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔(16)

مسئلہ ۱۵: اسقاط حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہوجائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔(17)

❁❁❁❁❁

(16) تبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل في النظر واللمس، ج۹، ص ۴۰۔

(17) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۸، ۷۰۹۔

لہو ولعب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ﴿ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴿۶﴾﴾(1)

اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

❀❀❀❀❀

(1) پ۲۱، لقمٰن:۶.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے، کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔

شانِ نزول: یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں سفر کیا کرتا تھا، اس نے عجمیوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصّے کہانیاں تھیں وہ قریش کو سناتا اور کہتا کہ سیدِ کائنات (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عاد و ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم و اسفندیار اور شاہانِ فارس کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآنِ پاک سننے سے رہ گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

احادیث

حدیث ۱: ترمذی و ابو داود اور ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔(1)

حدیث ۲: امام احمد و مسلم و ابو داود و ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے نردشیر کھیلا گویا سوئر کے گوشت وخون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔(2)

---

(1) سنن الترمذي، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرمي في سبيل الله، الحديث: ۱۶۴۳، ج۳، ص۲۳۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ے۔ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ لہو یعنی کھیل میں دو چیزیں ہوتی ہیں: غفلت اور لذت، غافل کرنے والا ہر عمل باطل ہے مگر لذت والا عمل تفصیل طلب ہے یہاں لہو سے مراد لذت والا عمل ہے۔

۸۔ ان تینوں پر ثواب ملتا ہے کیونکہ تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری سے دین و ایمان کی حفاظت ہے کہ یہ تیاری جہاد ہے اور اپنی بیوی سے کھیلنے چھیڑ کرنے میں مجاہد غازی پیدا کرتا بھی ہے اور اپنی اور اپنی بیوی کی عصمت و عفت کی حفاظت بھی کہ ایسی خوش طبعی کرنے والا جوڑا ان شاءاللہ غیر عورت یا غیر مرد کی طرف رخ نہیں کرتا بعض مردوں کی بیویاں خوبصورت ہوتی ہیں مگر وہ بدصورت رنڈیوں کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں، کیوں، اس لیے کہ ان کی بیویوں کو زینت دلھونہیں آتا ورنہ رنڈی میں کیا چیز ہے جو اپنی حلال زوجہ کے پاس نہیں۔ دل لبھانا ایسے موقعہ پر عبادت ہے، قربان جایئے اس تعلیم کے جس نے مسلمانوں کے گھر اور میدان جہاد دونوں بتادیئے یعنی جسے یہ فن آتے ہوں پھر وہ ان کی مشق چھوڑ دے جس کی وجہ سے وہ بھول جائے تو اس نے رب تعالٰی کی نعمت کی ناقدری کی اور وہ ناشکری کا مرتکب ہوا لہذا گنہگار ہوگا جیسے کوئی قرآن مجید حفظ کرکے بھول جائے سستی کی وجہ سے یوں ہی دینی علم حاصل کرکے بھول جانا بھی گناہ ہے جب کہ اپنی سستی کی وجہ سے ہو نعمت کی قدر چاہیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۶۶۷)

(2) صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب تحریم اللعب بالنردشیر، الحدیث: ۱۰۔(۲۲۶۰)، ص۱۲۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آردشیر ابن تابک گزرا ہے اس نے یہ جوا ایجاد کیا۔ نرد بمعنی ہار جیت کی بازی اردشیر آردشیر سے لیا گیا اس لیے اس کھیل کا نام نردشیر رکھا گیا یعنی اردشیر کا جو اس کی ایجاد کردہ بازی۔ مرقات نے فرمایا کہ اس کا موجد شابور ابن آردشیر بن تابک ہے۔

دوسری روایت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی نافرمانی کی۔(3)

حدیث ۳: امام احمد نے ابوعبدالرحمن خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جوشخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوئر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔(4)

حدیث ۴: دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اصحاب شاہ جہنم میں ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا۔(5) اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

حدیث ۵: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں، شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔ اور ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار۔ اور انھیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔(6)

حدیث ۶: ابو داود و ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا، فرمایا: شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔(7)

۲۔ سوئر کے گوشت و خون میں ہاتھ سانا اسے نجس بھی کرتا ہے اور گھنونا عمل بھی ہے اس لیے اس سے تشبیہ دی گئی۔ خیال رہے کہ نردشیر کی حرمت پر امت کا اجماع ہے، شطرنج احناف کے ہاں ممنوع ہے، شوافع کے ہاں جائز ہے بشرطیکہ اس میں مالی ہار جیت نہ ہو، نماز یا جماعت نماز نہ جائے، کھیلنے والے گالی گلوچ نہ کریں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ٦، ص ۳۴۱)

(3) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في النھي عن اللعب بالنرد، الحدیث: ۴۹۳۸، ج ۴، ص ۳۷۱.

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۱۹۹، ج ۹، ص ۵۰.

(5) کنز العمال، کتاب اللھو... إلخ، رقم: ۴۰۶۴۷، ج ۱۵، ص ۹۵.

(6) شعب الایمان، باب في تحریم الملاعب والملاھي، الحدیث: ۶۵۱۸، ج ۵، ص ۲۴۱.

(7) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في اللعب بالحمام، الحدیث: ۴۹۴۰، ج ۴، ص ۳۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کبوتر باز کو شیطان فرمایا اور کبوتر بازی کو شیطانہ کیونکہ جو چیز رب تعالیٰ سے غافل کردے وہ بھی شیطان ہے اور غافل ہوجانے والا بھی شیطان۔ خیال رہے کہ کبوتر پالنا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بلکہ مسجد حرام میں بہت کبوتر پلے ہوئے ہیں، پہلے زمانہ میں ←

حدیث ۷: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے چوپایوں کولڑانے سے منع فرمایا۔(8)

حدیث ۸: بزار نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: دو آوازیں دنیاو آخرت میں ملعون ہیں، نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔(9)

حدیث ۹: بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اوگتا ہے، جس طرح پانی سے کھیتی اُوگتی ہے۔(10)

حدیث ۱۰: طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔(11)

حدیث ۱۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا

کبوتروں سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا تھا مگر کبوتر بازی کرنا ممنوع ہے، ہر بازی ممنوع ہے کہ یہ نماز تلاوت بلکہ دنیاوی ضروری کاموں سے غافل کردیتی ہے جیسے مرغ، بٹیر پالنا جائز مگر مرغ بازی، بٹیر بازی، تیتر بازی اور انہیں لڑانا حرام ہے خصوصا جب کہ اس پر مالی ہار جیت ہو کہ اب یہ جواء بھی ہے۔ مرقات میں فرمایا کہ صرف اڑانے کے لیے کبوتر پالنا مکروہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۴۷)

(8) سنن الترمذي، كتاب الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم... إلخ، الحديث: ۱۷۱۴، ج۳، ص۱۷۲.

(9) مجمع الزوائد، كتاب الجنائز، باب في النوح، الحديث: ۴۰۱۷، ج۳، ص۱۰۰.

(10) شعب الايمان، باب في حفظ اللسان، فصل في حفظ اللسان عن الغناء، الحديث: ۵۱۰۰، ج۴، ص۲۷۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مرد کا گانا خود گانے والے اور سننے والے کے دل میں منافقت پیدا کرتا ہے لہذا عورت کا گانا سننا یا عورت و مرد کا مل کر گانا یا باجہ پر گانا اس سے بدتر ہے۔ عرب کہتے ہیں الغناء رقیۃ الزنا یعنی گانا زنا کا منتر ہے، مراد گانے سے وہ ہی ہے جو اوپر عرض کیا۔ خوش الحانی سے نعت شریف حضرت حسان پڑھتے تھے، حضور کی تشریف آوری کے موقعہ پر مدینہ منورہ کی بنی نجار کی بچیوں نے گیت گئے ہیں، شادی عید کے موقع پر بچیوں کو حضور نے اچھے گیت گانے کی اجازت دی، اجنبی عورتوں سے مرد نعت بھی نہ سنیں کہ آواز میں دلکشی ہوتی ہے اسی لیے عورتوں کو اذان دینا، تکبیر کہنا، خوش الحانی سے اجنبیوں کے سامنے تلاوت قرآن کرنا سب ممنوع ہے عورت کی آواز بھی ستر ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۴۵)

(11) كنز العمال، كتاب اللهو... إلخ، رقم: ۴۰۶۵۵، ج۱۵، ص۹۵.

وتاريخ بغداد، الرقم: ۴۳۳۷، الحكم بن مروان، ج۸، ص۲۲۱.

کہ اللہ تعالٰی نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔(12)

حدیث ۱۲: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔(13)

---

(12) السنن الکبری للبیھقی، کتاب الشھادات، باب ما یدل علی رد شھادۃ... إلخ، الحدیث: ۲۰۹۴۳، ج۱۰، ص۳۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شراب جوئے کی حرمت تو قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے طبلہ وغیرہ باجوں کی حرمت اشارۃً بیان ہوئی کہ فرمایا "وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ" کھیل کی چیزوں میں طبلہ بھی داخل ہے۔

۲۔ نشہ آور چیز خواہ خشک ہو جیسے بھنگ چرس افیون یا پتلی جیسے شراب تاڑی وغیرہ سب حرام ہیں اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ شراب انگوری کے علاوہ دوسری شرابیں حد نشہ سے کم پینا حرام ہے یا نہیں، اس پر بھی اتفاق ہے کہ افیون، بھنگ، چرس وغیرہ خشک نشہ آور چیزیں دواء استعمال کی جاسکتی ہیں جب کہ نشہ نہ دیں، بعض معجونوں میں افیون پڑتی ہے۔

۳۔ قاموس میں ہے کہ کوبہ بضم کاف، شطرنج نردشیر، چھوٹا طبل، بربط غرضکہ یہ لفظ مشترک ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۴۴)

(13) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب اللعب بالبنات، الحدیث: ۴۹۳۱، ج۴، ص۳۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بنات جمع ہے بنت کی بمعنی بچی ولڑکی، یہاں یا تو ساتھ کھیلنے والی لڑکیاں مراد ہیں تو ب بمعنی مع ہے اور یا مراد گڑیاں ہیں کہ وہ بھی بچیوں کی شکل کپڑے سے بنائی جاتی ہیں اس لیے انہیں بنات کہتے ہیں، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں، کیونکہ سہیلیوں کا ذکر تو آگے آرہا ہے، یہ گڑیاں یا تو آپ اپنے میکے سے لائی تھیں یا حضور کے ہاں آکر خود بنائی تھیں یا خود سرکار عالی نے بنوائی تھیں۔ بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچیوں کے لیے گڑیاں بنانا ان سے کھیلنا جائز ہے کہ یہ دراصل ان کو سینے پرونے اور کھانا تیار کرنے کی تعلیم کا ذریعہ ہے۔

۲۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے بچوں کے کھلونے جائز فرمائے اگرچہ وہ شکل والے ہوں لہذا تصاویر کے حکم سے وہ علیحدہ ہیں۔ ینقمعن قمع سے بنا بمعنی چھپ جانا، یہاں چلا جانا مراد ہے کہ چلے جانے سے بھی انسان چھپ جاتا ہے۔

۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ محلہ کی بچیاں میرے ساتھ گڑیاں کھیلتی تھیں جب سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ اپنے اپنے گھر چلی جاتیں اور جب حضور باہر تشریف لیجاتے تو ان بچیوں کو ان کے گھروں سے میرے پاس بھیج دیتے تاکہ میرے ساتھ کھیلیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۶۴)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) ان کو میرے پاس بھیج دیتے، وہ میرے پاس آ کر کھیلنے لگتیں۔ (14)

حدیث ۱۴: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کے طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا چلی اور پردہ کا کنارہ ہٹ گیا، حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کی گڑیاں دکھائی دیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: عائشہ یہ کیا ہیں؟ عرض کی، میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں کے درمیان میں کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے۔

حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ گڑیوں کے بیچ میں یہ کیا ہے؟ عرض کی، یہ گھوڑا ہے۔ ارشاد فرمایا: گھوڑے کے یہ کیا ہیں؟ عرض کی، یہ گھوڑے کے بازو ہیں۔ ارشاد فرمایا: گھوڑے کے لیے بازو۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) نے عرض کی، کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے سن کر تبسم فرمایا۔ (15)

(14) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، الحدیث: ۶۱۳۰، ج ۴، ص ۱۳۴.

صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب في فضائل عائشۃ... إلخ، الحدیث: ۸۱۔ (۲۴۴۰)، ص ۱۳۲۵.

(15) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب اللعب بالبنات، الحدیث: ۴۹۳۲، ج ۴، ص ۳۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تبوک مدینہ منورہ اور دمشق (شام) کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے یہ غزوہ ۹ھ میں ہوا، آخری غزوہ یہ ہی ہے۔ اسی غزوہ کا نام غزوہ عسرت یعنی سخت تنگی کا غزوہ ہے، بخاری شریف نے اسے بعد حجۃ الوداع لکھا ہے، یہ غلط ہے شاید کاتب کی غلطی ہے (مرقات)

۲۔ حنین مکہ معظمہ و طائف کے درمیان ایک جنگل کا نام ہے ذوالحجاز کے قریب ہے آج کل اسے سہل کہتے ہیں، فقیر نے طائف جاتے ہوئے اس کی زیارت کی یہ غزوہ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔

۳۔ سہوہ کا ترجمہ بعض لوگوں نے الماری کیا ہے مگر طاق نہایت صحیح کیونکہ اکثر بچیاں اپنی گڑیاں کھلونے طاقوں میں ہی رکھتی ہیں ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ گڑیاں لڑکیوں کے لیے کھیل بھی ہے، تعلیم بھی اس سے وہ کھانا پکانا سینا، پرونا بخوبی سیکھ جاتی ہے۔ ام المؤمنین لڑکپن میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شادی ہو کر آئی تھیں۔

۴۔ حضرت ام المؤمنین نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ←

❁❁❁❁❁

چلتی تھی۔رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖ﴾ اسے اڑانا قرار دیا اور اس سے اپنے گھوڑے کی سند بتائی، سبحان اللہ چھوٹی عمر اور اتنا نفیس جواب،خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح دسویں سال نبوت یعنی ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں دسویں شوال کو کیا،اس وقت آپ کی عمر چھ سال تھی اور یہ غزوہ ۸ھ اور ۹ھ میں ہوئے،اگر چہ اس وقت آپ بالغہ تھیں مگر عمر یقیناً کچی تھی اسی لیے گڑیاں بناتی اور ان سے کھیلتی تھیں۔

۵۔یعنی آپ نے میرے اس جواب پر تبسم فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ وہ عمل جائز تھا بعض علماء فرماتے ہیں ان گڑیوں اور اس گھوڑے کے آنکھ ناک کان نہ تھے صرف چیتھڑوں کے مجسمہ تھے اور ان اعضاء کے بغیر تصویر نہیں کہلاتی۔لہذا جائز تھی،بعض نے فرمایا کہ یہ واقعہ کھیل کی حرمت آنے سے پہلے کا ہے،مگر ترجیح اس کو ہے کہ بچوں کے کھلونوں کے احکام ہلکے ہیں۔(اشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص۱۸۵)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: نوبت بجانا اگر تفاخر کے لیے ہوتو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے متنبہ کرنا مقصود ہو اور نفخات صور یاددلانے کے لیے ہوتو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نفخ صور سے مشابہت ہے۔(1)

---

(1) الدرالمختار،کتاب الحظر والاباحۃ،ج۹،ص۵۷۸.

اعلیٰ حضرت،امام اہلسنت،مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لیے سند کافی،اوران اہل ہوا وہوس مدعیان چشتیت پر حجت کافی۔ہاں جہاد کا طبل،سحری کا نقارہ ،حمام کا بوق،اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں،یونہی یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلمات نفس وکدورات شہوت سے یک لخت بری ومنزہ ہوکر فانی فی اللہ وباقی باللہ ہو گئے کہ :لایقولون الا اللہ و لایسمعون الا اللہ بل لایعلمون الا اللہ بل لیس هناك الا اللہ ۔وہ اللہ تعالی کے سوا کچھ نہیں کہتے،اللہ تعالی کے سوا کچھ نہیں سنتے،بلکہ اللہ تعالی کے بغیر کچھ نہیں جانتے بلکہ وہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر ہوتا ہے۔(ت)

ان میں کسی نے بحالت غلبہ حال خواہ عین الشریعۃ الکبری تک پہنچ کر ازانجا کہ ان کی حرمت لعینھا نہیں،

وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی ۱؎

اعمال کا دارومدار ارادوں پر ہوتا ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲)

بعد وثوق تام واطمینان کامل کہ حالاً ومالاً فتنہ منعدم احیانا اس پر اقدام فرمایا ہو،ولھذا افاضل محقق آفندی شامی قدس اللہ تعالی سرہ السامی ردالمحتار میں زیر قول در مختار :ومن ذلك (ای من الملاهی) ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبیه فلاباس به کما اذا ضرب فی ثلثة اوقات لتذکیر ثلث نفخات الصور ۲؎ الخ

اسی سے یعنی آلات لہو میں سے فخریہ طور پر نوبت بجانا بھی ہے،لیکن اگر ہوشیار کرنے کے لیے بجائی جائے تو کوئی حرج نہیں۔جیسا کہ تین اوقات میں یا تین دفعہ نوبت بجائی جائے تاکہ صور اسرافیل کے تین دفعہ پھونکنے کی یاد تازہ ہو الخ (ت)

(۲؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸)

فرماتے ہیں:

هذا یفید ان اٰلة اللهو لیست محرمة لعینها بل لقصد اللهو منها اما من سامعها او من المشتغل بها وبه ←

یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجوانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نفخات صور یاد آئیں، مگر اس زمانہ میں ایسے لوگ کہاں، یہاں تو نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق و زینت ہے۔

مسئلہ ۲: عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں، اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔(2)

مسئلہ ۳: لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے، جیسے حمام میں بگل اس لیے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں، جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لیے بیدار ہو جائیں اور انھیں معلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے یہ جائز ہے، کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں۔(3)

اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے، کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے۔ اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو

تشعر الاضافة الاتری ان ضرب تلك الالة بعينها حل تارة وحرم اخری باختلاف النية بسماعها والامور بمقاصدها وفيه دليل لساداتنا الصوفية الذين يقصدون بسماعها اموراً هم اعلم بها فلا يبادر المعترض بالانكار كی لايحرم بركتهم فانهم السادة الاخيار امدنا الله تعالی بامداداتهم واعاد علينا من صالح دعواتهم وبركاتهم ا ھ۔(اے ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۲۳)

یہ بات فائدہ دیتی ہے کہ آلہ لہو بعینہ (بالذات) حرام نہیں بلکہ ارادہ وعمل لہو کی وجہ سے حرام ہے خواہ یہ سامع کی طرف سے ہو یا اس سے مشغول ہونے والے کی طرف سے ہو "اضافت" سے یہی معلوم ہوتا ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ کبھی اس آلہ لہو کو بعینہ بجانا اور استعمال کرنا حلال ہوتا ہے اور کبھی حرام، اور اس کی وجہ اختلاف نیت ہے، پس کاموں کے جائز اور ناجائز ہونے کا دارومدار ان کے مقاصد پر مبنی ہوتا ہے، اس میں ہمارے سادات صوفیہ کی دلیل موجود ہے کہ وہ سماع سے ایسے رموز کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جن کو وہ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں لہٰذا اعتراض کرنے والا انکار کرنے میں جلدی نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی برکت سے محروم ہو جائے، کیونکہ وہ پسندیدہ سادات ہیں پس ان کی امداد سے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے، اور ان کی نیک دعاؤں اور برکات کا ہم پر اعادہ فرمائے یعنی انھیں ہم پر لوٹا دے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۷۹-۸۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۹.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج۵، ص۳۵۲.

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۷۹.

معلوم ہوجائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لیے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۴: گنجفہ (4)، چوسر (5) کھیلنا ناجائز ہے، شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔ (6)

مسئلہ ۵: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔ (7)

مسئلہ ۶: متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگئی اور بے خود ہوکر کھڑے ہوگئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

مشائخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال و قال میں زمین آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق و فجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیہ کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں۔ (8)

---

(4) یعنی ایک کھیل کا نام جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے، اس میں 96 پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔

(5) یعنی نردشیر (چوسر) ایک کھیل ہے، ایک بادشاہ اَردشیر بن بابک نے یہ جُوا ایجاد کیا تھا۔

(6) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۵۰، وغیرہ۔

(7) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۵۱۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج۵، ص۳۵۲۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں

مسئلہ نص شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا جائے گا یا فقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اگر نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درکار ہے تو مزامیر کی حرمت میں احادیثِ کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں از انجملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

←

مسئلہ ۷: کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف۔[۱]

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(۱ـ صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء فیمن یستحل الخمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷)

حدیث صحیح جلیل متصل،

وقد اخرجه ایضا احمد[۲] وابوداؤد وابن ماجة والاسمعیلی وابونعیم باسانید صحیحة لامطعن فیها وصححه جماعة اٰخرون من الائمة کما قال بعض الحفاظ قاله الامام ابن حجر فی کف الرعاع[۳]۔

نیز امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، محدث اسمٰعیل اور ابونعیم نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ کہ جن میں کوئی طعن نہیں اس کی تخریج فرمائی، اور ائمہ کی ایک دوسری جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا جیسا کہ بعض حفاظ نے کہا ہے، چنانچہ امام ابن حجر نے کف الرعاع میں فرمایا ہے (ت)

(۲ـ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی امامہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵۷ و ۲۶۸) (۳ـ کف الرعاع القسم الثالث عشر تنبیہ ثانی دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۳۲ و ۱۳۳)

احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش نہیں ہوسکتے ہر عاقل جانتا ہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے، پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا مبیح، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، اور اگر فقہ مطلوب ہے تو خود امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی اعلٰی درجہ معتمد کتاب کا ارشاد کافی ووافی:

دلت المسألة علی ان الملاهی کلها حرام حتی التغنی لضرب القضیب وکذا قول ابی حنیفة رضی اللہ تعالٰی عنه ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون[۱]۔

مسئلہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ کھیل کود کے تمام سامان حرام ہیں حتی کہ (کسی چیز پر) کانٹے کی ضرب لگا کر گانا (یہ بھی زمرہ حرمت میں داخل ہے) اور اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ ارشاد کہ میں اس میں مبتلا کیا گیا اس لئے کہ ابتلا حرام میں ہوا کرتی ہے۔ (ت)

(۱ـ الہدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی الاکل والشرب مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۳)

غرض حدیث وفقہ کا حکم تو یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اس کا علاج کس کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے حرام کو حلال بنالے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا بر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد شریف میں فرماتے ہیں:

مزامیر حرام ست[۲]۔ (۲ـ فوائد الفواد)

ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا

(گانے بجانے کے آلات کا استعمال کرنا حرام ہے۔ت)

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد ہے کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنھم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی۔ [۳]

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ ([۳] کشف القناع عن اصول السماع)

للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم (جس کا فساد واضح ہے۔ گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالٰی بلند مرتبہ بزرگ قدر کی توفیق عطا کرنے سے۔ت)

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں: حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیزے باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں مے باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست [۱]۔

سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا چند اشیاء ہوں تو سماع جائز اور مباح ہوں (۱) مُسمع (سنانے والا)، (۲) مستمع (سننے والا)، (۳) مسموع (جو کچھ سنا جائے)، (۴) آلات سماع۔ تفصیل: مسمع یعنی سنانے اور کہنے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو۔ مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے یاد حق سے خالی نہ ہو، مسموع، جو کچھ سنیں اور کہیں اس میں فحش گوئی اور مسخرہ پن نہ ہو، اور آلات سماع مزامیر ہیں جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہیے یہ کہ وہ درمیان میں نہ ہوں۔ پس اس طرح کی قوالی (سماع) جائز اور حلال ہے۔ (ت)

([۱] سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۰۱۔۵۰۲)

مسلمانو! یہ فتوی ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے: یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ دریں روز بالعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نہ کردہ اند انچہ نامشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند باایشاں گفتند کہ شما چہ گردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ←

ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ

ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ست یا نہ، حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید ا۔

ایک خادم نے سلطان المشائخ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ان دنوں آستانے کے بعض درویشوں نے اس مجلس اور محفل میں ناچ کیا ہے جہاں آلات سماع چنگ و رباب اور سارنگی و مزامیر وغیرہ تھے تو ارشاد فرمایا انہوں نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جو کام ناجائز ہے وہ پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ایک کہنے لگا کہ جب یہ لوگ اس حالت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے، اس محفل میں تو مزامیر بھی تھے پھر تم نے قوالی بھی سنی اور رناچتے بھی رہے۔ انہوں نے جواباً بتایا کہ ہم سماع میں اس قدر مستغرق (ڈوبے ہوئے) تھے کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ مزامیر بھی ہیں یا نہیں۔ اس پر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ کوئی معقول جواب نہیں اس لئے کہ یہ بہانہ تو تمام گناہوں میں ملوث ہونے والے کرسکتے ہیں۔ (ت)

(ا ۔ سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۱۔۵۳۰)

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔

اسی میں ہے: حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام راسہو افتد مرد تسبیح اعلام دہد و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس چکند پشت دست برکف دست زند و کف دست برکف دست نزند کہ آں بلہو میماند تا ایں غایت از بلاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولٰی کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولٰی منع است ۲ ؎ اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر حرمت درمیان میں نہ ہوں اور اس سلسلے میں اس قدر تعدّی (شدت) فرمائی کہ ارشاد فرمایا امام اگر نماز میں بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر آگاہ کرسکتا ہے مگر عورت کو اس طرح کہنا جائز نہیں کیونکہ اس کی آواز نہیں سنی جانی چاہئے اس کے لئے یہ ہدایت اور حکم ہے کہ وہ اپنے ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی مارے لیکن ہتھیلی کو ہتھیلی پر نہ مارے کیونکہ یہ عمل لہو میں شمار ہوتا ہے یعنی تالی بجانا، پس اندازہ کرلیا جائے کہ کس حد تک کھیل کود اور لغو کلام سے پرہیز کی ہدایت وارد ہوئی ہے پس سماع میں بطریق اولٰی منع ہے یعنی تالی بجانے سے بھی ممانعت ہے لہٰذا مزامیر کے ساتھ قوالی کرنا اس سے زیادہ اشد اور ممنوع ہے اھ باختصار (ت) (۲ ۔ سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۲)

مسلمانو! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت للہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالٰی اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین الٰہ الحق آمین بجاھھم عندک آمین والحمد للہ رب العالمین (آمین، اے سچے معبود! تیری بارگاہ میں جو ان کا مقام و مرتبہ ہے اس کے طفیل دعا قبول فرما۔ اور سب تعریف ←

مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اسی کو دے دیے جائیں، تا کہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔ (9)

اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ت) کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی، واللہ الہادی، واللہ تعالی اعلم: (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۱۱۷، ۱۱۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۶۱.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
پرایا کبوتر پکڑنا حرام ہے اور اس کا فاعل فاسق وغاصب وظالم ہے بلکہ خالی کبوتر اڑانے والا کہ اوروں کے کبوتر نہیں پکڑتا مگر اپنے کبوتر اڑانے کو ایسی بلند چھتوں پر چڑھتا ہے جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کو مالی یا جسمانی ضرر پہنچتا ہے اس کے لئے بھی شرع مطہر میں حکم ہے کہ اسے نہایت سختی سے منع کیا جائے تعزیر دی جائے، اس پر بھی نہ مانے تو احتساب شرعی کا عہدہ دار اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کے سامنے پھینک دے۔
درمختار میں ہے:

یکرہ امساك الحمامات ولو فی برجها ان کان یضر بالناس بنظر اوجلب. فان کان یطیرها فوق السطح مطلعا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس یرمیه تلك الحمامات عزر ومنع اشد المنع. فان لم یمتنع ذبحها المحتسب. وصرح فی الوهبانیة بوجوب التعزیر وذبح الحمامات ولم یقیده بما مر ولعله اعتمد عادتهم اھ۔

کبوتر رکھنا اگرچہ اپنے برجوں میں ہوں مکروہ ہے جبکہ کبوتر باز کے لوگوں کے گھروں میں نظر کرنے یا دوسروں کے کبوتر اپنے کبوتروں میں ملانے کے سبب سے لوگوں کو ضرر پہنچے، اور اگر چھت پر چڑھ کر کبوتر اڑاتا ہے جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا کنکریاں پھینکتا ہے جس سے لوگوں کے برتن اور شیشے ٹوٹ جاتے ہیں تو اسے تعزیر کی جائے، اگر باز نہ آئے تو حاکم محتسب اس کے کبوتروں کو ذبح کر دے۔ صاحب وھبانیہ نے مطلقاً وجوب تعزیر اور کبوتر کو ذبح کر دینے کی تصریح کی ہے لوگوں کی بے پردگی کی قید کا ذکر نہیں کیا، شاید انہوں نے لوگوں کی عادت پر اعتماد کرتے ہوئے اس قید کو ترک کیا ہے۔(ت)

(اے درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹)

اقول: بلکہ ان کا خالی اڑانا کہ نہ کسی کی بے پردگی ہو نہ کنکریوں سے نقصان، خود کب ظلم شدید سے خالی ہے جبکہ رواج زمانہ کے طور پر ہو کہ کبوتروں کو اڑاتے ہیں اور ان کا دم بڑھانے کے لئے (جس میں اصلاً دینی یا دنیوی نفع نہیں فیصدی کا خیال کہ اگلے زمانہ میں تھا اب خواب وخیال وافسانہ ہو گیا ہے نہ ہرگز یہ ان جہال کا مقصود، نہ کبھی ان سے یہ کام کوئی لیتا ہے) محض بے فائدہ اپنے بیہودہ بے معنی شوق کے واسطے انہیں اترنے نہیں دیتے وہ تھک تھک کے نیچے گرتے یہ مار مار کر پھر اڑا دیتے ہیں صبح کا دانہ دیر تک کی محنت شاقہ پرواز سے ہضم ہو گیا بھوک سے بیتاب ہیں اور یہ غل مچا کر بانس دکھا کر آنے نہیں دیتے خالی معدے شہپر تھکے اور کسی طرح نیچے اترنے، دم لینے دانہ ←

مسئلہ ۸: جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ایسا یہ حرام ہے(10) اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۹: آم کے زمانے میں نوروز (یعنی خوشی کا دن) کرنے نوجوان لڑکے باغوں میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے گٹھلی سے کھیلتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے، یہ جائز ومستحسن وکارِ ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا، کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہوگئے۔(12)

مسئلہ ۱۱: ہنسی مذاق میں اگر بیہودہ باتیں، گالی گلوج اور کسی مسلم کی ایذا رسانی (یعنی مسلمان کو تکلیف دینا) نہ ہو محض پرلطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہلِ مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں، اس میں حرج نہیں۔(13)

پانی سے اوسان ٹھکانے کرنے کا حکم نہیں۔ یہاں تک کہ گھنٹوں اور گھنٹوں سے پہروں انہیں اسی عذاب شدید میں رکھتے ہیں، یہ خود کیا کم ظلم ہے اور ظلم بھی بے زبان بے گناہ جانور پر کہ آدمیوں کی ضرر رسانی سے کہیں سخت تر ہے، کہ سیأتی وکان ھذا ان شاء اللہ تعالٰی ملحظ اطلاق العلامۃ ابن وھبان واللہ المستعان۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور گویا کہ یہ ان شاء اللہ تعالٰی علامہ ابن وھبان کے اطلاق میں ملحوظ ہے اور اللہ تعالٰی سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے(ت) بے درد کو پرائی مصیبت نہیں معلوم ہوتی اپنے اوپر قیاس کرکے دیکھیں اگر کسی ظالم کے پالے پڑیں کہ وہ میدان میں ایک دائرہ کھینچ کر گھنٹوں ان سے کاوا کاٹنے کو کہے یہ جب تھکیں پست ہو کر رکیں، کوڑے سے خبر لے، ان کا دم چڑھ جائے، جان تھک جائے، بھوک پیاس بیحد ستائے، مگر وہ کوڑا لیے تیار ہے کہ رکنے نہیں دیتا، اس وقت ان کو خبر ہو کہ ہم بے زبان جانور پر کیسا ظلم کرتے تھے، دنیا گزشتنی ہے، یہاں احکام شرع جاری نہ ہونے سے خوش نہ ہوں ایک دن انصاف کا آنے والا ہے جس میں شاخدار بکری سے منڈی بکری کا حساب لیا جائے گا حالانکہ جانور غیر مکلف ہے تو تم مکلفین کہ تمہارے ہی لئے ثواب وعذاب جنت وجہنم تیار ہوئے ہیں کس گھمنڈ میں ہو وہاں اگر نار سقر میں کار کا مزہ دہاں جزاء وفاقا ا (ا۔ القرآن الکریم ۷۸/۲۶)

(پوری پوری جزاءت) ہے تو اس وقت کے لئے طاقت مہیا کر رکھو، (فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۳۰۹، ۳۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) الفتاوی الرضویۃ (الجدیدۃ)، ج ۲۴، ص ۶۵۵۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج ۵، ص ۳۵۲۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۶۶۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج ۵، ص ۳۵۲۔

....

❁❁❁❁❁

گالی گلوچ اور فحش کلامی کرنا:

یہ قابلِ مذمت ہے۔ چنانچہ نبی اکرم، نورِ مجسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ.

ترجمہ: فحش کلامی سے بچو، بے شک اللہ عزّ وجلّ فحش کلامی اور بتکلف فحش کلام کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الغصب، الحدیث ۵۱۵۴، ج۷، ص۳۰۷)

آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرکین کو گالی دینے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ ترجمہ: فحش گوئی اور کثرتِ کلام نفاق کے دو شعبے ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی العی، الحدیث ۲۰۲۷، ص۱۸۵۴)

اشعار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾ (1)

اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں، کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ (عزوجل) کی یاد کی اور بدلا لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہوا۔ یعنی ان کے لیے وہ حکم نہیں۔

---

(1) پ۱۹، الشعرآء: ۲۲۴۔ ۲۲۷۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت شعراء کُفّار کے حق (بارے) میں نازل ہوئی جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے۔ ان لوگوں کی آیت میں مذمت فرمائی گئی۔

(اور اگلی آیت) اس میں شعراء اسلام کا استثناء فرمایا گیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، اللہ تعالٰی کی حمد لکھتے ہیں، اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پند و نصائح لکھتے ہیں، اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ مسجدِ نبوی میں حضرت حسّان کے لئے منبر بچھایا جاتا تھا وہ اس پر کھڑے ہو کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفاخر پڑھتے تھے اور کُفّار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا، اچھے کو لو برے کو چھوڑ دو۔ شعبی نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق شعر کہتے تھے، حضرت علی ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اور شعر ان کے لئے ذکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب نہ ہو سکا بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء اور اس کی توحید اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور اصحاب کرام و صُلحاء اُمّت کی مدح اور حکمت و موعظت اور زہد و ادب میں۔

کُفّار نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی ہجو کی ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دیئے یہ مذموم نہیں ہیں بلکہ مستحق اجر و ثواب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: بعض اشعار حکمت ہیں۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو، جبریل تمھارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم حسان سے فرماتے: تم میری طرف سے جواب دو۔ الٰہی تو روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔(2)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو حسان سے یہ فرماتے سنا کہ روح القدس ہمیشہ تمھاری تائید میں ہے، جب تک تم اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے۔(3)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر... إلخ، الحدیث: ۶۱۴۵، ج ۴، ص ۱۳۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہاں غالباً شعر سے مراد کلام منظوم ہے یعنی ہر شعر برا نہیں بعض شعر میں علم و حکمت حمد و نعت و منقبت بھی ہوتی ہے اب تو بعض علوم اشعار میں بھر دیے گئے ہیں، صرف و نحو، فقہ، حدیث کی اصطلاحیں اشعار میں لکھ دی گئی ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۲۰)

(2) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۱۵۱۔(۲۴۸۵)، و: ۱۵۳۔(۲۴۸۶)، ص ۱۳۵۰، ۱۳۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ حسان ابن ثابت ابن منذر ابن حرام انصاری مدنی ہیں، ان چاروں کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی، حضرت حسان نے ساٹھ سال کفر میں گزارے، ساٹھ سال اسلام میں خاص شاعر اسلام ہیں، خلافت حیدری میں وفات پائی۔

۲۔ یعنی غزوہ خندق کے بعد جب حضور انور نے بنی قریظہ یہود و مدینہ کا محاصرہ فرمایا تب تو حضرت حسان سے یہ کہا کہ کفار کی ہجو کرو جبریل تمہارے ساتھ معاون ہیں، ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میرے حسان کی جبریل سے مدد کر۔ معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریف کرنا نیکی ہے اور مردودوں کی ہجو کرنا نیکی ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۲۵)

(3) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۱۵۷۔(۲۴۹۰)، ص ۱۳۵۲.

حدیث ۴: دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر آیا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: وہ ایک کلام ہے، اچھا ہے تو اچھا ہے اور برا ہے تو برا۔ (4)

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کردے، یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو۔ (5)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ کفار اسلام مسلمانوں بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بکواس کرتے تھے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ جواباً کفار ان کے دین ان کے بتوں کی ہجو اشعار میں کرتے تھے، حضور اس کے متعلق حضرت حسان کو بشارت دے رہے ہیں کہ جب تم ہجو کے اشعار لکھنے لگتے ہو تو جناب جبریل تمہارے دل میں اچھے مضمون ڈالتے ہیں تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعائیں دیتے تمہارا احترام کرتے ہیں یہ ہے حضرت جبریل کی مدد۔ معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی ہجو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، بعض وقت قصیدے جہاد میں بڑی مدد دیتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کے جہاد پاکستان میں اسے خوب اچھی طرح آزمایا ہے ریڈیو پاکستان نے اس قسم کے قصیدوں کے ذریعہ غازیوں بلکہ سارے پاکستانیوں کو گرما دیا جس کا نتیجہ بہت ہی اچھا رہا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۲۷)

(4) سنن الدار قطني، كتاب الوكالة، خبر الواحد يوجب العمل، الحديث: ۴۲۶۱، ج۴، ص۱۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی شعر کی اچھائی برائی اس کے مضمون سے ہے، بعض شعر پڑھنا عبادت ہے، بعض کفر بعض ثواب جیسا مضمون ویسا حکم۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۴۲)

(5) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الانسان۔۔۔ إلخ، الحديث: ۶۱۵۵، ج۴، ص۱۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ بعض روایات میں بجائے قیحا کے بخشا ہے، یری کی کے فتح رے کے کسرہ دوسری ی کے سکون سے یہ بنا ہے دری سے، وری پیٹ کا ا زخم جو پیٹ کو بگاڑ دے لاعلاج بنادے اس سے مراد ہے بگاڑ دے اسے خراب کردے۔

۲۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد برے اشعار ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد کوئی خاص شخص ہے ورنہ اچھے اشعار عام مسلمانوں کے لیے برے نہیں مگر قوی یہ ہے کہ اس سے ہر اچھے برے شعر مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اشعار میں بہت مشغولیت کہ ہر وقت ایں ایں کرتا رہے نہ نماز کا خیال ہو نہ کسی اور عبادت کا بہرحال برا ہے خواہ اچھے اشعار ہوں ایسی مشغولیت ہو یا برے اشعار ہیں۔ (مرقات) دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہر وقت ہی روں روں کرتے رہتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے گاتے رہتے ہیں یہ برا ہے حدیث اپنے عموم پر ہے کسی قید یا تاویل کی ضرورت نہیں بلاوجہ احادیث و قرآن میں تاویلیں یا قیدیں لگانا سخت جرم ہے جیسے مرزائی کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۳۰)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ہمراہ عرج میں جا رہے تھے، ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے فرمایا: شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔ (6)

حدیث ۷: امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ سے کھائیں گے، جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ (7)

یعنی ان کا ذریعہ رزق لوگوں کی تعریف و مذمت کرنا ہے اور اس میں حق و ناحق کا بالکل خیال نہ کریں گے، جس طرح گائے اس کا خیال نہیں کرتی ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا مضر جو چیز زبان کے سامنے آگئی کھا گئی۔

---

(6) صحیح مسلم، کتاب الشعر، الحدیث: ۹۔ (۲۲۵۹)، ص ۱۲۳۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عرج یمن کا ایک شہر بھی ہے، علاقہ ہذیل میں ایک میدان بھی، مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک منزل بھی، مدینہ منورہ سے ۷۸ اٹھتر میل پر، یہاں یہ تیسرے معنی مراد ہیں۔

۲۔ یعنی یہ شاعر انسان شیطان ہے اسے شعر پڑھنے سے روک دو۔ شاید اس کی اشعار گندے واہیات تھے جن میں زنا، شراب، عورتوں کی تعریفیں تھیں جیسا کہ جاہلیت کے شعراء کے کلام میں دیکھا جاتا ہے اس لیے روک دیا گیا۔

۳۔ اس کی شرح پہلے عرض کی گئی کہ یا برے اشعار مراد ہیں یا اشعار کا طبیعت پر غلبہ کہ اسے گانے کے سواء کچھ سوجھے ہی نہیں اس لیے ارشاد ہوا ان ہمیتی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۴۴)

(7) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص، الحدیث: ۱۵۹۷، ج۱، ص ۳۸۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان کا ذریعہ معاش یہ ہی ہوگا کہ کسی کی خوشامدانہ جھوٹی تعریف میں قصیدہ کہہ دیا اور انعام حاصل کرلیا، کسی کے دشمن کی برائی میں نظم کہہ ڈالی اور کچھ وصول کرلیا، لوگوں کو فصیح و بلیغ جھوٹے کلام سنائے چندہ کرلیا یعنی صرف زبان سے کمائی کریں گے جیسا کہ جاہلیت کے شعراء کا دستور تھا وہ ہی پھر ہو جاوے گا۔ نعت خواں، نعت گو، علماء واعظین اس میں داخل نہیں بشرطیکہ باعمل ہوں حلال و حرام آمدنی میں فرق کریں اسی لیے آگے بیان ہو رہا ہے۔

۲۔ گائے میدان میں کھاتے وقت ہری سوکھی گھاس نہیں دیکھتی جو سامنے آجائے اسے کھالیتی ہے حتی کہ کبھی دودھک بوٹی بھی کھا جاتی ہے جس سے بیمار بلکہ ہلاک ہو جاتی ہے یہ ہی اس شخص کا حال ہے جو حلال و حرام نہ دیکھے جو ملے کھائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۳۵)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، اگر اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو باطل پر مشتمل ہوں تو برے ہیں اور چونکہ اکثر شعرا ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

❁❁❁❁❁

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مر چکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔(1)

مسئلہ ۲: اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعہ سے تفسیر و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اسلوب کلام پر مطلع ہو، جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔(2)

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج۵، ص۳۵۱۔۳۵۲.

(2) المرجع السابق، ص۳۵۲.

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی، اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب البر... الخ، باب قبح الکذب... الخ، الحدیث: ۱۰۵۔ (۲۶۰۷)، ص۱۴۰۵۔

یہ وہ گندی گھناؤنی اور ذلیل عادت ہے کہ دین و دنیا میں جھوٹے کا کہیں کوئی ٹھکانا نہیں۔ جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل وخوار ہوتا ہے اور ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے اور یہ بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں اعلان فرمادیا ہے کہ۔

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿61﴾

یعنی کان کھول کر سن لو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے (پ3، آل عمران: 61) اور وہ خدا کی رحمتوں سے محروم کردیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور بہت سی حدیثوں میں جھوٹ کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس لئے یادرکھو کہ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے زندگی بھر بچتا رہے۔

حکیم الامت، کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو شخص سچ بولنے کا عادی ہوجاوے اللہ تعالٰی اسے نیک کار بنادے گا اس کی عادت اچھے کام کرنے کی ہوجاوے گی، اس کی برکت سے وہ مرتے وقت تک نیک رہے گا برائیوں سے بچے گا۔

۲۔ اور جو اللہ کے نزدیک صدیق ہوجاوے اس کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے اور وہ ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے ہر قسم کا ثواب پاتا ہے اور دنیا بھی اسے سچا کہنے سمجھنے لگتی ہے، اس کی عزت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔

←

ابوذر! کیا میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتادوں جو پیٹھ پر ہلکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: زیادہ خاموش رہنا اور خوبیِ اخلاق، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمام مخلوقات نے ان کی مثل پر عمل نہیں کیا۔(13) یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳: امام مالک نے اسلم سے روایت کی، کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے عرض کی، کیا بات ہے اللہ (عزوجل) آپ کی مغفرت کرے، حضرت صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا: اس نے مجھے مہالک (یعنی ہلاکتوں) میں ڈالا ہے۔(14)

حدیث ۱۴: امام احمد و بیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمھارے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو سچ بولو اور (۲) جب وعدہ کرو اسے پورا کرو اور (۳) جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو اور (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکو۔(15) یعنی ہاتھ سے کسی

(13) شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۰۰۶، ج۶، ص۲۳۹۔

(14) الموطا للامام مالک، کتاب الکلام، باب ماجاء فیما یخاف من اللسان، الحدیث: ۱۹۰۶، ج۲، ص۴۶۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ تابعی ہیں، آپ کی کنیت ابو خالد ہے، حبشی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے جنہیں حضرت فاروق نے مکہ معظمہ میں ۱۱ھ میں خریدا، آپ کی عمر ایک سو چودہ سال ہوئی، مروان کے زمانہ میں وفات پائی، ۸۰ اسی ہجری میں۔

۲۔ اپنی زبان شریف کو کھینچ کر مروڑ رہے تھے یا اسے باہر نکال ڈالنے کی کوشش فرما رہے تھے گویا اپنی زبان کو سزا دے رہے تھے۔

۳۔ یہ انتہائی خوفِ خدا کی دلیل ہے حضرت صدیق کی زبان صدق کے سواء کیا بولے گی مگر پھر بھی اپنے کو قصوروار کہتے ہیں جیسے حضرات انبیاءِ کرام نے اپنے کو ظالم خاسر وغیرہ فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا۔ شعر

زاہداں از گناہ توبہ کنند   عارفاں از اطاعت استغفار

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۰۷)

(15) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث ۲۲۸۲۱، ج۸، ص۴۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تم چھ عادتیں ڈال لو ان کے خلاف نہ کرو تو میں تمہارے جنتی ہونے کا ضامن ہوتا ہوں تم ضرور جنتی ہو گے بلکہ وہاں کا اعلیٰ درجہ پاؤ گے۔

کوایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵: ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔(16)

حدیث ۱۶: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مومن کو یہ نہ چاہیے کہ لعنت کرنے والا ہو۔(17)

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے، نہ کسی کے سفارشی۔(18)

حدیث ۱۸: ترمذی و ابو داود نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی

۲۔ وعدہ سے مراد جائز وعدہ ہے وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے مسلمان سے وعدہ کرو یا کافر سے عزیز سے وعدہ کرو یا غیر سے استاذ، شیخ، نبی، اللہ تعالٰی سے کیے ہوئے تمام وعدے پورے کرو، ہاں اگر کسی حرام کام کا وعدہ کیا ہے اسے ہرگز پورا نہ کرے حتی کہ حرام کام کی نذر پوری کرنا حرام ہے۔

۳۔ امانت مال کی ہو یا بات کی یا کسی اور چیز کی ضرور ادا کرے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات حضرت علی سے فرمایا کہ ان خونخوار کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں وہ تم ادا کر دینا۔ امانت اور غنیمت میں بڑا فرق ہے۔

۴۔ نہ اس سے حرام کاری کرو نہ خاوند بیوی کے سوا کسی پر ظاہر ہونے دو۔ فروج سے مراد مرد و عورت کی ستر غلیظ ہے۔

۵۔ چلو پھرو تو نیچی نگاہ سے، بیٹھو تو نیچی نگاہ سے تاکہ غیر محرم کے دیکھنے سے بچو یہ حکم مرد و عورت دونوں کو ہے، جہاں اوپر دیکھنا ضروری ہے یا جائز ہے وہاں ضرور دیکھو، عالم، ماں باپ کا چہرہ، چاند وغیرہ ضرور دیکھو یہاں شرم حیاء کا ذکر ہے۔

۶۔ کہ اپنے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ کرو اس سے ناجائز چیز نہ چھوؤ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۰۷)

(16) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في اللعنۃ، الحدیث: ۱۹۸۴، ج۳، ص۳۹۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی یہ عیوب سچے مسلمان میں نہیں ہوتے اپنے عیب نہ دیکھنا دوسرے مسلمانوں کے عیب ڈھونڈھنا ہر ایک کو لعن طعن کرنا اسلامی شان کے خلاف ہے یہ حدیث بہت جامع ہے۔ بعض لوگ جانوروں کو، ہوا کو، گالیاں دیتے ہیں، بعض کے ہاں حضرات صحابہ کو گالیاں دینا عبادت ہے نعوذ باللہ بعض لوگ گالی پہلے دیتے ہیں بات پیچھے کرتے ہیں سب لوگ اس سے عبرت پکڑیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۸۰)

(17) المرجع السابق، باب ماجاء في اللعن والطعن، الحدیث: ۲۰۲۶، ج۳، ص۴۱۰.

(18) صحیح مسلم، کتاب البر... إلخ، باب النھي عن لعن الدواب وغیرھا، الحدیث: ۸۶۔(۲۵۹۸)، ص۱۴۰۰.

علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی لعنت و غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔(19)

حدیث ۱۹: ابوداود نے ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے، آسمان کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں پھر زمین پر اتاری جاتی ہے، اس کے دروازے بھی بند کردیے جاتے ہیں پھر دہنے بائیں جاتی ہے، جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو اس کی طرف آتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی، اگر اسے اس کا اہل پاتی ہے تو اس پر پڑتی ہے، ورنہ بھیجنے والے پر آجاتی ہے۔(20)

حدیث ۲۰: ترمذی و ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے، اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اُسی پر لوٹ آتی ہے۔(21)

---

(19) سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ۱۹۸۳، ج۳، ص ۳۹۳.

ومشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ۴۸۴۹، ج۳، ص ۴۳.

(20) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في اللعن، الحديث: ۴۹۰۵، ج۴، ص ۳۶۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جیسے غبار دھواں وغیرہ بذاتِ خود اوپر چڑھتے ہیں ایسے ہی لعنت و پھٹکار بھی اوپر چڑھتی ہے مگر اسے آسمان میں داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہاں اس کا مستحق کوئی نہیں۔

۲۔ لہذا وہ لعنت زمین میں نہیں دھنس سکتی کہ وہاں بھی اس کا مستحق کوئی نہیں۔ خیال رہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت نہ تو آسمان میں رہتے ہیں نہ زمین کے اندر بلکہ اوپر اوپر ہی مارے مارے پھرتے ہیں لہذا اس فرمان پر کوئی غبار نہیں۔

۳۔ یعنی لعنت اس حیران پریشان چیز کی طرح دوڑتی گھومتی ہے جسے اپنا ٹھکانہ معلوم نہ ہو اور تلاش ٹھکانہ کے لیے حیران پریشان گھومے یا بطور تمثیل ارشاد ہوا ہے یا واقعہ ایسے ہی ہوتا ہے کیونکہ ہمارے تمام قول و فعل ایک شکل و حال رکھتے ہیں۔

۴۔ بہرحال لعنت یا تو ملعون پر پڑتی ہے اگر وہ اسکا اہل ہو ورنہ خود لاعن پر لہذا لعنت کرنا چاہیے ہی نہیں۔ سوچو کہ ان کا حال کیا ہوگا جو دن رات حضرات صحابہ پر تبرا اور لعن طعن کرتے رہتے ہیں، اسی طرح جو لوگ جانوروں کو، دھوپ کو، ہوا کو لعنت کردیتے ہیں، بیماریوں کو کوستے پیٹتے ہیں اس سب کا وبال خود ان پر ہی پڑتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۸۳)

(21) المرجع السابق، الحديث: ۴۹۰۸، ج۴، ص ۳۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جیسے آج بعض لوگ بیماریوں وغیرہ پر لعنت کردیتے ہیں یہ سخت برا ہے۔

حدیث ۲۱: ترمذی نے اُبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمھیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔(22)

حدیث ۲۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو، اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔(23)

حدیث ۲۳: طبرانی نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔(24)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا۔(25) یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو

۲؎ ہوا کا نرم و سخت چلنا تیری چادر کا اڑا دینا سب کچھ اللہ تعالٰی کے حکم سے ہے ان میں اس کا کوئی قصور نہیں پھر اس پر لعنت کیسی۔

۳؎ یعنی لعنت کرنے کا گناہ اس پر پڑے گا یا خود لعنت پھٹکار رحمت سے دوری خود اس کو ملے گی۔ معلوم ہوا کہ لعنت اور رحمت اپنے مستحق کو جانتی پہچانتی ہیں ان کے ٹھکانوں کو بھی جانتی ہیں حدیث اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۴۸۶)

(22) سنن الترمذي، کتاب الفتن، باب ماجاء في النهي عن سب الرياح، الحديث: ۲۲۵۹، ج ۴، ص ۱۱۱.

(23) صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل...إلخ، الحديث: ۳۔(۳۰۰۹)، ص ۱۶۰۴.

(24) المعجم الكبير، الحديث: ۱۳۳۰، ج ۲، ص ۷۳.

(25) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، الحديث: ۶۱۰۴، ج ۴، ص ۱۲۷.

وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخيه المسلم يا كافر، الحديث: ۱۱۱۔(۶۰)، ص ۵۱.

←

شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے۔(26)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا دشمنِ خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔(27)

حدیث ۲۷: بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مسلم سے گالی گلوج کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔(28)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ۔ یعنی جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے اگر وہ مسلمان واقعی کوئی کفریہ کام یا کفریہ کلام کر چکا ہے تب تو یہ کفر اس پر پڑے گا لیکن اگر اس میں کوئی کفر نہ ہو تو یہ کہنے والا کافر ہو جاوے گا جب کہ کسی قطعی ایمان والے کو کافر کہے جیسے صحابہ کرام کو خصوصًا مبشرین الجنۃ کو کافر کہنے والا یقینًا کافر ہے کہ قرآن حدیث تو انہیں مؤمن کہہ رہے ہیں اور یہ انہیں کافر کہتا ہے تو قرآن و حدیث کا منکر ہے یا کسی عقیدہ اسلامیہ کی بنا پر کافر کہتا ہے تو بھی یہ کہنے والا کافر ہے، اس سے وہ شخص مراد نہیں جو کسی کو گالی کے طور پر کافر کہے یا کافر کے معنی ناشکرا یا چھپانے والا کرے لہذا حدیث واضح ہے حضرت خسرو فرماتے ہیں

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست   ہر رگ من تار گشتہ حاجت نار نیست

یہاں کافر عشق سے مراد ہے عشق کا چھپانے والا اسے دل میں رکھنے والا، رب تعالٰی فرماتا ہے: فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ جو کوئی بتوں کو انکار کرے اللہ پر ایمان لائے۔ یہاں کفر بمعنی انکار ہے لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے، فقیر نے جو توجیہ کی ہے ان شاء اللہ اس سے اشکال نہ رہا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۵۰)

(26) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن، الحدیث: ۶۰۴۵، ج۴،ص۱۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ۔ مقصد یہ ہے کہ کسی مسلمان کو کافر یا فاسق نہ کہو کیونکہ اگر وہ واقعی کافر یا فاسق ہوا تب تو یہ لفظ اس پر صادق آوے گا ورنہ کہنے والے پر کہ یہ کہنے والا یا کافر و فاسق ہو جاوے گا یا کافر و فاسق کہنے کا وبال اس پر پڑے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۵۱)

(27) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر، الحدیث: ۱۱۲۔(۶۱)،ص۵۱۔

(28) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن، الحدیث: ۶۰۴۴، ج۴،ص۱۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ۔ کفر یا بمعنی کفران نعمت یعنی ناشکری ہے، ایمان کا مقابل یعنی بلاقصور مسلمان کو برا کہنا اور بلاقصور اس سے لڑنا بھڑنا ناشکری ہے یا کفار کا سا کام ہے یا اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے مارنا پیٹنا یا ناجائز جنگ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر و بے ایمانی ہے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۴۹)

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں انس و ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنھما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: دو شخص گالی گلوچ کرنے والے انھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے، جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے۔(29) یعنی جتنا پہلے نے کہا، اس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹: طبرانی نے سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اگر کوئی کسی کو برا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اس پر افترا کرے، نہ اس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے، ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔(30)

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: فحش جس چیز میں ہوگا، اسے عیب دار کردے گا اور حیا جس میں ہوگی، اسے آراستہ کردے گی۔(31)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اس کا ہے کہ اس کے شر سے بچنے کے لیے

---

(29) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب النھی عن السباب، الحدیث: ۶۸۔(۲۵۸۷)، ص۱۳۹۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی دونوں کی برائیوں کا وبال ابتداء کرنے والے پر ہوگا جب کہ دوسرا زیادتی نہ کرجاوے صرف اگلے کو جواب دے۔ خیال رہے کہ گالی کے بدلے میں گالی نہ دینا چاہیے کہ گالی فحش ہے جس سے زبان اپنی ہی خراب ہوتی ہے۔ سبّ کے معنی ہیں برا کہنا نہ کہ گالی دینا، گالی دینے والے سے بدلہ اور طرح لو اسے گالی نہ دو اگر کتا کاٹ لے تو تم اسے کاٹو مت بلکہ لکڑی سے مار دو لہذا حدیث واضح اس میں گالیاں بکنے کی اجازت نہ دی گئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۵۳)

(30) المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۰۳۰، ج۷، ص ۲۵۳۔

(31) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في الفحش والتفحش، الحدیث: ۱۹۸۱، ج۳، ص ۳۹۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی اگر بے حیائی اور حیا و شرم انسان کے علاوہ اور مخلوق میں بھی ہوں تو اسے بھی بے حیائی خراب کردے اور حیا اچھا کردے تو انسان کا کیا پوچھنا حیا ایمان کی زینت، انسانیت کا زیور ہے، بے حیائی انسانیت کے دامن پر بدنما دھبہ ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۸۷)

لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو۔(32) اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کے فحش سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہو۔(33)

حدیث ۳۲: بخاری ومسلم واحمد وابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے، دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں، رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔(34) یعنی زمانہ کو برا کہنا اللہ (عزوجل) کو برا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ سب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے۔(35) یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہگار اور مستحق نار بتائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم

---

(32) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب لم یکن النبي صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا... إلخ، الحدیث: ۶۰۳۲، ج ۴، ص ۱۰۸.

(33) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب مداراۃ من یتقی فحشہ، الحدیث: ۷۳۔(۲۵۹۱)، ص ۱۳۹۷.

(34) صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی (یریدون ان یبدلوا کلام اللہ)، الحدیث: ۷۴۹۱، ج ۴، ص ۵۷۲.

(35) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب النھی عن قول ھلک الناس، الحدیث: ۱۳۹۔(۲۶۲۳)، ص ۱۴۱۲.

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱۔ اھلکھم کی دو قراءتیں ہیں کاف کے ضمہ سے یعنی صیغہ اسم تفضیل ہو اور کاف کے فتحہ سے ماضی۔ یعنی جو مسلمانوں کے متعلق یہ کہتا رہے کہ سارے مسلمان ہلاک ہوگئے، رحمت خدا سے دور ہوگئے، بے دینی ہوگئے تو ان سب میں زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو رحمت الٰہی سے دور سمجھ رہا ہے یا جو لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس کرے اور کہے کہ لوگ برباد ہوگئے، کافر ہوگئے، فاسق ہوگئے تو ان لوگوں کو رب تعالٰی نے ہلاک نہ کیا بلکہ اس نے ہلاک کیا اگر لوگ مایوس ہو کر گنہگار بن جاویں تو مجرم یہ ہوگا۔ مسلمان کہتے ہیں گنہگار ہوں مگر ان شاءاللہ رحمت الٰہی ان کی دستگیری کرے گی انہیں سے کام لے گی کوئی انہیں ابھارنے والا ہو۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا۔ شعر

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے ۔۔۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

رحمت اللعالمین کی امت غافل ہو جاتی ہے اسے جگاتے رہو کام لیتے رہو یہ جاگ اٹھے تو بہت کام کرتی ہے کیوں نہ ہو کہ حضور کی ان پر رحمت ہے۔ شعر

عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت ۔۔۔ وہ آئے لیکن آئے رحمۃ اللعالمین ہو کر

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۵۶)

نے فرمایا: سب سے زیادہ برا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے، جو ذوالوجہین ہو۔ (36)

یعنی دورخا آدمی کہ ان کے پاس ایک مونھ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے مونھ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے، یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵: دارمی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دورخا ہوگا، قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔ (37) ابوداود کی روایت میں ہے کہ اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔ (38)

حدیث ۳۶: صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔ (39)

---

(36) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما قیل في ذي الوجھین، الحدیث: ۶۰۵۸، ج۴، ص۱۱۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی بدترین بندہ منافق یا چغل خور ہے جو لوگوں میں لڑائی کرنے کے لیے ایک جماعت کے پاس اس کا خیرخواہ بن کر جاوے اور دوسری جماعت سے انہیں بھڑکادے، دوسری جماعت کے پاس ان کا خیرخواہ بن جاوے انہیں بھڑکادے لڑائی کراوے۔ خدا کی پناہ! یہ عیب فی زمانہ عورت میں بہت زیادہ ہے اس سے توبہ چاہیے اس کا انجام دوطرفہ شرمندگی ہے۔ شیخ سعدی نے ان کا انجام یوں فرمایا شعر

کنند ایں وآں خوش دگر بارہ دل
وے اندر میاں کورنجت وخجل

وہ دونوں مل جاویں گے یہ دوطرفہ روسیاہ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۵۷)

(37) سنن الدارمي، کتاب الرقائق، باب ما قیل في ذي الوجھین، الحدیث: ۲۷۶۴، ج۲، ص۴۰۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ دومنہ والا وہ شخص ہے جو سامنے تعریف کرے پیچھے برائی یا سامنے دوستی ظاہر کرے پیچھے دشمنی یا دولڑے ہوئے آدمیوں کے پاس جاوے اس سے ملے تو اس کی سی کہے دوسرے سے ملے تو اس کی سی کہے ہر ایک کا ظاہری دوست بنے۔

۲۔ حدیث شریف بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں جو رب دنیا میں مٹی کی زبان دے سکتا ہے وہ قیامت کے بعد آگ کی بھی زبان دے سکتا ہے اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اس زبان میں جو سوزش اور جلن ہوگی وہ ظاہر ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۷۹)

(38) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في ذي الوجھین، الحدیث: ۴۸۷۳، ج۴، ص۳۵۲۔

(39) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ، الحدیث: ۱۶۹۔ (۱۰۵)، ص۶۷۔

حدیث ۳۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن غنم و اسماءبنتِ یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ (عزوجل) کے برے بندے وہ ہیں، جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے، اس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔(40)

حدیث ۳۸: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ قتات وہ شخص ہے جو دو مخالفوں کی باتیں چھپ کر سنے اور پھر انہیں زیادہ لڑانے کے لیے ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے اگر یہ شخص ایمان پر مرا تو جنت میں اولًا نہ جائے گا بعد میں جائے تو جائے، اگر کفر پر مرا تو کبھی وہاں نہ جاوے گا۔ خیال رہے کہ جو دو طرفہ جھوٹی باتیں لگا کر صلح کرادے وہ نمام نہیں مصلح ہے، نمام وہ ہے جو لڑائی و فساد کے لیے یہ حرکات کرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۶۵۸)

(40) شعب الایمان، باب في الاصلاح بین الناس۔۔۔إلخ، الحدیث:۱۱۱۰۸، ج۷،ص۴۹۴۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان۔۔۔إلخ، الحدیث:۴۸۷۱، ج۳،ص۴۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ عبدالرحمن غنم اشعری شامی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کرسکے، حضرت معاذ ابن جبل کے ساتھ رہے، اسماء بنت یزید ابن سکن صحابیہ ہیں اسی لیے شارحین فرماتے ہیں کہ بہتر یہ تھا کہ حضرت اسماء کا نام شریف پہلے ذکر کیا جاتا۔

۲ـ یعنی ان کے چہروں پر انوار و آثار عبادت ایسے ہوں کہ انہیں دیکھتے ہی رب یاد آجاوے ان کے چہرے آئینہ خدا نما ہوں۔ حضور فرماتے ہیں کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے آپ کو جو دیکھتا تھا کہتا تھا لا الہ الا اللہ کیسا کریم بہادر حلیم جوان ہے۔ (مرقات) بعض لوگوں کے پاس بیٹھنے سے قلب جاری ہوجاتا ہے، حضور داتا صاحب کے مزار مقدس پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے، مصری عورتوں نے جمال یوسفی دیکھتے ہی کہا تھا حاشاللہ، یہ ہے اللہ کی یاد آجانا۔ یہاں حضرت شیخ عبدالحق نے فرمایا کہ میں ایک بار مکہ معظمہ کے بازار میں سر نیچا کیے جارہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی میرے منہ سے نورًا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدیر۔ (اشعہ)

۳ـ معلوم ہوا کہ فساد و نفاق کے لیے چغلی کھانا ممنوع ہے، صلح کرانے کے لیے ایک دوسرے کو اچھی باتیں پہنچانا عبادت ہے۔

۴ـ باغون جمع باغی کی جس کا مادہ بغی ہے بمعنی چاہنا ڈھونڈھنا۔ براء جمع ہے بری کی بمعنی دور یعنی جو عیب سے دور ہوں ان میں عیب جوئی کرنے والے۔ اپنے عیب ڈھونڈھنا عبادت ہے دوسروں کے عیب ڈھونڈھنا برا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالٰی کے مقبول بندوں میں عیب جوئی کفر ہے، بعض بدنصیبوں کو نبیوں ولیوں میں عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۷۰۳)

فرمایا: تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی، اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی)۔ فرمایا: جو کچھ تم کہتے ہو، اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں، یہ بہتان ہے۔ (41)

حدیث ۳۹: امام احمد و ترمذی و ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں، میں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے کہا، صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔ (42) یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا، ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے، جبکہ بلاضرورت ہو۔

---

(41) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... الخ، باب تحریم الغیبۃ، الحدیث: ۷۰۔ (۲۵۸۹)، ص۱۳۹۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی قرآن مجید میں ہے "لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا" یعنی بعض مسلمان بعض کی غیبت نہ کریں، کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے اور اس کی تفسیر کیا ہے۔

۲۔ یعنی کسی کے خفیہ عیب اس کے پس پشت بیان کرنا عیب خواہ جسمانی ہوں یا نفسانی دنیاوی یا دینی یا اس کی اولاد کے یا بیوی کے یا گھر کے خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارے سے، غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتی کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کی پس پشت نقل کرنا، لنگڑا کر چلنا یا ہکلا کر بولنا سب کچھ غیبت ہے یہ فرمان بہت وسیع ہے۔ (مرقات)

۳۔ سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا، وہ ما یکرہ کے لفظ سے دھوکہ کھا گئے۔

۴۔ سبحان اللہ! کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو۔ غیبت ہوتا ہے سچ مگر ہے حرام، اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر ہیں بے حیائی و حرام ہر سچ حلال نہیں ہوتا، خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے بہتان دو گناہ۔

۵۔ یہ روایت مسلم میں نہیں بلکہ امام بغوی نے شرح سنہ میں نقل فرمائی مگر مؤلف کے فی روایۃ کہنے سے دھوکا پڑتا ہے کہ یہ بھی مسلم ہی کی روایت ہے۔ (مرقات)

۶۔ غیبت و بہتان کا یہ فرق ضرور خیال رہے بہتان بہر حال برا ہے غیبت کبھی بری کبھی بری نہیں جیسا کہ ہم شروع باب میں عرض کر چکے کہ غیبت کے حرام ہونے کی چند شرطیں ہیں کسی خاص کی ہوں وہ خاص شخص مسلمان ہو، وہ عیب بھی اس کا خفیہ ہو اور بیان بھی کرے بلا ضرورت۔ رہا بہتان وہ بہر حال حرام ہے خواہ کسی کو لگائے کسی طرح لگائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۶۳)

(42) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۷۵، ج۴، ص ۳۵۳۔

حدیث ۴۰: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، دوشخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے، جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم! یہ حکم کس لیے؟ ارشاد فرمایا: تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (43)

حدیث ۴۱: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ جناب عائشہ نے بالشت دکھا کر فرمایا کہ صفیہ اتنی بڑی ہیں یعنی میرے بالشت کی برابر یہ عرض و معروض حضرت صفیہ بنت حیی کے پس پشت ہوئی اس لیے اسے غیبت کہا گیا۔ معلوم ہوا کہ غیبت اشارہ سے بھی ہوجاتی ہے۔

۲۔ یعنی بظاہر یہ بات چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے مگر اتنی بڑی ہے کہ اگر اس رنگت کو پوڑیا کی شکل دے دی جاوے اور اسے سمندر میں گھول دیا جاوے تو سارے سمندر کو رنگین کردے تو یہ تمہارے دل کو یقیناً گدلا کردے گی تمہارے نیک اعمال کا رنگ بھی بگاڑ دے گی، اس سے توبہ کرو اور آئندہ کبھی کسی کی غیبت نہ کرو۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرات صحابہ کرام گناہوں سے معصوم نہیں، معصوم یا فرشتے ہیں یا حضرات انبیاء کرام، یہ حضرات عادل ہیں کہ گناہ پر جمتے نہیں توبہ کرلیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ غیبت حق العبد جب ہے جب کہ اس کی خبر اس کو پہنچ جاوے جس کی غیبت کی گئی ورنہ حق اللہ ہے کہ توبہ سے معاف ہوجاتی ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو جناب صفیہ سے معافی مانگنے کا حکم نہ دیا کیونکہ حضرت صفیہ کو اس کی خبر نہ ہوئی لہذا یہ حق اللہ رہی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۸۶)

(43) شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث: ۶۷۲۹، ج۵، ص ۳۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی یہ دونوں روزہ دار بھی تھے مدینہ منورہ کی سرزمین میں بھی مسجد نبوی شریف میں بھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے انہوں نے نماز بھی پڑھی اتنی خوبیوں کے ساتھ انہوں نے کسی مسلمان کی غیبت بھی کرلی۔

۲۔ قرآن کریم نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے "اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا"۔ اور ظاہر ہے گوشت کھانے خون پینے سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے نماز بھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ گناہ نیکیوں کا کمال دور کردیتے ہیں جیسے نیکیاں اصل گناہوں کا زوال کردیتی ہیں، نیز غیبت کی وجہ سے غیبت کرنے والے کی نیکیاں مغتاب کو دے دی جاتی ہیں اس کا روزہ نماز مغتاب کو دے دیا گیا یہ بغیر روزہ نماز رہ گیا لہذا اسے دوبارہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا عبداللہ فرماتے ہیں کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے نماز پڑھی ہوئی بے کار ہوجاتی ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ (مرقات) باقی حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے روزہ نماز کا کمال ٹوٹ جاتا ہے بہرحال یہ حکم عالی تنبیہ فرمانے کے لیے ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۰۴)

فرمایا: میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں، اگرچہ میرے لیے اتنا اتنا ہو۔(44) یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہوسکتا۔

حدیث ۴۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے۔ فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت ہے۔(45)

اور انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔(46)

---

(44) سنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ ...إلخ، باب: ۱۱۲، الحدیث ۲۵۱۰، ج ۴، ص ۲۲۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اگر مجھے کوئی دنیا کی بڑی سے بڑی دولت نعمت دے اس کے عوض میں کہ میں کسی مسلمان کی کوئی حرکت بطور غیبت نقل کروں تو میں وہ دولت قبول نہ کروں گا اور اس کی نقل نہ اتاروں گا۔ یہاں حضور انور نے اپنا عمل شریف بیان فرما کر تا قیامت مسلمانوں کو تعلیم دی کہ تم کو کوئی کتنی ہی دولت دے کر کسی مسلمان کی قولی یا عملی غیبت کرائے اس کی نقل اتروائے تو ہرگز قبول نہ کرو، یہاں بھی حکایت سے مراد بطور غیبت ممنوع نقل کرنا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۹۰)

(45) شعب الایمان، باب في تحریم إعراض الناس، الحدیث: ۶۷۴۱، ج ۵، ص ۳۰۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی غیبت ہے تو گناہ صغیرہ اور زنا ہے گناہ کبیرہ مگر شدت اور نتیجہ میں غیبت زنا سے بدتر ہے، یہ تری کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے۔

۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ زنا گناہ ہے اس کی شرعی سزا بھی بہت سخت ہے مگر ہے حق اللہ جو توبہ سے معاف ہوسکتا ہے، غیبت حق العبد ہے کہ توبہ سے معاف نہیں ہوسکتا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے، اگر وہ مرگیا تو اس کی معافی کی کوئی صورت ہی نہیں۔ حق اللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ بندے کے معاف کرنے سے معاف نہ ہو، حق العبد کی پہچان یہ ہے کہ بندے کے معاف کرنے سے معاف ہوجاوے۔ زنا حق اللہ قتل حق العبد اس لیے قتل کا قصاص ولی مقتول کے معاف کرنے سے معاف ہوجاتا ہے، زنا اگر زانی مزنیہ کے سارے عزیز معاف کردیں اس کی سزا معاف نہیں ہوتی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۷۰۵)

(46) المرجع السابق، الحدیث: ۶۷۴۲، ج ۵، ص ۳۰۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس فرمان عالی کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ غیبت کا گناہ توبہ کرلینے سے معاف نہیں ہوتا اس کی معافی کے لیے مغتاب کا

حدیث ۴۳: بیہقی نے دعوات کبیر میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے، اس کے لیے استغفار کرے، یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ۔ (47) الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے۔

حدیث ۴۴: ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا، دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا، اسے تو دیکھو کہ اللہ (عزوجل) نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا، کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے سن کر سکوت فرمایا۔ کچھ دیر تک چلتے رہے، راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا: جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انھوں نے عرض کی، یا نبی اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم)! اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی، وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ

معافی دینا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگ زنا کو سخت گناہ سمجھتے ہیں اس لیے توبہ کر لیتے ہیں مگر غیبت کو معمولی چیز سمجھ کر اس سے توبہ نہیں کرتے حالانکہ یہ سخت گناہ ہے اس لیے زنا بھی کوئی کرتا ہے مگر غیبت سب ہمیشہ کر لیتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ یہ وبا عام ہے اس کو لوگ برا بھی نہیں سمجھتے اس سے بچو۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۴۰۶)

(47) مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحدیث: ۴۸۷۷، ج۳، ص۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس فرمان عالی کے بہت معنی کیے گئے ہیں ایک یہ کہ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ گئی تب تو وہ حق العبد بن گئی اس سے جا کر معافی مانگے اور اگر اس کی خبر غیبت والے کو نہ پہنچی تو حق اللہ ہے توبہ کرے مگر اس توبہ میں غیبت والے کو بھی شامل کرے۔ دوسرے یہ کہ اگر غیبت والا زندہ ہے تو اس سے معافی مانگے اور اگر مر چکا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ تیسرے یہ کہ غیبت والے سے معافی مانگے اگر وہ معاف کر دے تو خیر اگر معاف نہ کرے تو اس کے لیے دعاء مغفرت کرے۔ مولانا علی قاری نے فرمایا کہ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ جاوے تو حق العبد ہو جاتی ہے اگر خبر نہ پہنچے تو حق اللہ رہتی ہے مگر میرے مرشد برحق صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غیبت بہرحال حق العبد ہے خواہ اسے خبر پہنچے یا نہ پہنچے جیسے کسی کا مال مار لینا بہرحال حق العبد ہے خواہ مال والے کو خبر پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ غیبت سے غیبت والے کی آبروریزی ہوتی ہے اور آبرو بھی مال کی طرح حق العبد ہے اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ مردے کی غیبت زندہ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ مردے سے معافی نہیں مانگی جاسکتی۔ اس میں اختلاف ہے کہ غیبت والے سے معافی مانگے تو اجمالاً مانگے یا تفصیلاً یعنی یہ بتا کر معافی مانگے کہ میں نے تجھے یہ کہا تھا یا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی مجھے معاف کر دے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۴۰۷)

(ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔(48)

حدیث ۴۵: امام احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ (عزوجل) نے حرج اٹھالیا، مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبرو ریزی کرے، وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔(49)

حدیث ۴۶: امام احمد و ابو داود و حاکم نے مُستورِد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔(50)

---

(48) سنن أبي داود، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک، الحدیث: ۴۴۲۸، ج ۴، ص ۱۹۷۔

امیرِ اہلسنّت کے مدنی پھول

معلوم ہوا فوت شدہ لوگوں کی برائی کرنا بھی غیبت ہے۔ بعض اوقات بڑا صبر آزما معاملہ ہوتا ہے۔ مثلاً ڈاکو، دہشت گرد، اپنے عزیز کے قاتل وغیرہ قتل کر دیئے جائیں یا انہیں پھانسی لگا دی جائے تو بعض اوقات لوگ غیبت کے گناہ میں پڑ ہی جاتے ہیں۔ اسی طرح خودکشی کرنے والے مسلمان کے بارے میں بِلا اجازتِ شرعی یہ کہہ دینا کہ فلاں نے خودکشی کی یہ غیبت ہے یوں ہی نام و پہچان کے ساتھ کسی مسلمان کی خودکشی کی اخبار میں خبر بھی نہ لگائی جائے کہ اس سے مرنے والے کی غیبت بھی ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ مرحوم کے اہل وعیال کی عزت پر بھی بٹا لگتا ہے۔ ہاں اس انداز میں تذکرہ کیا کہ پڑھنے یا سننے والے خودکشی کرنے والے کو پہچان ہی نہ پائے کہ وہ کون تھا تو حرج نہیں مگر یہ ذہن میں رہے کہ نام نہ لیا مگر گاؤں، محلّہ، برادری، اوقات، خودکشی کا انداز وغیرہ بیان کرنے سے خودکشی کرنے والے کی شناخت ممکن ہے لہٰذا پہچان ہو جائے اس انداز میں تذکرہ بھی غیبت میں شمار ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان خودکشی کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا اِس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی، اِس کیلئے دعائے مغفرت بھی کریں گے، مرنے والے مسلمان کو بُرائی سے یاد کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ اِس ضمن میں دو فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں: (1) اپنے مردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو پہنچ چکے ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۷۰ حدیث ۱۳۹۳) (2) اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی بُرائیوں سے باز رہو۔ (سُنَن تِرمِذی ج ۲ ص ۳۱۲ حدیث ۱۰۲۱) حضرتِ علامہ محمد عبد الرء ُوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں: مردے کی غیبت زندے کی غیبت سے بدتر ہے، کیونکہ زندہ شخص سے مُعاف کروانا ممکن ہے جبکہ مُردہ سے مُعاف کروانا ممکن نہیں۔

(فَیضُ القَدیر لِلْمناوی ج ۱ ص ۵۶۲ تحت الحدیث ۸۵۲) (غیبت کی تباہ کاریاں صفحہ ۱۹۱)

(49) کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۸۰۱۴، ج ۳، ص ۲۳۴۔

(50) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۱، ج ۴، ص ۳۵۴۔

والمسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث المستورد بن شداد، الحدیث: ۱۸۰۳۳، ج ۶، ص ۲۹۴۔

←

حدیث ۷ ۴: امام احمد و ابو داود نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کریگا، اللہ تعالٰی اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کریگا اور جس کی اللہ (عزوجل) ٹٹول کریگا اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔(51)

حدیث ۸ ۴: امام احمد و ابو داود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے موںھ اور سینے کو نوچتے تھے۔ میں نے کہا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام مستورد ابن شداد ہے، کوفی ہیں، آخر میں مصر میں رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کمسن تھے، صحابی ہیں، آپ سے بہت صحابہ نے احادیث نقل کیں۔

۲۔ اس طرح کہ دو لڑے ہوئے مسلمانوں میں سے ایک کے پاس جاوے اور اسے خوش کرنے کے لیے دوسرے کی غیبت کرے، اسے برا کہے، اسے نقصان پہنچانے کی تدبیریں بتائے تاکہ اس ذریعہ یہ شخص اسے کچھ دیدے یا کھلاوے ایسے خوشامدی لوگ آج کل بہت ہیں۔

۳۔ یہ دوزخ کی آگ کے انگارے ان لقموں کی عوض میں جس قدر یہاں لقمے کھائے اتنے ہی وہاں انگارے کھائے گا۔

۴۔ اس کا مطلب گزشتہ مضمون سے واضح ہے کہ جو کسی کو خوش کرنے کے لیے مسلمان بھائی کی غیبت کرے یا اسے ستائے اس غیبت وغیرہ کی عوض کپڑوں کا جوڑا پائے تو اسے قیامت میں اس جوڑے کی عوض آگ کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

۵۔ اس فرمان عالی کے بہت معنی ہیں ایک یہ کہ جو شخص کسی مشہور شریف آدمی کی پگڑی اچھالے اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس مقابلہ سے میری شہرت ہو، دوسرے یہ کہ جو کسی شخص کو دنیا میں جھوٹے طریقہ سے اچھالے تاکہ اس کے ذریعہ مجھے عزت و روزی ملے جیسے آج کل بعض جھوٹے پیروں کے مرید اس کی جھوٹی کرامتیں بیان کرتے پھرتے ہیں تاکہ ہم کو بھی اس کے ذریعہ عزت ملے کہ ہم اس کے بالکے ہیں۔ (اشعہ) تیسرے یہ کہ جو شخص دنیا میں نام و نمود چاہے نیکیاں کرے مگر ناموری کے لیے یا جو شخص کسی کے ذریعہ سے اپنے کو مشہور و نامور کرے قیامت میں ایسے شخصوں کو عام رسوا کیا جاوے گا کہ فرشتہ اسے اونچی جگہ کھڑا کرکے اعلان کرے گا کہ لوگو یہ بڑا جھوٹا مکار فریبی تھا۔ (مرقات و لمعات وغیرہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۷۸)

(51) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الغیبة الحدیث ۴۸۸۰، ج ۴، ص ۳۵۴.

والمسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي برزة الاسلمی، الحدیث: ۱۹۷۹۷، ج ۷، ص ۱۸۱.

کرتے تھے۔(52)

حدیث ۴۹: ابو داود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔(53)

حدیث ۵۰: ابو داود نے معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو، اللہ تعالٰی اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس چیز سے نہ نکلے جو اس نے کہی۔(54)

---

(52) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث: ۴۸۷۸، ج۴، ص ۳۵۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں معراج سے مراد جسمانی بیداری کی معراج مراد ہے جو نبوت کے گیارہویں سال ستائیسویں رجب سوموار کی رات ہوئی۔ منامی یعنی خواب کی معراجیں حضور کو قریباً تیس ہوئی ہیں، نماز کی فرضیت اس جسمانی معراج میں ہوئی۔

۲۔ اس طرح کہ ان پر خارش کا عذاب مسلط کر دیا گیا تھا اور ناخن تانبے کے دھاردار اور نوکیلے تھے ان سے سینہ چہرہ کھجلاتے تھے اور زخمی ہوتے تھے۔ خدا کی پناہ! یہ عذاب سخت عذاب ہے یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں سے دیکھا۔

۳۔ یعنی یہ لوگ مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے ان کی آبروریزی کرتے تھے، یہ کام عورتیں زیادہ کرتی ہیں انہیں اس سے عبرت لینی چاہیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۸۷۳)

(53) المرجع السابق، الحديث: ۴۸۸۲، ج۴، ص ۳۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی مسلمان کو نہ تو دل میں حقیر جانو نہ اسے حقارت کے الفاظ سے پکارو یا برے لقب سے یاد کرو نہ اس کا مذاق بناؤ آج ہم میں یہ عیب بہت ہے۔ پیشوں، نسبوں، یا غربت وافلاس کی وجہ سے مسلمان بھائی کو حقیر جانتے ہیں حتی کہ صوبجاتی تعصب ہم میں بہت ہوگیا کہ وہ پنجابی ہے، وہ بنگالی، وہ سندھی، وہ سرحدی، اسلام نے یہ سارے فرق مٹا دیئے۔ شہد کی مکھی مختلف پھولوں کے رس چوس لیتی ہے تو ان کا نام شہد ہوجاتا ہے، مختلف لکڑیوں کو آگ جلادے تو اس کا نام راکھ ہوجاتا ہے، آم، جامن، ببول کا فرق مٹ جاتا ہے یوں ہی جب حضور کا دامن پکڑ لیا تو سب مسلمان ایک ہوگئے حبشی ہو یا رومی۔ مولانا جامی فرماتے ہیں شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی — کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۷۸۹)

(54) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غيبة، الحديث: ۴۸۸۳، ج۴، ص ۳۵۵.

←

حدیث ۵۱: ابو داود نے جابر بن عبداللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جہاں مرد مسلم کی ہتک حرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اس کی مدد نہ کی، یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا تو اللہ تعالٰی اس کی مدد نہیں کریگا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مرد مسلم کی مدد کریگا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتک حرمت اور آبروریزی کی جارہی ہو، اللہ تعالٰی اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔(55)

حدیث ۵۲: شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو اور مدد کی، اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کریگا اور اگر باوجود قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اسے پکڑے گا۔(56)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ بے عزتی کے ارادہ کی قید اس لیے لگائی تا کہ معلوم ہو کہ کسی کی اصلاح کے لیے یا اس سے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے اس کی غیبت درست ہے کہ وہ غیبت نہیں۔

۴۔ یعنی جتنی دیر تک اس نے غیبت میں اپنا وقت صرف کیا اتنی دیر تک پل صراط پر روکا جاوے گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جب تک اس سے معافی نہ مانگے تب تک وہ غیبت ہی میں مشغول ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۸۱۶)

(55) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۴، ج۴،ص۳۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ جب کچھ لوگ کسی مسلمان کی آبروریزی کررہے ہوں تو یہ بھی انکے ساتھ شریک ہو کر ان کی مدد کرے ان کی ہاں میں ہاں ملائے۔

۲۔ یعنی اللہ تعالٰی اس جرم کی سزا میں اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اسے عزت کی خواہش ہوگی۔ خیال رہے کہ یہ احکام مسلمان کے لیے ہیں۔ کفار، مرتدین، بے دین لوگوں کی اللہ تعالٰی کے ہاں کوئی عزت نہیں ان کی بے دینی ظاہر کرنا عبادت ہے۔

۳۔ غرضکہ کماتدین تدان جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ کرونی خویش آمدنی پیش۔ مسلمان بھائی کی عزت کرو اپنی عزت کرالو، اسے ذلیل کرو اپنے کو ذلیل کرالو۔ جگہ عام ہے دنیا میں ہو یا آخرت جہاں بھی اسے مدد کی ضرورت ہوگی رب تعالٰی اس کی مدد فرمائے گا صرف ایک بار نہیں بلکہ ہمیشہ۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۸۱۴)

(56) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الذب عن المسلمین، الحدیث: ۳۴۲۴، ج۶،ص۴۹۵.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الحدیث: ۴۹۸۰، ج۳،ص۶۹.

←

حدیث ۵۳: بیہقی نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جارہی تھی، اس نے روکا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ اُسے جہنم سے آزاد کردے۔ (57)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جاوے خواہ وہ اس کا عزیز ہو یا اجنبی۔

۲۔ یا اس طرح کہ غیبت کرنے والوں کو غیبت سے روک دے یا اس طرح کہ ان کی غیبت کا جواب دے دے یا اس طرح کہ اس غائب شخص کے اوصاف بیان کردے اسے بدنامی سے بچا کر نیک نام کردے، آج کل لوگ غیبت سنتے رہتے ہیں پھر اس غائب شخص کو آکر بتاتے ہیں کہ تجھے فلاں شخص نے یہ کہا تھا یہ ممنوع ہے کہ اس صورت میں اس کے دل کو تکلیف اس نے پہنچائی غیبت کرنے والوں نے تیر چلایا اس نے وہ تیر اس تک پہنچایا اس کے جسم میں چبھویا۔

۳۔ کیونکہ اس نے اللہ کے بندے کی پس پشت مدد کی محض اللہ کے لیے اور رب تعالٰی اپنے بندے کا بدلہ خود دیتا ہے دنیاوی آفات اخروی مصیبتوں سے بچانا اللہ کی بڑی ہی مہربانی ہے۔

۴۔ یعنی جو کوئی مسلمان بھائی کی عزت و آبرو نہ بچائے بلکہ ذلیل کرنے والوں کے ساتھ شریک ہوجاوے تو اللہ تعالٰی اس بندے کا بدلہ خود لے گا کہ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا جب اس پر کوئی آفت بنے گی تو اسے دفع نہ کرے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۱۰)

(57) شعب الایمان، باب في التعاون علی البر والتقوی، الحدیث: ۷۶۴۳، ج۶، ص ۱۱۲۔
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الحدیث: ۴۹۸۱، ج۳، ص ۷۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اسماء بنت یزید ابن سکن مشہور صحابیہ ہیں، انصاریہ ہیں، بڑی عاقلہ بڑی عابدہ تھیں، آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔

۲۔ بھائی کے گوشت سے مراد ہے مسلمان بھائی کی غیبت، دفع کرنے سے مراد ہے غیبت نہ ہونے دینا یا اس کا جواب دے دینا۔

۳۔ جب ایک گنہگار مسلمان کی پس پشت حمایت کرنے کا یہ ثواب ہے تو جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدگویوں دشمنوں کو جوابات دے، ان کی عزت پر حملہ کرنے والوں کے وار اپنے پر لے، ان کے صفات عالیہ کے گیت گائے سوچ لو کہ اس کا درجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالٰی نصیب کرے حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شعر

فان ابی و والدتی و عرضی　　　لعرض محمد منکم وقاء

میرے ماں باپ میری عزت و آبرو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو و عزت کے لیے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۱۱)

حدیث ۵۴: شرح سنہ میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبرو ریزی ہوتی تھی اس نے منع کیا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی۔

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾﴾ (58)

مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

حدیث ۵۵: ترمذی و ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے، اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔ (59)

حدیث ۵۶: امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپادی تو ایسا ہے جیسے موؤدہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔ (60)

---

(58) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الذب عن المسلمین، الحدیث: ۳۴۲۲، ج۶، ص ۴۹۴۔

پ۲۱، الروم ۴۷۔

(59) سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ والحیاطۃ، الحدیث: ۴۹۱۸، ج۴، ص ۳۶۵۔

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱؎ یہ فرمان عالی بہت ہی عام ہے جو کوئی کسی مسلمان کی آبرو کسی طرح بچائے خواہ اس کے سامنے یا اس کے پس پشت اللہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے گا مسلمان کی عزت اللہ کو بڑی پیاری ہے۔

۲؎ یہ آیت کریمہ یا تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی اپنے فرمان مبارک کی تائید میں یا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی اسی حدیث کی تائید میں۔ دوستو! آج حضرات صحابہ پر بہت طعن ہورہے ہیں اٹھو ان کی عظمتوں کے ڈنکے بجاؤ دیکھو پھر رب تعالٰی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانوں سے کیسے انعام ملتے ہیں، ان حضرات کی حمایت میں کتابیں چھاپنا، تقریریں کرنا، ان کے فضائل کی آیت و احادیث شائع کرنا سب ہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ فقیر نے ایک رسالہ لکھا ہے حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر جس میں حضرات صحابہ خصوصًا جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل کی احادیث و آیات جمع کر کے ان کے فضائل بیان کیے اور ان حضرات سے مخالفین کے اعتراضات دفع کیے خدا کرے یہ حقیری خدمت اس فرمان عالی کی برکت سے قبول ہوجاوے اور رب تعالٰی میری سیاہ کاریاں معاف فرمادے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۱۲)

(60) المسند للامام أحمد بن حنبل حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۳۴، ج۶، ص ۱۲۶۔

←

حدیث ۵۷: ابونعیم نے معرفہ میں شبیب بن سعد بلوی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا، وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے، عرض کریگا، اے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آئیں؟ میں نے تو انھیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔ (61)

حدیث ۵۸: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے، تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہوجائے گا۔ (62)

وسنن ابي داود، کتاب الادب، باب في الستر علی المسلم، الحدیث: ۴۸۹۱، ج۴، ص۳۵۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ وہ عیب جو کسی مسلمان کے حق سے متعلق نہ ہو اور یہ شخص اسے لوگوں سے چھپانا چاہتا ہو، بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد مسلمان مرد یا عورت کا ستر ہے یعنی کسی کو ننگا دیکھے تو اسے کپڑا پہنا دے ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی مراد ہوں۔

۲۔ اس طرح کہ خود اس سے کہہ دے کہ دیکھ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ پھر تیری خیر نہ ہوگی اور لوگوں سے چھپالے تاکہ تبلیغ بھی ہوجائے اور مسلمان کی پردہ پوشی بھی لیکن اگر یہ شخص کسی قتل یا نقصان کی خفیہ سازش کر رہا ہے تو ضرور اس کی اطلاع اس کو کردے تاکہ وہ نقصان سے بچ جاوے یا اگر یہ شخص عادی مجرم بن چکا ہے تو اس کا اعلان کردے لہذا اس فرمان عالی کا یہ مقصد نہیں کہ خفیہ چور قاتل کے جرم چھپاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہایت ہی جامع ہوتا ہے۔

۳۔ یعنی اس پردہ پوشی کا ثواب ایسا ہے جیسے کسی زندہ دفن شدہ بچی کو قبر سے نکال کر ان کی جان بچالینا کیونکہ مسلمان کی آبرو اس کی جان کی طرح قابل احترام ہے۔ بہرحال مسلمان کی جاتی ہوئی عزت بچانا بڑا ہی ثواب ہے مگر وہ قیود خیال میں رہیں جو ہم نے عرض کیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۸۱۲)

(61) کنز العمال، کتاب الاخلاق، رقم ۸۰۴۳، ج۳، ص۲۳۶۔

(62) سنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ... إلخ، باب: ۱۱۸، الحدیث: ۲۵۱۳، ج۴، ص۲۲۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ جلیل القدر عظیم الشان تابعی ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، ملک شام میں مقام حمص کے رہنے والے ہیں، قبیلہ کلاع سے ہیں، ستر ۷۰ صحابہ سے ملاقات کی، ۱۰۴ھ ایک سو چار ہجری میں مقام طرطوس میں آپ کی وفات ہوئی وہاں ہی قبر شریف ہے۔

۲۔ گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس سے وہ توبہ کرچکا ہے یا وہ پرانا گناہ جسے لوگ بھول چکے یا خفیہ گناہ جس پر لوگ مطلع نہ ہوں اور عار دلانا توبہ کرانے کے لیے نہ ہوں محض غصہ اور جوش غضب سے ہو یہ قیود خیال میں رہیں۔ ←

حدیث ۵۹: ترمذی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر، کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کریگا اور تجھے اس میں مبتلا کردے گا۔(63)

حدیث ۶۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور برائی کی جائے گی اور آدمی کی بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور یہ صبح کو خود کہتا ہے، کہ آج رات میں میں نے یہ کیا، خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردہ الٰہی کو ہٹا دیتا ہے۔(64)

۳؎ یعنی اپنی موت سے پہلے یہ گناہ خود کرے گا اور اس میں بدنام ہوگا مظلوم کا بدلہ ظالم سے خود رب تعالیٰ لیتا ہے۔

۴؎ یہ تفسیر حضرت امام احمد ابن حنبل کی ہے کہ یہاں گناہ سے مراد وہ گناہ ہے جس سے گنہگار توبہ کر چکا ہے ایسے گناہ کا ذکر بھی نہیں چاہیے جس گناہ میں بندہ گرفتار ہے، اس سے عار دلانا تاکہ توبہ کرے یہ تو تبلیغ ہے اس پر ثواب ہے۔

۵؎ یعنی خالد ابن معدان نے معاذ ابن جبل کا زمانہ نہ پایا کیونکہ حضرت معاذ کی وفات ۱۸ اٹھارہ میں ہوئی اور خالد کی پیدائش ۱۸ھ کے بعد ہوئی۔ خیال رہے کہ اتصال کے لیے راوی کا اپنے شیخ سے ملاقات کرنا ضروری نہیں صرف ہم زمانہ ہونا کافی ہے، تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے ہاں امام بخاری کے ہاں ملاقات ضروری ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۸۸)

(63) المرجع السابق، باب:۱۱۹، الحدیث: ۲۵۱۴، ج۴، ص۲۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ واثلہ ابن اسقع لیثی صحابی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کے لیے جارہے تھے تو آپ ایمان لائے، تین سال حضور کی خدمت میں رہے، اصحاب صفہ سے تھے ایک سو برس عمر پائی بیت المقدس میں وفات ہوئی۔ (مرقات) آپ مشہور صحابی ہیں۔

۲؎ یعنی کسی مسلمان کو دینی یا دنیاوی آفت میں مبتلا دیکھ کر اس پر خوشی میں طعن نہ کر بعض دفعہ خوشی میں بھی کسی پر لاحول پڑھی جاتی ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ شعر

مگو اندوہ خویش پیش کساں   کہ لاحول گویند شادی کناں

اگر ملامت کرنا اس کی فہمائش کے لیے ہو تب جائز ہے جب کہ اس طریقہ سے اس کی اصلاح ہو سکے غرضکہ ملامت کی مختلف صورتیں ہیں۔

۳؎ یہ ہے مسلمان کی آفت پر خوشی منانے کا انجام کہ خوشی منانے والا خود گرفتار ہو جاتا ہے بارہا کا آزمودہ ہے ہمیشہ خدا سے خوف کرنا چاہیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۸۹)

(64) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسہ، الحدیث: ۶۰۶۹، ج۴، ص۱۱۸.

←

حدیث ۶۱: طبرانی وبیہقی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے، فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔ (65)

حدیث ۶۲: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے حیا کی چادر ڈال دی اس کی غیبت نہیں۔ (66) یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ۶۳: طبرانی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: فاسق کی غیبت نہیں ہے۔ (67)

صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن ھتک الانسان ستر نفسہ، الحدیث: ۵۲۔ (۲۹۹۰)، ص ۱۵۹۵۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحدیث: ۴۸۳۱، ج ۳، ص ۴۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معافی کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ عفو سے یعنی رب تعالٰی کی طرف سے معافی دی جاوے گی۔ دوسرے یہ کہ عافیت سے ہو یعنی اسے عافیت دی ہوئی ہے اس کی غیبت حرام ہے۔

۲۔ یعنی علانیہ گناہ کرنے والوں کی نہ آخرت میں پردہ پوشی کی جاوے گی نہ دنیا میں، ان کی غیبت حرام ہوگی ان کی غیبت جائز ہے کہ وہ خود ہی اپنے پردہ دار نہیں۔

۳۔ مجانہ کے معنی اعلان بھی ہیں اور بے پرواہ بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

۴۔ یعنی اپنے چھپے گناہ خود ہی لوگوں پر ظاہر کرے اللہ تعالٰی کی ستاری سے فائدہ اٹھا کر خفیہ توبہ نہ کرے۔

۵۔ اس بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ چھپے گناہ کی چھپ کر توبہ کرے اعلان نہ کرے توبہ کے اعلان میں گناہ کا بھی اعلان ہوگا۔ یہ حکم حقوق عباد اور بعض شرعی سزاؤں کے علاوہ دیگر جرموں کے لیے ہے۔ اگر کسی کا حق ہم نے مارلیا اسے خبر نہ ہوئی تو ضرور اسے خبر دے اور حق ادا کرے، اگر خفیہ زنا کرایا ہے تو قاضی کے پاس اقرار کرکے سزا لے جیسے حضرت ماعز نے کہا تھا لہذا حدیث واضح ہے۔

۶۔ یعنی وہ حدیث کہ جو اللہ تعالٰی اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ یا اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے مصابیح میں اس جگہ تھی ہم نے مناسبت کالحاظ رکھتے ہوئے دعوت کے باب میں ذکر فرمادی، صاحب مشکوٰۃ نے رد و بدل بہت جگہ کیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۶۵)

(65) السنن الکبری للبیہقی، کتاب الشھادات باب الرجل من أھل الفقہ... إلخ، الحدیث: ۲۰۹۱۴، ج ۱۰، ص ۳۵۴۔

(66) المرجع السابق، الحدیث: ۲۰۹۱۵، ج ۱۰، ص ۳۵۴۔

(67) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۱، ج ۱۹، ص ۴۱۸۔

حدیث ۶۴: صحیح مسلم میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو، تو ان کے مونھ میں خاک ڈال دو۔(68)

حدیث ۶۵: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: تم نے اسے ہلاک کردیا یا اس کی پیٹھ توڑ دی۔(69)

حدیث ۶۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا، جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ (عزوجل) اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ (عزوجل) پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔(70) یعنی جزم اور یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

---

(68) صحیح مسلم، کتاب الزھد... إلخ، باب النھی عن المدح إذا کان فیہ إفراط... إلخ، الحدیث: ۶۹۔(۳۰۰۲)، ص۱۵۹۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں مداحین سے مراد وہ جھولی چک ہیں جو خوشامد کے لیے لوگوں کے منہ پر تعریفیں کرتے ہیں بلکہ اس سے اپنے پیٹ پالتے ہیں، جھوٹی تعریفیں کر کے سامنے والے کو خوش کرتے ہیں جو کسی نیک شخص کی سچی تعریف کرے جس سے اس کو اور زیادہ نیکی کی رغبت ہو وہ اس میں داخل نہیں اس لیے مداحین صیغہ مبالغہ ارشاد ہوا یعنی تعریفیں کرنے کا عادی اس کا پیشہ ور۔

۲۔ بعض شارحین نے حدیث کو بالکل ظاہری معنی پر رکھا کہ واقعی ان پر مٹی ڈال دو تاکہ آئندہ وہ اس کام کی جرأت نہ کریں دو چار جگہ منہ پر خاک پڑ جانے سے اس عمل سے توبہ کرلیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس پر خاک ڈالو ادھر توبہ نہ کرو یہ نہ سمجھو کہ واقعی تم بڑے اچھے آدمی ہو یا یہ مطلب ہے کہ اسے کچھ دے دو تھوڑا مال بھی گویا خاک ہے تاکہ وہ تمہاری ہجو نہ کرے کہ ایسے لوگ کچھ نہ ملنے پر گالیاں دیتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ انہیں بہت تھوڑا مال دو جو خاک برابر ہو زیادہ مال نہ دو اور بھی بہت معنی کیے گئے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۶۱)

(69) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما یکرہ من التمادح، الحدیث: ۶۰۶۰، ج۴، ص۱۱۵۔

(70) صحیح مسلم، کتاب الزھد... إلخ، باب النھی عن المدح... إلخ، الحدیث: ۶۵۔(۳۰۰۰)، ص۱۵۹۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی بہت زیادہ تعریف کی بہت مبالغہ سے، غالبًا وہ شخص وہاں موجود ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے دیکھو مرقات۔

۲۔ یعنی وہ شخص ایسی طبیعت کا ہے کہ تیری تعریف سن کر مغرور و متکبر ہو جاوے گا ایسے شخص کی منہ پر تعریف اسے نقصان دیتی ہے۔ ←

حدیث ٦٧: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔(71)

❁❁❁❁❁

خیال رہے کہ بعض لوگ اپنی تعریف سن کر اور زیادہ نیکیاں کرنے لگتے ہیں اور بعض لوگ غرور میں آجاتے ہیں پہلے قسم کے لوگوں کے منہ پر تعریف کرنا مفید ہے، دوسرے لوگوں کے لیے نقصان دہ یہاں دوسری صورت کا ذکر ہے۔

٣۔ یعنی کسی کی تعریف کرنے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ یقین کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ وہ ایسا ہی ہے بلکہ اپنے خیال کا اظہار کرے۔ دوسرے یہ کہ جو سمجھتا ہو وہ ہی کہے اگر واقعی اسے اچھا سمجھتا ہے تو اچھا کہے دل میں برا جاننا منہ سے اچھا کہنا جھوٹ بھی ہے اور خوشامد بھی۔

٤۔ یعنی واقعہ کی گواہی نہ دے کہ واللہ وہ بہت ہی اچھا ہے مگر یہ تمام شرائط اس کے متعلق ہیں جس کی برائی بھلائی نص سے ثابت نہ ہو۔ حضرات انبیاء خصوصًا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آل و اصحاب کی تعریفیں کامل یقین سے کرے اور خوب کرے مثلاً میں کہہ سکتا ہوں کہ قسم رب تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اللہ کے پیارے بندے ہیں، یوں ہی وہ حضرات جنہیں مخلوق ولی اللہ کہتی ہے انہیں ہم یقین سے ولی کہہ سکتے ہیں کہ مخلوق کی زبان خالق کا قلم ہے لہذا یہ حدیث نہ تو آیت قرآنیہ کے خلاف ہے نہ دوسری احادیث کے، حضور فرماتے ہیں: انتم شھداء اللہ فی الارض۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص ٦٦٢)

(71) شعب الایمان، باب في حفظ اللسان، الحدیث: ٤٨٨٦، ج٤، ص ٢٣٠۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ یعنی گنہگار بدکار لوگوں کی تعریف کرنا خوشامد کے لیے یا ان سے کچھ دنیاوی نفع حاصل کرنے کے ممنوع ہے، رب تعالیٰ کی ناراضی کا باعث، ظالم کو عادل کہنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے کہ اس میں نص قرآنی کا انکار ہے۔

٢۔ عرش الٰہی کا ہلنا رب تعالیٰ کے غضب کے اظہار کے لیے ہے کہ یہ اس کی تعریف کر رہا ہے جس سے رب تعالیٰ ناراض ہے اگر اسے حلال جان کر اچھا کہتا ہے تو کافر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص ٦٩٢)

مسائل فقہیہ

غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا:
﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (1)

---

(1) پ۲۶، الحجرٰت ۱۲۔

حدیث شریف میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے ناگوار گذرے اگر وہ بات سچی ہے تو غیبت ہے ورنہ بہتان۔

مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔

شانِ نزول سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے، ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، حضور کے خادم مطبخ حضرت اُسامہ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا، انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہی آکر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بُخل کیا، جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں، انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں، فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

مسئلہ غیبت بالاتفاق کبائر میں سے ہے، غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

مسئلہ فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔

مسئلہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحب ہوا (بدمذہب)، دوسرا فاسق معلن، تیسرا بادشاہ ظالم، یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔

←

تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت

اکثریّت غیبت کی لپیٹ میں ہے

میرے شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں تحریر فرماتے ہیں

پیارے بھائیو! ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بہو، سُسر داماد، نند بھاوج بلکہ اہلِ خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ و نوکر، تاجر و گاہک، افسر و مزدور، مالدار و نادار، حاکم و محکوم، دنیادار و دیندار، بوڑھا ہو یا جوان اَلْغَرَض تمام دینی اور دُنیوی شعبوں سے تعلّق رکھنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریّت اِس وقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے، افسوس! صد کروڑ افسوس! بے جا بک بک کی عادت کے سبب آج کل ہماری کوئی مجلس (بیٹھک) عُموماً غیبت سے خالی نہیں ہوتی۔

مَدَنی حکایت

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولٰینا سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائنُ العرفان صَفحہ 823 پر لکھتے ہیں میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب جہاد کیلئے روانہ ہوتے یا سفر فرماتے تو ہر دو مالدار کے ساتھ ایک نادار مسلمان کو کردیتے کہ یہ غریب اُن کی خدمت کرے اور وہ اس کو کھلائیں پلائیں اس طرح ہر ایک کا کام چلتا رہے۔ اسی طرح ایک موقع پر حضرت سیّدُنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کیے گئے تھے۔ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوگئے اور کھانا تیار نہ کرسکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کیلئے بارگاہِ رسالت میں بھیجا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خادمِ مَطْبَخ (یعنی باورچی خانے کے خادم) حضرتِ سیّدُنا اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کے پاس کھانا ختم ہو چکا تھا لہٰذا اُنہوں نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں۔ جب حضرتِ سیّدُنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں رُفقاء کو آکر بتایا تو انہوں نے کہا: اُسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بُخل کیا۔ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ غیب کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا: میں تمہارے مُنہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں اُنہوں نے عرض کیا: ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں۔ فرمایا: تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اُس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (تفسیرِ بغوی ج ۴ ص ۱۹۴)

غیبت حرام ہونے کی حکمت

حضرتِ سیّدُنا امام احمد بن حَجر مکّی شافعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی نقل کرتے ہیں: کسی کی برائی بیان کرنے میں خواہ کوئی سچا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی غیبت کو حرام قرار دینے میں حکمت مؤمن کی عزّت کی حفاظت میں مبالغہ کرنا ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی عزّت و حرمت اور اس کے حُقُوق کی بَہُت زیادہ تاکید ہے، نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی عزّت کو گوشت اور خون کے ساتھ تشبیہ دے کر مزید پختہ و مُؤَکّد کردیا اور اس کے ساتھ ہی مبالغہ کرتے ہوئے اسے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مُتَرادِف قرار دیا چُنانچہ پارہ 26 سورۃُ الحُجرات آیت نمبر 12 میں ارشاد فرمایا: اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ (ترجمہ کنزالایمان: کیا تم میں ←

کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔

احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے، چند حدیثیں ذکر کردی گئیں انھیں غور سے پڑھو، اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ۱: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں، کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہوجائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھاجائیں اور مصیبت میں مبتلا ہوجائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے

کوئی پسند کریگا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا) عزت کو گوشت سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی بے عزتی کرنے سے وہ ایسی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جیسا کہ اس کا گوشت کاٹ کر کھانے سے اس کا بدن درد محسوس کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ عقلمند کے نزدیک مسلمان کی عزت کی قیمت خون اور گوشت سے بڑھ کر ہے۔ سمجھدار آدمی جس طرح لوگوں کا گوشت کھانا اچھا نہیں سمجھتا اسی طرح ان کی عزت پامال کرنا بدرجہ اولیٰ اچھا تصور نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک تکلیف دہ امر (یعنی معاملہ) ہے اور پھر اپنے بھائی کا گوشت کھانے کی تاکید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بھائی کا گوشت کھانا تو بہت دور کی بات ہے (معمولی سا) چبانا بھی ممکن نہیں ہوتا لیکن دشمن کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲ ص ۱۰)

غیبت کے متعلق ایک اعتراض کا جواب

امام احمد بن حجر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر نے غیبت کے بارے میں سمجھانے کے لئے خود ہی اعتراض وارد کیا اور خود ہی اس کا جواب ارشاد فرمایا ہے لہٰذا ملاحظہ ہو:

اعتراض کسی کے منہ پر اُس کا عیب بیان کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے اُسے ہاتھوں ہاتھ تکلیف پہنچتی ہے جبکہ غیر موجودگی میں غیبت کرنے سے اُسے تکلیف نہیں پہنچتی کیوں کہ اسے اس کی اطلاع ہی نہیں ہوتی۔

جواب اس کا ایک جواب یہ ہے کہ (پارہ 26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 12 میں اس لفظ) مَیۡتًا (یعنی مُردہ) کی قید سے یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا ہے وہ اس طرح کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے خود کھائے جانے والے کو (ظاہراً) کوئی تکلیف نہیں ہوتی، حالانکہ یہ انتہائی گھٹیا اور برا فعل ہے۔ تاہم وہ مُردہ جان لے کہ میرا گوشت کھایا جارہا ہے تو اُسے ضرور تکلیف پہنچے۔ اسی طرح کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان کرنا بھی حرام ہے کیونکہ جس کی غیبت کی گئی اگر اسے اطلاع ہوجائے تو اُسے بھی تکلیف ہوگی۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲ ص ۱۰)

بیان کردو تا کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔(2)

(2) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص ۶۷۳.

شعب الایمان، باب فی الستر...إلخ،الحدیث:۹۶۶۶،ج۷،ص۱۰۹.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فاجر معلن کے فسق وفجور کا اس کی اندگی میں اعلان کیا جائے تا کہ لوگ اس سے احتراز کریں۔

اخرج ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی، والشیرازی فی الالقاب وابن عدی فی الکامل والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن والخطیب فی التاریخ، کلھم عن الجارد عن بھزبن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بمافیہ یحذرہ الناس ا۔

ابن ابی الدنیا نے ذمِ الغیبۃ میں اور ترمذی نے نوادر میں اور حاکم نے کنی میں اور شیرازی نے القاب میں اور ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں اور خطیب نے تاریخ میں سب نے جارود سے، جاورد نے بہز بن حکیم سے، انھوں نے اپنے باپ سے اور ان کے دادا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔(ا۔ نوادر الاصول اصل نمبر ۶۶ فی ذکر الفاجر الحذار صادر بیروت ص ۲۱۳

تاریخ بغداد ترجمہ ۳۷۴۵ و ۳۷۵۱ دار الکتاب العربی بیروت ۷ / ۲۶۲ و ۲۶۸ و ۱ / ۳۸۲)

اور بعد موت کیسا ہی فاسق فاجر ہو اس کے برا کہنے اور اس کی برائیاں ذکر کرنے سے منع فرمایا کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ گیا۔

اخرج الامام احمد والبخاری والنسائی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاتسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ماقدموا ا۔ واخرج ابوداؤد والترمذی والحاکم والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذکر محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم ۲۔ واخرج النسائی بسند جید عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتذکروا ھلکاکم الابخیر ۳۔

(ا۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماینہی من سب الاموات قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۸۷) (۲۔ سنن ابی داؤد باب مافی النہی عن سب الموتی آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۳۱۵) (۳۔ سنن النسائی النہی عن ذکر الہلکی الابخیر مکتبہ سلفیہ لاہور ۱ / ۲۲۲)

امام احمد، بخاری اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، فرمایا: تم مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کی جزا کو پہنچے۔ اور ابوداود، ترمذی، حاکم، بیہقی نے ابن عمر سے انھوں نے ←

مسئلہ ۲: ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تا کہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں۔ (3) یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لیے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے، جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لیے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں، تا کہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا، لہٰذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔

آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو ناکارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں، کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

مسئلہ ۳: یہ معلوم ہے کہ جس میں برائی پائی جاتی ہے اگر اس کے والد کو خبر ہوجائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا، تو اسکے باپ کو خبر کردے زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کردے اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلاوجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے۔ (4) مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اس کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس برائی کا انسداد (یعنی برائی کی روک تھام) کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ ۴: کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں، کیونکہ جس کی برائی کی اگر اسے خبر بھی ہوگئی تو اس صورت میں وہ برا نہ مانے گا، برا اس وقت مانے گا جب اسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی برائی کرنا ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت و

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ تم اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے درگزر کرو۔ اور نسائی نے بسند جید عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی اور انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ تم اپنے مردوں کو بھلائی سے ہی یاد کرو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۴۵۲، ۴۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۷۳.

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۷۳.

افسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی مدح سرائی ہے، کیونکہ اس نے مسلمان بھائی کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ برائی مقصود نہیں یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے برا جانتا ہوں یہ ریا ہے اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا، لہٰذا اپنے کو صلحا میں سے ہونا بتایا یہ تزکیہ نفس اور خود ستائی ہوئی۔ (5)

مسئلہ ۵: کسی بستی یا شہر والوں کی برائی کی، مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں، یہ غیبت نہیں کیونکہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں، غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جب معین و معلوم اشخاص کی برائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی برائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے۔ (6)

مسئلہ ۶: فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ غیبت چار ۴ قسم کی ہے:

ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو۔ کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں، اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔

دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے، وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے، لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے، یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔

تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔

چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے، بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے، اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں، مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا، اس کی غیبت نہیں۔ (8)

---

(5) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۳۔

(6) المرجع السابق، ص۶۷۴۔

(7) رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۴۔

(8) رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۴۔

شعب الایمان، باب فی الستر ... إلخ، الحدیث: ۹۶۶۴، ج۷، ص۱۰۸۔

←

....

غیبت کی جائز صورتیں

غیبت میں چونکہ اصل وہ حرمت ہے جو کبھی واجب ہوتی ہے یا پھر کسی ایسی صحیح شرعی غرض کی وجہ سے کبھی مباح ہوتی ہے کہ جس کا حصول اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس غیبت کے جواز کی چھ صورتیں ہیں:

پہلی: مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ ایسے شخص کو شکایت کرے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ ظلم کو ختم یا کم کرسکتا ہے۔

دوسری کسی شخص کو برے کام سے روکنے کے لئے مدد طلب کرتے ہوئے ایسے شخص سے تذکرہ کرنا جس کے متعلق برائی مٹانے کی قدرت کا یقین ہو مثلاً اصلاح کی نیت سے بتانا کہ فلاں اس برائی میں ملوّث ہے، آپ اسے سمجھایئے۔ جبکہ وہ اعلانیہ گناہ کرتا ہو ورنہ ایسا کرنا غیبت ہے جو کہ حرام ہے۔

تیسری مفتی سے یہ کہہ کر فتویٰ طلب کرنا کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا، کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس سے چھٹکارا پانے یا اپنا حق حاصل کرنے کے لئے میں کون سا طریقہ اختیار کروں؟ ہاں! افضل یہ ہے کہ وہ اس کا نام مبہم رکھے اور اس طرح کہے آپ اس مرد یا عورت کے فلاں معاملے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ مقصد تو اس سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ البتہ! صراحتاً اس کا نام لینا بھی جائز ہے، کیونکہ مفتی کبھی اس کی تعیین سے وہ معنی حاصل کر لیتا ہے جو ابہام سے حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا نام ذکر کرنے میں مصلحت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی ہند کی روایت میں آیا ہے۔

چوتھی مسلمانوں کو شر سے بچانا اور انہیں نصیحت کرنا۔ جیسے راویوں، گواہوں، مصنفین اور افتاء یا اداروں کے نااہل، فاسق یا بدعتی مُتَصَدِّرین (یعنی فتویٰ دینے والوں) کی جرح کرنا جبکہ وہ اپنی بدعت کی طرف بلاتے بھی ہوں اگرچہ خفیہ طور پر ہی ایسا کرتے ہوں تو اس صورت میں بالاتفاق ان کی غیبت نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی سے مشورہ کرے اگرچہ شادی کے ارادے سے مشورہ نہ کرے یا دینی یا دنیوی معاملے میں کسی غیر سے مل بیٹھنے کا مشورہ نہ کرے بشرطیکہ اس دوسرے کے قبیح ہونے کا صرف اسے ہی علم ہو جیسے فسق، بدعت، لالچ وغیرہ مثلاً شادی کے معاملے میں تنگ دستی جیسے معاملات (کا صرف اسے ہی علم ہو جس سے مشورہ لیا گیا ہو) جیسا کہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح کرنے سے منع کرنے کے متعلق حدیث پاک آگے آرہی ہے۔ پھر اگر اصلاح عیب ذکر کرنے پر موقوف ہو تو عیب ذکر کرے لیکن اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں یا پھر عیب دو ہوں تو انہیں ہی بیان کرے کیونکہ یہ مجبور کے لئے مردار کھانے کی طرح ہے جس کے لئے اس سے بقدرِ ضرورت ہی کچھ لینا جائز ہوتا ہے۔ ہاں! اس سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے لئے نصیحت کا ارادہ ہو نہ کہ کسی اور فائدے کا۔ لیکن اکثر اوقات انسان اس سے غافل ہوجاتا ہے اور شیطان اس پر مسلّط ہوجاتا ہے اور اسے اس وقت اس کام پر ابھارتا ہے جبکہ اس کا نصیحت کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا اور اسے مطمئن کرتا ہے کہ یہ نصیحت ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی عہدہ پر فائز شخص اگر کسی ناشائستہ حرکت کا شکار ہوجائے۔ جیسے فسق یا غفلت وغیرہ تو ایسے شخص سے اس بات کا ذکر کرنا واجب ہے جو اس کو معزول کرنے، کسی دوسرے کو والی بنانے یا اسے نصیحت کرنے اور استقامت پر ابھارنے پر قادر ہو۔

←

مسئلہ ۸: جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ

پانچویں: جو اعلانیہ فسق یا بدعت کا ارتکاب کرے جیسے بھتہ لینے والے، اعلانیہ شراب کے عادی اور باطل ولایت والے پس ان کے اعلانیہ گناہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن کسی دوسرے عیب کا ذکر کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کا کوئی اور سبب ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں اَذْکَارُ النَّوَوِی میں ہے کہ اس کی غیبت کرنا جائز ہے جو اپنے فسق یا بدعت کا اعلانیہ ارتکاب کرتا ہو جیسے اعلانیہ شراب پینے والا، بھتہ اور ظلماً مال لینے والا۔ پس جس چیز کا وہ اعلانیہ ارتکاب کرے اس کا ذکر جائز ہے اور اس کے علاوہ عیوب کو بیان کرنا جائز نہیں۔ (الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب بیان ما یباح من الغیبۃ، ص ۲۷۲)

چھٹی عیب ذکر کرنے سے کسی کی برائی مقصود نہ ہو بلکہ اس کی معرفت وشناخت مقصود ہو تو عیب ذکر کرنا جائز ہے مثلاً کسی کا ایسا لقب ذکر کرنا جیسے اندھا، نابینا، بہرہ اور گنجا وغیرہ کہنا اگرچہ اس کی پہچان اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہو۔ پس پہچان کراتے کے لئے وہ لقب بیان کر سکتا ہے مگر خامی بیان کرنے کے لئے نہیں اور اگر لقب کے بغیر پہچان ہو سکتی ہو تو بہتر یہ ہے کہ لقب بیان نہ کرے۔

ان 6 اسباب میں سے اکثر پر اتفاق ہے اور ان پر صحیح اور مشہور احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ،

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کسی کے لیے اذنِ حاضری طلب کیا گیا تو ارشاد فرمایا اُسے اجازت دے دو، وہ قبیلے کا برا شخص ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من اغتیاب اہل الفساد والریب، الحدیث: ۲۰۵۴، ص ۵۱۱)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی (متوفی ۲۵۶ھ) نے مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا میرا خیال ہے کہ فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔ حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۷۵ھ) فرماتے ہیں: وہ دونوں مخرمہ بن نوفل بن عبد مناف قرشی اور عیینہ بن حصن فزاری منافق تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الظن، الحدیث: ۶۰۶۷، ص ۵۱۲)

حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت ابوجہم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا معاویہ غریب آدمی ہے، اس کے پاس کچھ مال نہیں اور ابوجہم اپنی گردن سے عصا (یعنی چھڑی) نہیں اُتارتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا، الحدیث: ۳۶۹۷، ص ۹۳۱)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا، الحدیث: ۳۷۱۲، ص ۹۳۲)

جب عبد اللہ بن اُبَی منافق لعین نے اس سفر میں کہا جس میں لوگوں کو تکلیف پہنچی تھی کہ،

←

غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے، جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔(9) لہٰذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے، مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں۔

اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں۔(10)

مسئلہ ۹: جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے، جیسا کہ روافض کے یہاں تقیہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا (پ۲۸، المنافقون:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں۔

اور کہا: لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ (پ۲۸، المنافقون:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

تو حضرت سیدنا زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِبْنِ اُبَیّ کو بلوایا تو وہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو منافقین نے کہا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! زید نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھوٹ بولا ہے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انتہائی جلال آ گیا یہاں تک کہ حضرت سیدنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تصدیق میں سورۂ منافقون کی یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منافقین کو بلایا تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمان کے لئے استغفار کریں تو انہوں نے اپنے منہ پھیر لئے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المنافقین، باب وَاِذَا رَاَیْتَھُم ......الخ، الحدیث:۴۹۰۳، ص۴۲۰)

حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی ہند بنت عتبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مال کو روک کر رکھنے والے ہیں، مجھے اتنا مال نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو۔ البتہ! میں ان کے مال سے ان کی لاعلمی میں کچھ لے لیتی ہوں (تو کیا میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟)۔ ارشاد فرمایا دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کر جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم ینفق الرجل......الخ، الحدیث ۵۳۶۴، ص ۴۶۳)

(9) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في المشورۃ، الحدیث: ۵۱۲۸، ج۴، ص۴۲۹-۴۳۰۔

(10) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۵۔

بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے، جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔(11)

مسئلہ ۱۰: کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں، مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم وزیادتی کی ہے، تاکہ حاکم اس کا انصاف و دادرسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے، بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید وعمرو سے تعبیر کرے، جیسا کہ اس زمانہ میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا، کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے متعلق حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جبکہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمھارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔(12)

مسئلہ ۱۱: ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کر دینا جائز ہے۔ یوہیں کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کرسکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے، بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اعمٰی، اعمش، اعرج، احول، صحابہ کرام میں عبداللہ بن اُم مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اعمٰی آتا ہے۔ محدثین میں بڑے زبردست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنی چندھے کے ہیں یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لیے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے، یہ غیبت میں داخل نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۳: حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا جائز

---

(11) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵۔

(12) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵۔

صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب إذا لم ینفق الرجل فللمرأۃ ان تاخذ بغیر علمہ... إلخ، الحدیث: ۵۳۶۴، ج۳، ص۵۱۶۔

(13) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵۔

(14) المرجع السابق۔

ہے ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکروشر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے، جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔(15)

مسئلہ ۱۰: کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں، مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم و زیادتی کی ہے، تاکہ حاکم اس کا انصاف و دادرسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے، بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و عمرو سے تعبیر کرے، جیسا کہ اس زمانہ میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا، کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جبکہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمھارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔(16)

مسئلہ ۱۱: ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کر دینا جائز ہے۔ یوہیں کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کر سکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۲: ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے، بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اعمٰی، اعمش، اعرج، احول، صحابہ کرام میں عبداللہ بن اُم مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اعمٰی آتا ہے۔ محدثین میں بڑے زبردست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنی چندھے کے ہیں یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لیے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے، یہ غیبت میں داخل نہیں۔(18)

---

(15) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵.

(16) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵.

صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم ینفق الرجل فللمرأۃ ان تاخذ بغیر علمہ... الخ، الحدیث: ۵۳۶۴، ج۳، ص۵۱۶.

(17) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۵.

(18) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا جائز ہے اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کتب معتمدہ وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہو سکے گی، اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں، جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اور ان میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔(19)

مسئلہ ۱۴: غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے۔ صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نوعیت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ الحمد للہ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک عورت ہمارے پاس آئی، جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی۔(20)

مسئلہ ۱۵: ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔(21)

مسئلہ ۱۶: غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مخاطب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے، اگرچہ متکلم نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مخاطب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہوگئی کیونکہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یا یہ فلاں

---

(19) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۷۵۔

(20) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۷۶۔

انظر: المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضي اللہ عنہا، الحدیث: ۲۵۱۰۳، ج۹،ص۴۶۳۔

وشعب الایمان للبیھقي، باب في تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۶۷، ج۵،ص۳۱۳۔

(21) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۷۶۔

کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطب کو یہ پتا نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔(22)

مسئلہ ۱۷: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔(23)

مسئلہ ۱۸: کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاء مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اَولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا اقرار دے کر شرع مطہر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔(24)

بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے مونھ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت وحرام ہے اور مونھ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹: غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کیے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں، اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، نک چپٹا وغیرہ یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اس کی دادی، نانی چماری تھی، ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے، لہٰذا بطور عیب کسی کو دھنا جولاہا کہنا بھی غیبت وحرام ہے، اخلاق وافعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہکلا یا توتلا یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں، یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے برا معلوم ہو، ناجائز ہے۔(25)

---

(22) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶۔

(23) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶۔

(24) المرجع السابق۔

(25) المرجع السابق۔

مسئلہ ۲۰: جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے، جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی، اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔(26)

مسئلہ ۲۱: جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کردو اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریٔ الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔(27)

(26) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۷.

مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فیمن ذب... الخ، الحدیث: ۱۳۱۵۰، ج۸، ص۱۷۹.

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۷.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نیز منح الروض میں ہے:

هل يكفيه ان يقول اغتبتك فاجعلني في حل أم لابد ان يبين ما اغتاب؟ ففي منسك ابن العجمي لايعلمه بها ان علم ان اعلامه يثير فتنة. ويدل عليه ان الابراء عن الحقوق المجهولة جائز عندنا لكن سبق انه هل يكفيه حكومة وديانة اھ ما في منح الروض اقول و في جريان الخلاف المذكور ههنا نظر فان الغيبة لاتصير من حقوق العبد مالم تبلغه واذا بلغته لم تكن من الحقوق المجهولة وقد قال في المنح نفسه ما نصه قال الفقيه ابو الليث قد تكلم الناس في توبة المغتابين هل تجوز من غير ان يستحل من صاحبه؟ قال بعضهم يجوز وقال بعضهم لايجوز. وهو عندنا على وجهين احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الى الذي اغتابه فتوبته ان يستحل منه وان لم يبلغ اليه فليستغفر الله سبحنه ويضمر ان لايعود الى مثله. وفي روضة العلماء سألت ابا محمد رحمه الله تعالى فقلت له اذا تاب صاحب الغيبة قبل وصولها الى المغتاب عنه هل تنفعه توبة قال نعم فانه تاب قبل ان يصير الذنب ذنبا اي ذنبا يتعلق به حق العبد لانها انما تصير ذنبا اذا بلغت اليه. قلت فان بلغت اليه بعد توبته؟ قال لاتبطل توبته بل يغفر الله تعالى لهما جميعا المغتاب بالتوبة والمغتاب عنه بما يلحقه من المشقة. لانه تعالى كريم ولايجمل من كرمه رد توبته بعد قبولها بل يعفو عنهما جميعا اھ انتهى الخ. ←

مسئلہ ۲۲: جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری

کیا یہ کافی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے مجھے معاف کردو، یا یہ ضروری ہے کہ یہ بھی بتائے کہ میں نے تمہاری یہ غیبت کی ہے۔ ابن الحجی کے مسلک میں ہے کہ اگر یہ سمجھتا ہے کہ غیبت کے تفصیلاً بتانے سے فتنہ پیدا ہوگا تو اس کا اظہار نہ کرے، ہمارے نزدیک نامعلوم حقوق کے معاف کرنے کا جواز اس پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ بات گزر چکی ہے کہ آیا فیصلے کے اعتبار سے کافی ہے یا دیانت کے طور پر اھ (اعلحضرت قدس سرہ، فرماتے ہیں) اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہاں گزشتہ اختلاف کے جاری ہونے میں کلام ہے کیونکہ غیبت اس وقت تک بندے کا حق نہیں بنتی جب تک اسے نہ پہنچ جائے، جب پہنچ جائے تو نامعلوم حقوق میں سے نہ رہے گی، خود منح الروض میں ہے کہ فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ غیبت کرنے والا صاحب غیبت (جس کی غیبت کی گئی) سے معافی مانگے بغیر توبہ کرے تو اس میں لوگوں نے مختلف باتیں کہی ہیں، بعض نے کہا جائز ہے اور بعض نے کہا ناجائز ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) وہ بات اس شخص تک پہنچ گئی جس کی غیبت کی گئی تھی تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے۔

(۲) اور اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی تو اللہ تعالٰی سے مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھر غیبت نہیں کروں گا۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ میں نے ابومحمد رحمہ اللہ تعالٰی سے پوچھا کہ اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی جس کی غیبت کی گئی تھی تو غیبت کرنے والے کے لئے توبہ فائدہ مند ہوگی؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیونکہ اس نے بندے کے حق کے متعلق ہونے سے پہلے توبہ کرلی ہے، غیبت بندے کا حق اس وقت ہوگی جب اس تک پہنچ جائے گی، میں نے کہا کہ اگر توبہ کے بعد اس شخص تک غیبت پہنچ جائے فرمایا کہ اس کی توبہ باطل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالٰی دونوں کو بخش دے گا غیبت کرنے والے کو توبہ کی وجہ سے اور جس کی غیبت کی گئی اسے اس تکلیف کی وجہ سے جو اسے غیبت سن کر ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کریم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی کی توبہ قبول فرما کر رد فرما بلکہ دونوں کو بخش دے گا انتہی الخ۔ (ت) (۱ ـ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبۃ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص ۱۶۰)

(۱ ـ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبۃ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص ۱۵۹)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جن کی تفصیل بیان ہو تو صاحب حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہراً مجرد اجمالی الفاظ سے معاف نہ ہوسکیں کہ وہ دلالۃً مخصوص ہیں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ دنیا بھر میں سخت سے سخت جو حق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کرکے معاف کردے اور اس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلا تفصیل بھی معاف ہوجائیں گے،

للنص علی التعمیم مع التنصیص بالتخصیص علی کل حق شدید عظیم والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ ۱ فی غیر ما مسألۃ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔ (۱ ـ ردالمحتار کتاب الدعوی دار احیاء التراث العربی بیروت ۴ /۴۳۹)

کیونکہ اس نے کہہ دیا ہے کہ مجھے ہر حق معاف کردے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہر بڑے سے بڑا حق میرے بارے میں فرض کرکے معاف کردے اور تصریح دلالت پر فوقیت رکھتی ہے جیسے کہ علماء نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے۔ واللہ سبحنہ، وتعالٰی اعلم۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۴۰۹ ،۴۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ معلق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔(28)

مسئلہ ۲۳: معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناء حسن کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔(29)

مسئلہ ۲۴: اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔(30)

مسئلہ ۲۵: امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔(31)

مسئلہ ۲۶: اگر اس کی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے، بلکہ مبہم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمھارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں تم معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں

---

(28) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷۔

(29) المرجع السابق۔

(30) المرجع السابق۔

(31) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷۔

جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کر دینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہوسکتی ہے، لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔(32)

مسئلہ ۲۷: دو شخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصافحہ کیا یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو ورثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں۔(33)

مسئلہ ۲۸: کسی کے مونھ پر اس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں، شعراء کی طرح اَن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے۔(34)

---

(32) المرجع السابق۔

(33) المرجع السابق، ص ۶۷۸۔

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثالث والعشرون في الغیبۃ، ج ۵، ص ۳۶۳۔

بے جا تعریف کرنا:

بعض مقامات پر تعریف کرنا منع ہے اور مذمت کرنا تو صریح غیبت اور عزت کے درپے ہونا ہے اس کا حکم گزر چکا ہے، تعریف کرنے میں چھ آفات ہیں، چار آفات کا تعلق تعریف کرنے والے سے اور دو کا تعلق اس کے ساتھ ہے جس کی تعریف کی جائے۔

تعریف کرنے والے کے لئے آفات:

(۱) حد سے بڑھ کر تعریف کرتا ہے یہاں تک کہ جھوٹ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۲) اظہارِ محبت کے لئے تعریف کرتا ہے اور اس میں ریاء کاری کو داخل کر دیتا ہے۔

(۳) بعض اوقات بغیر تحقیق کے بات کرتا ہے اور اس پر مطلع نہیں ہوتا۔

(۴) ممدوح (یعنی جس کی تعریف کی جائے اس) کو خوش کرتا ہے حالانکہ وہ ظالم یا فاسق ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں۔ نبیٔ اکرم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَغْضَبُ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ.

ترجمہ: جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراضگی فرماتا ہے۔

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الصّمت وآداب اللّسان، باب الغیبۃ التی تحل ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۳۰، ج ۷، ص ۱۵۴)

ممدوح کے لئے آفات:

دو اعتبار سے تعریف ممدوح (یعنی جس کی تعریف کی جائے اس) کے لئے نقصان دہ ہے۔ ←

....

❁❁❁❁❁

---

(۱) اس میں تکبر اور خود پسندی آجاتی ہے۔

(۲) جب اس کی اچھی تعریف کی جاتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور اپنے نفس پر مطمئن ہوتا ہے اور اس کی کوتاہی کو بھول جاتا ہے لہٰذا اس کی نیکی کی کوشش میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی لئے نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، وَيُحَكَ لَوْ سَمِعَهَا مَا أَفْلَحَ.

ترجمہ: تم نے اپنے دوست کی گردن کاٹ دی، تیری خرابی ہو اگر وہ اسے سنتا تو کامیابی نہ پاتا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی بکرۃ نفیع بن الحارث بن کلدۃ، الحدیث ۲۰۵۳۵، ج۷، ص۳۴۳ بتقدم وتأخر)

بغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾﴾ (1)

اور اس کی آرزو مت کرو جس سے اللہ (عزوجل) نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ (عزوجل) سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾﴾ (2)

تم کہو! میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے، جب وہ حسد کرتا ہے۔

---

(1) پ۵، النسآء ۳۲.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ خواہ دُنیا کی جہت سے یا دین کی کہ آپس میں حسد و بغض نہ پیدا ہو حسد نہایت بری صفت ہے حسد والا دوسرے کو اچھے حال میں دیکھتا ہے تو اپنے لئے اس کی خواہش کرتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہوجائے۔ یہ ممنوع ہے بندے کو چاہئے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اُس نے جس بندے کو جو فضیلت دی خواہ دولت و غنا کی یا دینی مناصب و مدارج کی یہ اُس کی حکمت ہے شانِ نزول جب آیت میراث میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ نازل ہوا اور میت کے تر کہ میں مرد کا حصہ عورت سے دُونا مقرر کیا گیا تو مَردوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دونا ملے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو فضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہئے کہ وہ اُس کی قضا پر راضی رہے۔

(2) پ۳۰، الفلق ۵.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوالِ نعمت کی تمنا کرے، یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے۔

احادیث

حدیث ۱: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔(1) اسی کی مثل ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲: دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے، جس طرح ایلوا (ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہے) شہد کو بگاڑتا ہے۔(2)

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اگلی امت کی بیماری تمھاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے، وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے بالوں کو نہیں مونڈتا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی جان ہے! جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔(3)

---

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحسد، الحدیث: ۴۲۱۰، ج۴، ص۴۷۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی حسد و بغض ذریعہ بن جاتا نیکیوں کی بربادی کا یعنی حاسد ایسے کام کر بیٹھتا ہے جس سے نیکیاں ضبط ہو جاویں، حاسد و بغض والے کی نیکیاں محسود کو دے دی جائیں گی یہ خالی ہاتھ رہ جاوے گا۔ خیال رہے کہ کفر و ارتداد کے سواء کوئی گناہ مؤمن کی نیکیاں برباد نہیں کرتا، ہاں نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، رب فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔(اشعہ) اس حدیث کی بنا پر معتزلہ نے کہا ہے کہ بعض گناہوں سے نیکیاں بھی مٹ جاتی ہیں مگر غلط کہا کیونکہ اس حدیث کا وہ مطلب ہے جو ہم نے عرض کیا اس حدیث کی اور بہت توجیہیں کی گئی ہیں۔(دیکھو مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۶۷)

(2) الجامع الصغیر للسیوطي، حرف الحاء، الحدیث: ۳۸۱۹، ص۲۳۲۔

(3) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الزبیر بن العوام، الحدیث: ۱۴۱۲، ۱۴۳۰، ج۱، ص۳۴۸، ۳۵۲۔

وسنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ...إلخ، باب: ۱۲۱، الحدیث: ۲۵۱۸، ج۴، ص۲۲۸۔

حدیث ۴: طبرانی نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔(4) یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: آپس میں نہ حسد کرو، نہ بغض کرو، نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ (عزوجل) کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔(5)

حدیث ۶: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا کہ حسد نہیں ہے مگر دو پر، ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔(6)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دب بنا ہے دب سے بمعنی آہستہ آہستہ چلنا اس سے ہے دبیب اس سے ہے دابۃ بمعنی جانور، سرایت کر جانے کو دب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ محسوس نہیں ہوتی اور دل میں اتر جاتی ہے یہاں بمعنی سرایت ہے۔

۲۔ حسد سے مراد ہے دلی خفیہ دشمنی، بغض سے مراد ہے علانیہ دشمنی یا حسد کسی سے جلنا اس کی نعمت کا زوال چاہنا، بغض دشمنی دل میں رکھنا۔

۳۔ اس طرح کہ دین و ایمان کو جڑ سے ختم کر دیتی ہے کبھی انسان بغض و حسد میں اسلام ہی چھوڑ دیتا ہے، شیطان بھی انہیں دو بیماریوں کا مارا ہوا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۸۶۶)

(4) مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء في الغیبۃ والنمیمۃ، الحدیث:۱۳۱۲۶، ج۸، ص۱۷۲۔۱۷۳۔

(5) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب (یاایھا الذین امنوا اجتنبوا...الخ)، الحدیث:۶۰۶۶، ج۴، ص۱۱۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۴۔ تناجش بنا ہے نجش سے، نجش کے چند معنی ہیں دوسروں پر اپنی بڑائی چاہنا، دھوکا دینا، نیلام میں قیمت بڑھا دینا خریدنے کی نیت نہ ہو یہ سب حرام ہے۔ حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت کا زوال اپنے لیے اس کا حصول چاہنا کہ اس کے پاس نہ رہے میرے پاس آجائے یہ حرام ہے، شیطان کو حسد نے ہی مارا بغض دل میں کینہ رکھنا۔

۵۔ یعنی بدگمانی، حسد، بغض وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن سے محبت ٹوٹتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ محبت چاہتا ہے لہذا یہ عیوب چھوڑ دو تاکہ بھائی بھائی بن جاؤ۔

۶۔ تنافس کے بہت معنی ہیں رغبت کرنا، لالچ کرنا، نفسانیت سے فساد پھیلانا یہاں بمعنی نفسانیت و فساد ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۸۵۶)

(6) صحیح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، الحدیث:۵۰۲۵، ج۳، ص۴۱۰۔

←

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے، اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اُس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے، کسی نے کہا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔ (7)

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں، جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اسے نہ ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے، اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے، لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں، کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر، واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

حدیث ۸: بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنے ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

۲۔ یعنی عالم دین ہو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ۔ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جیئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاء اللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورۂ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں آئے گا۔

۳۔ چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۳۹)

(7) المرجع السابق، الحدیث: ۵۰۲۶، ج ۳، ص ۴۱۰.

فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے، جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔(8)

حدیث ۹: امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دوبار دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں، ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے: انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔(9)

حدیث ۱۰: طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، سب کی مغفرت فرمادیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔(10)

حدیث ۱۱: امام احمد و ابوداود و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اسکی مغفرت کی جاتی ہے، مگر جو شخص ایسا ہے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے، ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔(11)

---

(8) شعب الایمان، باب في الصیام، ماجاء في لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۵، ج۳، ص ۳۸۲۔۳۸۳.

(9) کنز العمال، کتاب الاخلاق، رقم ۷۴۴۹، ج ۳، ص ۱۸۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ناس سے مراد مسلمان ہیں اور جمعہ سے مراد ہفتہ ہے۔ مرتین فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ایک دن میں دو بار پیشی نہیں ہوتی بلکہ ہر دن میں ایک بار یہ پیشی بارگاہِ الٰہی میں ہوتی ہے یا اس فرشتے کے سامنے جو لوگوں کے اعمال کا محافظ بنایا گیا ہے، پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے کہ بارگاہ الٰہی میں پیشی ہوتی ہے۔(مرقات)

۲۔ یفیئا بنا ہے فیئ سے بمعنی لوٹنا رجوع کرنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ"۔ یہ ضرب کا مضارع تثنیہ ہے۔ خیال رہے کہ لوگوں کے اعمال جمعہ کے دن حضرات انبیاء کرام بلکہ ماں باپ پر بھی پیش کیے جاتے ہیں، وہ حضرات ہماری نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں گناہ دیکھ کر رنجیدہ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ گناہ کرکے اپنے مرے ہوئے ماں باپ کو نہ ستاؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ نہ دو اس کا یہ مطلب ہے۔(مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۸۸)

(10) المعجم الکبیر، باب الالف، الحدیث: ۴۰۹، ج۱، ص ۱۶۷.

(11) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فیمن یھجر أخاہ المسلم، الحدیث: ۴۹۱۶، ج ۴، ص ۳۶۴.

وسنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في المتھاجرین، الحدیث: ۲۰۳۰، ج ۳، ص ۴۱۲.

مسائل فقہیہ

حسد حرام ہے، احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بعینہا (یعنی ویسے ہی) مجھے مل جائے یہ حسد ہے، کیونکہ بعینہ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اس سے جاتی رہے اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی۔ (2) حدیث میں فرمایا ہے کہ حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں، ایک وہ شخص جس کو خدا نے

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثالث والعشرون في الغیبۃ، ج۵، ص۳۶۲۔۳۶۳.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثالث والعشرون في الغیبۃ، ج۵، ص۳۶۳.

رشک اور مقابلہ بازی کے احکام

دوسری صورت یعنی رشک اور مقابلہ بازی حرام نہیں بلکہ یہ کبھی واجب ہوتا ہے تو کبھی مستحب اور کبھی مباح۔ چنانچہ، اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

ترجمۂ کنز الایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش کی طرف۔ (پ27، الحدید:21)

مسابقت یعنی مقابلہ بازی کسی چیز سے محروم رہ جانے کے خوف کا تقاضا کرتی ہے جیسے دو غلام اپنے آقا کی خدمت میں ایک دوسرے سے اس لئے سبقت لے جانا چاہیں تا کہ اس کے منظورِ نظر ہو جائیں، اور یہ دینی امورِ واجبہ میں واجب ہے جیسے ایمان، فرض نماز اور زکوٰۃ کی نعمت پر رشک کرنا لہٰذا ان اُمور کو ادا کرنے والے کی طرح ہونے کو پسند کرنا واجب ہے ورنہ تم گناہ پر راضی ہونے والے بن جاؤ گے جو کہ حرام ہے، جبکہ فضیلت کے کاموں میں رشک کرنا مستحب ہے جیسے علم یا نیک کاموں میں مال خرچ کرنے پر رشک کرنا، جبکہ مباح نعمتوں پر رشک کرنا بھی مباح ہے جیسے نکاح وغیرہ پر رشک کرنا، البتہ مباح اُمور (یعنی جائز کاموں) میں مقابلہ بازی فضائل میں کمی کر دیتی ہے، نیز یہ زہد، رضا اور توکل کے بھی منافی ہے اور ایسے کاموں میں مقابلہ کرنا گناہ میں مبتلا ہوئے بغیر بھی مقاماتِ رفیعہ سے روک دیتا ہے۔

البتہ! یہاں ایک باریک و دقیق نکتہ کی بات سے آگاہ ہونا ضروری ہے تا کہ انسان بے خبری میں حسد کے حرام فعل میں مبتلا نہ ہو جائے، اور وہ یہ ہے کہ جو انسان غیر جیسی نعمت کے حصول سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ خود کو اس نعمت کے حامل شخص سے کم تر و ناقص سمجھنے لگتا ہے، نیز اس کا نفس یہ پسند کرنے لگتا ہے کہ اس کا نقص کسی طریقہ سے دور ہو جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اس نعمت کے حصول میں ←

مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صرف کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے، وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔(3)

اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے، بعض علما نے یہ بتایا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث لَا شُؤْمَ اِلَّا فِي الدَّارِ.(4) (الحدیث) میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔

اور بعض علما نے فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہوسکتا ہے اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جاسکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مآل اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مآل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا ہے، لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہوسکتا ہے۔(5)

❀❀❀❀❀

کامیاب ہوکر یا پھر اس نعمت کے حامل شخص کی نعمت کے زائل ہوجانے کے سبب اس کے ہم پلہ و برابر ہوجائے۔

فرض کیا کہ وہ اس صاحب نعمت شخص کے مساوی ہونے سے مایوس ہوگیا تو تب بھی اس کے دل میں اس چیز کی محبت باقی رہ جائے گی کہ وہ نعمت اس شخص کے پاس بھی نہ رہے جس کی وجہ سے وہ اس پر ممتاز حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس نعمت کے ختم ہوتے ہی اس کا اس صاحب نعمت شخص سے کمتر ہونا بھی ختم ہوجائے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اب وہ اس پر فضیلت لے جائے۔

اس شخص کو قابلِ مذمت حسد کرنے والا حاسد اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ اس نعمت کو اس شخص سے زائل کرنے پر قادر ہو کہ اُسے زائل کردے، اور اگر اس نعمت کے زوال پر قدرت کے باوجود اس کا تقوی و پرہیز گاری اسے اس کام سے اور اس کی نعمت کے زوال کی تمنا سے روک دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

(3) صحیح البخاري، کتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحکمۃ، الحدیث: ۷۳، ج۱، ص۴۳۔

(4) صحیح مسلم، کتاب الادب، باب لاعدوی ولاطیرۃ، الحدیث: ۱۱۷۔(۲۲۲۵)، ص۱۲۲۳۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثالث والعشرون في الغیبۃ، ج۵، ص۳۶۲، وغیرہ۔

ظلم کی مذمت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی برائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے۔(1) یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الحدیث: ۲۴۴۷، ج۲، ص۱۲۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ظلم کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذاء دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنے پر ہے یعنی ظالم پلصراط پر اندھیریوں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا ایمان اور اس کی نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ" چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کرسکا اس لیے اندھیرے میں رہا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۹۱)

اللہ عزّ وجلّ قرآنِ مجید، فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ (پ۱۹، الشعراء: ۲۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

....

کسی چیز کی طرف جھکاؤ سے مراد سکون حاصل کرنا اور محبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہونا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں محبت و مودّت اور نرم گفتگو کے ذریعے ان کی طرف مکمل طور پر مائل نہ ہو جاؤ۔ حضرت سیِّدُنا سدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا ابن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ان کو ظاہری طور پر خوش نہ کرو۔ حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں نہ ان کی پیروی کرو اور نہ ہی ان سے محبت کرو۔ حضرت سیِّدُنا ابو عالیہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان کے اعمال پر رضامند نہ رہو۔

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر من الدخول......الخ، ص۱۲۵)

ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ تمام اقوال گزشتہ آیتِ مبارکہ سے مراد ہو سکتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ (پ ۲۳، الصافات: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو۔

یعنی ان کے ہم شکل اور پیروی کرنے والے۔

بروزِ قیامت ظلم کی حالت:

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیاں ہوں گے اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے انہیں اس بات پر اُبھارا کہ وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانیں۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۶، ص ۱۱۲۹)

ظلم حرام ہے:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا اے میرے بندو! میں نے خود پر ظلم حرام ٹھہرایا اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دے دیا پس آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث ۶۵۷۲، ص ۱۱۲۹)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے اور فحش کلامی سے بچو کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بری باتیں اور بے شرمی کے کام کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا تو انہوں نے ایک دوسرے کے خون بہائے اور حرام چیزوں کو حلال جانا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدءِ الخلق، الحدیث: ۶۲۱۵، ج۸، ص۴۸)

حضورِ نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے خیانت سے بچو کیونکہ یہ بری خصلت ہے اور ظلم سے بچو ←

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے، مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی:

کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۹، ج۱، ص۱۸۹)

ظلم قحط سالی کا سبب ہے:

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ورنہ تم دعا کرو گے تو قبول نہ ہوگی اور بارش مانگو گے تو بارش نہ دی جائے گی اور مدد طلب کرو گے تو مدد نہ کی جائے گی۔

(مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، باب الزجر عن الظلم، الحدیث: ۹۱۹۱، ج۵، ص ۴۲۳)

شفاعت سے محروم لوگ:

اللہ عزّ وجلّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نہ پہنچے گی (۱)...... بہت زیادہ ظالم اور سخت دل حاکم اور (۲)...... دین میں حد سے بڑھنے والا اور اس سے نکل جانے والا ہر شخص۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۰۷۹، ج۸، ص۲۸۱) (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۰، ج۱، ص ۱۹۲)

جدائی کا سبب:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس سے خیانت کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرماتے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دو شخص آپس میں محبت کرتے رہتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک کے کوئی گناہ کرنے کے سبب ان کے درمیان جدائی ڈال دی جاتی ہے۔ المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۳۵۷، ج۲، ص ۳۴۸

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزّ وجلّ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ھود، باب قولہ: وکذلک اخذ ربک...... الخ، الحدیث: ۴۶۸۶، ص۳۸۹)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے شیطان سرزمینِ عرب میں بتوں کی پوجا کئے جانے سے مایوس ہو چکا ہے مگر اس کے بدلے وہ تم سے ان گناہوں سے راضی ہو جائے گا جن کو تم حقیر سمجھتے ہو حالانکہ یہ قیامت کے دن ہلاک کرنے والے ہوں گے، حسبِ استطاعت ظلم سے بچو اس لئے کہ بندہ قیامت کے دن نیکیاں لے کر آئے گا اور سمجھے گا کہ یہ اسے نجات دلا دیں گی، ایک اور شخص بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا اے میرے رب عزّ وجلّ! تیرے بندے نے مجھ پر ظلم کیا۔ تو ←

(وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ) (2)

اللہ عزَّ وجلَّ (فرشتوں سے) ارشاد فرمائے گا اس (ظالم) کی نیکیوں کو کم کردو۔ پس اس طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ گناہوں کے سبب اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اس کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جنہوں نے ایک بیابان زمین پر پڑاؤ کیا لیکن ان کے پاس لکڑیاں نہ تھیں، پس وہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے بکھر گئے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ روشن کی اور پھر جو چاہا پکایا اور گناہوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ (لکڑیوں کے گٹھے کی طرح ایک ایک کر کے گناہوں کا بھی انبار لگ جاتا ہے)

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۵۱۰۰، ج۴، ص۳۸۱)

سیِّدُ المُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے جس نے عزت یا کسی دوسری چیز میں اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو وہ اس وقت سے پہلے آج ہی معافی مانگ لے کہ جب دینار ہوں گے نہ درہم۔ اگر اس کے پاس اچھا عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے وہ لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ ...... الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص۱۹۲)

مفلس کون ہے؟

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ ہی مال۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے اِس کو گالی دی ہوگی، اُس پر تہمت لگائی ہوگی، اس کا مال کھایا ہوگا، اُس کا خون بہایا ہوگا اور اس کو مارا ہوگا، پس اِس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اُس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے (جہنم کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص۱۱۲۹)

مظلوم کی بددعا:

اللہ عزَّ وجلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت سیِّدُنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ عزَّ وجلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء وترد فی ...... الخ، الحدیث: ۱۴۹۶، ص۱۱۸)

(2) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (وکذلک اخذ ربک ...... الخ) الحدیث: ۴۶۸۶، ج۳، ص۲۴۷۔

پ۱۲، ھود۱۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں ظالم میں تین احتمال ہیں: یا اس سے مراد لوگوں کے حقوق مارنے والا ہے یا مراد مطلقاً گنہگار یا کافر، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ←

ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔

حدیث ۳: جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے، اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دیدیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔(3)

وہ بندہ خوش نصیب ہے جو پہلے گناہ پر ہی پکڑا جائے، وہ بہت ہی بدنصیب ہے جس کو گناہ پر نعمتیں ملتی رہیں۔ گناہ پر جلدی پکڑ نہ ہونا رب تعالٰی کا غضب ہے کہ انسان اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مرترا

۲۔ اس آیت کریمہ میں بستیوں سے مراد ان کفار کی بستیاں ہیں جن پر عذاب الٰہی آیا کہ وہاں کے باشندوں کو اولاً بہت ڈھیل دی گئی۔ پھر ہلاک کردیے گئے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۴۵)

(3) صحیح البخاري، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل... إلخ، الحدیث:۲۴۴۹، ج۲، ص۱۲۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جس نے اپنے بھائی مسلمان کی ناحق بے آبروئی کی ہو یا اس کا مال مارا ہو یا ناحق دبایا ہو یا کسی اور طرح کا اس پر ظلم کیا ہو۔

۲۔ یعنی اپنی اور اس کی موت سے پہلے اس سے معافی لے لے، آج سے مراد دنیا کے دن ہیں۔ معافی مانگنے کی چند صورتیں ہیں: (۱) قرض ہو تو ادا کردے (۲) اسے مارا پیٹا ہو تو قصاص دیدے یا ان تمام سے معافی مانگ لے اور وہ بخوشی معافی کردے (۳) اگر قرض خواہ مرگیا ہو تو اس کے وارثوں کو قرض ادا کردے (۴) اور اگر وارث معلوم نہ ہوں تو اسکے نام پر خیرات کردے (۵) مرحوم کے لیے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے، اسے ثواب ایصال کرتا رہے مگر اس آخری صورت میں معافی کی امید ہے یقین نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ خود اس سے معافی مانگے بلکہ یہ کوشش کرے کہ کسی کا حق نہ مارے۔

۳۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو روپیہ پیسہ خرچ کرکے معافی ہوسکتی ہے مگر قیامت میں یہ صورت ناممکن ہے، وہاں نہ تو کسی کے پاس مال ہوگا اور نہ مال کے ذریعہ معافیاں حاصل ہوں گی۔

۴۔ اور مظلوم کے نامہ اعمال میں لکھ دیے جائیں گے جیسے ظالم کے صدقات خیرات وغیرہ شامل ہیں کہ تین پیسہ قرضے کے عوض مقروض کی سات سو ۷۰۰ نمازیں قرض خواہ کو دلوادی جائیں گی، نمازیں بھی وہ جو باجماعت ادا کی ہوں۔ اگر قرض خواہ کافر ہے تو اس کا عذاب ہلکا کردیا جائے گا یا اس کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیے جائیں گے۔

۵۔ یا اس طرح کہ ظالم کے پاس نیکیاں ہوں ہی نہیں یا اس طرح کہ نیکیاں تو تھیں مگر حقوق والے لے گئے، اس کے پاس سے ختم ہوگئیں مگر حقوق باقی رہے۔

۶۔ یا تو اس طرح کہ مظلوم کے گناہ جسمانی شکل میں ہوں اور ظالم پر لاد دیے جاویں یا ان گناہوں کے عوض ظالم کو سزا دے دی ←

حدیث ۴: تمھیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی، ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھالیا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے۔ لہٰذا اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(4)

جاوے اور مظلوم کو نجات۔ خیال رہے کہ کوئی شخص قیامت میں کسی کا گناہ خود خوشی سے نہ اٹھائے گا لیکن اگر رب تعالٰی کی طرف سے جبرًا ڈال دیا جائے تو انکار بھی نہ کرسکے گا۔ اس حدیث کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے "وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ"۔ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل و توجیہ کی ضرورت نہیں اور اس آیت کے خلاف نہیں کہ "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" اور نہ اس کے خلاف ہے "وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ" نہ اس کے خلاف ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی نہ اس کے خلاف ہے "لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ" کہ ان آیات میں بخوشی دوسرے کے گناہ اٹھانے کی نفی ہے ورنہ اس آیت و حدیث میں جبرًا ڈال دیے جانے کا ثبوت ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۷۴)

(4) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ...إلخ، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۵۹۔(۲۵۸۱)، ص ۱۳۹۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں مفلس سے مراد کامل پورا پورا غریب ہے یا وہ جو بظاہر غنی معلوم ہوتا ہو مگر حقیقتًا مفلس ہو۔

۲۔ یعنی ہم لوگ اپنے محاورہ و اصطلاح میں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس مال نہ ہو۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال حقیقت پر مبنی ہے صحابہ کرام کا جواب عرف پر ہے۔

۳۔ یعنی نیک اعمال سے بھرپور آئے مالی بدنی ہر طرح کی نیکیاں اس کے پاس ہوں۔ خیال رہے کہ دنیا کی تونگری مال سے ہے آخرت کی تونگری اعمال سے۔ مرقات نے فرمایا کہ یہاں اعمال سے مراد مقبول نیکیاں ہیں جو شرعًا درست ہوں اور عند اللہ قبول ہوں۔

۴۔ خیال رہے کہ تقوٰی کے دو بازو ہیں: ایک بلکہ پہلا بازو ہے بری چیزوں خصوصًا لوگوں کی حق تلفی سے بچنا، دوسرا بازو ہے نیک اعمال کرنا۔ یہ نفی ہے اور اثبات کا مجموعہ تقوٰی ہے۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ گنہگار بھی حضور کا امتی ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امتی فرمایا۔ دوسرے یہ کہ گنہگاروں کی نیکیاں بھی قبول ہوسکتی ہیں، ہاں نیکیوں کا بقا اس سے ہے کہ اس نے کسی کے حق نہ مارے ہوں۔

۵۔ اس طرح کہ اس ظالم کی کچھ نیکیاں قرض خواہ لے لیں کچھ دوسرے مظلوم لوگ، یہ لائے سب کچھ مگر بچے کچھ نہیں۔

۶۔ تفسیر روح البیان نے ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالٰی اپنے فضل و کرم سے نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے کہ ایک کا ثواب دس سے لے کر سات سو تک بعض کا اس سے بھی زیادہ۔ یہ چھین لیا جانا اس زیادتی میں ہوگا اصل ایک نیکی بھی نہ چھنے گی، یونہی روزہ قرض دار کو نہ دیا جاوے گا کہ فرمایا جاوے گا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا عوض ہوں۔

←

حدیث ۵: اِمعہ نہ بنو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے، بلکہ اپنے نفس کو اس پر جماؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ (5)

حدیث ۶: جو شخص اللہ (عزوجل) کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ (عزوجل) راضی ہو، چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اس کی کوئی پروا نہ کرے، اللہ تعالٰی لوگوں کے شر سے اس کی کفایت کریگا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے اللہ (عزوجل) کی ناراضی کے ساتھ، اللہ تعالٰی اس کو آدمیوں کے سپرد کردے گا۔ (6)

حدیث ۷: سب سے بُرا قیامت کے دن وہ بندہ ہے، جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد

ے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں شفاعت نہ ہوگی جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کردے۔ (مرقات)

۸۔ بقیہ قرضوں کے عوض۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرض بلکہ سارے حقوق العباد کی نہ معافی ہے نہ شفاعت، بغیر صاحب حق کے معاف کئے معاف نہیں ہوتے۔ (مرقات) حدیث کا مقصد یہ ہے کہ روپیہ پیسہ کی مفلسی عارضی ہے جو موت آنے پر بلکہ کبھی زندگی میں ہی دولت مل جانے پر ختم ہوجاتی ہے، یہ مفلسی وہ ہے جو مرے بعد بھی ختم نہیں ہوتی۔ ابھی عرض کیا گیا کہ اصل نیکی اہل حقوق کو نہ دی جائے گی بلکہ وہ زیادتیاں جو رب کے فضل سے ملی ہیں، روزہ کی اصل کسی کو نہ دی جاوے نہ زیادتی، اہل حقوق کے گناہ ظالم پر ڈالنا عین عدل ہے، دنیا میں مقروض کا مکان، سامان اہلِ حقوق کو دے دیئے جاتے ہیں وہاں اگر ایسا ہو تو مضائقہ نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں سیئات سے مراد برے عقائد نہیں بلکہ برے اعمال ہیں وہ بھی صغیرہ لہذا اگر کسی مسلمان پر کافر کا قرض رہ گیا تو اس کا کفر یا زنا، چوری وغیرہ اس پر نہ ڈالی جاوے گی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۴۸)

(5) سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الاحسان والعفو، الحديث: ۲۰۱۴، ج۳، ص۴۰۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ امعہ الف کے کسرہ میم کے شد سے ہے۔ امعہ وہ شخص ہے جس کی خود اپنی رائے کچھ نہ ہو، جو دوسروں کو کرتے دیکھے خود بھی کرنے لگے یعنی دوسروں کا مقلد۔ (ت) مبالغہ کی ہے تانیث کی نہیں اس لیے امعہ عورت پر نہیں بولا جاتا مرد کو کہا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۲۔ یہ فرمان عالی لفظ امعہ کی شرح ہے۔ خیال رہے کہ ظلم کی سزا ظالم کو دینا ظلم نہیں یہ تو اچھا ہے، ہاں ظلم کے عوض ظالم پر ظلم کرنا برا ہے مثلاً چور کے گھر سے اس کا مال چرالینا، جو زید کی بیوی سے زنا کرے تو زید اس زانی کی بیوی سے زنا کرے یہ حرام ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنا، زانی کو سنگسار کرنا یہ ہے ظلم کی سزا یہ تو اچھی چیز ہے لہذا حدیث واضح ہے۔ ظالم کو سزا اور ظالم پر ظلم کرنے کا فرق ابھی عرض کیا گیا۔ یہاں اتنا اور سمجھ لو کہ ظالم کو قانون سے زیادہ سزا دینا بھی ظلم ہے اور یہ بھی حرام ہے، اگر چور کے بجائے ایک ہاتھ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جاویں یا اسے قتل کردیا جاوے تو یہ ظلم ہے، ظالم پر بھی ظلم کرنا حرام ہے اس کی بھی پکڑ ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۵۰)

(6) سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب: ۶۵، الحديث: ۲۴۲۲، ج۴، ص۱۸۶۔

←

کردی۔(7)

حدیث ۸: مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ (عزوجل) منع نہیں کریگا۔(8)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معاویہ سے مراد حضرت امیر معاویہ بن سفیان ہیں رضی اللہ عنہما، آپ خود اور آپ کے والد دونوں مشہور صحابی ہیں، شاید آپ نے یہ خط اپنی حکومت کے زمانہ میں اپنے دارالخلافہ دمشق سے ام المؤمنین کی خدمت میں لکھا۔

۲۔ یعنی جامعہ نصیحت فرمادیں کیونکہ آپ اہلِ بیت نبوت سے ہیں کلمات جامعہ آپ کے ہاں کی خصوصیت ہے مجھے بھی اس سے حصہ دیں۔

۳۔ یعنی جو مسلمان اللہ کی رضا کے لیے لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے تو اگرچہ لوگ اس سے ناراض ہوجاویں مگر ان شاء اللہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے شر سے بچائے گا، یہ عمل بہت ہی مجرب ہے جس کا اب بھی تجربہ ہورہا ہے۔

۴۔ یعنی ایک کام سے لوگ تو خوش ہوتے ہوں مگر وہ شرعاً حرام ہو، یہ شخص لوگوں کی خوشنودی کے لیے وہ کام کرے، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی پرواہ نہ کرے وہ انہیں لوگوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوگا جن کی خوشنودی کے لیے اس نے یہ حرکت کی۔

۵۔ پھر وہی لوگ اس خوشامدی آدمی کو ہلاک یا ذلیل وخوار کردیں گے جنہیں خوش کرنے کو اس نے اپنے رب کو ناراض کرلیا لہذا سب کو راضی کرنے کے لیے رب کو ناراض نہ کرو، کسی کی خوشنودی کے لیے گناہ یا کفر یا شرک نہ کرو۔

۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ خط کے اول وآخر میں سلام لکھا جاوے درمیان میں مضمون کو، جناب ام المؤمنین نے یہاں ایسا ہی کیا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱۵۹)

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب الدعا، باب إذا إلتقى المسلمان بسيفهما، الحديث: ۳۹۶۶، ج۴، ص۳۳۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ اس طرح کہ دوسرے کو ناجائز طریقہ سے دنیا کما کردے، دنیا اس کی بڑھائے آخرت اپنی برباد کرے جیسا کہ ظالم حکام رعایا پر ظلم کر کے ناجائز ذریعوں سے بادشاہ کے خزانے بھرتے ہیں یا اس طرح کہ کسی دنیادار کی ناجائز تعظیم وتوقیر کرکے خود گنہگار ہوا کرے جیسا کہ خوشامدی لوگوں کا طریقہ ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۵۹)

(8) شعب الإيمان، باب في طاعة أولي الأمر، فصل في ذكر ماورد من التشديد في الظلم، الحديث: ۷۴۶۴، ج۶، ص۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مظلوم کافر ہو یا مسلمان فاسق ہو یا پرہیزگار، بددعا خواہ زبان سے ہو یا دل سے خواہ آنکھوں کے آنسوؤں سے ہو صبر کا گھونٹ پی جانے سے ان سب سے ہی بچو۔

۲۔ یعنی مظلوم جو رب سے فریاد کرتا ہے تو اپنا حق مانگتا ہے۔رب تعالیٰ کے ہاں ظلم نہیں وہ عادل بادشاہ ہے ہر حق والے کو اس کا ←

....

❁❁❁❁❁

حق دلواتا ہے خواہ جلدی یا دیر سے، دوسرے کا حق سخت ہڈی ہے کہ اگر نگل لی جاوے تو پیٹ پھاڑ ڈالتی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شعر

مزد بردن استخوان درشت　　　　لے شکم بدرو چوں بگیرد اندر ناف

بہت دفعہ ہماری دعائیں یا بزرگوں کی ہمارے لیے دعائیں اس لیے قبول نہیں ہوتی کہ ہم نے لوگوں کے حق مارے یا دبائے ہوئے ہیں ان کی یہ دعائیں پیچھے پڑی ہوتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ٦، ص ٩٥٥)

غصہ اور تکبّر کا بیان

احادیث

حدیث ۱: ایک شخص نے عرض کی، مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا: غصہ نہ کرو۔ اس نے بار بار وہی سوال کیا، جواب یہی ملا کہ غصہ نہ کرو۔ (1)

حدیث ۲: قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔ (2)

حدیث ۳: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بندہ نے غصہ کا گھونٹ پیا، اس سے بڑھ کر اللہ (عزوجل) کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں۔ (3)

حدیث ۴: قرآن مجید کی آیت ہے:

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحدیث: ۶۱۱۶، ج ۴، ص ۱۳۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شاید یہ سائل غصہ بہت کرتا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو وہ ہی دوا بتاتے ہیں جو اس کے لائق ہیں۔ نفسانی غضب و غصہ شیطانی اثر ہے اس میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے باطل کام و کلام سرزد ہونے لگتے ہیں۔ غصہ کا علاج اعوذ باللہ پڑھنا ہے یا وضو کر لینا یا یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہے۔ رحمانی غضب عبادت ہے "فَرَجَعَ مُوسٰی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضْبٰنَ اَسِفًا" یا جیسے "غَضِبَ اللہُ عَلَیْہِ"۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۲۵)

(2) المرجع السابق، الحدیث: ۶۱۱۴، ج ۴، ص ۱۳۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ یہ جسمانی پہلوانی فانی ہے اس کا اعتبار نہیں دو دن کے بخار میں پہلوانی ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ کیونکہ غصہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے اور نفس ہمارا بدترین دشمن ہے، اس کا مقابلہ کرنا، اسے پچھاڑ دینا بڑی بہادری کا کام ہے، نیز نفس قوت روحانی سے مغلوب ہوتا ہے اور آدمی قوت جسمانی سے پچھاڑا جاتا ہے، قوت روحانی قوت جسمانی سے اعلیٰ و افضل ہے لہذا اپنے نفس پر قابو پانے والا بڑا بہادر پہلوان ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۲۶)

(3) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۲۲، ج ۲، ص ۴۸۲.

←

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾﴾ (4)
اس کے ساتھ دفع کر جو احسن ہے پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے، ایسا ہوجائے گا گویا وہ خالص دوست ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کر دے، جب ایسا کریں گے اللہ (عزوجل) ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ خالص دوست قریب ہے۔ (5)

حدیث ۵: غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے، جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (6)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جو شخص مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالٰی کی رضا جوئی کے لیے اپنا غصہ پی لے اور قادر ہونے کے باوجود غصہ جاری نہ کرے وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجے والا ہے۔ غصہ پینا ہے تو کڑوا مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے۔ غصہ کو گھونٹ فرمایا کیونکہ جیسے کڑوی چیز بمشکل تمام گھونٹ گھونٹ کر کے پی جاتی ہے ایسے ہی غصہ پینا مشکل ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۹۳)

(4) پ ۲۴،حٰمٓ السجدۃ ۳۴.

(5) الدر المنثور في تفسیر المأثور، ج۷، ص ۳۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اس آیت کریمہ میں احسن سے مراد صبر کرنا ہے، چونکہ صبر کرنا بدلہ لینے سے اچھا ہے اس لیے اسے احسن فرمایا گیا، نیز لوگوں کی برائی کو معاف کر دینا سزا دینے سے افضل ہے اس لیے اسے بھی احسن کہا گیا مگر یہ اچھائی اپنے ذاتی معاملات کے متعلق ہے۔ دینی قومی ملکی جرم کرنے والوں کو ہرگز معافی نہ دی جاوے، انہیں ضرور سزا دی جائے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے چور کو معاف نہ فرمایا۔

۲؎ یعنی ایسی معافی سے اللہ تعالٰی اسے اس کے احباب کو لوگوں کے شر سے بچائے گا اور اس کی عزت بڑھائے گا۔ دیکھو یوسف علیہ السلام نے اپنے مجرم بھائیوں کو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجرموں کو معافیاں دیں تو اب تک اس کی دھوم مچی ہوئی ہے اور وہ لوگ ان کے تابعدار بن گئے، اخلاقی معافی اعلیٰ چیز ہے مجبوری کی معافی بری ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۹۸)

(6) شعب الایمان، باب في حسن الخلق، فصل في ترک الغضب، الحدیث: ۸۲۹۴، ج۶، ص ۳۱۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کا نام بہز ابن حکیم ابن معاویہ قشیری ہے، آپ تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔

۲؎ غصہ اکثر کمال ایمان کو بگاڑ دیتا ہے مگر کبھی اصل ایمان کا ہی خاتمہ کر دیتا ہے لہذا یہ فرمان عالی نہایت درست ہے اس میں ←

حدیث ۶: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے رب! کون بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے؟ فرمایا: وہ جو باوجود قدرت معاف کردے۔(7)

دونوں احتمال ہیں۔

۳۔ ایلوا ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہے، سخت کڑوا ہوتا ہے، اگر شہد میں مل جاوے تو تیز مٹھاس اور تیز کڑواہٹ مل کر ایسا بدترین مزہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا چکھنا مشکل ہو جاتا ہے، نیز یہ دونوں مل کر سخت نقصان دہ ہو جاتے ہیں، اکیلا شہد بھی مفید ہے اور اکیلا ایلوا بھی فائدہ مند مگر مل کر کچھ مفید نہیں بلکہ مضر ہے جیسے شہد و گھی ملا کر کھانے سے برص کا مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، یوں ہی مچھلی اور دودھ، یعنی مؤمن کو ناجائز غصہ بڑھ جائے تو اس کا ایمان برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے یا کمال ایمان جاتا رہتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۹)

(7) المرجع السابق، الحدیث: ۸۳۲۷، ج۶، ص۳۱۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جو قدرت پا کر بخش دے وہ سنیت الٰہیہ پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے مگر غفور رحیم ہے، ہمارے گناہ بخشتا رہتا ہے اور بخشے گا۔ خیال رہے کہ گناہ قابل بخشش ہیں نہ کہ غداری کہ غداری قابل بخشش نہیں اس لیے رب تعالیٰ انہیں نہ بخشے گا جو کفر پر مرجائیں، یوں ہی ہم اپنے مجرموں کو ضرور بخشیں مگر دین، قوم، ملک کے دشمن کو ہرگز نہ بخشیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۴۱)

غصہ پینے اور عفو و درگزر کے فضائل

(۱) اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿134﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ (پ4، آل عمران: 134)

(2) خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿199﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (پ9، الاعراف: 199)

(3) وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿34﴾ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْاۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿35﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔ (پ24، حٰم السجدۃ: 34-35)

(4) وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿43﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔ (پ25، الشوریٰ: 43)

←

حدیث ۷: جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا، اللہ (عزوجل) اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ (عزوجل) سے عذر کریگا، اللہ (عزوجل) اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔ (8)

حدیث ۸: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کر لے۔ (9)

---

(5) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿85﴾
ترجمۂ کنزالایمان: توتم اچھی طرح درگزر کرو۔ (پ14، الحجر:85)

(6) وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ
ترجمۂ کنزالایمان: اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیاتم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔
(پ18، النور:22)

(7) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾
ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔ (پ14، الحجر:88)

(8) شعب الایمان، باب في حسن الخلق، فصل في ترک الغضب، الحدیث: ۸۳۱۱، ج۶، ص۳۱۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس فرمان کے دو ۲ مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو اپنی زبان سے لوگوں کے عیوب بیان نہ کرے اوروں کے عیوب چھپاوے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب دنیا و آخرت میں چھپادے گا۔ دوسرے یہ کہ اکثر خاموش رہے تو اس کے عیوب چھپے رہیں گے، عیب و ہنر زبان سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ شعر

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد

۲۔ یعنی اس پر غضب نہ فرمائے گا جیسا عمل ویسا بدلہ۔

۳۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو اللہ کے لیے دوسرے مجرموں کے عذر قبول کرکے انہیں معافی دے دے گا رب تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اس کو معافی دے گا۔ دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم اگر توبہ کرے تو بخش دیا جاوے گا۔
(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۴۲)

(9) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، الحدیث: ۴۷۸۴، ج۴، ص۳۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ یہاں غصہ سے مراد شیطانی نفسانی غصہ ہے، ایمانی رحمانی غصہ مراد نہیں۔ مسلمان غازی کو کافروں پر جو غصہ آوے وہ غصہ ←

حدیث ۹: جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے۔ (10)

حدیث ۱۰: بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے، ایک کے بدلے میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے بدلے میں دوسرا ہے یعنی ایک بات اچھی ہے اور ایک بری ادلا بدلا ہوگیا اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انھیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور بدتر وہ ہیں جنھیں جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔ (11)

حدیث ۱۱: میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں، وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں۔ (مگر ہے یہ

عبادت ہے جس پر ثواب ہے مگر اکثر شیطانی اور رحمانی غصہ میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے، ہم غلطی سے شیطانی غصہ کو رحمانی سمجھ لیتے ہیں۔

۳۔ شیطان کی پیدائش کے متعلق قرآن کریم میں خود اس مردود کا قول موجود ہے "خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ"۔ اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس جن ہے فرشتہ نہیں کہ فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے ابلیس کی خلقت میں آگ کا غلبہ ہے جیسے انسان کی خلقت میں مٹی خاک کا غلبہ ہے اس لیے اسے ناری نہیں خاکی کہا جاتا ہے۔

۴۔ یعنی جیسے حسی آگ حسی پانی سے بجھائی جاتی ہے ایسے ہی باطنی آگ باطنی پانی سے بجھائی جاوے۔ وضو دونوں سے مرکب ہے کہ اس میں حسی پانی کا استعمال ہے اور یہ جسم و دل اور روح کی پاکی کا ذریعہ ہے اسی لیے غصہ کی آگ وضو سے بجھتی ہے یہ ماہ نبوی طب کا نسخہ مجرب ہے جس سے یونانی طبیب بے خبر ہیں۔ شعر

چند خوانی حکمت یونانیاں　　　حکمت ایمانیاں راہم بخواں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے اور بھی علاج بیان فرمائے ہیں مثلاً لاحول شریف پڑھنا، اعوذ باللہ پڑھنا، مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے: "وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" یعنی جب تمہیں شیطان کا اثر پہنچے تو اعوذ باللہ پڑھو یہ غصہ بھی شیطانی اثر ہے۔ یہ بہرحال لاحول اور اعوذ قولی علاج ہے اور وضو عملی علاج ہے، ٹھنڈا پانی پی لینا بھی غصہ کا علاج ہے۔ (مرقات واشعۃ اللمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۴)

(10) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۴۰۶، ج۸، ص۸۰۔۸۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ غصہ کا دوسرا عملی علاج ہے یعنی اپنا حال بدل دینا کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے، اگر اس سے بھی غصہ نہ جاوے تو لیٹ جائے ان شاء اللہ تعالیٰ غصہ جاتا رہے گا۔ لیٹ جانے میں اپنے کو مٹی میں ملا دینا ہے، مٹی میں تواضع ہے ان شاء اللہ تعالیٰ عجز و انکسار آجاوے گا، نیز کھڑا آدمی جلد کچھ حرکت کرگزرتا ہے بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا اس قدر جلدی کوئی حرکت غیر نہیں کرسکتا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۵)

(11) مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الحدیث: ۵۱۴۵، ج۳، ص۱۰۰۔

←

کی) اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ (عزوجل) اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو سخت خو تکبر کرنے والے ہیں۔(12)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ سریع الفئ جس کا غصہ جلدی اتر جائے۔

۴۔ بطئ الفئ جس کا غصہ دیر سے اترے، بطوء تاخیر کو کہتے ہیں۔

۵۔ اوداج ودج کی جمع ہے رگیں انتفاخ پھولنا۔

۶۔ حیطان حائطہ کی جمع دیواریں باغ کو بھی حائط کہتے ہیں اس طویل حدیث میں کئی مسائل بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے۔(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں قیامت تک پیش آنے والے مسائل سے متعلق مکمل احکام ذکر فرمائے جو آپ کا معجزہ ہے ورنہ اتنے مختصر وقت میں اور پھر مستقبل کے واقعات کا بیان ممکن نہیں۔(۲) دنیا میٹھی اور سرسبز ہے ہر شخص اسے حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ایک آزمائش ہوتی ہے کہ آیا دولت واقتدار حاصل ہونے کے بعد انسان احکام خداوندی سے روگردانی کرتا ہے یا ان کی تعمیل لہذا اس آزمائش میں ناکامی کے خوف سے کوشش کی جائے کہ دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے دور رہیں۔(۳) دنیا میں جو بھی شخص دھوکہ بازی اور خیانت کرے گا قیامت کے دن سب کے سامنے ذلیل ورسوا ہوگا، حکمرانوں اور بڑے بڑے افسروں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔(۴) کلمہ حق کہنے میں کسی کا خوف آڑے نہیں آنا چاہیے ورنہ معاشرتی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا۔(۵) خاتمے کے بارے میں فکر مند رہنا چاہیے اور ہر وقت حسن خاتمہ کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔(۶) دنیا میں وہی انسان سب سے اچھا ہے جس کو غصہ دیر سے آئے اور جلد چلا جائے اور وہ شخص سب سے برا ہے جسے جلدی غصہ آئے اور دیر سے جائے۔(۷) غصے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک ایسی آگ ہے جو سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی۔(۸) قرض کے سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سب سے اچھا قرار دیا جو قرض دے تو اچھی طرح واپس مانگے اور قرض لے تو اچھے طریقے سے ادا کرے، جب کہ وہ شخص جو طلب میں بدکلامی کا مظاہرہ کرے اور کسی کا قرض دینا ہو تو اچھے طریقے سے ادا نہ کرے وہ سب سے برا آدمی ہے۔

(۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا جس طرح اب سورج کے غروب ہونے میں تھوڑا سا وقت باقی ہے اسی طرح قیامت بھی بالکل قریب ہے لہذا اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۶۶)

(12) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ)، الحدیث: ۴۹۱۸، ج۳، ص ۳۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہاں ضعیف کے معنی یہ ہیں کہ اس میں تکبر جبر ظلم نہ ہو، یہ مطلب نہیں کہ اس میں طاقت وقوت نہ ہو، اللہ تعالٰی کو قوی اور طاقتور مسلمان پسند ہیں یعنی اس میں طاقت تو ہو مگر وہ اپنی طاقت مسلمانوں پر استعمال نہ کرے اور متضعف کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر امن ہو کہ یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اس کے شر سے مسلمان اپنے کو محفوظ سمجھیں، یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اسے ذلیل وخوار سمجھیں، مسلمان ←

حدیث ۱۲: جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔(13) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔
حدیث ۱۳: تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالٰی کلام کریگا، نہ ان کو پاک کریگا، نہ ان کی طرف

بڑی عزت والا ہوتا ہے۔اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ"۔

۲؎ مثلاً اگر وہ کہہ دے کہ قسم خدا کی تیرے بیٹا ہوگا یا قسم خدا کی آج بارش آوے گی یا قسم خدا کی اس اسلامی لشکر کو فتح ہوگی تو اللہ تعالی اس کی قسم ضرور پوری فرمادے،ضرور اس کے بیٹا ہو،ضرور آج بارش آوے،ضرور لشکر اسلام کو فتح ہو۔خیال رہے کہ پہلے تو بندہ اللہ تعالٰی کی رضا چاہتا ہے پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالٰی بندے کی رضا چاہتا ہے۔حضرت صدیق اکبر کے متعلق فرمایا:"وَلَسَوْفَ يَرْضٰى" اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا:"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"۔معلوم ہوا کہ بزرگوں سے اللہ کی نعمتیں مانگنا جائز ہے کہ ان کے منہ سے نکلی بات اللہ تعالٰی پوری کرتا ہے۔

۳؎ عتل کے بہت معنی ہیں:سخت دل،بدزبان،جھگڑالو،یوں ہی جواظ کے بہت معنی ہیں:موٹا فربہ،بدکار،فاسق بخیل جو اپنا مال چھپائے دوسروں کے مال پر نظر رکھے۔(مرقات)یہاں سارے معنی درست ہیں۔

۴؎ زنیم بنا ہے زنم سے یعنی کان کٹی بکری جس کا کان کٹ کر لٹک رہا ہو۔اصطلاح میں زنیم حرامی کو کہتے ہیں کہ یہ شخص بھی دوسری قوم سے ملحق ہوتا ہے جیسے ولید بن مغیرہ،یہاں زنیم بمعنی شریر لئیم ہے جس کے شر سے مسلمان پریشان ہوں،اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرامی بچے بڑے شریر وخبیث ہوتے ہیں۔(مرقاۃ)بعض لوگ کہتے ہیں کہ حرامی جنت میں نہیں جاوے گا اس کی کوئی اصل نہیں،ہاں جو حرامیوں کے سے کام کرے وہ جنت میں اوّلاً نہ جاوے گا۔(ازمرقات)علماء فرماتے ہیں کہ حرامیوں کی نسل میں کوئی ولی نہیں ہوتا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۴۲۷)

(13) صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب تحریم الکبر وبیانہ،الحدیث:۱۴۸۔(۹۱)،ص۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جس کے دل میں رائی برابر نور ایمانی ہو وہ ہمیشہ رہنے کے لیے دوزخ میں نہیں جاوے گا لہذا حدیث واضح ہے۔ایمان سے مراد نتیجہ ایمان ہے اور آگ میں جانے سے مراد ہمیشگی کے لیے جانا ہے،ایمان میں زیادتی کمی ناممکن ہے نور ایمان میں ممکن ہے۔

۲؎ اس فرمان عالی کے چند معنی ہوسکتے ہیں:ایک یہ کہ دنیا میں جس کے دل میں رائی برابر کفر ہو وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا۔کبر سے مراد اللہ و رسول کے سامنے غرور کرنا یہ کفر ہے۔دوسرے یہ کہ دنیا میں جس کے دل میں رائی کے برابر غرور ہوگا وہ جنت میں اولا نہ جائے گا۔تیسرے یہ کہ جس کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا وہ غرور لے کر جنت میں نہ جائے گا پہلے رب تعالٰی اس کے دل سے تکبر دور کردے گا پھر اسے جنت میں داخل فرمائے گا،رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ"۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۴۲۸)

نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زناکار، بادشاہ ۲ کذاب اور محتاج ۳ متکبر۔(14)

حدیث ۱۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں، جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے منازعت کریگا، اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔(15)

---

(14) المرجع السابق، باب بیان غلظ تحریم إسبال الازار والمن بالعطیة ... إلخ، الحدیث: ۱۷۲۔(۱۰۷)، ص۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم ومحبت کا کلام نہ کرے گا غضب وقہر کا کلام کرے گا لہٰذا احادیث واضح ہے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے اول وقت جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام نہ کرے گا یا مطلقًا بلا واسطہ کلام نہ کرے گا بواسطہ فرشتوں کے کرے گا۔(مرقات)

۲۔ یعنی ان کے گناہ معاف نہ کرے گا یا ان کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا، تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں۔

۳۔ یعنی نظر رحمت نہ کرے گا نظر قہر کرے گا۔

۴۔ اس لیے کہ زنا اگرچہ بہرحال برا ہے سخت گناہ ہے مگر بڈھا آدمی کرے تو بدترین گناہ ہے کہ اس کی شہوت قریبًا ختم ہو چکی ہے وہ مغلوب ومجبور نہیں جوان آدمی گویا معذور ہے۔(مرقات)

۵۔ کیونکہ بعض لوگ مجبورًا جھوٹ بولتے ہیں، بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں، بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آکر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی بولتا ہے۔

۶۔ حکومت والوں مال والوں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں۔ اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کرے گا اس لیے اسکا تکبر بدترین جرم ہے، بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری معمولی کام نہیں کرتے زکوۃ وخیرات قبول نہیں کرتے، خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں، بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں لڑکوں کے لیے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں اس تلاش میں اولاد بوڑھی ہوجاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت برے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب اس فرمان عالی میں داخل ہیں۔ درود ہو اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اس ایک کلمہ میں کیسی ہدایتیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۰)

(15) مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر، الحدیث: ۵۱۱۰، ج۳، ص۹۲.

وسنن أبي داود، کتاب اللباس، باب ماجاء في الکبر، الحدیث: ۴۰۹۰، ج۴، ص۸۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کبر سے مراد ذاتی بڑائی ہے اور عظمت سے مراد صفاتی بڑائی۔ چادر اور تہبند فرمانا ہم کو سمجھانے کے لیے ہے کہ جیسے ایک چادر ایک تہبند دو آدمی نہیں پہن سکتے یوں ہی عظمت وکبریائی سوائے میرے دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتی۔

←

حدیث ۱۵: آدمی اپنے کو (اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ کی طرف) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا۔(16)

حدیث ۱۶: متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی اون کو کھینچ کر جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے، ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی، جہنمیوں کا نچوڑ انھیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔(17)

۲۔ اس طرح کہ اپنی ذات یا اپنی صفات کو بڑا سمجھے گا میرا مقابلہ کرے گا گویا میرا شریک بننا چاہے گا۔ خدا کی پناہ!

۳۔ دنیا میں فراق و ہجران کی آگ میں، آخرت میں دوزخ کی آگ میں متکبرین کی یہی سزا ہے۔

۴۔ اسے دوزخ میں ایسے پھینک دوں گا جیسے مرا کتا روڑی کوڑے پر ذلت و حقارت کے ساتھ پھینکا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ کبریائی عظمت سے اعلیٰ و افضل ہے اس لیے کبریائی کی چادر اور عظمت کو تہبند فرمایا، چادر تہبند سے افضل ہوتی ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا سمجھے، عظمت یہ ہے کہ لوگ اسے بڑا سمجھیں لہذا عظمت میں غیروں کے خیال کو دخل ہوا لہذا تکبر و کبریائی اعلیٰ ہے عظمت سے کہ کبریائی ذاتی ہے عظمت اضافی۔(مرقات) خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی عزت و عظمت رب تعالیٰ کا عطیہ ہے، یہ رب تعالیٰ کی نعمت عاجلہ ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۱)

(16) سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الكبر، الحديث: ۲۰۰۷، ج۳، ص۴۰۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اس کا نام متکبرین و جبارین کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب کے دفتر الگ الگ ہیں۔ نیکوں کے صدہا دفتر بدوں کے ہزار ہا دفتر۔

۲۔ یعنی جو دنیاوی اور اخروی عذاب و ذلت و رسوائی، فرعون، ہامان، قارون کو پہنچی ہے یا پہنچے گی وہ اسے بھی ملے گی انہیں قیامت والے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۳۲)

(17) سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة ... إلخ، باب: ۱۱۲، الحديث: ۲۵۰۰، ج۴، ص۲۲۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان کی شکل و صورت بھی حقیر، ان کی حالت بھی زار و خوار جیسے دنیا میں چونٹیوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں ایسے ہی آخرت میں انکی کوئی منزلت نہ ہوگی، دنیا کی عزتیں وہاں ذلت بن جاویں گی، دنیاوی محبتیں وہاں عداوتوں میں تبدیل ہو جاویں گی، رب فرماتا ہے: "اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ"۔

۲۔ خیال رہے کہ تمام انسان قبروں سے بشکل انسانی اٹھیں گے، پھر محشر میں پہنچ کر بعض کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی یہاں بھی ان لوگوں کا چیونٹیوں کی شکل میں ہونا محشر میں پہنچ کر ہی ہوگا۔(مرقات) دوزخ میں لوگوں کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ چنانچہ بعض دوزخی کتوں کی ←

حدیث ۱۷: جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو بلند کرتا ہے، وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو پست کرتا ہے، وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے، وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔(18)

شکل میں ہوں گے بعض سؤروں اور گدھوں کی شکل میں، نیز بعض جنتی دنیا میں کانے اور اندھے تھے مگر وہاں سب آنکھوں والے حسین ہوں گے۔ بولس بنا ہے بلس سے یعنی یاس و ناامیدی کیونکہ وہاں سے نکلنے کی امید نہ ہوگی اس لیے اس مقام کا نام بولس ہے۔

۳۔ یعنی جیسے پانی میں ڈوبنے والا ہر طرف سے پانی میں گھرا ہوتا ہے ایسے ہی یہ لوگ آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے، ہر طرف سے آگ ہوگی اور اس آگ میں تمام مختلف آگوں کی گرمی جمع کردی گئی ہوگی اسے آگوں کی آگ فرمایا گیا۔

۴۔ اس طرح کہ ان غصہ اور متکبرین کو جہنم کے نچلے طبقہ اسفل السافلین میں رکھا جاوے گا جہاں تمام دوزخیوں کا خون پیپ کچ لہو بہ کر آتا رہے گا، انہیں وہ پلایا جائے گا، اس گندگی کا نام طینۃ الخبال ہے۔ خبال بمعنی فساد، طینہ بمعنی بدبودار نچوڑ، یہ نہایت ہی گرم بہت بدبودار، گاڑھا گاڑھا ہوگا، سخت بدمزہ جسے دیکھ کر تے آوے، دل گھبرائے مگر پیاس و بھوک کے غلبہ سے کھانا پڑے گا۔ خدا کی پناہ!

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۹۳۳)

(18) شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۱۴۰، ج۶، ص۲۷۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی آپ نے کسی خاص شخص سے معمولی طریقہ سے نہ کہا بلکہ بہت اہتمام کے ساتھ برسر منبر اعلان فرمایا۔

۲۔ یعنی ہر مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ نرم رہے، رب تعالٰی مومنوں کی صفت یوں فرماتا ہے: "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ"۔

۳۔ یہ قاعدہ بہت ہی مجرب ہے۔ جو کوئی اپنے کو رضاء الٰہی کے لیے مسلمانوں کے لیے نرم کردے، ان کے سامنے انکسار سے پیش آئے تو اللہ تعالٰی لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا فرما دیتا ہے اور اسے بڑی بلندی بخشتا ہے۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے: اللھم اجعلنی فی نفسی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا۔ الٰہی مجھے میری اپنی نگاہ میں چھوٹا، لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنادے۔ حضرات اولیاء اللہ ہمیشہ اپنے کو عاجز و گنہگار سمجھتے اور لوگ ان کے آستانوں پر پیشانیاں رگڑتے ہیں۔ شعر

بہر درش گیتی جبیں فرسودہ است   خویشتن را عبدہ فرمودہ است

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے کو بندہ فرمایا، دنیا ان کے آستانے پر ماتھا ٹیکتی ہے آج حضور کے آستانہ کا غبار بھی قیمتی ہے۔

۵۔ جیسا کہ آج بھی دیکھا جارہا ہے کہ بعض لوگ شیخی کے مارے اکڑے جاتے ہیں، لوگ انہیں گالیاں دیتے ہیں، انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں، دیکھ لو ابلیس اپنے آپ کو بہت ہی اونچا سمجھتا ہے مگر دنیا اس پر لعنت و پھٹکار کررہی ہے، یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔ ←

حدیث ۱۸: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات والی چیزیں یہ ہیں: پوشیدہ ۱ اور ظاہر میں اللہ (عزوجل) سے تقویٰ، خوشی ۲ و ناخوشی میں حق بات بولنا، مالداری ۳ اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں: ۱ خواہش نفسانی کی پیروی کرنا اور ۲ بخل کی اطاعت اور ۳ اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا، یہ سب میں سخت ہے۔ (19)

❁❁❁❁❁

۶۔ لوگوں کی نگاہ میں اس کی یہ ذلت اس کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے ہاں بھی ذلیل ہے مؤمنوں کی نگاہ میں ذلت مردودیت کی دلیل ہے۔ خدا کی پناہ! (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۴۰)

(19) شعب الایمان، باب في معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، فصل في الطبع علی القلب، الحدیث: ۷۲۵۲، ج۵، ص ۴۵۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی نجات چھٹکارا اور سبب تین چیزیں ہیں۔

۲۔ یعنی لوگوں کے سامنے اور خلوت ہر حالت میں نیک کام کرے اور اللہ سے ڈرے، اللہ کا ڈر تمام نیکیوں کی جڑ ہے اللہ نصیب کرے۔

۳۔ یعنی ہر حالت میں سچ بولے، غصہ اور خوشی اسے حق گوئی سے باز نہ رکھے اور اپنا خرچ درمیانہ رکھے نہ بخل کرے نہ فضول خرچی۔ کمانا ایک کمال ہے اور صحیح خرچ کرنا پچاس کمال، درمیانی چال ہمیشہ ہی مفید ہے۔

۴۔ کہ جو دل چاہے وہ کرے، جائز اور ناجائز کا خیال نہ کرے، اس کی باگ دوڑ نفس امارہ کے ہاتھ میں ہو، ظاہر ہے کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہوگا۔

۵۔ پرایا مال ناحق کھانا، اپنے ذمہ جو حقوق ہوں وہ ادا نہ کرنا، گناہ میں مشغول رہنا یہ سب بخل کی اطاعت ہی سے ہوتا ہے، بخل کا نتیجہ حرص ہے۔ (مرقات)

۶۔ یعنی کسی کی بات نہ ماننا خواہ کتنی اچھی ہو، اپنی بات ہی منوانا خواہ کتنی ہی بری ہو، اپنے کو کامل سمجھنا دوسروں کو ناقص جاننا یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے۔

۷۔ کیونکہ ہر عیب سے پاک ہونا ہر خوبی سے موصوف ہونا اللہ تعالٰی کی صفت ہے، جو اپنے کو ایسا سمجھے وہ اپنے کو خدا کا ہمسر سمجھتا ہے، ہم سب عیب دار ہیں بے عیب ذات اللہ تعالٰی کی ہے یا اس کی جسے بے عیب بنا دے جیسے فرشتے یا حضرت انبیاء علیہم السلام یا بعض اولیائے کرام۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۴۰)

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم و بخاری میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: آدمی کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، کہ دونوں ملتے ہیں ایک اِدھر مونھ پھیر لیتا ہے اور دوسرا اُدھر مونھ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداء سلام کرے۔(1)

حدیث ۲: ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ مسلم کے لیے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے، اگر اوس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اوسی کے ذمہ ہے۔(2)

---

(1) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب الهجرة، الحديث: ٦٠٧٧، ج٤، ص١٢٠.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں چھوڑنے سے مراد دنیاوی رنجشوں کی وجہ سے ترک تعلق کرنا ہے، چونکہ تین دن کے عرصہ میں نفس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس لیے تین دن کی قید لگائی گئی۔ بدمذہب بے دین سے دائمی بائیکاٹ کرنا یا تعلیم و تربیت کے لیے ترک تعلق کرنا زیادہ کا بھی جائز ہے۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب ابن مالک، بلال ابن امیہ، مرارہ ابن لوی رضی اللہ عنہم اجمعین کا پچاس دن رکھا، یہ بائیکاٹ ہجران نہ تھا بلکہ تعلیم تھی لہذا یہ حدیث حضرت کعب کی حدیث کے خلاف نہیں۔

۲۔ یعنی اگر دنیاوی معاملات میں دو مسلمان لڑ پڑیں پھر ملیں تو بہتر وہ ہوگا جو اس کی ابتداء کرے۔ یہاں کشیدگی دور کردینے کی ہدایت ہے کسی خطرناک آدمی سے محتاط رہنا اس کے خلاف نہیں۔ تہاجر اور چیز ہے احتیاط دوسری چیز۔ ابتداء بالسلام کرنے والے کو اس لیے خیر فرمایا کہ وہ تواضع کرتا ہے اللہ کے لیے وہ ہی ہجران دور کرتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦، ص٥٨٥)

(2) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، الحديث: ٤٩١٣، ج٤، ص٣٦٤.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی بہتر تو یہ ہے کہ تین دن کے لیے بھی نہ چھوڑے لیکن تین دن کے بعد چھوڑے رکھنا تو گناہ ہے اس کی وہ تمام قیدیں خیال میں رہیں جو پہلے بیان ہوئیں۔

۲۔ اگر پہلی بار میں جواب نہ دے تو دوبارہ کرے، اگر دوبار میں بھی جواب نہ دے تو تیسری بار کرے، اگر تیسری بار میں بھی ←

حدیث ۳: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، اگر تین دن گزر گئے ملاقات کرلے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔(3)

حدیث ۴: ابو داود نے ابو خراش سلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ انھوں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے، تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔(4)

جواب نہ دے تو چوتھی بار نہ کرے کہ تین بار اس سلام کی حد ہے۔یہ سلام مصالحت ہے نہ کہ سلام ملاقات کیونکہ ملاقات کا سلام ایک بار ہوتا ہے،سلام بہت قسم کا ہے اور اس کے الگ الگ احکام۔

۳۔ باثمہ کی ضمیر میں دو احتمال ہیں یا تو یہ سلام کرنے والے کی طرف لوٹ رہی ہے یا اسے رد نہ کرنے والے کی طرف یعنی اگر تین سلاموں کا جواب نہ دیا تو تین دن تک غصہ رہنے کا گناہ جو دونوں کو ہونا تھا اب دوسرے کا گناہ بھی اس پر پڑے گا یا ان چھوڑے رہنے کا گناہ اب صرف اس پر ہوگا وہ سلام کرنے والا گناہ سے بری ہو گیا یا جواب نہ دینے کا گناہ اس پر ہوگا کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا فرض ہے۔خیال رہے کہ ہر سلام کا جواب دینا فرض نہیں بلکہ مسلمان کے سلام تحیت کا جواب دینا فرض ہے،تحیت کے علاوہ دوسرے سلاموں کا جواب دینا فرض نہیں،رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا"۔اس آیت میں سلام علیکم نہ فرمایا بلکہ تحییتم ارشاد ہوا اسی حکمت کی بنا پر۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۶۱۸)

(3) المرجع السابق،الحدیث:۴۹۱۲،ج۴،ص۳۶۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ زیادہ سے مراد یا تو ایک ساعت کی زیادتی ہے یا چوتھے دن کی زیادتی یعنی اگر چار دن چھوڑے رہا یا تین سے ایک ساعت زیادہ چھوڑا۔(مرقات)

۲۔ یعنی ہجران کی سزا کا مستحق ہوگا،مسلمان بھائی سے عداوت دنیاوی آگ،حسد،بغض کینہ یہ سب مختلف قسم کی آگ ہیں اور آخرت میں اس کی سزا وہ بھی آگ ہی ہے رب چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے دے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۶۱۸)

(4) المرجع السابق،الحدیث:۴۹۱۵،ج۴،ص۳۶۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ان کا نام حدرد ابن حدرد سلمی ہے،قبیلہ بنی سلیم سے ہیں،آپ صحابی ہیں،آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے،کنیت ابو خراش ہے،آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے،صحابیت میں بڑی فضیلت ہے حالات معلوم ہوں یا نہ ہوں۔

۲۔ یعنی جیسے مسلمان کا ناحق قتل بڑا گناہ ہے ایسے ہی اسے ناحق سال بھر تک چھوڑے رہنا بڑا گناہ۔خون بہانے میں جسم کو تکلیف

حدیث ۵: امام احمد و ابو داود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلم کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔(5)

❁❁❁❁❁

پہنچتی ہے اتنی دراز مدت تک چھوڑے رہنے سے اس کے دل کو ایذاء پہنچتی ہے۔ سال کا ذکر اس لیے فرمایا کہ سال دراز مدت ہے جس میں اکثر مسافر اپنے گھر لوٹ آتے ہیں، اس میں ہر موسم ہوتا ہے، سردی گرمی بہار خزاں جن میں مختلف لوگوں کے مزاج پر اثر ہوتا ہے ایسا سخت دل ہے کہ کسی موسم میں اس کا دل نرم اور غصہ ٹھنڈا نہ ہوا، جو دل سال بھر تک صاف نہ ہو آئندہ اس کے صاف ہونے کی امید نہیں۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۸۶۳)

(5) المرجع السابق، الحدیث: ۴۹۱۴، ج۴، ص۳۶۳۔

سلوک کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ) (1)

---

(1) پ۱، البقرۃ ۸۳۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنٰی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے مسئلہ: اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔ مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جاسکتے والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے ان کے لئے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بہ نرمی اصلاح وتقوٰی اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہا۔ (خازن)

رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿38﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہی کا کام بنا۔

(پ21، الروم:38)

اور فرماتا ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا ←

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور

عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿177﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں۔(پ 2، البقرۃ:177)

سورہ بقرہ میں ہے:

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿215﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔(پ 2، البقرۃ:215)

اس بارے میں احادیثِ مقدسہ:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرتِ سیدتنا زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اے عورتو! صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے کرو۔ تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ان سے کہا، آپ ایک تنگدست شخص ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جایئے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم سے پوچھئے کہ اگر میں آپ پر صدقہ کروں تو کیا میری طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا ورنہ میں اسے آپ کے علاوہ کسی اور پر صدقہ کردوں۔ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا، تم خود ہی چلی جاؤ۔ لہٰذا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انصار کی ایک عورت بھی یہی سوال کرنے کے لئے دردولت پر حاضر ہے۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم سے مرعوب رہتیں تھیں چنانچہ جب حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف آئے تو ہم نے ان سے کہا، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ دو عورتیں دروازے پر یہ سوال کرنے کے لئے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کریں تو کیا انکی طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا؟ اور اے بلال! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔

تو حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم نے دریافت فرمایا، وہ عورتیں کون ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، انصار کی ایک عورت اور ←

یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرتا اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو۔

زینب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کونسی زینب؟ عرض کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کے لئے دگنا اجر ہے، ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ کا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ...الخ، رقم ۱۰۰۰، ص ۵۰۱)

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، رشتہ دار پر کئے جانے والے صدقہ کا ثواب دوگنا کر دیا جاتا ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳۴، ج ۸، ص ۲۰۶)

حضرت سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔

(ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب استحباب ایتاء الم...الخ، رقم ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۷۷)

حضرت سیدتنا ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، سب سے افضل صدقہ کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جانے والا صدقہ ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذوی الرحم الکاشح، رقم ۲۳۸۶، ج ۴، ص ۷۸)

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیّدُ المبلغین، رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم سے سوال کیا کہ سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ فرمایا، جو کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جائے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند حکیم بن حزام، رقم ۱۵۳۲۰، ج ۵، ص ۲۲۸)

اہل خانہ پر خرچ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿39﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

(پ22، سبا:39)

اور فرماتا ہے:

لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ﴿7﴾

ترجمہ کنزالایمان: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا۔ (پ28، الطلاق:7) ←

اور فرماتا ہے:

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جب کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو وہ اسکے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم ۱۰۰۲، ص ۵۰۲)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جو پاکدامنی چاہتے ہوئے اپنے آپ پر کچھ خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی، بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرجل، رقم ۴۶۶۶، ج ۳، ص ۳۰۲)

حضرتِ سیدنا مِقْدَام بن مَعْدِی کَرِب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحب جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جو کچھ تو خود کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم ۱۷۱۹۱، ج ۶، ص ۹۴)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتِمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو کچھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ خرچ کرتا ہے اس کا بدلہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اور اللہ تعالیٰ ضامن ہے مگر جو وہ عمارت بنانے یا معصیت میں خرچ کرے۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب کل معروف صدقۃ، رقم ۲۳۵۸، ج ۲، ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اسکے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل.....الخ، رقم ۴۶۶۲، ج ۳، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا عبدالحمید یعنی ابن الحسن ھلالی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن منکدر علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ اس بات کا کہ جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس سے مراد وہ مال ہے جو ایک متقی شخص اپنی عزت بچانے کے لئے کسی شاعر یا چرب زبان شخص کو دیتا ہے۔

حضرتِ سیدنا کَعْب بن عُجْرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے پھرتیلے بدن کی مضبوطی اور چستی کو دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! کاش! اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے ←

(قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا

والدین کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنی پاکدامنی کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النفقۃ علی الزوجۃ، رقم ۱۰، ج ۳، ص ۴۲)

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلَّم نے ان سے فرمایا، تو جو کچھ بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کریگا تجھے اس کا ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی ثواب دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب قول المریض،،، الخ، رقم ۵۶۶۸، ج ۴، ص ۱۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلَّم نے فرمایا، وہ دینار جو تو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۵، ص ۴۹۹)

حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلَّم نے فرمایا، سب سے افضل دینار جسے بندہ خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۴، ص ۴۹۹)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلَّم نے فرمایا کہ بندے کے میزان میں سب سے پہلے اس کے اپنے گھر والوں پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔

(المعجم الاوسط، رقم ۶۱۳۵، ج ۴، ص ۳۲۹)

حضرتِ سیدنا عمرو بن اُمَیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان یا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ادنیٰ چادر کو خریدنے کے لئے بھاؤ طے کر رہے تھے کہ میرا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے وہ چادر خرید کر اپنی بیوی سُخَیلہ بنت عُبَیدہ رضی اللہ عنہا کو اوڑھادی۔ جب حضرتِ سیدنا عثمان یا عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے جو چادر خریدی تھی اس کا کیا ہوا؟ میں نے کہا، اسے میں نے سخیلہ بنت عبیدہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کر دیا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا، جو کچھ تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو کیا وہ صدقہ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جب میری یہ بات

تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ (2)

تم فرماؤ! جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے، بے شک اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾﴾ (3)

اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا دے نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم نے فرمایا، عمرو نے سچ کہا ہے تم جو کچھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو وہ ان پر صدقہ ہی ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، الترغیب فی النفقۃ.....الخ، رقم ۱۵، ج ۳، ص ۴۳)

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم سے سنا تھا اسے سنایا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل.....الخ رقم ۴۶۵۹، ج ۳، ص ۳۰۰)

(2) پ ۲، البقرۃ ۲۱۵۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت عمرو بن جموح کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں۔

(3) پ ۱۵، بنی اسرآءیل ۲۳۔ ۲۴۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا۔

مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام وخادم آقا سے کرتا ہے۔

انھوں نے بچپن میں مجھے پالا۔

اور فرماتا ہے:

(وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا) (4)

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کوجس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔

اور فرماتا ہے:

(وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا) (5)

اور ہم نے انسان کواس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا، میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کوجس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ ان کا ساتھ دے۔

---

(4) پ۲۰، العنکبوت ۸.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت اور سورۂ لقمان اور سورۂ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حق میں و بقول ابنِ اسحٰق سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں ان کی ماں حمنہ بنتِ ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی حضرت سعد سابقین اوّلین میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تو نے یہ کیا نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ پیوں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا، نہ پیا، نہ سایہ میں بیٹھی اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں اگر تیری سو ۱۰۰ جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا، جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہوگئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا [illegible] ین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔

(5) پ۲۱، لقمٰن ۱۴۔۱۵.

اور فرماتا ہے:

(وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا)(6)

اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔

اور فرماتا ہے:

(اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۱۹﴾ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ﴿۲۰﴾ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴿۲۱﴾)(7)

نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے، وہ جو اللہ (عزوجل) کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات پختہ کرکے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴿۲۵﴾)(8)

اور جو لوگ اللہ (عزوجل) کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ (عزوجل) نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں، ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ)(9)

اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ سے۔

❁❁❁❁❁

(6) پ۲۶، الاحقاف ۱۵.

(7) پ۱۳، الرعد ۱۹، ۲۱.

(8) پ۱۳، الرعد ۲۵.

(9) پ۴، النسآء ۱.

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمھاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔ (1) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: سب سے زیادہ ماں ہے، پھر ماں، پھر ماں، پھر باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب، پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔ (2) یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ راوی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب من أحق الناس بحسن الصحبۃ، الحدیث: ۵۹۷۱، ج۴، ص ۹۳.

(2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب بر الوالدین... إلخ، الحدیث: ۱، ۲۔ (۲۵۴۸)، ص ۱۳۷۸، ۱۳۷۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صحابۃ صاد کے کسرہ سے بمعنی مدد یا برتاوا، خدمت اسی سے ہے صحبت و ہمراہی جو الفت خدمت و مدد کے ساتھ ہو اس لیے جن کفار نے حضور انور کے ساتھ مجلس کی انہیں صحابی نہیں کہا جاتا کہ وہ ہمراہی الفت و خدمت کے ساتھ نہ تھی یعنی میرے رشتہ دار قریبی دور کے بہت ہی ہیں اچھا برتاوا کس سے کروں اس کا کون مستحق ہے۔

۲۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ ماں بچہ پر تین احسان کرتی ہے باپ ایک احسان۔ پیٹ میں رکھنا، جننا، پرورش کرنا باپ صرف پرورش ہی کرتا ہے۔ بیٹا ماں باپ دونوں کی خدمت کرے مگر مقابلہ کی صورت میں ادب و احترام باپ کا زیادہ کرے خدمت و انعام ماں کی زیادہ۔ (اشعہ) ماں باپ کے ساتھ سلوک یہ ہے کہ ان سے نرم اور نیچی آواز سے کلام کرے، مالی و بدنی خدمت کرے یعنی اپنے نوکروں سے ہی ان کا کام نہ کرائے بلکہ خود کرے، ان کا ہر جائز حکم مانے، انہیں نام لے کر نہ پکارے، اگر وہ غلطی پر ہوں تو نرمی سے ان کی اصلاح کرے، اگر قبول نہ کریں تو ان پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے، ان کی سختی پر تحمل کرے، یہ آداب قرآن مجید میں اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے عمل شریف میں مذکور ہیں اس کے متعلق ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ فرماؤ۔

۳۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ ان کے عزیزوں کے حق بھی ادا کرے کہ چچا ماموں، دادا نانا، بہن بھائی وغیرہم کے حقوق ادا کرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۱۴۷)

ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ، پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو، پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔(3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔(4) یعنی جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کون؟ یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا: جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔(5) یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

---

(3) سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، الحديث: ۱۹۰۳، ج ۳، ص ۳۵۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کے حالات پہلے بیان ہوچکے کہ آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ قشیری ہیں، بصری ہیں، یہاں جدہ میں ہ ضمیر بہز کی طرف لوٹتی ہے لہذا معاویہ ابن حیدہ سے یہ روایت ہے۔

۲۔ اس کی شرح پہلے ہوچکی کہ حق الخدمت ماں کا تین گنا ہے باپ کا ایک گنا کہ ماں نے بچہ کو اولًا پیٹ میں رکھا، پھر جنا، پھر دودھ پلایا، اس کے بعد کی پرورش میں ماں باپ دونوں شریک رہے۔ خیال رہے کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے۔

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ قرابت داروں سے مراد نسبی قرابت دار ہیں ان میں جتنا قرب زیادہ اتنا حق زیادہ۔ چنانچہ پہلے بھائی بہن پھر ماموں چچا وغیرہ اور ہوسکتا ہے کہ قرابت دار عام مراد ہوں جن میں ساس، سالا رضاعی ماں وغیرہ سب شامل ہوں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۹۷)

(4) صحيح مسلم، کتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل صلة أصدقاء... إلخ، الحديث: ۱۱، ۱۲۔ (۲۵۵۲)، ص ۱۳۸۲.

(5) صحيح مسلم، کتاب البر... إلخ، باب رغم من أدرک أبويه... إلخ، الحديث: ۹، ۱۰۔ (۲۵۵۱)، ص ۱۳۸۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی وہ ذلیل ہوجاوے وہ ذلیل ہوجاوے وہ ذلیل ہوجاوے۔ ناک رگڑنے سے مراد ذلت وخواری ہے ناک رگڑنے سے مراد ذلت وخواری ہوتی ہے۔

۲۔ احدھما اور کلاھما یہ دونوں عندالکبر کا فاعل ہیں لہذا مرفوع ہیں یعنی انہیں اس حال میں پائے کہ وہ دونوں یا ایک۔ بڑھاپے کی قید اس لیے لگائی کہ اس وقت ہی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور بارگاہ الٰہی میں بوڑھے کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، وہ کریم ←

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ سلوک کرو۔ (6) یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

سفید داڑھی بالوں والے بندے کے پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں پھیرتا، اولاد کو چاہیے کہ ایسے وقت اور ایسے وقت کی خدمت کو غنیمت جانیں۔

۳ـ یا اس طرح کہ ان کی نافرمانی کرے یا اس طرح کہ انکی خدمت میں کمی کرے یا اس طرح کہ انہیں سخت جواب دے۔ خیال رہے کہ بڑھاپے میں طبیعت چڑچڑی ہوجاتی ہے، غصہ بڑھ جاتا ہے اس وقت ان کی سخت بات برداشت کرے ان کی سختی کی پرواہ نہ کرے، سمجھے انکی مت کٹ گئی ہے ان شاءاللہ دونوں جہان میں آرام پائے گا، قرآن کریم فرماتا ہے: "اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا" بڑھاپے کا ذکر اس لیے بارہا ہوتا ہے کہ وہ وقت تو سنبھالنے کا ہے جس نے وہ وقت سنبھال لیا اس نے کمائی کرلی، ایسے آڑے وقت میں ان پر دل کھول کر خرچ بھی کرے، ان کی خدمت بھی کرے، انکے لیے دعا بھی کرے۔ بچپن میں یہ مجبور تھا تو ماں باپ نے اسے سنبھالا اور وہ مجبور ہیں تو یہ انہیں سنبھالے اللہ کی رحمت اسے سنبھالے گی۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص ٤٧٢)

(6) صحیح البخاري، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، الحدیث: ۳۱۸۳، ج۲، ص۳۷۱۔
صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ... إلخ، الحدیث: ۴۹، ۵۰ـ (۱۰۰۳)، ص۵۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲ـ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں راغمۃ ہے میم سے مگر اکثر نسخوں میں راغبۃ ب سے ہے، راغمۃ میم سے بمعنی عاجز، ذلیل، خوار، مسکین وغریب یعنی وہ میرے پاس عاجز و محتاج ہوکر آئی ہے میرے مال کی حاجت مند ہے۔ راغبۃ ب سے ہو تو اس میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ بمعنی رغبت خواہش ہو یعنی وہ میرے مال میری خدمت کی خواہش مند ہے، دوسرے یہ کہ بمعنی بے رغبتی و روگردانی ہو یعنی وہ اسلام سے بے رغبت ہے اسے اسلام کی طرف رغبت و میلان نہیں، اگر رغبت کے بعد فی ہو تو بمعنی میلان ہوتی ہے اگر عن ہو تو بمعنی بے رغبتی۔

۳ـ معلوم ہوا کہ کافر و مشرک ماں باپ کی بھی خدمت اولاد پر لازم ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ مشرک باپ کو بت خانہ لے نہ جائے مگر جب وہاں پہنچ چکا ہو تو وہاں سے گھر لے آئے کہ لے جانے میں بت پرستی پر مدد ہے اور لے آنے میں خدمت ہے، دوسرے عزیز وقرابت دار بھی اگر مشرک و کافر ہوں مگر محتاج ہوں تو ان کی مالی خدمت کرے۔ (از اشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص ٤٧٣)

فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے یہ چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں:

(۱) ماؤں کی نافرمانی کرنا اور (۲) لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور (۳) دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اسے نہ دینا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمھارے لیے مکروہ کیں (۴) قیل و قال یعنی فضول باتیں اور (۵) کثرت سوال اور (٦) إضاعت مال۔(7)

حدیث ۷: صحیح مسلم و بخاری میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔(8)

---

(7) صحیح البخاري، کتاب الاستقراض والدیون، باب ما ینھی عن إضاعۃ المال، الحدیث: ۲۴۰۸، ج۲، ص۱۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چونکہ بمقابلہ باپ ماں کا حق زیادہ ہے، نیز ماں کمزور دل ہے بہت جلد رنجیدہ ہوجاتی ہے یا اکثر اولاد وہاں سے ہی ضد کرتی ہے اس کا حکم نہیں مانتی اس لیے صرف ماں کا ذکر فرمایا ورنہ باپ کی نافرمانی بھی ممنوع ہے، اہلِ عرب زندہ بچیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ وھات کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ لیتے رہنا کبھی کسی کو دینا نہیں۔ چاہیے یہ کہ لینا سیکھے تو دینا بھی سیکھے بعض نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں واجب حقوق ادا نہ کرنا حرام کمائی سے پرہیز نہ کرنا۔

۲۔ یعنی ہر حکم کی وجہ پوچھنا عمل نہ کرنا یا زیادہ بولنا لوگوں سے مانگتے رہنا۔

۳۔ حرام رسموں میں مال خرچ کرنا فضول خرچی ہے، مال اڑانا مال کی بربادی ہے، اچھا کھانا پینا جب کہ اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو بالکل جائز ہے یہ فرمان عالی جامع کلمات میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا تکلف ہم وزن الفاظ بولنا ممنوع نہیں۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص۵۷۴)

(8) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر وأکبرھا، الحدیث: ۱۴٦۔(۹۰)، ص٦۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بمعنی اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو گالی دیتا ہے۔

۲۔ فرمایا ہاں یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ کوئی بیٹا اپنے ماں باپ کو گالی دے سبحان اللہ! وہ زمانہ قدوسیوں کا تھا کہ یہ جرم ان کی عقل میں نہ آتا تھا اب تو کھلم کھلا نالائق لوگ اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں ذرا شرم نہیں کرتے۔

۳۔ خیال رہے کہ سب ہر قسم کے برا کہنے کو کہتے ہیں گالی ہو یا اور کچھ مگر شتم گالی کو کہا جاتا ہے، کبھی سب بمعنی شتم آتا ہے اور ←

صحابہ کرام جنھوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اوراب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث ۸: شرح سنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: میں جنت میں گیا، اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا، حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا، حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔(9)

شتم بمعنی سب، کسی سے کہا تیرا باپ احمق ہے یہ ہے سب، کسی سے کہا تیرا باپ زانی ہے حرامی ہے یہ ہے شتم۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کے بزرگوں کو تم برا نہ کہو تا کہ وہ تمہارے بزرگوں کو برا نہ کہے، یہ ہی حکم اولاد وعزیزوں کے متعلق ہے تم کسی کی بیٹی بہن بھانجی کو گالی نہ دو تا کہ وہ تمہاری بیٹی بہن بھانجی کو گالی نہ دے جیسے کہو گے ویسی سنو گے بہت اعلٰی اخلاق کی تعلیم ہے کسی نے کیا خوب کہا۔ شعر

گر مادر خویش دوست داری　　　دشنام مکن بہ مادر من

ابن ابی الدنیا میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعًا ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا اسے بہتان لگانا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔(مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۷۴۶)

(9) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب بر الوالدین، الحدیث: ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ج۶، ص۴۲۶۔۴۲۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ایک بار خواب میں ہم نے جنت دیکھی تو کسی کو خوش الحانی سے قرآن مجید تلاوت کرتے پایا قراءۃ کی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے یعنی قراءۃ القرآن۔

۲۔ آپ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے، ایک بار حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کے پاس کوئی شخص بیٹھا تھا آپ نے سلام کیا اس شخص نے بھی جواب دیا، جب دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا وہ صاحب جنہوں نے تم کو سلام کا جواب دیا حضرت جبریل تھے۔ غالبًا حارثہ اس وقت وفات پاچکے تھے ہوسکتا ہے کہ اس وقت زندہ ہوں، پہلا احتمال قوی ہے۔

۳۔ یہ جملہ یا تو حضور انور کا فرمان ہے جو صحابہ سے فرمایا یا فرشتوں کی عرض ومعروض ہے جو انہوں نے حضور سے کی تو ذلکم کی جمع تعظیم کے لیے ہے۔

۴۔ یہ قول راوی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی والدہ کی بہت ہی خدمت کرتے تھے اس کی وجہ سے انہیں یہ عظمت ملی۔

۵۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ یہ واقعہ خواب کی معراج کا ہے نہ کہ بیداری کی معراج کا جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۶۷)

حدیث ۹: ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔(10)

حدیث ۱۰: ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے، اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔(11)

حدیث ۱۱: ترمذی و ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس عورت سے کراہت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو، میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔(12)

علما فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین

---

(10) سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ۱۹۰۷، ج ۳، ص ۳۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ غالبًا اس وقت باپ کی خدمت ہی کا ذکر ہوگا اس لیے صرف باپ کا ذکر فرمایا ورنہ ماں کا بھی یہی حکم ہے بلکہ بطریق اولی اس کی مستحق ہے، ممکن ہے کہ والد سے مراد جنس ہو یعنی ولادت والا خواہ مرد ہو یا عورت یعنی ماں ہو یا باپ۔ طبرانی نے حضرت ابن عمر سے مرفوعًا روایت کیا فی رضا الوالدین اور فی سخطہما۔ وہ حدیث اس کی شرح ہے کہ والد سے مراد والدین ہیں۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضور کا یہ فرمان خود عبداللہ ابن عمرو سے تھا کہ وہ خود عابد زاہد تہجد گزار شب بیدار تھے مگر ان کے والد عمرو ابن عاص نے حضور سے شکایت کی کہ میں اپنے بیٹے سے ناراض ہوں تب آپ نے یہ ان سے فرمایا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۷)

(11) المرجع السابق، الحديث: ۱۹۰۶، ج ۳، ص ۳۵۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی فرمایئے میں کیا کروں اسے طلاق دوں یا نہ دوں کہ طلاق تمام مباح چیزوں میں بہت ہی ناپسندیدہ چیز ہے۔

۲۔ مقصد یہ ہے کہ یا تو اپنی بیوی سے اپنی ماں کو راضی کر دو ساس بہو کی صلح کرادو یا طلاق دے دو صراحۃً طلاق کا حکم نہ دیا کہ ایسی صورت میں طلاق دینا واجب نہیں بہتر ہے اور اگر ماں باپ بیوی پر ظلم کرنے کا حکم دیں کہ اسے خرچہ نہ دے اسے میکے میں چھوڑ دے تو ہرگز نہ کرے کہ ظلم حرام ہے ماں باپ کی اطاعت حکم شرع کے خلاف میں نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۸)

(12) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في بر الوالدين، الحديث: ۵۱۳۸، ج ۴، ص ۴۳۲.

کی رضامندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲: ابنِ ماجہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔(13) یعنی ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے۔

حدیث ۱۳: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دو۲ دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا، اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ فرمایا: اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔(14)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شاید اس بی بی میں کوئی دینی خرابی ہوگی محض دنیاوی وجہ پر طلاق کا حکم نہ دیا ہوگا۔

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوب کا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر پر اس حکم کی بنا پر طلاق دینا واجب ہوگیا۔ مرقات نے فرمایا کہ امر استحباب کے لیے ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ طلاق دے دو تاکہ تمہارے والد تم پر ناراض نہ ہوں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۷۰)

(13) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالدین، الحدیث: ۳۶۶۲، ج۴، ص۱۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تیرے ماں باپ تیرے لیے جنت دوزخ میں داخلہ کا سبب ہیں کہ انہیں خوش رکھ کر تو جنتی بنے گا انہیں ناراض کرکے دوزخی، یہ فرمان عالی وعدہ وعید دونوں کا مجموعہ ہے اگرچہ یہاں خطاب بظاہر خاص ہے مگر حکم تاقیامت عام ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۷۷)

(14) شعب الایمان، باب فی برالوالدین، فصل فی حفظ حق الوالدین بعد موتھما، فصل، الحدیث: ۷۹۱۶، ج۶، ص۲۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں اللہ فرما کر دو مسئلے بتائے: ایک یہ کہ ماں باپ کی اطاعت اپنی ناموری یا رزق میں برکت کے لیے نہ کرے بلکہ محض اس لیے کرے کہ اللہ تعالٰی کا حکم ہے رب تعالٰی اس سے راضی رہے۔ دوسرے یہ کہ ان کی فرمانبرداری ناجائز باتوں میں نہ کرے اگر وہ نماز روزے سے روکیں تو نہ مانے۔

۲۔ کہ اگر اس حال میں مرجاوے تو مرتے ہی ان میں داخل ہوجاوے۔ دو دروازے کھولنا اس کی عزت افزائی کے لیے ہے ورنہ ←

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، اگرچہ دن میں سو ۱۰۰ مرتبہ نظر کرے؟ فرمایا: ہاں اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور اطیب ہے۔(15) یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے، اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

جنت میں داخلہ کے لیے ایک دروازہ کھلنا ہی کافی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے لیے جنت کے ہر دروازہ پر پکار پڑے گی کہ ابوبکر ادھر سے آیئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ماں کی خدمت کا دروازہ علیحدہ ہے باپ کی خدمت کا دروازہ علیحدہ ممکن ہے کہ ان دونوں دروازوں میں فرق ہو ماں کی خدمت کا دروازہ عظیم الشان ہو کہ ماں کی خدمت اعلیٰ ہے۔ واللہ اعلم!

۳۔ اس کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ ماں باپ کی نافرمانی دوزخ کے دروازہ کھلنے کا ذریعہ ہے کہ نافرمان مرا اور دوزخ میں گیا اگرچہ بعد قیامت اس کی دوسری نیکیاں دوزخ سے اسے نکال دیں مگر فی الحال تو دوزخ میں جائے گا، ماں باپ کی بددعا بڑے سے بڑے متقی کو آفت میں ڈال دیتی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ جریج اسرائیلی نے نماز کی وجہ سے ماں کی پکار کا جواب نہ دیا تو مصیبت میں پھنس گیا کہ اسے زنا کی تہمت لگی لوگوں نے مارا اگرچہ پھر اپنی نیکیوں کی وجہ سے نجات پا گیا کہ شیر خوار بچے نے اس کی پاکدامنی کی گواہی دی جس سے اس کی گئی ہوئی عزت واپس آئی مگر ماں کی ناخوشی نے اپنا رنگ دکھا دیا ماں باپ کی نافرمانی ان کی بددعا سے رب کی پناہ۔

۴۔ ظلم سے مراد دنیاوی ناانصافی ہے دینی گناہ مراد نہیں مثلاً ایک باپ اپنے بیٹوں میں سے ایک سے محبت کم کرتا ہے دوسری اولاد کو اس پر ترجیح دیتا ہے یا اسے کسی حق سے محروم کردیتا ہے مگر یہ مظلوم لڑکا ان کی خدمت ضرور کرے اس کی عوض اللہ تعالیٰ اسے مالا مال کردے گا آزما کر دیکھ لو ماں باپ کی خدمت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۷۳)

(15) شعب الایمان، باب في برالوالدین، الحدیث: ۷۸۵۶، ج۶، ص۱۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ اطاعت شعار لڑکے کو ان کی فرمانبرداری کا ثواب تو ملے گا ہی پیار و محبت سے انہیں دیکھنے کا ثواب بھی ملے گا۔ غور کرو کہ جب ماں باپ کے دیکھنے کا اتنا ثواب ہے تو جو مؤمن ان آنکھوں سے حضور کا چہرہ انور محبت سے دیکھے اس کو ثواب کتنا ملے گا، فقیر تو کہتا ہے کہ ان کے نام کو محبت سے دیکھنا چومنا بھی ثواب ہے۔ شعر

خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا   خوشا وہ وقت کے دیدار عام تھا ان کا

۲۔ سائل نے سمجھا ہوگا کہ دن بھر کی نگاہیں ایک بار میں شمار ہوں گی اس لیے یہ سوال کرکے مسئلہ حل کرلیا۔

۳۔ یعنی اے پوچھنے والے اللہ کریم کی دین پر تعجب نہ کر اگر تو دن بھر میں ہزار بار ماں باپ کو پیار سے دیکھ لے تو تجھے ہزار حج مقبول کا ثواب ملے گا۔ خیال رہے کہ یہ تو اپنے ماں باپ کی محبت کا ثواب ہے جنہوں نے ہم کو جنا، جس ماں نے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو بخشا اس ماں یعنی آمنہ خاتون حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے محبت کا ثواب کتنا ہوگا یہ وہ ماں ہے جس کے قدم پاک پر سارے ←

حدیث ۱۵: امام احمد ونسائی وبیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روایت کی، کہ ان کے والد جاہمہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تیری ماں ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے۔ (16)

حدیث ۱۶: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا، اب ان کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔ (17)

جہان کی مائیں قربان ونثار ہوں ہماری جیسی سینکڑوں جانیں ان کے نام پر نچھاور ہوں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۷۷)

(16) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث معاویۃ بن جاھمۃ، الحدیث: ۱۵۵۳۸، ج۵، ص۲۹۰.

وسنن النسائي، کتاب الجھاد، باب الرخصۃ في التخلف لمن لہ والدۃ، الحدیث: ۳۱۰۱، ص۵۰۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ معاویہ بھی صحابی ہیں، ان کے والد جاہمہ ابن عباس ابن مرداس سلمی بھی صحابی یہ اہل حجاز سے ہیں۔

۲۔ غالباً اس وقت کفار کا دباؤ زیادہ نہ تھا بعض تھوڑے مسلمان بھی ان کے مقابلہ کے لیے کافی تھے۔ غرضکہ اس وقت غزوہ فرض عین نہ تھا فرض کفایہ تھا۔

۳۔ یعنی اپنی ماں کے پاس رہو اس کی خدمت کرو تمہارے لیے اس وقت جہاد سے بہتر ماں کی خدمت ہے کہ ماں کو تمہاری خدمت کی ضرورت ہے۔

۴۔ پاؤں کا ذکر فرما کر اشارۃً بتایا کہ ماں کی خدمت اور اس کے سامنے عاجزی دونوں ہی ضروری ہیں۔ خدمت کے ساتھ اکڑ نہ کرے اس کے پاؤں سے لگا رہے تب جنت پائے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۶۹)

(17) شعب الایمان، باب في برالوالدین، فصل في حفظ حق الوالدین بعد موتھما، الحدیث: ۷۹۰۲، ج۶، ص۲۰۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ماں باپ کی نافرمانی میں حق اللہ کی تلفی بھی ہے اور حق العباد کی بربادی بھی لہذا یہ اسلامی گناہ بھی ہے اور ماں باپ کا حق مارنا بھی اور گناہ بھی ہے کبیرہ۔

۲۔ یعنی یہ نافرمان والدین کی وفات کے بعد اولاً نافرمانی سے توبہ کرے پھر مرتے دم تک ان کے لیے گناہوں کی بخشش کی دعا اور ایصال ثواب کرتا رہے تو رب تعالٰی برزخ میں اس کے ماں باپ کو اس سے راضی کردے گا اور اس کا گناہ کبیرہ تھا بغیر توبہ ←

حدیث ۱۷: نسائی و دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(18)

حدیث ۱۸: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ۆلہٖ وسلّم) میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، آیا میری توبہ قبول ہوگی؟ فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی نہیں، فرمایا: تیری کوئی خالہ ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا: اس کے ساتھ احسان کر۔(19)

حدیث ۱۹: ابوداود و ابن ماجہ نے ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ ۆلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ۆلہٖ وسلّم) میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے لیے دُعا و استغفار کرنا اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انھیں

معاف نہیں ہوتا۔ (مرقات) آپ ماں باپ کے بعد ان کا تیجہ، چالیسواں، برسی وغیرہ اور وقتاً فوقتاً ان کے نام پر خیرات جو کیا کرتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے بلکہ ہر نمازی نماز ختم ہوتے وقت ماں باپ کو دعائیں دے کر سلام پھیرتا ہے رب اغفرلی ولوالدی۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۷۷)

(18) سنن النسائي، كتاب الاشربة، باب الرواية في المدمنين في الخمر، الحديث: ۵۶۸۲، ص۸۹۵.

(19) سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب في بر الخالة، الحديث: ۱۹۱۱، ج۳، ص۳۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی میں نے قولی یا عملی بدترین گناہ کرلیا ہے ایسے بدترین گناہ کی بھی توبہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں سوال گناہ کے متعلق ہے کسی بندے کے حق کے متعلق نہیں کہ حق العبد بغیر ادا کیے یا بغیر اس صاحب حق کے معاف کیے معاف نہیں ہوتا۔

۲؎ یہ ہے حضور کی شان پردہ پوشی کہ اس سے پوچھا نہیں کہ تو نے گناہ کیا کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے سامنے بیان کرکے رسوا نہ ہو۔ حضور کو معلوم تھا کہ اس نے گناہ کیا ہے جو صلہ رحمی کی وجہ سے معاف ہوسکتا ہے کسی کا حق نہیں مارا ہے جس کی معافی صلہ رحمی وغیرہ نیک عمل سے نہ ہوسکے۔ اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ صلہ رحمی سے گناہ معاف ہوتے ہیں کہ صلہ رحمی بھی نیکی ہے اور نیکیوں سے گناہوں کی معافی ہوتی ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ"۔ دوسرے یہ کہ چھپے گناہ کی توبہ بھی چھپ کر ہی کرے، ہاں علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ کرے التوبۃ علی قدر الحوبۃ توبہ گناہ کے حد کی ہو اس سے نبی کریم کے علم غیب کا بھی ثبوت ہوا۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۶۵)

کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔(20)

حدیث ۲۰: حاکم نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ہم سب حاضر ہوئے، جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے فرمایا: آمین، جب دوسرے پر چڑھے کہا: آمین، جب تیسرے درجہ پر چڑھے کہا: آمین۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) منبر سے اُترے ہم نے عرض کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم)

---

(20) سنن ابي داود، کتاب الادب، باب في برالوالدین، الحدیث: ۵۱۴۲، ج ۴، ص ۴۳۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، انصاری ہیں، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ سے بہت محدثین نے روایات کیں آخر میں نابینا ہو گئے تھے، ۷۸ اٹھتر سال عمر پائی ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی، آپ سارے بدری صحابہ میں آخری صحابی تھے کہ آپ کی وفات سے بدری صحابہ کا سلسلہ ختم ہوا، بڑی عظمتوں برکتوں والے تھے رضی اللہ عنہ۔ یعنی میرے ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے اب میں ان سے کوئی سلوک کیسے کروں دل چاہتا ہے کہ سلوک کا سلسلہ قائم رہے۔

۲۔ یعنی اب تم ان کے ساتھ چار قسم کے سلوک کر سکتے ہو: ایک تو ان کے لیے دعاء خیر اور ان کے گناہوں کی معافی کی رب سے درخواست، دعا میں نماز جنازہ بھی داخل ہے۔(مرقات) ہر نماز کے آخر میں رب اغفرلی ولوالدی پڑھنا بھی، ان کے نام پر صدقات و خیرات کرنا بھی، ان کی طرف سے حج بدل کرنا یا کرانا بھی، ان کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ کرنا بھی غرضکہ یہ ایک لفظ بہت جامع ہے یعنی ان کی وصیت پوری کرنا اس کے علاوہ انہوں نے اپنی زندگی میں کسی سے جو وعدہ کیا ہو اور بغیر پورا کیے مر گئے ہوں وہ پورا کرنا اس میں ادائے قرض بھی داخل ہے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں یہ بھی اسی میں داخل ہے، اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف گیارھویں کرتے تھے تو وہ ہمیشہ نبھاتے ہیں، جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کی آبادی کی کوشش کرتے ہیں، جس خانقاہ سے انہیں عقیدت تھی اس خانقاہ سے وابستہ رہتے ہیں یہ صورتیں اسی حدیث میں داخل ہیں۔

۳۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جن عزیزوں سے رشتہ صرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ سے نہ ہو ان سے سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اس میں بھائی بہن، چچا ماموں، پھوپھی خالہ سب ہی داخل ہیں۔ دوسرے یہ کہ خالص رضاء والدین کے لیے ان سے سلوک کرنا اپنی ناموری یا شہرت وغیرہ کو دخل نہ دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کی رضا کے لیے کام کرنا بھی بعض صورتوں میں ثواب کا باعث ہے لہذا حضور کی رضا کے لیے نیک اعمال کرنا بالکل جائز ہے شرک یا گناہ نہیں نبی کریم کا حق ماں باپ سے زیادہ ہے، مرقات واشعہ نے اسی دوسرے احتمال کو اختیار کیا۔ غرضکہ ان عزیزوں کی والدین کی رضا کے لیے خدمت کرے اور والدین کی رضا اللہ رسول کی رضا کے لیے چاہیے۔ احترام میں تعظیم و اکرام بھی داخل ہے اور ان کی خدمت ان پر مال خرچ کرنا بھی شامل ہے، بیٹا باپ کے دوستوں ماں کی سہیلیوں سے سلوک کرے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۶۷)

سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے۔

فرمایا کہ جبریئل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اسے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا، اس شخص کے لیے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس کے سامنے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ۂالہ وسلّم) کا ذکر ہو اور وہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ۂالہ وسلّم) پر درود نہ پڑھے، اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے زینہ پر چڑھا انھوں نے کہا، اس کے لیے دوری ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین۔(21)

حدیث ۲۱: بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے، جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔(22)

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالٰی مخلوق کو پیدا فرما چکا، رشتہ (کہ یہ بھی ایک مخلوق ہے) کھڑا ہوا اور دربارِ الوہیت میں استغاثہ کیا، ارشادِ الٰہی ہوا: کیا ہے۔ رشتہ نے کہا، میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے۔ ارشاد ہوا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا؟ اس نے کہا، ہاں میں راضی ہوں، فرمایا: تو بس

---

(21) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج۵، ص ۲۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ایسا مسلمان خوار و ذلیل ہوجائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔ عربی میں اس بددعا سے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقتًا بددعا مراد نہیں ہوتی، اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور کا نام شریف آوے تو ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، مگر یہ استدلال کچھ کمزور سا ہے کیونکہ رَغِمَ آنفُ ہلکا کلمہ ہے جس سے درود کا استحباب ثابت ہوسکتا ہے نہ کہ وجوب۔ مطلب یہ ہے کہ جو بلا محنت دس رحمتیں، دس درجے، دس معافیاں حاصل نہ کرے بڑا بیوقوف ہے۔

۲۔ یعنی وہ مسلمان بھی ذلیل و خوار ہوجائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اسکا احترام اور اس میں عبادات کر کے گناہ نہ بخشوائے، یونہی وہ بھی خوار ہو جس نے جوانی میں ماں باپ کا بڑھاپا پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنتی نہ ہوا۔ بڑھاپے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ بڑھاپے میں اولاد کی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت کی دعا اولاد کا بیڑا پار کر دیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ تینوں چیزیں مسلمانوں کے لیے مفید ہیں، کافر کسی نیکی سے جنتی نہیں ہوسکتا، ہاں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسے ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور بعض کی برکت سے اس کا عذاب ہلکا ہوجاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۱۵۳)

(22) شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، فصل فی صلۃ الرحم، الحدیث: ۷۹۲۹، ج۶، ص ۲۱۰۔

یہی ہے۔(23)

حدیث ۲۳: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: رحم (رشتہ) رحمن سے مشتق ہے، اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو تجھے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔(24)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا، اللہ (عزوجل) اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا، اللہ (عزوجل) اسے کاٹے گا۔(25)

---

(23) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من وصل وصلہ اللہ، الحدیث: ۵۹۸۷، ج ۴، ص ۹۷.

(24) المرجع السابق، الحدیث: ۵۹۸۸، ج ۴، ص ۹۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی معبود حقیقی ہوں، سب سے غنی ہوں، سب کا داتا ہوں۔

۲۔ رحم سے مراد یا تو رحمی رشتے اور قرابت داریاں ہیں یا خاص رحم ہے یعنی بچہ دانی جو عورت کے پیٹ میں ہے کہ یہ تمام نسبی رشتوں کا ذریعہ ہے۔

۳۔ یعنی اپنے نام سے اس کا نام بنایا یہاں اشتقاق صرفی مراد نہیں کہ اس قاعدہ سے تو لفظ رحمن بنا ہے رحم سے۔

۴۔ یعنی جو رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا میں اسے اپنے سے ملالوں گا اور اپنی رحمت تک پہنچادوں گا اور جو ان کے حقوق ادا نہ کرے گا یا ان پر ظلم کرے گا میں اسے اپنی رحمت سے دور کردوں گا جو مجھ سے ملنا چاہے وہ اپنے عزیزوں کے حق ادا کرے گا یا ان پر ظلم کرے گا میں اسے اپنی رحمت سے دور کردوں گا جو مجھ سے ملنا چاہے وہ اپنے عزیزوں کے حق ادا کرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۷۶۰)

(25) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب صلۃ الرحم... إلخ، الحدیث: ۱۷۔(۲۵۵۵)، ص ۱۳۸۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس عبارت کے معنی پہلے بیان ہوچکے کہ جو رشتہ داروں کا حق ادا کرے گا اللہ سے قرب پائے گا اور جو ادا نہ کرے گا یا ان پر ظلم کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوجاوے گا۔ اس میں گفتگو ہے کہ رشتہ داروں کی حد کہاں تک ہے جس کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ جن سے نکاح حرام ہے وہ ذی رحم ہیں لہذا چچازاد خالہ زاد ذی رحم نہیں، بعض نے فرمایا کہ جن دو کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے وہ ذی رحم ہے، بعض کے نزدیک جن کو میراث پہنچ سکے وہ ذی رحم ہے لہذا والدین، اولاد، بھائی، بہن چچا ماموں ان کی اولاد سب ذی رحم ہیں یہ ہی قول قوی ہے۔(مرقات) رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ"۔ یہ گفتگو ذی رحم کے ←

حدیث ۲۵: ابوداود نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا: میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں، رحم (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا، لہٰذا جو اسے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔(26)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (یعنی عمر) میں تاخیر کی جائے، تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔(27)

حدیث ۲۷: ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

متعلق ہے ان کے علاوہ دوسرے قرابت دار جیسے ساس، سالا، رضاعی ماں رضاعی بھائی یعنی ان کے ساتھ بھی سلوک کرے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ اور جناب ثوبیہ کے عزیزوں سے سلوک کیے۔

۲۔ قاطع سے مراد یا تو ڈاکو ہے یعنی قاطع طریق (راہ مار) یا قاطع رحم یعنی رحم یعنی حقوق ادا نہ کرنے والا دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں اس لیے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی یعنی یہ لوگ اولاً جنت میں نہ جائیں گے پہلے سزا پائیں گے پھر جائیں گے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۲ ۷)

(26) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء في قطیعۃ الرحم، الحدیث: ۱۹۱۴، ج ۳، ص ۳۶۳.
وسنن أبي داود، کتاب الزکاۃ، باب في صلۃ الرحم، الحدیث: ۱۶۹۴، ج ۲، ص ۱۸۴.

(27) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب صلۃ الرحم... إلخ، الحدیث: ۲۱ ـ (۲۵۵۷)، ص ۱۳۸۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ نساء کہتے ہیں دیر لگانے کو اس لیے ادھار کو نسیہ کہا جاتا ہے کہ وہاں مال دیر سے ملتا ہے۔ اثر کہتے ہیں نشان قدم کو، مرنے سے نشان قدم جاتے رہتے ہیں کہ پھر انسان چلتا پھرتا نہیں، پھر زندگی کو اثر کہنے لگے کہ زندگی میں نشان قدم زمین میں پڑتے ہیں۔ موت میں دیر لگانے سے مراد ہے عمر دراز دینا یعنی جو رزق میں برکت عمر میں درازی چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ خیال رہے کہ تقدیر تین قسم کی ہے: مبرم، معلق، مشابہ مبرم، تقدیر مبرم میں کمی وبیشی ناممکن ہے مگر باقی دو تقدیروں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ دعا نیک اعمال سے عمر بڑھ جانے اور بددعا بدعمل سے عمر گھٹ جانے کا یہ ہی مقصد ہے کہ آخری دو قسم کی عمریں گھٹ بڑھ جاتی ہیں۔ ہم یہ مسئلہ باب القدر میں بیان کر چکے ہیں اور تفسیر نعیمی کے پہلے پارہ میں بھی عرض کر چکے ہیں۔ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داود علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ سال کے سو ۱۰۰ برس ہوگئی، حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا سے وفات یافتہ لوگ جی جاتے تھے اور زندہ رہتے تھے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۴۸)

فرمایا کہ تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بر۔(28) یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے اور رزق سے ثواب اُخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دُنیوی رزق سے بھی محروم ہوجائے۔

حدیث ۲۸: حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: اپنے نسب پہچانو تا کہ صلہ رحم کرو، کیونکہ اگر رشتہ کو کاٹا جائے تو اگرچہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دور ہو۔(29)

---

(28) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۲۲، ج۴، ص۳۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔آپ کے حالات پہلے بیان ہوچکے کہ آپ ثوبان ابن بجدد ہیں، کنیت ابوعبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے، حضور کی وفات کے بعد شام چلے گئے، پہلے رملہ میں پھر حمص میں قیام رہا وہاں ہی ۵۴ھ میں وفات پائی۔

۲۔تقدیر معلق ہے اور دعا سے مراد دعائے مقبول ہے خواہ اپنی دعا ہو یا کسی بزرگ کی، تقدیر مبرم کسی طرح بھی نہیں بدل سکتی۔(مرقات و اشعہ) تقدیر معلق کہتے ہیں اسے ہی جو شرائط وقیود پر موقوف رکھی گئی کہ فرشتوں سے فرمایا گیا ہو کہ فلاں شخص اگر یہ کرے گا تو اس کا یہ یہ ہوگا علم الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

۳۔یعنی اپنے ماں باپ اور قرابت دار عزیزوں سے اچھا سلوک کرنا عمر بڑھا دیتا ہے اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی تقدیر بدلنے کے متعلق عرض کیا گیا کہ انسان کی عمر دو قسم کی ہے: عمر مبرم یعنی علم الٰہی اور اس کا قطعی فیصلہ اس میں زیادتی کی ناممکن ہے، دوسری عمر معلق جہاں فرشتوں اولیاء اللہ کو اطلاع یوں دی گئی ہو کہ اگر یہ فلاں نیکی کرے تو اس کی عمر اتنی ہوگی اگر گناہ کرے تو اس سے کم جب یہ بندہ نیکی کرلیتا ہے تو اسے وہ ہی زیادہ عمر مل جاتی ہے جو نیکی پر معلق تھی۔

۴۔اس فرمان کے چند معنی ہیں: ایک یہ کہ گناہوں سے رزق آخرت یعنی ثواب اعمال گھٹ جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مؤمن کا گناہوں کی وجہ سے رزق روحانی یعنی اخلاص، اطمینان قلب، دل کا چین وسکون، رغبت الی اللہ گھٹ جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ مؤمن اپنے گناہوں کی وجہ سے تنگی رزق، یا بلاؤں میں گرفتار ہوجاتا ہے تاکہ ان کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کرکے پاک وصاف ہوکر دنیا سے جائے لہٰذا اس فرمان پر یہ اعتراض نہیں کہ اکثر متقی پرہیزگار لوگ مفلوک الحال ہوتے ہیں اور فاسق وبدکار بڑے مالدار۔(مرقات، اشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۵۷)

(29) المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب ان اللہ لیعمر بالقوم الزمان بصلتھم لارحامھم، الحدیث: ۷۳۶۵، ج۵، ص۲۲۳.

حدیث ۲۹: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنے نسب کو اتنا سیکھو جس سے صلہ رحم کرسکو، کیونکہ صلہ رحم اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس سے مال میں زیادتی اور اثر (یعنی عمر) میں تاخیر ہوگی۔ (30)

حدیث ۳۰: حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔ (31)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (32)

حدیث ۳۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن ابی اوفیا رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے، اس پر رحمت الٰہی نہیں اُترتی۔ (33)

حدیث ۳۳: ترمذی و ابوداود نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دے دی جائے اور اس کے لیے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے، وہ بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں۔ (34) اور بیہقی کی روایت شعب الایمان میں انھیں سے یوں ہے کہ جتنے گناہ ہیں

---

(30) سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في تعلیم النسب، الحدیث: ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۳۹۴.

(31) المستدرک، کتاب البر والصلة، باب من سره أن یدفع عنه میتة السوء... إلخ، الحدیث: ۷۳۶۲، ج ۵، ص ۲۲۲.

(32) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحدیث: ۱۸۔(۲۵۵۶)، ص ۱۳۸۳.

(33) شعب الایمان، باب في صلة الارحام، الحدیث: ۷۹۶۲، ج ٦، ص ۲۲۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جس قوم میں ایک شخص اپنے عزیزوں کی حق تلفی کرتا ہو اور دوسرے لوگ اس کے اسی گناہ پر مدد کرتے ہوں یا باوجود قدرت کے اسے اس ظلم سے نہ روکتے ہوں تو وہ سب لوگ رحمت سے محروم ہیں گناہ کرنا بھی گناہ ہے باوجود قدرت کے گناہ سے نہ روکنا بھی گناہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس ایک کی شامت سے یہ سب لوگ رب کی رحمت سے محروم ہوجاتے ہیں لہذا مطلب واضح ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ٦، ص ۶۱۷)

(34) سنن الترمذي، کتاب صفة القیامة، باب: ۱۲۲، الحدیث: ۲۵۱۹، ج ۴، ص ۲۲۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی تمام گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی کیونکہ دنیا دار العمل ہے آخرت دار الجزاء مگر دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں بھی ←

ان میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے، کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔(35)

حدیث ۳۴: صحیح بخاری میں ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اُس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ ادھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔(36)

حدیث ۳۵: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہٖ وسلَّم) میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انھیں ملاتا ہوں اور وہ کاٹتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ پھنکاتے ہو اور ہمیشہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار رہے گا، جب تک تمھاری یہی حالت رہے۔(37)

مل جاتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی: ایک بغی، دوسرا رشتہ داروں کا حق ادا نہ کرنا ان کی حق تلفی۔ بغی کے معنی ظلم بھی ہیں، بادشاہ اسلام پر بغاوت کرنا بھی، تکبر وغرور کرنا بھی یہاں تینوں معنی کا احتمال ہے۔ (مرقات) دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ کو ستانے والا دنیا میں بھی چین سے نہیں رہتا در بدر پھنکارا پھرتا ہے، ماں باپ کا خدمتگار دنیا میں عیش، چین، عزت پاتا ہے یہ میرا خود اپنا تجربہ ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ عزیزوں کی حق تلفی خیانت اور جھوٹ اس لائق ہیں کہ ان کی سزا دونوں جہان میں ملے، رشتے داروں کی خدمت میں وہ نیکی ہے جس کی جزا دونوں جہان میں ملتی ہے حتی کہ بعض لوگ فاسق فاجر ہوتے ہیں مگر رشتہ داروں سے سلوک کی وجہ سے ان کی مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے۔ (مرقات) یہ بھی تجربہ ہے بعض فساق ماں باپ کی خدمت کی برکت سے بہت پھلتے پھولتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۶۲)

(35) شعب الایمان، باب في برالوالدین، فصل في عقوق الوالدین وما جاء فیہ، الحدیث: ۷۸۸۹، ج۶، ص ۱۹۷۔

(36) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافیٔ، الحدیث: ۵۹۹۱، ج ۴، ص ۹۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو شخص اپنے عزیزوں سے سلوک کرے مگر بدلہ میں کہ وہ کچھ کریں تو اس کی عوض یہ بھی کرے وہ ناقص ہے، کامل رشتے جوڑنے والا وہ ہے جو اپنے عزیزوں کی برائی کا بدلہ بھلائی سے کرے کہ وہ اس پر زیادتی کریں تو یہ سلوک کرے، اس کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف ہے۔ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے ظلم سہہ کر ان کی پرورش فرمائی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ"۔ غرضیکہ یہ حدیث کمال اخلاق کی تعلیم دے رہی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۵۵۳)

(37) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ... إلخ، باب صلۃ الرحم ... إلخ، الحدیث: ۲۲۔ (۲۵۵۸)، ص ۱۳۸۴۔

حدیث ۳۶: حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی ملاقات کو گیا۔ میں نے جلدی سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کا دستِ مبارک پکڑ لیا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: اے عقبہ! دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ، جو تمھیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کردو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو، وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔(38)

مسائل فقہیہ

صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے، جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔ بعض علما نے فرمایا: وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد ذو رحم ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔

اور ظاہر یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذو رحم محرم کا، ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب۔(1)

مسئلہ ۱: صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو ہدیہ وتحفہ دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمھاری اِعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا، انھیں سلام کرنا، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آنا۔(2)

مسئلہ ۲: اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے، ان سے خط وکتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اِضافہ ہوگا۔(3)

مسئلہ ۳: یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا، خط لکھنا کافی نہیں ہے۔ یوہیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے، باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں، بعض علما نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ۔ (یعنی آدمی کا چچا باپ کی مثل ہوتا ہے) سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے ان کے علاوہ اوروں کے پاس

---

(1) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸۔

(2) دررالحکام، کتاب الکراھیۃ، الجزء الاول، ص۳۲۳۔

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸۔

خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے۔(4)

مسئلہ ۴: رشتہ داروں سے ناغہ دے کر ملتا رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے وعلٰی ہذا القیاس کہ اس سے محبت و اُلفت زیادہ ہوتی ہے، بلکہ اَقربا سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینہ میں ایک بار اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیے۔ جب حق ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہارِ حق میں سب متحد ہو کر کام کریں، جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے، اس کو رد کر دینا قطع رحم ہے۔(5)

مسئلہ ۵: صلہ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مکافاۃ یعنی ادلا بدلا کرنا ہے کہ اس نے تمھارے پاس چیز بھیج دی تم نے اس کے پاس بھیج دی، وہ تمھارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً صلہ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔(6)

مسئلہ ۶: حدیث میں آیا ہے کہ صلہ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ بعض علما نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قضا معلق مراد ہے کیونکہ قضا مبرم ٹل نہیں سکتی۔

﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾﴾(7)

اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔(8)

❀❀❀❀❀

---

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۶۷۸۔

(5) درر الحکام، کتاب الکراھیۃ، الجزء الاول، ص۳۲۳۔

(6) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸۔

(7) پ۱۱، یونس:۴۹۔
ترجمہ کنزالایمان جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

(8) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸۔

اولاد پر شفقت اور یتامیٰ پر رحمت

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی، کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انھیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔(1)

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ...إلخ، الحدیث: ۵۹۹۸، ج ۴، ص ۱۰۰۔

یتیم کی کفالت اور اس پر خرچ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

ترجمہ کنزالایمان: ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں (کو)۔(پ 2، البقرۃ: 177)

سورہ بقرہ میں ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿215﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔(پ 2، البقرۃ: 215)

اور فرماتا ہے:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿8﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿9﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔(پ 29، الدھر: 8-9)

←

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: ایک عورت اپنی دولڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے، میں نے یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔ (2)

یتیم کا مال کھانا

یتیم کا مال کھانا بہت سخت حرام اور گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے اس کی قباحت کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (بھڑکتی آگ) میں جائیں گے (پ4، النساء:10)

اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔ (پ4، النساء:2)

(2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ... الخ، باب فضل الاحسان إلی البنات، الحدیث: ۱۴۷۔ (۲۶۲۹)، ص ۱۴۱۴۔

دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہونے کی صورت میں صبر کرتے ہوئے ان کی پرورش کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ جب تک اس کے پاس رہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے تو یہ بیٹیاں اسے جنت میں داخل کروا دیں گی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالد... الخ، رقم ۳۶۷۰، ج ۴، ص ۱۸۹)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے دو بچیوں کے بالغ ہونے تک ان کی پرورش کی تو میں اور وہ شخص قیامت کے دن اس طرح آئیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر دکھائیں۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... الخ باب فضل الاحسان،، الخ، رقم ۲۶۳۱، ص ۱۴۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے دو بچیوں کی پرورش کی میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ (جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ، رقم ۱۹۲۱، ج ۳، ص ۳۶۷) ←

حدیث ۳: امام احمد ومسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: ایک مسکین عورت دولڑکیوں کو

اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے دو یا تین بچیوں کی شادی ہوجانے یا مرجانے تک ان کی پرورش کی تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور بیچ والی انگلی ملا کر اشارہ کیا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النفقۃ، رقم ۲۴، ج ۳، ص ۴۵)

حضرتِ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں پھر وہ ان کی شادی ہوجانے یا مرجانے تک ان پر خرچ کرتا رہے تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ ہوجائیں گی۔ ایک عورت نے عرض کیا، اور جس کی دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا اور جس کی دو بیٹیاں ہوں (اسکے لئے بھی یہی فضیلت ہے)۔ (المعجم الکبیر، رقم ۱۰۲، ج ۱۸، ص ۵۶)

حضرتِ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ انکی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات، رقم ۱۹۲۳، ج ۳، ص ۳۶۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ، رقم ۱۹۲۳، ج ۳، ص ۳۶۷)

ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ... الخ، رقم ۱۹۱۹، ج ۳، ص ۳۶۶)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے کسی یتیم کی پرورش کی خواہ وہ یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اپنی تین بیٹیوں کی پرورش میں کوشش کی وہ جنت میں ہوگا اور اس کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں دن میں روزہ رکھنے اور رات میں قیام کرنے والے مجاہد کا سا اجر ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب منہ: فی الاولاد... الخ، رقم ۱۳۴۹۳، ج ۸، ص ۲۸۸)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنی دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتہ دار بچیوں پر ان دونوں کے اللہ کے فضل سے غنی ہونے تک صبر کرتے ہوئے خرچ کیا تو وہ اس کیلئے ←

لے کر میرے پاس آئی، میں نے اسے تین کھجوریں دیں، ایک ایک لڑکیوں کو دے دی اور ایک کو مونھ تک کھانے کے لیے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی، اس نے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی۔ جب یہ واقعہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو سنایا ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور جہنم سے آزاد کر دیا۔ (3)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جس کی عیال (پرورش) میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔ (4)

حدیث ۵: شرح سنہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور جنت واجب کر دے گا مگر جبکہ ایسا

آگ سے پردہ ہو جائیں گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ام سلمۃ، رقم ۲۶۵۷۸، ج۱۰، ص۱۷۹)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا، اور اگر دو بیٹیاں ہوں تب بھی۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خیال ہے کہ اگر ایک بچی کے بارے میں پوچھا جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ضرور اسکی تائید فرماتے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، اور انکی شادی کرائے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب منہ: فی الاولاد... الخ، ۱۳۴۹۱، ج۸، ص۲۸۷)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس کی ایک بچی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ ہی اسے حقیر جانے، اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیما، رقم ۵۱۴۶، ج۴، ص۴۳۵)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس کی تین بیٹیاں ہوں اور انکی پرورش کی وجہ سے پہنچنے والی سختی، تنگ دستی اور خوشحالی پر صبر کرے اللہ عزوجل اسے ان بچیوں پر شفقت کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اور جس کی دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا، اور جس کی دو بیٹیاں ہوں اسے بھی۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اور جس کی ایک بیٹی ہو؟ فرمایا، اور جس کی ایک بیٹی ہو اسے بھی۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، رقم ۸۴۴۳، ج۳، ص۲۳۴)

(3) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... الخ، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ۱۴۸۔ (۲۶۳۰)، ص۱۴۱۵۔

(4) المرجع السابق، الحدیث: ۱۴۹۔ (۲۶۳۱)، ص۱۴۱۵۔

گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے، ان کو ادب سکھائے، ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی انھیں بے نیاز کردے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے)، اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔ کسی نے کہا، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم) یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہو جائے)، فرمایا: دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم) ایک کو بھی فرمادیتے۔ اور جس کی کَرِیْمَتَین کو اللہ (عزوجل) نے دور کردیا، اس کے لیے جنت واجب ہے۔ دریافت کیا گیا کَرِیْمَتَین کیا ہیں؟ فرمایا: آنکھیں۔(5)

حدیث ۶: ابو داود نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں، دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔(6) یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہوگئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی، یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں۔ (یعنی بڑے ہو جائیں یا مرجائیں۔)

حدیث ۷: امام احمد وحاکم وابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے، وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے، جو تمھاری طرف واپس ہوئی (یعنی اس کا شوہر مرگیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمھارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔(7)

حدیث ۸: ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد ذکور کو اس پر ترجیح نہ دے، اللہ تعالٰی اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔(8)

حدیث ۹: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے، وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(9)

---

(5) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب کافل الیتیم، الحدیث: ۳۳۵۱، ج ۶، ص ۴۵۲.
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الحدیث: ۴۹۷۵، ج ۳، ص ۶۹.

(6) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في فضل من عال یتامی، الحدیث: ۵۱۴۹، ج ۴، ص ۴۳۵.

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالد... إلخ، الحدیث: ۳۶۶۷، ج ۴، ص ۱۸۸.

(8) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في فضل من عال یتامی، الحدیث: ۵۱۴۶، ج ۴، ص ۴۳۵.

(9) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في أدب الولد، الحدیث: ۱۹۵۸، ج ۳، ص ۳۸۲.

حدیث ۱۰: ترمذی و بیہقی نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔(10)

حدیث ۱۱: ترمذی و حاکم نے عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں، کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔(11)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنی اولاد کا اِکرام کرو اور انھیں اچھے آداب سکھاؤ۔(12)

حدیث ۱۳: ابن النجار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔(13)

حدیث ۱۴: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنی اولاد کو برابر دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔(14)

حدیث ۱۵: طبرانی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمھارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔(15)

حدیث ۱۶: ابن النجار نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔(16)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا، میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور

---

(10) المرجع السابق، الحدیث: ۱۹۵۹، ج ۳، ص ۳۸۳۔

(11) المستدرک للحاکم، کتاب الادب، باب فضل تادیب الاولاد، الحدیث: ۷۷۵۳، ج ۵، ص ۳۷۳۔

(12) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالد۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۳۶۷۱، ج ۴، ص ۱۸۹۔

(13) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۵۳۳۶، ج ۱۶، ص ۱۸۴۔

(14) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۹۹۷، ج ۱۱، ص ۲۸۰۔

(15) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۵۳۳۹، ج ۱۶، ص ۱۸۴۔

(16) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۵۳۴۲، ج ۱۶، ص ۱۸۵۔

(صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔(17)

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا وہ گھر ہے، جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔(18)

حدیث ۱۹: امام احمد و ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ (عزوجل) کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا، ہر بال کے مقابل میں اس کے لیے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔(19)

حدیث ۲۰: امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے اپنی دل کی سختی کی

---

(17) صحیح البخاري، کتاب الطلاق، باب اللعان۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۵۳۰۴، ج ۳، ص ۴۹۷۔

صحیح مسلم، کتاب الزھد۔۔۔ إلخ، باب فضل الاحسان إلی الارملۃ۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۴۲۔(۲۹۸۳) ص ۱۵۹۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے۔ (مرقات) جانوروں میں یتیم وہ چھوٹا بچہ جس کی ماں مرگئی ہو اور موتی وہ یتیم کہلاتا ہے جو اپنی سیپ میں اکیلا ہو یہاں انسان یتیم مراد ہے لڑکا یا لڑکی۔

۲۔ یعنی وہ یتیم خواہ اپنا پوتا نواسا بھتیجا بھانجا ہو یا کوئی غیر کا بچہ جس سے یہ رشتہ داریاں نہ ہوں۔

۳۔ یعنی جیسے ان دونوں انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اس میں کوئی فاصلہ اور دوری نہ ہوگی اس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۸۲)

(18) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث: ۳۶۷۹، ج ۴، ص ۱۹۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یتیم سے سلوک کی بہت صورتیں ہیں: اس کی پرورش، اس کے کھانے پینے کا انتظام، اس کی تعلیم و تربیت، اسے دین دار نمازی بنانا سب ہی اس میں داخل ہے۔ غرضکہ جو سلوک اپنے بچے سے کیا جاتا ہے وہ یتیم سے کیا جاوے یہ کلمہ بہت ہی جامع ہے۔

۲۔ برے سلوک میں مذکورہ چیزوں کی مقابل تمام چیزیں داخل ہیں، یتیم بچہ کو تعلیم تربیت کے لیے طمانچہ وغیرہ مارنا ظلم نہیں بلکہ اس کی اصلاح ہے۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۸۳)

(19) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي أمامۃ الباھلي، الحدیث: ۲۲۲۱۵، ۲۲۳۴۷، ج ۸، ص ۲۷۲، ۳۰۰۔

شکایت کی۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔(20)

حدیث ۲۱: طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ لڑکا یتیم ہوتو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہوتو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔(21)

❁❁❁❁❁

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ہاتھ پھیرنا محبت کے ساتھ ہو یا اس سے مراد ہے مطلقاً معمولی سی مہربانی حقیری سی محبت مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں،یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بھی عبادت ہے۔

۲۔حدیث بالکل ظاہر معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی جو شخص اپنے عزیز یا اجنبی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے محبت وشفقت کا یہ محبت صرف اللہ رسول کی رضا کے لیے ہوتو ہر بال کے عوض اسے نیکی ملے گی۔یہ ثواب تو خالی ہاتھ پھیرنے کا ہے جو اس پر مال خرچ کرے،اس کی خدمت کرے،اسے تعلیم وتربیت دے سوچ لو کہ اس کا ثواب کتنا ہوگا۔

۳۔یعنی وہ جنت میں میرا ساتھی یا پڑوسی ہوگا جیسے بادشاہ کے خدام بادشاہ کی کوٹھی میں ہی رہتے ہیں مگر خادم ہوکر ایسے ہی وہ بھی میرے ساتھ رہے گا مگر میرا امتی غلام ہوکر۔یہاں بھی احسن مطلق ہے یتیم بچہ سے کسی قسم کا سلوک ہو ثواب کا باعث ہے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یتیم تھے اس لیے یتیم کی خدمت بڑی ہی اعلٰی ہے۔مصرع! یتیم ہو کے یتیموں کو پالنے والے۔دو انگلیوں سے مراد کلمہ کی اور بیچ کی انگلی مراد ہے جن میں فاصلہ بالکل نہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص ۸۰۴)

(20) المسند للامام أحمد بن حنبل،مسند أبي هريرة،الحديث:۹۰۲۸،ج۳،ص۳۳۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔سبحان اللہ! عجیب علاج ہے یتیموں مسکینوں پر مہربانی اللہ تعالٰی کی رحمت کا ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمت سے دل نرم ہوتا ہے،رب فرماتا ہے:"اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ"۔نرمی قلب اللہ کی بڑی رحمت ہے علاج بالضد ہوتا ہے تکبر کا علاج تواضع ہے،بخل کا علاج سخاوت سے ہوتا ہے ایسے ہی سختی دل کا علاج غریبوں یتیموں پر رحم سے ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۵۱۸)

(21) المعجم الاوسط،باب الالف،الحديث:۱۲۷۹،ج۱،ص۳۵۱.

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾﴾(1)

اور اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے، بے شک اللہ (عزوجل) کو خوش نہیں آتا کوئی اِترانے والا، بڑائی مارنے والا۔

❀❀❀❀❀

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی، کون یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) فرمایا: وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (1) یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: وہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔ (2)

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب اثم من لا أمن جارہ بوائقہ، الحدیث: ۶۰۱۶، ج۴، ص ۱۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تین بار فرمانا تاکید کے لیے ہے، لایؤمن میں کمال ایمان کی نفی ہے یعنی مؤمن کامل نہیں ہوسکتا نہیں ہوسکتا نہیں ہوسکتا۔

۲۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت پہلے ہی نہ فرمادی بلکہ سائل کے پوچھنے پر بتایا تاکہ سننے والوں کے دل میں یہ بات بیٹھ جاوے جو بات انتظار اور پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہو وہ بہت دلنشین ہوتی ہے اگرچہ ہر مسلمان کو اپنی شر سے بچانا ضروری ہے مگر پڑوسی کو بچانا نہایت ہی ضروری کہ اس سے ہر وقت کام رہتا ہے وہ ہمارے اچھے اخلاق کا زیادہ مستحق ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ"۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۷۹۲)

(2) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تحریم إیذاء الجار، الحدیث: ۷۳۔ (۴۶)، ص ۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی صالحین اور نجات پانے والوں کے ساتھ وہ جنت میں نہ جاوے گا اگرچہ سزا پاکر بہت عرصہ کے بعد وہاں پہنچ جاوے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ "من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ"۔

۲۔ افسوس کہ یہ سبق آج بہت سے مسلمان بھول گئے اب تو ان کے تیر کا پہلا شکار ان کا پڑوسی ہی ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۷۹۳)

ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔(3)

حدیث ۴: ترمذی و دارمی وحاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے، جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ (عزوجل) کے نزدیک وہ بہتر ہے، جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔(4)

حدیث ۵: حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کا اِکرام کرے۔(5)

---

(3) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب الوصاۃ بالجار، الحدیث: ۶۰۱۴، ج ۴، ص ۱۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔یہاں وصیت سے مراد اصطلاحی وصیت نہیں بلکہ تاکیدی حکم مراد ہے اور حکم رب کا حکم الحاکمین کا نہ کہ حضرت جبریل کا، کہ حضرت جبریل حضور کے حاکم نہیں حضور کے خادم ہیں رب کی طرف سے فرمان رساں فیضان رساں ہیں۔یوصینی سے مراد ہیں حضور کی امت کے لیے حضور کو حکم پہنچاتے رہے کہ آپ اپنی امت کو یہ حکم پہنچادو۔

۲۔یعنی مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو پڑوسی کی مالی میراث میں شریک کردیں گے کہ قرابت کی طرح یہ وصیت بھی میراث پانے کا ذریعہ ہوجاوے گی حضور کی میراث مراد نہیں کہ حضرات انبیاء کرام کی مالی میراث کسی کو نہیں ملتی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۹۴)

(4) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في حق الجوار، الحدیث: ۱۹۵۱، ج ۳، ص ۳۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔یہاں ساتھی سے مراد عام ساتھی ہیں مدرسہ کے ساتھی، سفر کے ساتھی، گھر کے ساتھی۔غرضکہ مسلمان کو چاہیے کہ ہر ساتھی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، ان کی خیر خواہی کرے، ان سے اچھا برتاوا کرنا، انہیں بری باتوں سے روکنا، اچھی راہ دکھانا سب ہی اس میں داخل ہے۔

۲۔عبادات کی درستی سے بھی زیادہ اہم ہے معاملات کی درستی، پڑوسی سے ہر وقت معاملہ رہتا ہے اس لیے اس سے اچھا برتاوا کرنا بہت ضروری ہے، اس کے بچوں کو اپنی اولاد سمجھے، اس کی عزت وذلت کو اپنی عزت وذلت سمجھے، پڑوسی اگر کافر بھی ہو تب بھی پڑوسی کے حقوق ادا کرے۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہودی پڑوسی سفر میں گیا اس کے بال بچے گھر رہ گئے رات کو یہودی کا بچہ روتا تھا آپ نے پوچھا کہ بچہ کیوں روتا ہے یہودن بولی گھر میں چراغ نہیں ہے بچہ اندھیرے میں گھبراتا ہے اس دن سے آپ روزانہ چراغ میں خوب تیل بھر کر روشن کرکے یہودی کے گھر بھیج دیا کرتے تھے، جب یہودی لوٹا اس کی بیوی نے یہ واقعہ سنایا یہودی بولا کہ جس گھر میں بایزید کا چراغ آگیا وہاں اندھیرا کیوں رہے وہ سب مسلمان ہوگئے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۸۱)

(5) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب خیر الاصحاب عند اللہ...إلخ، الحدیث: ۷۳۸۰، ج ۵، ص ۲۲۸۔

←

حدیث ٦: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا؟ فرمایا: جب تم اپنے پروسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا ہے۔ (6)

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے وضو کا پانی لے کر مونھ وغیرہ پر مسح کرنا

حکیم الامت کے مدنی پھول

۴۔ یعنی اس کو تکلیف دینے کے لیے کوئی کام نہ کرے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے گیارہ حق ہیں: (۱) جب اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہو اس کی مدد کرو (۲) اگر معمولی قرض مانگے دے دو (۳) اگر وہ غریب ہو تو اس کا خیال رکھو (۴) وہ بیمار ہو تو مزاج پرسی بلکہ ضرورت ہو تیمارداری کرو (۵) مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ (۶) اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شرکت کرو (۷) اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو (۸) اپنا مکان اتنا اونچا نہ بناؤ کہ اس کی ہوا روک دو مگر اس کی اجازت سے (۹) گھر میں پھل فروٹ آئے تو اسے ہدیۃً بھیجتے رہو نہ بھیج سکو تو خفیہ رکھو اس پر ظاہر نہ ہونے دو، تمہارے بچے اس کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں (۱۰) اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف نہ دو (۱۱) اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اس کی بے پردگی ہو۔ قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے پڑوسی کے حقوق وہ ہی ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ رحم فرمائے۔ (مرقات) کہا جاتا ہے ہمسایا اور ماں جایا برابر ہونے چاہئیں۔ افسوس! مسلمان یہ باتیں بھول گئے۔ قرآن کریم میں پڑوسی کے حقوق کا ذکر فرمایا بہرحال پڑوسی کے حقوق بہت ہیں ان کے ادا کی توفیق رب تعالیٰ سے مانگئے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦، ص٩١)

(6) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الثناء الحسن، الحدیث: ۴۲۲۳، ج۴، ص۴۷۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مجھے تو اپنے سارے کام ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر واقعہ میں اچھے کام اور برے کام کی علامت کیا ہے، یہاں کام سے مراد معاملات ہیں۔ عقائد، عبادات میں کسی سے اچھا برا کہنے کا اعتبار نہیں۔

۲۔ یعنی معاملات میں اچھائی برائی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے سارے پڑوسی قدرتی طور پر تم کو اچھا کہیں یا برا کہیں قدرتی بات ہے کہ بعض بندوں کے لیے خود بخود منہ سے اچھائی نکلتی ہے حضور فرماتے ہیں انتم شھداء اللہ فی الارض۔ مسلمانوں کی زبان رب کا قلم ہے پڑوسی چونکہ ڈھکے حالات سے خبردار ہوتے ہیں اس لیے یہاں پڑوسیوں کی قید لگائی گئی ورنہ اپنے متعلق خود فیصلہ نہ کرو کہ ہم اچھے ہیں یا برے مخلوق کی زبان سے وہی نکلتا ہے جو رب نکلواتا ہے۔ آج بعض قبر والوں کو لوگ ولی اللہ کہہ رہے ہیں ان کے مزارات پر میلے لگے ہوتے ہیں حالانکہ کسی نے ان کو دیکھا بھی نہیں یہ ہے خلق کی زبان۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦، ص٨١٨)

شروع کردیا۔

حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا چیز تمھیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے؟ عرض کی، اللہ ورسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی محبت، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے محبت کرے یا اللہ ورسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اس سے محبت کریں، وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کردے اور جو اس کے جوار میں ہو، اس کے ساتھ احسان کرے۔(7)

حدیث ۸: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول

---

(7) شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ، الحدیث: ۱۵۳۳، ج ۲، ص ۲۰۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ تبرک کے لیے کیونکہ حضرات صحابہ کرام ہمیشہ حضور کے وضو کا پانی برکت کے لیے اپنے ہاتھوں اور منہ پر ملتے تھے کہ یہ غسالہ جسم اطہر سے مس ہوا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سونے کے بچھڑے میں زندگی پھونک دی تو جو پانی حضور کے عضو شریف سے مس ہوجائے اس کی تاثیر کا کیا پوچھنا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس پانی سے وہ پانی مراد ہے جو اعضاء شریف سے گرتا تھا غسالہ شریف اور ہوسکتا ہے کہ اس سے وضو کا بقیہ پانی مراد ہو پہلا احتمال قوی ہے دیکھو اشعہ۔ ہمارے وضو وغسل کا غسالہ استعمال کے لائق نہیں، حضور کا غسالہ طیب طاہر بلکہ پاک کرنے والا ہے کہ ہمارا غسالہ ہمارے گناہ دھوکر نکلتا ہے حضور کا غسالہ نور لے کر گرتا ہے۔

۲۔ حضور انور کا یہ سوال اگلے مضمون کی تمہید ہے ورنہ حضور انور کو تو ہر ایک دل کا ہر حال معلوم ہے۔ شعر

اے فروغت صبح آثار ودھور | چشم تو بینندہ مافی الصدور

۳۔ یعنی حضور ہمارے محبوب ہمارے دلوں کے چین ہیں جو پانی حضور کے عضو سے مس ہو وہ ہی ہم کو پیارا ہے اس لیے اسے چومتے ہیں۔

۴۔ یعنی ہمارے غسالہ کو تبرکاً استعمال کرنا ممنوع یا بے کار نہیں بیشک اس سے برکت حاصل ہوتی ہے مگر اللہ رسول کی محبت کے لیے صرف یہ عمل کافی نہیں کہ یہ کام نفس پر گراں و بھاری نہیں یہ کام تو منافقین بھی کرلیتے ہیں اللہ رسول کی محبت کے لیے ان کی اطاعت وفرمانبرداری بھی ضروری ہے کہ وہ ہی نفس پر گراں ہے۔

۵۔ چونکہ یہ تین کام درستی معاملات کی جڑ ہیں اس لیے ان کا ذکر فرمایا۔ جو مسلمان معاملات درست کرلے گا اسے عبادات درست کرنا آسان ہوگا اور معاملات میں زبان سچی ہر قسم کی امانت کی ادائیگی اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک بڑی ہی اہم چیزیں ہیں۔ کسی کو صرف اس کی عبادات اور کثرت نوافل سے نہ آزماؤ بلکہ معاملات سے آزماؤ، معاملات درست ہیں تو واقعی کامل ہے، آج بہت سے مسلمان ان ہی تین باتوں میں فیل ہوجاتے ہیں، نمازی حاجی بہت ہیں مگر سچے امتی تھوڑے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق الوعد امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے کفار عرب ان القاب سے حضور کو یاد کرتے تھے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۸۱۸)

اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا: مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔(8) یعنی مومن کامل نہیں۔

حدیث ۹: طبرانی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔(9)

حدیث ۱۰: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اے عائشہ! پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔(10)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ پڑوسی تمھاری دیوار پر کڑیاں رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کرو۔(11) یہ حکم دیانت کا ہے، قضاء اس کو منع کرسکتا ہے۔

حدیث ۱۲: امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، فرمایا: وہ جہنم میں ہے۔ انھوں نے کہا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) فلانی عورت کی نسبت زیادہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ وصدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل)، وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی، فرمایا: وہ جنت میں ہے۔(12)

---

(8) شعب الایمان، باب في الزکاۃ، فصل في کراھیۃ امساک الفضل... إلخ، الحدیث: ۳۳۸۹، ج۳، ص۲۲۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اگر اسے اپنے پڑوسی کی بھوک و محتاجی کی خبر ہو تب تو یہ بہت بے مروت ہے اور اگر خبر نہیں تو بہت لاپرواہ ہے۔ مؤمن کو چاہیے کہ اپنے عزیزوں قرابت داروں، پڑوسیوں محلہ والوں کے حالات کی خبر رکھے، اگر کسی کی حاجت مندی کا پتہ چلے تو ان کی حاجت روائی کو غنیمت جان کر کرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۲۱)

(9) المعجم الاوسط، باب الراء، الحدیث: ۳۵۹۱، ج۲، ص۳۷۹.

(10) الفردوس بمأثور الخطاب، الحدیث: ۸۲۳۰، ج۵، ص۲۲۷.

(11) صحیح البخاري، کتاب المظالم، باب لایمنع جار جارہ أن یغرز خشبۃ في جدارہ، الحدیث: ۲۴۶۳، ج۲، ص۱۳۲.

(12) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ھریرۃ، الحدیث: ۹۶۸۱، ج۳، ص۴۴۱.

وشعب الایمان، باب في إکرام الجار، الحدیث: ۹۵۴۵، ۹۵۴۶، ج۷، ص۷۸۔۷۹.

حدیث ۱۳: امام احمد وبیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے تمھارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی، اللہ تعالٰی دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے، لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اسے محبوب بنالیا، قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو۔(13) یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پروسی اس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو، اسی کی مثل حاکم نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث ۱۴: حاکم نے مستدرک میں نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ شاید کہنے والے نے اس بی بی کا نام لیا ہوگا مگر راوی کو یاد نہ رہا یا عمدًا نام نہ لیا تا کہ اس مؤمنہ کی رسوائی ہو۔ زبان کا ذکر اس لیے کیا اکثر لوگ دوسروں کو زبانی تکلیف دیتے ہیں لڑنا بھڑنا غیبت چغلی کرنا وغیرہ زبان کا زخم سنان یعنی بھالے کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے کہ یہ مرہم سے بھر جاتا ہے مگر وہ نہیں بھرتا۔ حضرت علی فرماتے ہیں:

جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللسان

کسی اردو شاعر نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

۲۔ یعنی یہ کام دوزخیوں کے ہیں اگر یہ عبادت گزار بی بی اپنی تیز زبان سے توبہ نہ کرے گی تو اولًا دوزخ میں جاوے گی، نوافل سے لوگوں کے حق معاف نہیں ہوتے، پھر سزا بھگت کر جنت میں جاوے گی لہذا یہ حدیث اس قانون کے خلاف نہیں کہ صحابہ تمام ہی عادل ہیں کوئی فاسق نہیں، بعض حضرات صحابہ سے گناہ ہوئے مگر وہ قائم نہ رہے توبہ کرکے دنیا سے گئے۔

۳۔ یعنی وہ نفلی نماز نفلی صدقے کم کرتی ہے فرضی نماز میں کمی مراد نہیں کہ یہ تو فسق ہے صحابہ کرام فسق سے محفوظ ہیں۔

۴۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بی بی صاحبہ مسکین غریب ہیں معمولی چیز یعنی کچھ پنیر ہی خیرات کرسکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفلی عبادات کی کمی مراد ہے کہ پنیر کے ٹکڑے قطرے زکوۃ وغیرہ میں خیرات نہیں کیے جاتے صرف نفلی صدقات میں دیے جاتے ہیں۔

۵۔ اس فرمان عالی سے ہم لوگوں کے کان کھل جانے چاہئیں ہم میں سے بہت لوگ اصول چھوڑ کر فضول میں کوشش کرتے ہیں فرائض کی پرواہ نہیں نوافل پر زور، معاملات خراب وظیفوں چلوں کا اہتمام، دوا کے ساتھ پرہیز ضروری ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج٦، ص٨٢٢)

(13) شعب الایمان، باب في قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۴، ج۴، ص۳۹۵۔ ۳۹۶۔

تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مرد مسلم کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے، کہ اس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔(14)

حدیث ۱۵: حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہو۔(15)

حدیث ۱۶: امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے، وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔(16)

حدیث ۱۷: بیہقی نے عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند ضعیف روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو اور جب قرض مانگے

---

(14) المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب ان اللہ لایعطی الایمان الامن یحب، الحدیث: ۷۳۸۶، ج۵، ص ۲۳۲.

(15) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب لایشبع الرجل دون جارہ، الحدیث: ۷۳۸۹، ج۵، ص ۲۳۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ پڑوسیوں کو ہدیہ دینا سنت ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔دوسرے یہ کہ اس کی علت پڑوسیت ہے جس قدر پڑوسیت قوی ہوگی اسی قدر ہدیہ کا استحقاق زیادہ ہوگا۔تیسرے یہ کہ پڑوس کا قرب دروازہ سے ہوتا ہے نہ چھت سے نہ دیوار سے۔اگر ایک شخص کے مکان کی دیوار اور چھت تو ہمارے مکان سے ملی ہو مگر دروازہ دور ہو اور دوسرے کی نہ چھت ملی ہو نہ دیوار مگر دروازہ قریب ہو تو زیادہ قریب یہ دوسرا ہی مانا جائے گا اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کیونکہ دروازہ کی وجہ سے ملاقات ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ زیادہ خلط ملط رہتا ہے اور ایک کو دوسرے کے درد وغم میں شرکت کا زیادہ موقع ملتا ہے۔یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے "وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ"۔حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ دور والے پڑوسی کو بالکل نہ دو مطلب یہ ہے کہ سب کو دو مگر قریب کو ترجیح دو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۱۶۲)

(16) المسند للامام أحمد بن حنبل حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۷۷، ج۶، ص ۱۳۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے پڑوسیوں کے جھگڑے چکائے جائیں گے پہلے ان کے فیصلے ہوں گے پھر دوسروں کے یہ اولیت اضافی ہے حقیقی نہیں، یعنی دوسرے جھگڑوں کے مقابلہ میں پڑوسیوں کے جھگڑے پہلے بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے۔خیال رہے کہ عبادات میں پہلے حساب نماز کا ہوگا، معاملات میں پہلے حساب خون ناحق کا ہوگا، اداء حقوق میں پہلے حساب پڑوسیوں کا ہوگا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۱۶۲)

قرض دواور جب محتاج ہوتو اسے دواور جب بیمار ہو عیادت کرواور جب اسے خیر پہنچے تو مبارک باد دواور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرواور مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو، کہ اس کی ہوا روک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو، مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دواور میوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمھارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پروسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔

تمھیں معلوم ہے کہ پروسی کا کیا حق ہے؟ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پوری طور پر پروسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں، وہی ہیں جن پر اللہ (عزوجل) کی مہربانی ہے۔ برابر پروسی کے متعلق حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پروسی کو وارث کردیں گے۔

پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ پروسی تین قسم کے ہیں، بعض کے تین حق ہیں، بعض کے دواور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پروسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو، اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پروسی مسلم کے دو حق ہیں، حق جوار اور حق اسلام اور پروسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔ (17)

❁❁❁❁❁

(17) شعب الایمان، باب فی اکرام الجار، الحدیث: ۹۵۶۰، ج ۷، ص ۸۳ ـ ۸۴.

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کر سکتے ہیں، جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوالے یا کوئی ایسی چیز نہ لگالے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کر سکتے، بلکہ ان کی مستورات کو یہ چاہیے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو۔(1)

مسئلہ ۲: اس کے مکان کی پچھیت (یعنی مکان کے پیچھے کی دیوار) دوسرے کے مکان میں ہے یہ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے، مالک مکان اپنے گھر میں جانے سے اسے روکتا ہے۔ اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک مکان سے کہا جائے گا کہ اسے مکان میں جانے کی اجازت دے، ورنہ وہ خود مٹی لگوادے، اس کے پیسے اس سے دلوادیے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس کی دیوار دوسرے کے مکان میں گر گئی ہے، وہاں سے مٹی اٹھانے کی ضرورت ہے، مالک مکان اس کو اجازت دیدے کہ یہ وہاں سے مٹی اٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اٹھائے۔(2)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب القضاء، مسائل شتی، ج۸، ص۱۷۲۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۴۔

مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ)(1)

نیکی اور پرہیز گاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم پر مدد نہ کرو۔

❁❁❁❁❁

(1) پ٦، المآئدۃ:٢.

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔(1)

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق مصدوق صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بد بخت سے۔(2)

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو، تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔(3)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ (قل ادعوا اللہ... الخ)، الحدیث: ۷۳۷۶، ج۴، ص۵۳۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ فرمان عالی یا بطور بد دعا ہے یا بطور خبر یعنی خدا اس پر رحم نہ کرے یا رحم نہ کرے گا، لوگوں پر رحمت اللہ تعالٰی کا خاص کرم ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۷۷)

(2) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۸۰۰۷، ج۳، ص۱۶۴.
وسنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، الحدیث: ۱۹۲۳، ج۳، ص۳۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں بھی رحمت میں بڑی گنجائش ہے اپنے پر رحم کرنا کہ گناہوں سے بچنا مسلمانوں پر رحم کرنا بلکہ کفار پر رحم کرنا کہ انہیں دعوت اسلام دینا بلکہ جانوروں پر رحم کرنا کہ ان کے دانہ پانی کا خیال رکھنا۔ مقصد یہ ہے کہ بد بخت کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل سخت ہوتا ہے اسے کسی پر رحم نہیں آتا لہذا نیک بخت کی علامت یہ ہے کہ وہ نرم دل ہوتا ہے سب پر رحم کرتا ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۸)

(3) سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة المسلمین، الحدیث: ۱۹۳۱، ج۳، ص۳۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ رحم و کرم والے بندے اللہ تعالٰی کی صفت و رحمت کے مظہر ہیں اللہ کے اخلاق سے موصوف ہیں، رحمت سے مراد ←

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے۔(4)

حدیث ۵: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: جوان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کریگا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کر دے گا، جو اس کا اکرام کرے۔(5)

عام رحمت ہے۔

۲۔ یعنی تم اللہ کی زمینی مخلوق پر رحم کرو انسانوں پر جانوروں پر تم پر وہ رحم کرے گا جس کی رحمت خاصہ جس کی سلطنت آسمانوں میں بھی ہے یعنی رب تعالیٰ یا اس سے مراد فرشتے ہیں یعنی فرشتے تمہاری حفاظت کریں گے تمہارے لیے دعاءِ مغفرت کریں گے۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۷۹۹)

(4) المرجع السابق، باب ما جاء في رحمۃ الصبیان، الحدیث: ۱۹۲۸، ۱۹۲۶، ج ۳، ص ۳۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہماری جماعت سے یا ہمارے طریقہ والوں سے یا ہمارے پیاروں سے نہیں یا ہم اس سے بیزار ہیں وہ ہمارے مقبول لوگوں میں سے نہیں، یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری امت یا ہماری ملت سے نہیں کیونکہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا ہاں جو حضرات انبیاء کرام کی توہین کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔

۲۔ یعنی اپنے سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اپنے سے بڑوں کا ادب نہ کرے، چھوٹائی بڑائی خواہ عمر کی ہو خواہ علم کی خواہ درجہ کی یہ فرمان بہت عام ہے۔ خیال رہے کہ صغیرنا اور کبیرنا فرما کر یہ بتایا کہ چھوٹے بڑے مسلمانوں کا ادب ان پر رحم چاہیے یہ قید بھی زیادتی اہتمام کے لیے ہے ورنہ کافر ماں باپ کا بھی مادری ادب کافر چھوٹے بھائی پر بھی قرابت داری کا رحم چاہیے جیسا کہ فقہاء کے فرامین اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے یوں ہی ان کے حقوق قرابت ادا کرے۔(اشعہ)

۳۔ ہر شخص اپنی طاقت اور اپنے علم کے مطابق دینی احکام لوگوں میں جاری کرے یہ صرف علماء کا ہی فرض نہیں سب پر لازم ہے۔ حاکم ہاتھ سے برائیاں روکے، عالم عام زبانی تبلیغ سے یہ فرض انجام دے فی زمانہ اس سے بہت غفلت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۰۰)

(5) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء في إجلال الکبیر، الحدیث: ۲۰۲۹، ج ۳، ص ۴۱۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو شخص بوڑھے مسلمان کا صرف اس لیے احترام کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے، اس کی عبادات مجھ سے زیادہ ہیں، یہ مجھ سے پرانے اسلام والا ہے تو ان شاء اللہ دنیا میں وہ دیکھ لے گا کہ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگ اس کا احترام کریں گے۔ اس وعدے میں ←

حدیث ۶: ابو داود نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور اس حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو، نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جفا یہ ہے کہ اُس سے اعراض کرے، نہ قرآن کی تلاوت کرے، نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔(6)

حدیث ۷: امام احمد و بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ مومن اُلفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ اُلفت کرے، نہ اس سے اُلفت کی

فرمایا گیا کہ ایسا آدمی دراز عمر بھی پائے گا دنیا میں مال، عیش، عزت بھی اسے ملے گی آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے۔خود اس حدیث کے راوی حضرت انس نے حضور کی دس سال خدمت کی دیکھ لو کہ ان کی عمر ایک سو تین سال ہوئی ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد ایک سو ہوئی یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کیں، جہاں پہنچ جاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔(مرقات) یہ ہے اس حدیث کا ظہور اور اس وعدہ نبوی کی جیتی جاگتی تصویر و تفسیر۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۰۱)

(6) سنن ابي داود، كتاب الادب، باب في تنزيل الناس منازلهم، الحديث: ۴۸۴۳، ج۴، ص۳۴۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سفید ڈاڑھی والے مسلمان کا احترام، خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ کریم اس سے شرم فرماتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرے تو بندہ اس کا احترام کیوں نہ کرے۔حامل قرآن میں حافظ، عالم دین، قاری، مفسر، ہمیشہ تلاوت کرنے والا سب ہی داخل ہیں سب کا احترام چاہیے۔(مرقات)

۲۔ یعنی وہ حامل قرآن وہ عالم و حافظ قابلِ تعظیم ہیں جو بدمذہب بیدین نہ ہو جو قرآن کو لوگوں کے گمراہ کرنے کا ذریعہ بنائیں اس کی غلط تاویلیں کریں، اس میں خیانتیں کریں، اس کے ذریعہ مسلمانوں میں فتنہ فساد پھیلائیں ان پر تو خدا تعالیٰ کی بھی پھٹکار ہے بندوں کی بھی۔(مرقات) شعر

حافظا میخور و رندی کن وخوش باش و لے ۔۔۔ دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر ۔۔۔ تاویل سے کر سکتے ہیں قرآن پاژند

۳۔ منصف حاکم عدل والا بادشاہ اللہ کی رحمت ہے جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پاتی ہے وہ رعایا کے لیے مثل مہربان والد کے ہے۔ اس لیے اس کا احترام ضروری ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۰۲)

جائے۔(7)

حدیث ۸: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کردے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا اور جس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا، اللہ (عزوجل) اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔(8)

(7) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۲۰۹، ج ۳، ص ۳۶۲۔ ۳۶۳۔

وشعب الایمان، باب في حسن الخلق، فصل في لين الجانب...إلخ، الحديث: ۸۱۱۹، ج ۶، ص ۲۷۰۔ ۲۷۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ مألف مصدر میمی ہے بمعنی اسم فاعل یعنی الفت والا کہ اسے اللہ تعالٰی اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی امت سے الفت ہوتی ہے اور امت کو اسی سے الفت ہوتی ہے اس کی طرف دل خود بخود کھنچتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مألف اسم ظرف ہو یعنی مؤمن الفت کی جگہ ہوتا ہے اس میں لوگوں کی الفتیں جمع ہوتی ہیں۔

۲؎ یعنی مسلمانوں سے وہ متنفر ہو اور مسلمان اس سے متنفر ہوں ایسا شخص نورِ ایمانی سے محروم ہے۔ خیال رہے کہ مسلمانوں سے الفت رکھنا کچھ اور ہے لوگوں کی شر سے بچنے کے لیے علیحدہ رہنا کچھ اور ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ اپنا گھر واپس پکڑو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۸۲۵)

(8) شعب الایمان، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ۷۶۵۳، ج ۶، ص ۱۱۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اس حاجت روائی سے اس بندہ مؤمن کو خوش کرنا چاہتا ہو محض ایمانی رشتہ کی بنا پر کسی اور وجہ سے نہیں۔

۲؎ یعنی اس امتی بندے کی خوشی سے مجھے خوشی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تا قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر شخص کے ہر ظاہر باطن جسمانی دلی حالات کی خبر ہے اگر حضور بے خبر ہوں اور مؤمن کی خوشی کا حضور کو علم نہ ہو تو آپ کو خوشی کیسے ہو۔

۳؎ اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نیک عمل سے مؤمن کو راضی کرنے اور مؤمن کی رضا کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت کرنا شرک نہیں ریا نہیں بالکل جائز ہے۔ جب کہ اپنی نامود اور ناموری مقصود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالٰی کی رضا صرف حضور کی رضا میں ہے بڑی سے بڑی نیکی جس سے حضور راضی نہ ہوں اس سے خدا تعالٰی ہرگز راضی نہ ہوگا لہذا ہر عبادت میں حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی چاہیے کہ یہ ذریعہ ہے رب کی رضا کا۔

۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ جنت خدا تعالٰی کی خوش نودی سے ملے گی محض اپنے عمل سے نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۸۲۶)

حدیث ۹: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالٰی اس کے لیے تہتر ۷۳ مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہوجائے گی اور بہتر ۷۲ سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔(9)

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں، اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔(10)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مومن مومن کے لیے عمارت کی مثل ہے کہ اس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔(11) یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں

---

(9) شعب الایمان، باب في التعاون علی البر والتقوی، الحدیث: ۷۶۷۰، ج۶، ص۱۲۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ملھوف کے معنی ہیں غمگین، حیران پریشان، اس میں پانچ حروف ہیں پہلے دو حرف میم اور لام ہیں جن کے عدد ہیں ستر ۷۰ اس کے بعد تین حرف ہیں ہ و ف، پہلے دو حرفوں کے عدد اور آخری تین حرفوں کی شمار کل ۷۳ ہوئی اس حساب سے اسے تہتر رحمتیں عطا ہوتی ہیں۔

۲۔ سبحان اللہ! جب ایک مغفرت سے سارے گناہ معاف ہوگئے تو باقی بہتر مغفرتوں سے کیسی بنے گی رب تعالٰی نصیب فرمادے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۲)

(10) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... الخ، باب تراحم المؤمنین... الخ، الحدیث: ۶۶، ۶۷۔ (۲۵۸۶)، ص۱۳۹۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی قوم مسلم گویا ایک جسم ہے، افراد مسلم گویا اس جسم کے اعضاء، ایمان مسلم گویا اس جسم کی جان ہے۔ حرارت وغیرت ایمانی کو گویا ایمان سے تعلق ہے اس تعلق کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی تکلیف سارے افراد کی تکلیف ہے۔ خیال رہے کہ غدار مسلمانوں کو قوم سے نکالنا ایسا ہے جیسے گلے سڑے عضو کو جسم سے کاٹ دینا تاکہ اس کا فساد دوسرے اعضاء میں نہ پہنچے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۴)

(11) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین... الخ، الحدیث: ۶۰۲۶، ج۴، ص۱۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مومنوں کے دنیاوی اور دینی کام ایک دوسرے سے مل جل کر مکمل ہوتے جیسے مکان کی دیوار میں ایک دوسرے سے مل کر مکان مکمل

←

مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) مظلوم ہو تو مدد کروں گا ظالم ہو تو کیونکر مدد کروں۔ فرمایا کہ اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔ (12)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو، اللہ (عزوجل) اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے، اللہ تعالٰی قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کردے گا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کریگا، اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریگا۔ (13)

۲؎ اس طرح کہ ایک ہاتھ شریف کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل کردیں یعنی گھا دیں یہ سمجھانے کے لیے کہ جیسے یہ انگلیاں ایک دوسرے میں داخل ہوگئیں ایسے ہی مسلمان ایک دوسرے میں گتھے ہوئے ہیں کہ یہ کبھی بے تعلق نہیں ہوسکتے گھانے والے یا حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مثال یہ بتانے کے لیے ہے کہ مسلمانوں کے بعض کے بعض پر حقوق ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۵۸۸)

(12) صحیح البخاري، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل... إلخ، الحدیث: ۶۹۵۲، ج۴،ص۳۸۹.
ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الحدیث: ۴۹۵۷، ج۳،ص۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا؎ یعنی اپنے بھائی مسلمان کی بہرحال مدد کرو خواہ تمہاری مدد اس کو خوش کرے یا مغموم کرے۔

۲؎ یعنی ظالم کو ظلم سے روک دینا ہی اس کی بڑی مدد ہے کہ اسے مظلوم کی بددعاؤں سے اللہ کے عذاب سے بچالیتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے یعنی قدرت پاکر کسی پر ظلم نہ کرو کہ ظلم کا انجام ندامت ہے تم تو رات کو سوجاؤ گے مگر مظلوم نہ سوئے گا، تم پر رات میں بددعا کرے گا اللہ کی آنکھ سوتی نہیں وہ اس وقت اس کو دیکھتی ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۵۸۷)

(13) صحیح البخاري، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم... إلخ، الحدیث: ۲۴۴۲، ج۲،ص۱۲۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا؎ یعنی مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے لیے سگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی اہم کہ نسبی بھائی کو ماں باپ نے بھائی بنایا ہے اور مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی بنایا، حضور سے رشتہ غلامی قوی ہے ماں باپ سے رشتہ نسبی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے بھائی نہیں حضور تو مثل والد کے ہیں اس لیے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں بھاوج نہیں، ←

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(14)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن و مسلم ہم معنی ہیں کہ قرآن کریم نے مؤمنوں کو بھائی قرار دیا "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" اور حضور نے یہاں مسلمون کو۔(از مرقات) خیال رہے کہ یہاں بھائی ہونا رحمت و شفقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ احکام کے اعتبار سے۔

۲۔ یسلمہ بنا ہے اسلام سے جس کا مادہ سلم بمعنی سلامتی ہے ہمزہ سلب کا تو معنی ہوئے سلامت نہ رکھنا یعنی اسے ہلاک کردینا یا مدد کی ضرورت پر اسے بے یار و مددگار چھوڑ دینا۔

۳۔ سبحان اللہ! کیسا پیارا وعدہ ہے مسلمان بھائی کی تم مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا، مسلمان کی حاجت روائی تم کرو اللہ تمہاری حاجت روائی کرے گا۔ معلوم ہوا کہ بندہ بندہ کی حاجت روائی کرسکتا ہے یہ شرک نہیں بندہ بندہ کا حاجت روا مشکل کشا ہے۔

۴۔ یعنی اگر کوئی حیا دار آدمی ناشائستہ حرکت خفیہ کر بیٹھے پھر پچھتائے تو تم اسے خفیہ سمجھا دو کہ اس کی اصلاح ہوجائے اسے بدنام نہ کرو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالٰی قیامت میں تمہارے گناہوں کا حساب خفیہ ہی لے لے گا تمہیں رسوا نہ کرے گا، ہاں جو کسی کی ایذا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اس کا اظہار ضرور کردو تاکہ وہ شخص ایذا سے بچ جاوے یا یہ توبہ کرے یہ قیدیں ضرور خیال میں رہیں۔ غرضکہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچھا ہے مگر اس کے خفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اس کی اصلاح کرنا بھی اچھا ہے یہ فرق خیال میں رہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالٰی اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا لہذا کربۃ کی تنوین تعظیمی ہے اور سترہ اللہ میں ستر مطلق بمعنی کامل ہے رب تعالٰی کی عطائیں ہمارے خیالات سے وراء ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۷۸۸)

(14) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۷۱، ۷۲۔(۴۵)، ص۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ فرمان عالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات سے ہے ان چند لفظوں میں دونوں جہان کی خوبیاں جمع ہیں یعنی کوئی شخص مؤمن کامل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے دینی و دنیاوی وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اسی کا ترجمہ ہے کہ آنچہ برخود نہ پسندی بہ دیگراں پسند۔ خیال رہے کہ یہاں خیر مراد ہے ہر مسلمان کے لیے دنیا و آخرت کی خیر چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو۔ اس خیر کا ظہور مختلف طریقوں سے ہوتا ہے کسی کے لیے دولت مندی خیر ہے، کسی کے لیے فقیری خیر، کسی کے لیے خلوت خیر ہے، کسی کے لیے جلوت خیر لہذا اگر خلوت نشین مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے جلوت چاہے جسے جلوت بہتر ہو تو اس فرمان کے خلاف نہیں۔ تمام مسلمانوں میں پاور ایک ہی ہے مگر پاور کے اثرات مختلف ہیں جیسے پاور ہیٹر میں پہنچے تو گرمی دیتا ہے فریج میں پہنچے تو ٹھنڈک۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۷۹۱)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی؟ فرمایا: اللہ و رسول اور اُس کی کتاب کی اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔ (15)

(15) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ، الحدیث: ۹۵۔ (۵۵)، ص ۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کا نام تمیم ابن اوس ابن دار ہے، آپ عیسائی تھے ۹ ہجری میں ایمان لائے، آپ سے کل اٹھارہ احادیث مروی ہیں جن میں سے صرف یہ ایک حدیث صحیحین میں ہے، آپ شب کو نوافل میں ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے اور کبھی ایک آیت صبح تک بار بار پڑھتے اور روتے رہتے تھے، اولًا مدینہ منورہ میں رہے، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام چلے گئے وہاں ہی وفات پائی، مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ آپ نے ہی روشن کیے۔ (مرقات) چراغ کیا۔

۲۔ نصیحۃ بنا ہے نصح سے بمعنی خالص ہونا عرب کہتے ہیں نصحت العسل عن الشمع میں نے شہد کو موم سے خالص کرلیا۔ اصطلاح میں کسی کی خالص خیر خواہی کرنا جس میں بدخواہی کا شائبہ نہ ہو یا خلوص دل سے کسی کا بھلا چاہنا نصیحت ہے، یہ بھی جامع کلمات میں سے ہے کہ اس ایک لفظ میں لاکھوں چیزیں شامل ہیں حتی کہ اعتقاد کو کفر سے خالص کرنا، عبادات کو ریا سے پاک وصاف کرنا، معاملات کو خرابیوں سے بچانا سب ہی نصیحت میں داخل ہیں۔

۳۔ اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کے متعلق خالص اسلامی عقیدہ رکھنا، خلوص دل سے اس کی عبادت کرنا، اس کے محبوبوں سے محبت دشمنوں سے عداوت رکھنا، اس کے متعلق اپنے عقیدے خالص رکھنا اس کی شرح بہت وسیع ہے۔ (مرقات)

۴۔ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کی نصیحت یہ ہے کہ اس کے کتاب اللہ ہونے پر ایمان رکھنا اس کی تلاوت کرنا، اس میں بقدر طاقت غور کرنا، اس پر صحیح عمل کرنا، اس پر سے مخالفین کے اعتراضات دفع کرنا غلط تاویلوں تحریفوں کی تردید کرنا۔

۵۔ اللہ کے رسول یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ انہیں تمام نبیوں کا سردار ماننا ان کے تمام صفات کا اعتراف کرنا جان و مال و اولاد سے زیادہ انہیں پیارا رکھنا انکی اطاعت وفرمانبرداری کرنا ان کا ذکر بلند کرنا۔

۶۔ اماموں سے مراد یا تو اسلامی بادشاہ اسلامی حکام ہیں یا علماء دین مجتہدین کاملین اولیاء واصلین ہیں۔ ان کی نصیحت یہ ہے کہ انکے ہر جائز حکم کی بقدر طاقت تعمیل کرنا، لوگوں کو ان کی اطاعت جائزہ کی طرف رغبت دینا، آئمہ مجتہدین کی تقلید کرنا، ان کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ (مرقات) علماء کا ادب کرنا۔

۷۔ عام مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ بقدر طاقت ان کی خدمت کرنا، ان سے دینی و دنیا مصیبتیں دور کرنا، ان سے محبت کرنا، ان میں علم دین پھیلانا، اعمال نیک کی رغبت دینا، جو چیز اپنے لیے پسند نہ کرے ان کے لیے پسند نہ کرنا یہ حدیث بہت ہی جامع ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۶)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔(16)

حدیث ۱۷: ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتارو۔(17) یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸: ترمذی و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو اور تم میں برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی اُمید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔(18)

حدیث ۱۹: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تمام

---

(16) صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ...إلخ، الحدیث: ۵۷، ج۱، ص۳۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے ایمان تقویٰ پر بھی بیعت لیتے تھے اور نیک اعمال پر بھی یعنی میری معرفت رب تعالٰی سے یہ وعدہ کرو کہ ہم نیک اعمال کریں گے گناہوں سے بچیں گے۔ بیعت کی بہت قسمیں ہیں یہاں بیعت اعمال مراد ہے۔ بیعت کی اقسام ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمن کے ضمیمہ میں ملاحظہ کرو۔ ایک بار حضرت جریر نے ایک شخص سے گھوڑا تین سو درہم میں خریدا سودا طے ہوجانے پر فرمایا کہ تیرا گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے اچھا چار سو دوں گا پھر کہا نہیں پانچ سو دوں گا حتی کہ آٹھ سو درہم تک بڑھا کر خرید لیا بائع حیران ہو کر بولا حضرت یہ کیا فرمایا میں نے حضور سے بیعت کی ہے ہر مسلمان کی خیر خواہی پر۔ یہ اس پر عمل ہے۔(مرقات)
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۷)

(17) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في تنزیل الناس منازلھم، الحدیث: ۴۸۴۲، ج۴، ص۳۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تمہارے پاس جس حیثیت کا آدمی آوے اس کی تواضع خاطر، اعزاز و اکرام اس کی حیثیت کے لائق کرو، حضرت عائشہ صدیقہ کھانا کھا رہی تھیں ایک اجنبی سائل دروازے سے گزرا آپ نے اسے روٹی کا ٹکڑا بھیج دیا، ایک اجنبی گھوڑا سوار گزرا تو آپ نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ اگر آپ کو کھانے کی خواہش ہو تو کھانا حاضر ہے، کسی نے ام المؤمنین سے اس فرق کی وجہ سے پوچھی تو آپ نے یہ ہی حدیث پڑھی معاملات عقائد بلکہ عبادات میں فرق مراتب کرنا ضروری ہے۔ مصرع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

یہ واقعہ اشعۃ اللمعات نے بحوالہ احیاء العلوم نقل فرمایا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۵۱۹)

(18) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب: ۷۶، الحدیث: ۲۲۷۰، ج۴، ص۱۱۶۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔(19)

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہوجائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹادے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔(20)

---

(19) شعب الایمان، باب في طاعۃ أولي الامر، فصل في نصیحۃ الولاۃ، الحدیث: ۷۴۴۷، ج۶، ص ۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔عیال کے معنی پروردہ بہت مناسب ہیں۔بال بچوں کو عیال اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ صاحب خانہ کے پروردہ ہوتے ہیں،قرآن کریم فرماتا ہے:"وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى" رب تعالیٰ نے تم کو بڑا ہی عیال والا پایا تو تم کو اتنا غنی کردیا کہ تم سارے جہان کو پال لو۔عائلا کے یہ ہی معنی حضرت ابن عباس نے کیے،دیکھو بخاری شریف کتاب التفسیر یہ ہی آیت۔اللہ تعالیٰ سب کا رازق ہے مخلوق اس کی مرزوق ہے لہذا اس کی عیال ہے یعنی پروردہ۔

۲۔یعنی جیسے تم اس شخص سے بہت خوش ہوتے ہو وہ تمہارے غلاموں لونڈیوں بال بچوں سے اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ تمہارے پروردہ ہیں ایسے ہی جو کوئی اللہ کی مخلوق سے بھلائی کرے اللہ اس سے خوش ہوتا ہے،دیکھو جو کوئی تمہارے بچوں نوکروں غلاموں کو کچھ دے تو تم پر قرض ہوجاتا ہے تم انتظار کرتے ہو کہ مجھے موقعہ ملے تو اس کے نوکروں کو خوش کروں،کسی بچے کی شادی میں تم نیوتا دو تو وہ تمہارا قرض ہوتا ہے رب کے بندوں کو دو تو وہ رب تعالیٰ پر قرض ہوتا ہے،فرماتا ہے:"مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا"۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۸۲۸)

(20) سنن الترمذي، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء في معاشرۃ الناس، الحدیث: ۱۹۹۴، ج ۳، ص ۳۹۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔نووی نے اپنی کتاب اربعین میں فرمایا کہ حضرت ابوذر غفاری اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما چہارم مسلمین ہیں۔(مرقات) حضرت ابوذر غفاری سے خصوصیت سے یہ ارشاد فرمایا گیا اگرچہ اور لوگ بھی سنتے تھے۔

۲۔اس طرح کہ سارے واجبات ادا کرو اور سارے حراموں سے بچو۔تقوی دین کی جڑ اور یقین کی بنیاد ہے۔تقویٰ کے بہت درجے ہیں جو ہم نے اپنی تفسیر نعیمی میں ھدی للمتقین کی تفسیر میں عرض کیے۔پہلا درجہ بدعقیدگی سے بچنا ہے،دوسرا درجہ بدعملی سے بچنا ہے،تیسرا درجہ مکروہ بلکہ مشتبہ چیزوں سے بچنا،چوتھا درجہ بیکار چیزوں سے بچنا،پانچواں درجہ جو بارے حجاب ہو اس سے بچنا۔غرضکہ ہر طرح کی آڑ پھاڑ کر یار تک پہنچنا ہے اللہ اس قال کو حال بنادے۔جہاں کہیں ہونے سے مراد ہے علانیہ خفیہ ہر طرح ہر جگہ خدا سے ڈرنا۔

۳۔یعنی گناہوں کے بعد توبہ کرلو اور بداعمالی کے بعد نیک اعمال کرلو جن سے یہ برائیاں مٹ جاویں۔گانا سن لیا ہے تو قرآن مجید سن ←

لو، بری جگہ بیٹھے ہوتو وعظ و نصیحت کی مجلس میں بیٹھو، اگر حرام جگہ خرچ کردیا ہے تو صدقہ و خیرات کرو غرضکہ ہر مرض کا علاج اس کی ضد سے کرو، حب دنیا کو حب آخرت سے دھولو، سیاہی دل کو آنکھوں کے آنسو سے دور کرلو غرض کہ سیاہی کو سفیدی سے دور کرو، دنیاوی خوشی کے بعد آخرت کا غم کرلو، اللہ تعالٰی ان نیکیوں کے ذریعہ ان برائیوں کو مٹادے گا، رب فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔

۴؎ اس طرح کہ لوگوں کی تکالیف برداشت کرو، ان پر اپنا مال خرچ کرو، ان سے خندہ پیشانی سے ملو، ان کی مصیبتوں میں کام آؤ۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٦، ص٩٠٩)

نرمی وحیاوخوبی اَخلاق کا بیان

احادیث

حدیث ۱: اللہ تعالٰی مہربان ہے، مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔(1)

حدیث ۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: نرمی کو لازم کرلو اور سختی و فحش سے بچو، جس چیز میں نرمی ہوتی ہے، اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جدا کرلی جاتی ہے، اُسے عیب دار کردیتی ہے۔(2)

حدیث ۳: جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔(3)

حدیث ۴: جس کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا وآخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا وآخرت کے خیر سے محروم ہوا۔(4)

حدیث ۵: کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم

---

(1) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب فضل الرفق، الحدیث:۷۷۔(۲۵۹۳)،ص ۱۳۹۸۔

(2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب فضل الرفق، الحدیث:۷۸،۷۹۔(۲۵۹۴)،ص ۱۳۹۸، ۱۳۹۹۔

وصحیح البخاري، کتاب الادب، باب لم یکن النبي صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا... إلخ، الحدیث:۶۰۳۰، ج۴،ص ۱۰۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳؎ بدگوئی نتیجہ ہے سختی کا اولاً دل میں سختی آتی ہے، پھر بدگوئی، زبان درازی، پھر ہاتھا پائی یعنی مار پیٹ، پھر قتل و خون خدا محفوظ رکھے، شیطان پر سخت رہو بھائی مسلمان پر نرم۔

۴؎ یعنی اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جاوے گا، عظیم الشان آدمی کے دل میں سختی ہو تو وہ حقیر ہوجاوے گا۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ　　　　خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

لوہا نرم ہوکر اوزار بنتا ہے، سونا نرم ہوکر زیور، زمین نرم ہوکر قابل کاشت ہوتی ہے، انسان نرم ہوکر ولی بن جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص ۶۹۵)

(3) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب فضل الرفق، الحدیث:۷۵۔(۲۵۹۲)،ص ۱۳۹۸۔

(4) شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الرفق، الحدیث:۳۳۸۵، ج۶،ص ۶۷۴۔

قریب سہل ہے۔(5)

حدیث ۶: مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں، جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔(6)

حدیث ۷: ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کررہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اسے چھوڑو۔ یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔(7)

---

(5) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۹۳۸، ج ۲، ص ۹۰.

وسنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ... إلخ، باب: ۱۱۰، الحدیث: ۲۴۹۶، ج ۴، ص ۲۲۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دونوں لازم وملزوم ہیں کہ دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہوجاوے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوجاوے کہ نہ آگ اس تک پہنچے نہ آگ تک وہ پہنچے اور اگر وہ کسی وقت دوزخیوں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جاوے تو اس کو آگ کی گرمی نہ پہنچے۔

۲۔ ھین اور لین ی کی شد سے بھی آتا ہے اور ی کے سکون سے بھی دونوں کے معنی ہیں نرم مگر جب یہ دونوں جمع ہوجاویں تو ایک سے مراد نرم طبیعت ہوتا ہے دوسرے سے مراد نرم زبان۔ سہل کے معنی ہیں سخی یعنی لوگوں کی زیادتیوں سے درگزر کر جانے والا، قریب کے معنی ہیں لوگوں سے نزدیک رہنے والا کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو حاضر ہوجاوے اگر لوگ اس سے مستغنی ہوں تو یہ بھی بے نیاز رہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۹۱۰)

(6) مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الرفق والحیاء... إلخ، الحدیث: ۵۰۸۶، ج ۳، ص ۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ مکحول تابعی ہیں صحابی نہیں لہذا صحابی کا ذکر نہیں ہوا مگر چونکہ مکحول بڑے عالم ثقہ ہیں اس لیے ان کا ارسال قبول ہے، جب امام بخاری کی تعلیق معتبر ہے تو حضرت مکحول کا ارسال کیوں نہ معتبر ہو۔

۲۔ یعنی مؤمن زبان کا بھی نرم ہوتا ہے دل کا بھی نرم اور وہ اللہ رسول کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسے نکیل والا اونٹ اپنے مالک کے قبضہ میں۔ انف الف کے فتحہ نون کے کسرہ سے یہ بنا ہے انف بمعنی ناک سے، انف وہ اونٹ جس کی ناک میں نکیل اور نکیل مالک کے ہاتھ میں ہو۔

۳۔ یعنی مؤمن اللہ رسول کے احکام پر بلا جرح قدح سر جھکا دیتا ہے خواہ احکام نرم ہوں یا سخت وجہ نہیں پوچھتا کہ یہ حکم کیوں ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۹۱۲)

(7) صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان، الحدیث: ۲۴، ج ۱، ص ۱۹.

←

حدیث ۸: حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو حیا کل ہی خیر ہے۔(8)

حدیث ۹: یہ اگلے انبیا کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے، جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔(9)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ایں سے کہہ رہا تھا کہ تو بہت شرمیلا ہے اتنی شرم نہ کیا کر کیونکہ بہت شرمیلا آدمی دنیا کما نہیں سکتا، یہاں وعظ سے مراد ڈرا کر نصیحت کرنا ہے۔(مرقات)

۲۔یعنی اسے حیاء وغیرت سے نہ روکو اسے شرمیلا رہنے دو۔

۳۔خیال رہے کہ جو حیا گناہوں سے روک دے وہ تقویٰ کی اصل ہے اور جو غیرت و حیاء اللہ کے مقبول بندوں کی ہیبت دل میں پیدا کردے وہ ایمان کا رکن اعلیٰ ہے اور جو حیاء نیک اعمال سے روک دے وہ بری ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نماز پڑھنے سے شرم لگتی ہے یہ حیاء نہیں بے وقوفی ہے، یہاں پہلے یا دوسرے درجہ کی حیاء مراد ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا خوف اپنے حبیب کی غیرت نصیب کرے۔اعلیٰ حضرت اقدس سرہ فرماتے ہیں

دن لہو میں کھونا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے　　شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۸۹۷)

(8) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان...إلخ، الحدیث ۶۰،۶۱۔(۳۷)،ص۴۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کرکے شرمندہ و نادم ہو،اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے ،نیکیاں کرنے کی کوشش کرے،جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔(مرقات واشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۸۹۸)

(9) صحیح البخاري، کتاب أحادیث الانبیاء، باب:۵۶،الحدیث:۳۴۸۴،ج۲،ص۴۷۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہ کلام بمعنی چیز ہے یعنی گزشتہ انبیاء کرام نے اپنی امتوں سے جو حکیمانہ کلام فرمائے ان میں سے ایک یہ کلام شریف بھی ہے کہ جب تیرے دل میں اللہ رسول کی اپنے بزرگوں کی شرم وحیاء نہ ہوگی تو برے سے برے کام کر گزرے گا کیونکہ برائیوں سے روکنے والی چیز تو غیرت ہے جب وہ نہ رہی تو برائی سے کون روکے، بہت لوگ اپنی بدنامی کے خوف سے برائیاں نہیں کرتے مگر جنہیں نیک نامی بدنامی کی پرواہ نہ ہو وہ ہر گناہ کر گزرتے ہیں۔ایک شاعر کہتا ہے

اذا لم تخش عاقبۃ اللیالی　　ولم تستحي فاصنع ما تشاء

←

حدیث ۱۰: حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے ہودہ گوئی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے۔(10)

حدیث ۱۱: ہر دین کے لیے ایک خُلق ہوتا ہے یعنی عادت و خصلت اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔(11)

حدیث ۱۲: ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔(12)

حدیث ۱۳: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس

فلا واللہ ما فی العیش خیر وفی الدنیا اذا ذھب اللیالی

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۹۹)

(10) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في الحیاء، الحدیث: ۲۰۱۶، ج۳، ص۴۰۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی شرم و حیاء ایمان کا رکن اعلیٰ ہے۔ دنیا والوں سے حیاء دنیاوی برائیوں سے روک دیتی ہے، دین والوں سے حیاء دینی برائیوں سے روک دیتی ہے، اللہ رسول سے شرم و حیاء تمام بدعقیدگیوں بدعملیوں سے بچالیتی ہے، ایمان کی عمارت اسی شرم و حیاء پر قائم ہے، درخت ایمان کی جڑ مؤمن کے دل میں رہتی ہے اس کی شاخیں جنت میں ہیں۔

۲۔ یعنی جو شخص زبان کا بے باک ہو کہ ہر بری بھلی بات بے دھڑک منہ سے نکال دے تو سمجھ لو کہ اس کا دل سخت ہے اور اس میں حیاء نہیں۔ سختی وہ درخت ہے جس کی جڑ انسان کے دل میں ہے اور اس کی شاخ دوزخ میں، ایسے بے دھڑک انسان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ رسول کی بارگاہ میں بھی بے ادب ہو کر کافر ہو جاتا ہے لہذا یہ فرمان عالی بالکل ہی صحیح ہے۔ حضور حکیم مطلق ہیں ہماری بیماریوں ازاریوں پر ہم سے زیادہ خبردار ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۰۴)

(11) الموطا، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء في الحیاء، الحدیث: ۱۷۲۴، ج۲، ص۴۰۵.

و سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحیاء، الحدیث: ۴۱۸۱، ج۴، ص۴۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اگرچہ اسلام کی بہت سی عبادات ہیں مگر حیاداری سب سے بڑی عبادت ہے۔ کل دین سے مراد باطل ادیان ہیں اور دین اسلام سے مراد رب تعالیٰ کا دین کیونکہ سب انبیاء کرام نے حیاء داری کا سبق دیا بے غیرتی بے حیائی سے سب نے منع فرمایا، بے غیرت کا کوئی نیک عمل قبول نہیں اگرچہ ساجد و عابد ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سب سے بڑی بے غیرتی ہے۔ ۲۔ لہذا یہ حدیث مرسل نہیں بلکہ مسند ہے کیونکہ اس میں حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا نام آگیا، یہ حضرات صحابی ہیں، چونکہ ابن طلحہ تابعی ہیں اور مالک نے انہی سے یہ روایت کی صحابی کا ذکر نہیں کیا لہذا ان کی روایت میں حدیث مرسل ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۱۶)

←

(12) شعب الایمان، باب الحیاء، الحدیث: ۷۷۲۷، ج۶، ص۱۴۰.

پر اطلاع ہو جائے۔(13)

یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار و روشن ہے پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱۴: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔(14)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہاں قرناء جمع دو کے لیے ارشاد ہوا، قرنا جمع ہے قرین کی بمعنی ساتھی، مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں قرنا تثنیہ مذکر ماضی مطلق سے ہے یعنی حیاء اور ایمان رہنے اور جانے میں ساتھ ہیں، جس دل میں ہوں گے دونوں ہوں گے نہ ہوں گے دونوں نہ ہوں گے، مؤمن بے حیا نہیں ہوسکتا کافر حیادار نہیں ہوسکتا۔ ۲۔ خیال رہے کہ یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے اور حیاء سے مراد ایمانی شرم وغیرت ہے یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت جو گناہوں سے روک دے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۱۷)

(13) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ...إلخ، باب تفسیر البر والاثم، الحدیث: ۱۴۔(۲۵۵۳)، ص ۱۳۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔آپ (حضرت نواس بن سمعان) صحابی ہیں، قبیلہ بنی کلب سے ہیں، بعض نے فرمایا کہ آپ انصاری ہیں، آخر میں شام میں قیام فرمایا۔ مرقات نے فرمایا کہ آپ اصحاب صفہ سے ہیں، اشعہ نے فرمایا کہ آپ کی والدہ کلابیہ سے حضور نے نکاح کیا اور طلاق دے دی اور کلابیہ عورت آپ کی والدہ ہی تھیں۔(اشعہ)

۲۔یعنی نیکی اور گناہ کی پہچان کیا ہے مجھے کیسے پتہ لگے کہ یہ کام نیکی ہے اور یہ کام گناہ ہے مجھے ارشاد فرمائیں۔

۳۔اچھی عادت عام ہے مخلوق کے ساتھ برتاؤ اور خالق سے معاملات سب ہی کو شامل ہے نماز روزہ کی پابندی اچھی عادت ہے گناہوں سے بچنا اچھی عادت ہے وغیرہ۔

۴۔یہ فرمان کامل مسلمانوں کے لیے ہے جیسے ہم کو مکھی ہضم نہیں ہوتی فوراً قے ہو جاتی ہے یوں ہی صالحین کو گناہ ہضم نہیں ہوتا فوراً انہیں دلی قبض روحانی تکلیف محسوس ہوتی ہے عام لوگوں کا یہ حال نہیں۔ بعض تو گناہ پر خوش ہو کر اعلان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو اس کے مطابق دواء عطا فرماتے ہیں، یوں ہی الناس سے مراد مقبول بندے ہیں۔ امام نووی نے حضرت وابعہ ابن معید اسدی سے روایت کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نیکی اور گناہ کیا ہوتے ہیں فرمایا اپنے دل سے فتوٰی لیا کرو جسے تمہارا دل نیکی کہے وہ نیکی ہے جسے تمہارا دل گناہ کہے وہ گناہ ہے۔(اربعین للنووی و مرقات) یعنی تمہارا دل جس پر ہمارا ہاتھ ہے ہر دل کا یہ حال نہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۰۰)

(14) صحیح البخاري، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۷۵۹، ج ۲، ص ۵۴۹۔ ←

حدیث ۱۵: تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔(15)

حدیث ۱۶: ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔(16)

حدیث ۱۷: خلق حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔(17)

حدیث ۱۸: قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب میں بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ خلق حسن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو۔(18)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی سارے مسلمانوں میں مجھے بڑا پیارا مسلمان وہ معلوم ہوتا ہے مجھے اس سے بڑی محبت ہے جس کے اخلاق پاکیزہ خصلت اچھی ہے۔اگر حضور کا پیارا بننا ہے تو خوش خلقی اختیار کرو۔

۲؎ اچھی عادت والا بندہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے، اس کے حبیب کو پیارا، مخلوق کو پیارا، دنیاوی معاملات میں نہایت نرمی دین میں نہایت پختگی و سختی، یہ ہے خلق محمدی اسی کی یہاں تعلیم ہے۔افسوس! کہ آج ہم رفع یدین، آمین بالجہر، قراءت خلف الامام کے مسائل پر سر پھوڑے جاتے ہیں اگر یہ اعمال سنت ہیں تو کیا اخلاق محمدی سنت نہیں ان پر بھی ہم کو توجہ دینا چاہیے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۰۱)

(15) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب صفۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۵۹، ج۲، ص۴۸۹.

(16) سنن أبي داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، الحدیث: ۴۶۸۲، ج۴، ص۲۹۰.

(17) شعب الایمان، باب في حسن الخلق، الحدیث: ۷۹۹۲، ج۶، ص۲۳۵.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الرفق والحیاء...إلخ، الفصل الثاني، الحدیث: ۵۰۷۸، ج۳، ص۸۷.

(18) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في حسن الخلق، الحدیث: ۲۰۰۹، ج۳، ص۴۰۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کا نام جرہم ابن ناشب ہے، قبیلہ خشن سے ہیں، اس قبیلہ کے مورث کا نام خشن ابن نمر تھا، جرہم اپنی کنیت میں زیادہ مشہور ہے یعنی ابوثعلبہ، آپ بیعت الرضوان میں شریک تھے، حضور انور نے آپ کو خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا، آپ کی تبلیغ پر آپ کی قوم ایمان لائی، ۵۷ھ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ امیر معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔(اشعہ)

۲؎ کیونکہ خوش خلق آدمی اکثر نیک اعمال زیادہ کرتا ہے گناہ اس سے کم سرزد ہوتے ہیں۔اخلاق سے مراد اخلاق محمدی ہیں کفار پر سخت، مومنوں پر بہت ہی نرم، دیانتداری، وعدہ پورا کرنا، معاملات کا درست ہونا سب ہی خوش خلقی میں داخل ہیں۔خیال رہے کہ خوش خلقی، خوشامد میں فرق ہے، یوں بدخلقی اور استغناء میں فرق ہے۔

۳؎ کیونکہ بدخلق اکثر بدعمل ہوتے ہیں بدخلقی خود بھی بدعملی ہے اور بہت سے بدعملیوں کا ذریعہ۔جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی، بدمعاملگی سب ہی بداخلاقی کی شاخیں ہیں۔

حدیث ۱۹: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پا جاتا ہے۔(19)

حدیث ۲۰: مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے۔(20)

۴؎ ثرثارون بنا ہے ثرثرۃ سے بمعنی کثرت کلام یا ایک بات کو بار بار کہنا۔ متشدقون بنا ہے شدق سے بمعنی منہ کا جبڑا، تشدق وہ ہے جو منہ بھر کر باتیں کرے یا جس کے جبڑے باتوں کے لیے کھلے رہیں اور متفیہقون بنا ہے فہق سے بمعنی وسعت و فراخی یعنی بہت ہی کلام کرنے والا جسے اردو میں کہتے ہیں بکی، فارسی میں کہتے ہیں بسیار گو۔ ایک شاعر کہتا ہے

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ازشما یک مونہ شد اسرار جو

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۶۳۲)

(19) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في حسن الخلق، الحدیث: ۴۷۹۸، ج۴، ص ۳۳۲.

والمسند للامام أحمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضي اللہ عنھا، الحدیث: ۲۴۴۰۹، ج۹، ص ۳۳۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ مؤمن سے مراد مؤمن کامل عالم و عامل ہے۔ (مرقات)

۲؎ یعنی خوش خلق مسلمان کو خوش خلقی کی وجہ سے نفلی روزوں اور نفلی تہجد کا ثواب مل جاتا ہے کہ وہ علانیہ اور خفیہ اللہ کی مخلوق کو خوش رکھتا ہے، نفلی روزہ نماز کا فائدہ صرف اپنے کو ہوتا ہے مگر خوش خلقی کا فائدہ مخلوق اٹھاتی ہے لازم سے متعدی اچھی ہے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۹۰۸)

(20) سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء في البخل، الحدیث: ۱۹۷۱، ج۳، ص ۳۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ غر بنا ہے غرور سے بمعنی دھوکا یہاں مراد ہے دیدہ دانستہ مسلمانوں سے دھوکا کھا لینے والا لہذا یہ اس کی مہربانی ہے نہ کہ بے وقوفی۔ ہم نے ایسے نیک لوگ دیکھے ہیں جو دیدہ دانستہ طور پر لوگوں سے دھوکا کھا کر ان کا بھلا کر دیتے ہیں۔ مشہور ہے کہ مولانا احمد جیون سے لوگوں نے دہلی پہنچ کر کہا کہ حضور آپ کے شہر جونپور کا دریا وہاں کے لوگوں کو ڈبوئے دے رہا ہے حضور پانچ سو روپیہ دیں تو دریا کو دے کر اسے اس حرکت سے باز رکھیں آپ نے دے دیئے کچھ عرصہ بعد وہ لوگ آ کر بولے کہ حضور بڑی مشکل سے دریا کو پانچ سو روپیہ مل راضی کر کے شہر سے دفع کیا تو انہیں دعائیں اور انعام دیئے، عالمگیر بادشاہ نے کہا حضور یہ کیا فرمایا مسلمان جھوٹ نہیں بولتے یہ لوگ مسلمان ہیں سچ کہتے ہوں گے حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان سے دھوکا کھایا شیطان چالاک نے دھوکہ دیا یہ ہے کریم اور لئیم میں فرق۔

۲؎ خب بمعنی چالاک دھوکا باز اس کا نتیجہ ہے لئیم ہونا جس مسلمان میں یہ عیوب ہوں وہ ان سے توبہ کرے کہ یہ کفار کے عیب ہیں، کسی کو چالاکی سے پھانس لینا کمال نہیں پھنسے کو نکال لینا کمال ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۹۱۱)

حدیث ۲۱: اللہ (عزوجل) سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ یہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر۔ (21)

حدیث ۲۲: جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔ (22)

حدیث ۲۳: میں اس لیے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں۔ (23)

❀❀❀❀❀

---

(21) المرجع السابق، باب ماجاء في معاشرة الناس، الحدیث: ۱۹۹۴، ج ۳، ص ۳۹۷.

(22) سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب في کظم الغیظ، الحدیث: ۲۰۲۸، ج ۳، ص ۴۱۱.

وسنن أبي داود، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، الحدیث: ۴۷۷۷، ج ۴، ص ۳۲۵.

(23) الموطاللمالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء في الحیاء، الحدیث: ۱۷۲۳، ج ۲، ص ۴۰۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے تشریف لائے اور ہم آخری نبی ہیں جیسے ہماری ذات سے دین مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہوئی، نبوت ختم ہوئی ایسے ہی ہم نے تعلیم اخلاق کو مکمل فرما دیا، اب تا قیامت علماء و اولیاء ہمارے نقش قدم پر چل کر ہمارے اخلاق لوگوں کو سکھائیں گے۔ اس صورت میں اتمام کا مقصد ناقص کو کامل کرنا نہیں بلکہ اخلاق کے اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل عرب نے عقائد ابراہیمی اعمال ابراہیمی بدل دیئے تھے مگر اخلاق ابراہیمی کے یہ لوگ حامل تھے، درازی زمانہ کی وجہ سے اہل عرب کے اخلاق ناقص ہو گئے تھے میں انہیں اخلاق ابراہیمی کی تکمیل کے لیے آیا ہوں کہ لوگوں کو جناب خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کے اخلاق کی تعلیم پورے طور پر دوں اور پیدا شدہ نقصان اور کمی کو دور کروں، پہلے معنی شیخ نے فرمائے، دوسرے معنی مولانا ملا علی قاری نے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہیں حضور سے نبوت، اخلاق، ہدایت کی تکمیل ہوئی، حضور جمع الجمع ہیں، آپ سے مسیر (چلنا) آپ کی طرف مصیر ہے (لوٹنا)، تمام انبیاء کرام کی صفات کے جامع ہیں۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۱۱)

اچھوں کے پاس بیٹھنا بُروں سے بچنا

احادیث

حدیث ۱: اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مشک کا اُٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا، جو مشک لیے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے بری بو پہنچے گی۔(1)

(1) صحیح البخاري، کتاب الذبائح والصید، باب المسک، الحدیث: ۵۵۳۴، ج۳، ص۵۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ مثال ہے جس کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے کہ بروں کی صحبت فائدہ اور اچھوں کی صحبت نقصان کبھی نہیں دے سکتی، بھٹی والے سے مشک نہیں ملے گا گرمی اور دھواں ہی ملے گا، مشک والے سے نہ گرمی ملے نہ دھواں مشک یا خوشبو ہی ملے گی۔

۲۔ یہ ادنی نفع کا ذکر ہے مشک خرید لینا یا اس کا مفت ہی دے دینا اعلیٰ نفع ہے جس سے ہمیشہ فائدہ پہنچتا رہے گا اور صرف خوشبو پالینا ادنی نفع ہے۔ خیال رہے کہ ابوجہل وغیرہ دشمنان رسول حضور کے پاس حاضر ہوئے ہی نہیں وہاں حاضری محبت سے حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ حتی الامکان بری صحبت سے بچو کہ یہ دین و دنیا برباد کردیتی ہے اور اچھی صحبت اختیار کرو کہ اس سے دین و دنیا سنبھل جاتے ہیں۔ سانپ کی صحبت جان لیتی ہے، برے یار کی صحبت ایمان برباد کردیتی ہے۔

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند
یار بد بر دین و برایمان زند

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳۸)

صُحبت ومجلس کے بارے میں چالیس انمول نگینے

پیارے بھائیو!

صحبت کے متعلق مختصر مضمون تحریر ہوا اب آخر میں صحبت کے ساتھ ساتھ مجلس و اجتماع کے بارے میں بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ صحبت اور مجلس دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں کہ جب کسی کی صحبت اپنائے گا تو اس کے ساتھ مجلس ضرور ہوگی، لہٰذا اس سلسلے میں یعنی صحبت و مجلس دونوں کے متعلق یہاں کچھ روایات جمع کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

←

....

(۱) بے شک اللہ تعالیٰ صالح مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوسیوں سے سوگھر والوں کی بلاء و مصیبت سے حفاظت فرماتا ہے۔
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۸۰، ج ۳، ص ۱۲۹)

(۲) رضائے الٰہی کے لئے ملاقات کر کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ملاقات کی تو ستر ہزار فرشتے اسے منزل تک پہنچانے ساتھ جاتے ہیں۔ (کشف الخفا، حرف الزای، الحدیث: ۱۴۱۱، ج ۱، ص ۳۸۷)

(۳) جب تو اپنے بھائی میں تین خصلتیں دیکھے تو اس سے امید رکھ (وہ تین چیزیں یہ ہیں) حیاء، امانت، سچائی اور جب تو (ان تین چیزوں) کو نہ دیکھے تو اس سے امید نہ رکھ۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، رشدین بن کریب، ج ۴، ص ۶۵۔ کنز العمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی فی آداب الصحبۃ... الخ، الحدیث: ۲۴۷۵۰، ج ۹، ص ۱۳)

(۴) تیرا مصاحب وساتھی نہ ہو مگر مومن اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر متقی پرہیز گار۔
(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یؤمران یجالس، الحدیث ۴۸۳۲، ج ۴، ص ۳۴۱)

(۵) تنہائی بہتر ہے برے ساتھی سے اور اچھا ساتھی بہتر ہے تنہائی سے اور اچھی بات بولنا بہتر ہے خاموشی سے اور خاموشی بہتر ہے بری بات بولنے سے۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی السکوت عما لا یعنیہ، الحدیث ۴۹۹۳، ج ۴، ص ۲۵۶ تا ۲۵۷)

(۶) بہت سے جاہل عابد ہیں اور بہت سے فاجر عالم ہیں پس تم جاہل عابدوں اور فاجر عالموں سے بچو۔
(الکامل فی ضعفاء الرجال، محفوظ بن بحر الانطاکی، ۲۹۶/۱۹۱۷، ج ۸، ص ۱۹۵)

(۷) تو برے ساتھی سے بچ کیونکہ تو اس کے ساتھ پہچانا جائے گا۔
(کنز العمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، الباب الثالث فی الترہیب عن صحبۃ السوء، الحدیث: ۲۴۸۳۹، ج ۹، ص ۱۹)

(۸) تو برے ساتھی سے بچ کیونکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے اس کی محبت تجھے فائدہ نہیں پہنچائے گی اور وہ اپنا عہد تجھ سے وفا نہیں کریگا۔
(فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۵۷۳، ج ۱، ص ۲۲۴)

(۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک لوگوں میں زیادہ محبوب وہ ہے جو میرے عیوب مجھ پر پیش کرے۔ (الطبقات الکبری، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، ج ۳، ص ۲۲۲)

(۱۰) تم ہر عالم کے پاس مت بیٹھو مگر وہ عالم جو تمہیں پانچ (چیزوں) سے پانچ (چیزوں) کی طرف بلائے یعنی (۱) شک سے یقین کی طرف (۲) غرور سے تواضع و انکساری کی طرف (۳) دشمنی سے نصیحت و خیر خواہی کی طرف (۴) ریاء نمود ونمائش سے اخلاص کی طرف (۵) خواہش وطلب سے زہد کی طرف یعنی ایسے باعمل عالم دین کے پاس بیٹھو۔
(کنز العمال، کتاب الصحبۃ قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث: ۲۵۴۴۵، ج ۹، ص ۶۲)

(۱۱) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم نے فرمایا: تم علماء کے پاس بیٹھنا اور دانا لوگوں کے کلام کو دھیان سے سننا لازم پکڑو کیونکہ ←

اللہ تعالیٰ دانائی وحکمت کے نُور سے مُردہ دل کو زندہ کرتا ہے، جیسا کہ مردہ وبنجر زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کرتا ہے۔

(منبہات ابن حجر عسقلانی، باب الثنائی، ص ۳)

(۱۲) کسی دانا شخص سے مروی ہے کہ تین چیزیں غم وآلام کو دور کر دیتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر (۲) اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملاقات (۳) دانا حضرات کی گفتگو۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: چار چیزیں دل کی تاریکی سے ہیں۔(۱) خوب پیٹ بھرا ہونا لاپرواہی کی وجہ سے۔(۲) ظلم کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنا۔(۳) پچھلے گناہوں کو بھول جانا (۴) لمبی لمبی امیدیں۔اور چار چیزیں دل کی روشنی سے ہیں۔(۱) بھوکے پیٹ ہونا پرہیز وڈر کی وجہ سے (۲) نیکو کاروں کی صحبت اختیار کرنا۔(۳) پچھلے گناہوں کو یاد رکھنا۔(۴) چھوٹی امیدیں۔(منبہات ابن حجر عسقلانی، باب الرباعی، ص۳۹تا۴۰)

(۱۴) ابونعیم نے حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا فرمایا کہ جو بندہ زمین کے ٹکڑوں میں سے کسی ٹکڑے پر سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا (حصہ) اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گا اور وہ اس پر روتا ہے جس دن وہ (بندہ مومن) مرتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، عطا بن میسرۃ، الحدیث:۶۹۰۹، ج۵،ص۲۲۴)

(۱۵) ابونعیم اور ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا: تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردہ برے پڑوسی کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے جس طرح زندہ برے پڑوسی کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث:۹۰۴۲، ج۶،ص۳۹۰)

(۱۶) حکیم ترمذی، ابن عدی، ابن عساکر اور ابن مندہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مومن جب مرتا ہے تو اس کی موت پر قبرستان مزین ہوجاتے ہیں پس نہیں ہے ان قبرستانوں میں سے کوئی جگہ مگر وہ تمنا کرتی ہے کہ وہ مومن اس میں دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو اس کی موت پر قبرستان تاریک ہوجاتے ہیں پس نہیں ہے ان قبرستانوں میں سے کوئی جگہ مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہے اس بات سے کہ وہ کافر اس میں دفن کیا جائے۔

(شرح الصدور، باب دفن العبد فی الارض التی خلق منہا، ص ۱۰۲)

(۱۷) ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن محاربی سے روایت کیا فرمایا کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آگیا تو اس سے کہا گیا کہ توکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (یعنی پورا کلمہ طیبہ) پڑھ تو اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا (کیونکہ) میں ان لوگوں کا مصاحب ہوتا تھا جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرا اوگالی دینے کا حکم دیتے تھے۔(شرح الصدور، باب من دنا اجلہ وکیفیۃ الموت وشدتہ، ص ۳۸)

(۱۸) حضرت ابن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عیش پرست اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں میں سے دو شخص حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے تو ان دونوں نے کہا، ہم آپ کو ایک حدیث بتائیں؟

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: نہیں (پھر) دونوں نے کہا: ہم آپ کوکتاب اللہ کی ایک آیت سنائیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: نہیں پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: تم دونوں مجھ سے دور ہوتے ہو یا میں (خود) اٹھ جاؤں حضرت ابن عبید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا (یہ سُن کر) وہ دونوں چلے گئے تو کسی شخص نے کہا: اے ابوبکر! (یہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کنیت تھی) آپ پر کیا حرج تھا کہ وہ آپ کو اللہ تعالٰی کی کتاب سے ایک آیت سنا دیتے، آپ نے فرمایا: (میں اس بات سے ڈرا کہ) وہ مجھے ایک آیت سناتے پھر اسے بدل ڈالتے (یعنی معنوی تحریف کر دیتے) اور وہ میرے دل میں ٹھہر جاتی)۔

(سنن الدارمی، المقدمۃ، باب اجتناب اہل الاہواء... الخ، الحدیث ۳۹۷، ج۱،ص ۱۲۰)

(۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں آپ کو سلام بھیجا ہے (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات پیدا کی ہے یعنی بدعت سیئہ کا مرتکب ہوا ہے پس اگر اس نے (دین میں نئی بات) پیدا کی تو اسے سلام نہ پہنچانا۔ (سنن الدارمی، المقدمۃ، باب اجتناب اہل الاہواء... الخ، الحدیث ۳۹۳، ج۱،ص ۱۲۰)

(۲۰) اچھے مصاحب (پاس بیٹھنے والے) کی مثال مشک والے جیسی ہے اگر تجھے اس سے کچھ نہ ملے تب بھی خوشبو پہنچے گی اور بُرے مصاحب کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے اگر تجھے (اس کی بھٹی کی) سیاہی نہ بھی پہنچے پھر بھی اس کا دھواں تو پہنچے گا۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یؤمران یجالس، الحدیث ۴۸۲۹، ج ۴،ص ۳۴۰)

(۲۱) تین چیزیں تیرے لئے تیرے بھائی کی خالص محبت کرنے کا ذریعہ ہیں، (۱) جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کرے (۲) اور تو اس کے لئے مجلس میں (جگہ) کشادہ کرے۔ (۳) اور تو اسے اس نام سے بلائے جو اسے پیارا ہو۔

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ثلاث... الخ، الحدیث ۵۸۷۰، ج ۴،ص ۵۳۳)

(۲۲) حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اہلِ شام میں سے ایک دوست تھا جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خط وکتابت رکھتا تھا چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس کے لئے خط لکھا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ مسئلہ تقدیر میں تمہیں کچھ کلام (انکار) ہے لہٰذا میرے لئے آئندہ خط نہ لکھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے۔

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ، الحدیث: ۴۶۱۳، ج ۴،ص ۲۷)

(۲۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا: قدریہ اس امت کے مجوس ہیں، اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شامل نہ ہونا۔

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، الحدیث ۴۶۹۱، ج ۴،ص ۲۹۴)

(۲۴) کچھ کلمات ہیں جنہیں کوئی اپنی مجلس میں کھڑے ہوتے وقت پڑھتا ہے تو اس کی طرف سے کفارہ ہو جاتے ہیں اور جو ان ←

....

کلمات کو بھلائی وذکر کی مجلس میں پڑھتا ہے تو ان کی اس پر مہر لگا دی جاتی ہے جیسے کاغذ پر مہر لگائی جاتی ہے۔ (وہ کلمات یہ ہیں)

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الحدیث ۴۸۵۷، ج ۴، ص ۳۴۷)

(۲۵) جو لوگ مجلس سے اُٹھ جائیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں، تو وہ ایسے اٹھے جیسے گدھے کی لاش اور وہ (مجلس) ان پر (قیامت کے دن) حسرت (کا باعث) ہوگی۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کراہیۃ ان یقوم الرجل من مجلسہ ولا یذکر اللہ، الحدیث: ۴۸۵۵، ج ۴، ص ۳۴۷)

(۲۶) کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اس کی خوشنودی کے لئے وہ لوگ جگہ میں وسعت کردیں تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے (اس معنی میں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے یوں نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر واجب وضروری ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر طرح کی محتاجی سے منزہ ومُبرّا ہے) کہ ان کو راضی کرے۔ (کنزالعمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث ۲۵۳۰۷، ج ۹، ص ۵۸)

(۲۷) کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے مگر ان کی اجازت سے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے جدائی کرے یعنی ان کے درمیان بیٹھ جائے۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل یجلس بین الرجلین بغیر اذنہما، الحدیث: ۴۸۴۴۔۴۸۴۵، ج ۴، ص ۳۴۳)

(۲۸) جب تم بیٹھو تو اپنے جوتے اتار لو تمہارے قدم آرام پائیں گے۔

(کنزالعمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث: ۲۵۳۹۰، ج ۹، ص ۵۹)

(۲۹) جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے پھر وہ واپس لوٹ کر آئے (یعنی جب کہ جلد ہی لوٹ آئے) تو اپنی جگہ کا وہی زیادہ مستحق و حقدار ہے۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب اذا قام الرجل من مجلس ثم رجع، الحدیث: ۴۸۵۳، ج ۴، ص ۳۴۶)

(۳۰) زیادہ شرف والی بیٹھک وہ ہے جو قبلہ رُخ ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الادب، باب اشرف المجالس... الخ، الحدیث: ۷۷۸۰، ج ۵، ص ۳۸۳)

(۳۱) بہترین نیکی ہمنشینوں کی تعظیم کرنا ہے۔ (فردوس الاخبار، ذکر فصول اخر فی عبارات شتی، الحدیث ۱۴۳۸، ج ۱، ص ۲۰۷)

(۳۲) تم اپنی مجلس کو مجھ پر درود پڑھ کر مزین کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

(فردوس الاخبار، الحدیث: ۳۱۴۹، ج ۱، ص ۴۲۲)

(۳۳) بدترین مجلس راستے کے بازار ہیں اور بہترین مجلس مساجد ہیں پس اگر تو مسجد میں نہ بیٹھے تو اپنے گھر کو لازم کر۔

(کنزالعمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث ۲۵۴۱۱، ج ۹، ص ۶۰)

(۳۴) لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے تو وہ ان پر حسرت کا باعث ہوگی۔

حدیث ۲: مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔(2) یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔
حدیث ۳: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھو۔(3)

اگر چہ جنت میں داخل ہو جائیں (درود نہ پڑھنے پر حسرت ہوگی) جس وقت وہ (درود پڑھنے کی) جزا دیکھیں گے۔
(شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ وتوقیرہ، الحدیث ۱۵۷۱، ج ۲، ص ۲۱۵)

(۳۵) مجلسیں تین ہیں۔(۱) غانم (۲) سالم (۳) شاجب
غانم وہ مجلس ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اور سالم وہ مجلس ہے جس میں خاموشی ہو۔(یعنی بے ہودہ اور خلاف شرع بات نہ ہو) اور شاجب وہ مجلس ہے جس میں باطل بحثیں ہوں۔(کنزالعمال، کتاب الصحبۃ، قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث ۲۵۴۴۶، ج ۹، ص ۶۳)

(۳۶) اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو شخص آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات اس کو رنج پہنچائے گی۔
(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی التناجی، الحدیث: ۴۸۵۱، ج ۴، ص ۳۴۶)

(۳۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جو آتا وہ آخر میں بیٹھ جاتا۔(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی التحلق، الحدیث: ۴۸۲۵، ج ۴، ص ۳۳۹)

(۳۸) مسلمان کا مسلمان پر (یہ) حق ہے کہ جب اسے دیکھے تو اس کے لئے سرک جائے۔(یعنی مجلس میں آنے والے اسلامی بھائی کے لئے اِدھر اُدھر کچھ سرک کر جگہ بنادے کہ وہ اس میں بیٹھ جائے۔)
(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ...الخ، فصل فی قیام المرء لصاحبہ، الحدیث ۸۹۳۳، ج ۶، ص ۴۶۸)

(۳۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (اس بات سے) منع فرمایا کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا دیا جائے اور اس جگہ میں دوسرا بیٹھ جائے البتہ تم سرک جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو (یعنی بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ آنے والے اسلامی بھائی کے لئے سرک جائیں اور اسے بھی جگہ دے دیں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اس بات کو) مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور یہ اس کی جگہ پر بیٹھیں۔(حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فعل کمال درجہ کی پرہیزگاری سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا دل تو اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا مگر محض ان کی خاطر جگہ چھوڑ دی ہو)۔
(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا قیل لکم...الخ، الحدیث ۶۲۷۰، ج ۴، ص ۱۷۹)

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی مدینہ منورہ میں دس سال خدمت کی جب کہ میں لڑکا تھا تو میرا ہر کام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا تھا، لیکن جو میں نے کیا اس پر قطعی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُف تک نہ کیا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ تم نے کیوں کیا یا ایسے کیوں نہ کیا۔
(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الحلم واخلاق النبی، الحدیث ۴۷۷۴، ج ۴، ص ۳۲۴)

(2) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب من یؤمران یجالس، الحدیث: ۴۸۳۲، ج ۴، ص ۳۴۱۔
(3) الجامع الصغیر، الحدیث: ۳۵۷۷، ص ۲۱۸۔

حدیث ۴: جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے، وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔(4)

حدیث ۵: اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔(5)

حدیث ۶: اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمھیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمھارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے۔(6)

حدیث ۷: ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمھاری فضیلت کا قائل نہ ہو، جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو۔(7) یعنی جو تمھیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمھارے ذمہ جانتا ہو اور تمھارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث ۸: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمھارے لیے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جبکہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ (عزوجل) سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمھیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ (عزوجل) سے ڈرتے ہیں۔(8)

حدیث ۹: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مزین کریگا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت

---

(4) سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة، باب: ۱۲۰، الحديث: ۲۵۱۵، ج ۴، ص ۲۲۷.

وسنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، الحديث: ۴۰۳۲، ج ۴، ص ۳۷۵.

(5) الاخوان لابن أبي الدنيا، باب من أمر بصحبته... إلخ، ص ۴۶.

(6) الجامع الصغير، الحديث: ۴۰۶۳، ص ۲۴۷.

(7) حلية الاولياء، رقم: ۱۴۳۷۵، ج ۱۰، ص ۲۴.

(8) الصمت لابن أبي الدنيا، باب النهي عن الكلام فيما لا يعنيك، ص ۱۲۴.

وشعب الايمان، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت عما لا يعنيه، الحديث: ۴۹۹۵، ج ۴، ص ۲۵۷.

تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔ (9)

❁❁❁❁❁

اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی و دشمنی کا بیان

احادیث

حدیث ۱: روحوں کا لشکر مجتمع تھا جن میں وہاں تعارف تھا دنیا میں اُلفت ہوئی اور وہاں ناآشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔ (1)

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا، آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ (2)

حدیث ۳: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جب وہ فرشتہ کے پاس آیا، اس نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا اس قریہ میں میرا بھائی ہے اس سے ملنے جاتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے، جسے لینے کو جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ (عزوجل) کے لیے دوست رکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، مجھے اللہ (عزوجل) نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے

---

(1) صحيح البخاري، كتاب أحاديث الانبياء، باب الارواح جنود مجندة، الحديث: ٣٣٣٦، ج ٢، ص ٤١٣.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی انسانی روحیں بدنوں میں آنے سے پہلے آپس میں مخلوط تھیں اس طرح کہ سعید روحیں ایک گروہ تھیں اور شقی روحیں دوسرا گروہ مگر سعید آپس میں مخلوط مخلوط تھیں اور شقی آپس میں مخلوط۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۳۲)

(2) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الحب في الله تعالى، الحديث: ٣٧۔(٢٥٦٦)، ص ١٣٨٨.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی وہ مسلمان ہماری بارگاہ میں حاضر ہوں جو کسی دنیاوی وجہ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا میری خوشنودی کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے کہ میری عظمت ان کے دلوں میں تھی اس لیے مجھے راضی کرنا چاہتے تھے میرے بندوں کو راضی کرکے۔

۲۔ ظل کے معنی ہیں سایہ مگر کبھی اس سے مراد ہوتی ہے پناہ، امان جیسے کہا جاتا ہے کہ عادل بادشاہ ظل اللہ ہے یا بزرگوں کو لکھتے ہیں دام ظلھم، اگر یہاں سایہ کے معنی میں ہیں تو مراد ہے عرش اعظم کا سایہ کہ سایہ جسم کا ہوتا ہے رب تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور اگر مراد ہے پناہ تو ظاہر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴۳۴)

یہ خبردوں کہ اللہ (عزوجل) نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ (عزوجل) کے لیے اس سے محبت کی۔(3)

حدیث ۴: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اس نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔ ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے۔(4)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنادیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت برا بنادیتی ہے اور اس کا حشر اُن کے ساتھ ہوگا۔

---

(3) المرجع السابق، الحدیث:۳۸۔(۲۵۶۷)،ص۱۳۸۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔یہاں ملاقات کرنے سے مراد ہے ملاقات کے لیے جانا ملاقات کا ارادہ کرنا، بھائی سے مراد ایمانی اسلامی بھائی ہے جس کو اللہ کے لیے بھائی بنایا ہو خواہ نسبی بھائی بھی ہو یا نہیں۔

۲۔عربی میں مدرج راستہ کو بھی کہتے ہیں سیڑھی کو بھی یعنی چلنے کی جگہ یا چڑھنے کی، یہاں بمعنی راستہ ہے۔ممکن ہے کہ اس کی بستی یہاں سے کچھ بلندی میں ہو فرشتہ یا حضرت جبریل علیہ السلام تھے یا کوئی اور دوسرا فرشتہ جو پہلے سے وہاں مقرر کردیا گیا۔(ازمرقات)

۳۔یہ سوال بے علمی کی بناء پر نہیں بلکہ اس سے وہ جواب حاصل کرنے کے لیے ہے جو یہاں مذکور ہے اور اسے بشارت دینے کے لیے ہے تاکہ لوگ یہ دونوں باتیں سنیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے بیان فرمانا اسی مقصد کے لیے ہے۔

۴۔یعنی تو کبھی اس پر احسان کرچکا ہے جس کا عوض حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے یا اس کا تجھ پر کچھ احسان ہے جس کا عوض دینے تو جارہا ہے۔ترب بنا ہے رب سے بمعنی پرورش کرنا،حاصل کرنا،اصلاح کرنا۔(اشعۃ اللمعات)

۵۔یعنی اس سے میری محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالٰی راضی ہوجاتا ہے بخشے ہوؤں کی ملاقات کرو کہ تم بھی بخشے جاؤ۔

مت کوئی بخشیا مل پوے توں بھی بخشیا جا
اُٹھ جاگ فرید استیا توں خلقت دیکھن جا

۶۔یعنی تیرا یہ عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوگیا اور تیرا مقصد حاصل ہوگیا۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالٰی کی محبت کا ذریعہ ہے۔تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔پانچویں یہ کہ اللہ تعالٰی کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتے کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے یہ درجہ الہام سے اوپر ہے۔(مرقات) مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرات انبیاء کے سوا کسی کو نہیں ہوتی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۳۵)

(4) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب علامۃ حب اللہ۔۔۔إلخ، الحدیث:۶۱۶۹، ج۴، ص۱۴۷۔

حدیث ۵: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: تُو نے اس کے لیے کیا طیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی، اس کے لیے میں نے کوئی طیاری نہیں کی، صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی، ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ (5)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ نہ تو کبھی ان سے ملاقات کی ہو نہ ان کے لیے نیک اعمال کیے ہوں مگر ان سے دلی محبت رکھتا ہو جیسے آج ہم گندے کمینے بدکار سیاہ کار حضور سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اخیار سے محبت کریں۔

۲۔ یعنی یہ شخص قیامت میں ان محبوب نیکوں کے ساتھ ہوگا، رب تعالٰی فرماتا ہے: "فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ"۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بُروں سے محبت کرنے کا انجام بھی یہ ہی ہے۔ خیال رہے کہ ہر نسبت جنسیت چاہتی ہے، عشق و محبت نہ جنسیت دیکھے نہ برابری، بندہ کو اللہ سے، امتی کو رسول اللہ سے عشق ہو سکتا ہے اللہ تعالٰی نصیب کرے، خوف خدا، عشق جناب مصطفے اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۸۳۶)

(5) صحیح البخاري، کتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ... إلخ، الحدیث: ۳۶۸۸، ج۲، ص ۵۲۷، وکتاب الادب، باب ما جاء في قول الرجل ویلک، الحدیث: ۶۱۶۷، ج ۴، ص ۱۴۶۔

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الحب في اللہ... إلخ، الحدیث: ۵۰۰۹، ج ۳، ص ۷۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ افسوس غضب کے لیے نہیں کرم کے لیے ہے جیسے حضرت ابوذر غفاری سے فرمایا علی رغم انف ابی ذر اس کلمہ کا مزہ وہ جانے جسے دل سے لگی ہو یا مقصد یہ ہے کہ تو اعمال تو کرتا نہیں صرف قیامت کے متعلق پوچھتا ہے۔

۲۔ یہ صاحب بڑے متقی پرہیزگار عبادت گزار تھے مگر انہوں نے اپنے اعمال کو قیامت کی تیاری قرار نہ دیا کہ یہ سب نیکیاں تو اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ہے جو مجھے دنیا میں مل چکیں اور مل رہی ہیں آخرت کی تیاری صرف یہ ہے کہ مجھے اس برأت کے دولہا سے محبت ہے، دولہا سے تعلق اس سے محبت برأت کے کھانے والے جوڑے انعام کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ رسول سے محبت سائرین اور طائرین کے مقامات میں سے اعلیٰ مقام ہے، ساری عبادات محبت کی فروغ ہیں مگر محبت کے ساتھ اطاعت بلکہ متابعت ضروری ہے۔ برات کا کھانا صرف عمدہ لباس سے نہیں ملتا بلکہ دولہا کے تعلق سے ملتا ہے اگر رب تعالٰی سے کچھ لینا ہے تو حضور سے تعلق پیدا کرو۔

۳۔ یعنی حضرات صحابہ کرام کو سب سے بڑی خوشی تو اپنے اسلام لانے پر ہوئی تھی کہ اللہ تعالٰی نے انہیں مؤمن صحابی بننے کی توفیق بخشی اس کے بعد آج یہ فرمان عالی سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ اس خوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ←

حدیث ۶: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں، ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔(6)

حدیث ۷: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نُور کے منبر ہوں گے، انبیا و شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔(7)

حدیث ۸: اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیا ہیں نہ شہدا اور خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیا اور شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ کالہٖ وسلَّم) ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمتِ الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ ان کے آپس میں رشتہ ہے، نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں، جبکہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جب دوسرے غم میں ہوں گے۔ اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ کالہٖ وسلَّم) نے یہ آیت پڑھی:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾﴾(8)

فدا تھے، ان میں سے بعض تو حضور کے بغیر چین نہ پاتے تھے، انہیں کھٹکا تھا کہ مدینہ منورہ میں تو ہم کو حضور کی ہمراہی نصیب ہے کہ یار نے مدینہ میں اپنا کاشانہ بنایا ہے مگر جنت میں کیا بنے گا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اعلیٰ علیین سے بھی اعلیٰ ہوگا ہم کسی اور درجہ میں ہوں گے، آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھا دیا تمام کو تسلی دے دی فرمادیا کہ جس کو مجھ سے صحیح محبت ہوگی اسے مجھ سے فراق نہ ہوگا میرے ساتھ ہی رہے گا۔ خیال رہے کہ یہاں درجہ کی ہمراہی یا برابری مراد نہیں بلکہ ایسی ہمراہی مراد ہے جیسے سلطان کے خاص خدام سلطان کے ساتھ اس کے بنگلہ میں رہتے ہیں۔ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے کل حضور کا قرب نصیب ہوجاوے۔ اس قرب کا ذریعہ حضور سے محبت ہے اور حضور کی محبت کا ذریعہ اتباع سنت، کثرت سے درود شریف کی تلاوت، حضور کے حالات طیبہ کا مطالعہ اور محبت والوں کی صحبت ہے یہ صحبت اکسیر اعظم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۳)

(6) الموطا للامام مالک، کتاب الشعر، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ، الحدیث: ۱۸۲۸، ج۲، ص۴۳۹۔

(7) سنن الترمذي، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، الحدیث: ۲۳۹۷، ج۴، ص۱۷۴۔

(8) سنن أبی داود، کتاب البیوع، باب فی الرھن، الحدیث: ۳۵۲۷، ج۳، ص۴۰۲، و پ۱۱، یونس: ۶۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اناس جمع فرما کر یہ بتایا کہ یہ حضرات انسان ہیں اور وہ ایک دو نہیں بلکہ پوری جماعت ہے یہ اولیاء اللہ ہیں اور ایسے لوگ ہمیشہ رہیں

سن لو بے شک اللہ (عزوجل) کے اولیا پر نہ خوف ہے، نہ وہ غم کریں گے۔

حدیث ۹: ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ (عزوجل) کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔ (9)

۲؎ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض کر دیا گیا کہ ان حضرات کے قرب الٰہی کی انبیاء کرام شہداء عظام تعریف کریں گے یا ان کی بے غمی بے فکری پر رشک کریں گے۔ قیامت میں گنہگاروں کو اپنی حضرات انبیاء کرام کو اپنی امت کی فکر بھی ہوگی غم بھی مگر یہ حضرات اپنے اور دوسروں کے غم وفکر سے آزاد ہوں گے اس آزادی پر حضرات انبیاء رشک کریں گے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ لوگ انبیاء کرام سے افضل ہوں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" یہاں اولیاء اللہ فرمایا گیا انبیاء نہ ارشاد ہوا۔

۳؎ قوی یہ ہے کہ روح اللہ ر کے ضمہ سے ہے بمعنی زندگی بخش چیز اور اس سے مراد قرآن کریم ہے کہ یہ بھی مسلمانوں کو جاودانی زندگی بخشتا ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا" اس کی اور بھی شرحیں کی گئی ہیں یعنی قرآن مجید کی اتباع اس کے احکام کی پابندی کی وجہ سے محبت کرتے ہیں کہ یہ لوگ پکے مسلمان ہیں۔

۴؎ یعنی ان کی اس محبت کی وجہ آپس کی قرابتداری اور مالی لین دین نہیں ہوتی، صرف اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع فرمان ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی لہذا حدیث واضح ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ للہ فی اللہ محبت صرف اجنبی سے ہی چاہیے اپنے عزیز وقرابت داروں سے نہ چاہیے اگرچہ وہ کیسا ہی نیک وصالح ہو، چونکہ دنیاوی محبتیں اکثر نسب اور مالی تعلق کی بنا پر ہوتی ہیں اس لیے ان ہی دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا طمع لالچ مال کی زیادتی ہوتی ہے۔

۵؎ یعنی ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر ہوں گے جیسے دنیا کی مجلسوں میں معزز آدمی کو عزت کی جگہ بٹھایا جاتا ہے ایسے انہیں رب تعالٰی قیامت میں عزت کی جگہ عطا فرمائے گا تاکہ اہلِ محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔

۶؎ اس ارشاد عالی نے حضرات انبیاء کے رشک کی وجہ بیان فرمادی کہ یہ لوگ اس دن اپنی اور دوسروں کی فکروں سے آزاد ہوں گے اس بے فکری اور آزادی پر رشک کیا جاوے گا انہیں نہ اپنے بخشے جانے کی فکر کہ وہ بخش دیئے گئے نہ دوسروں کو بخشوانے کی فکر کہ وہ کسی کے ذمہ دار نہیں لہذا حدیث بالکل واضح ہوگئی۔

۷؎ یا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اپنے فرمان عالی کی تائید کے لیے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی حدیث کی تقویت کے لیے۔ خیال رہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی اگر قرآنی آیت سے قوت پائے تو صحیح ہوجاتی ہے یعنی ان لوگوں کو نہ عذاب کا خوف ہوگا نہ ثواب جاتے رہنے کا غم۔ ۸؎ آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے، کنیت ابو مالک ہے، اشعری ہیں، صحابی ہیں، آپ سے بہت حضرات نے روایات نقل کیں، عہدِ فاروقی میں وصال ہوا۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۴۰)

(9) کنز العمال، کتاب الصحبۃ، رقم: ۲۴۶۵۲، ج۹، ص۴۔

←

حدیث ۱۰: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے؟ کسی نے کہا، نماز و زکاۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: سب سے زیادہ اللہ (عزوجل) کو پیارا، اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔(10)

حدیث ۱۱: جب کسی نے کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کی تو اس نے رب عزوجل کا اکرام کیا۔(11)

حدیث ۱۲: دو شخصوں نے اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں، قیامت کے دن اللہ تعالٰی دونوں کو جمع کردے گا اور فرمائے گا: یہی وہ ہے جس سے تو نے میرے لیے محبت کی تھی۔(12)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ عری جمع ہے عروۃ کی، عروہ رسی کا وہ کنارہ جو ڈول سے بندھا ہوتا ہے اور ڈول اس سے وابستہ ہوتا ہے پھر ہر اس چیز کو عروہ کہا جانے لگا جس سے کوئی چیز پکڑی جاوے جیسے کوزہ کا دستہ وغیرہ لہذا عروہ کے معنی گرہ بہت مناسب ہے یہاں اس سے مراد ایمان کے ارکان اور مؤمنوں کے اعمال ہیں یعنی ایمان کا کون سا رکن اور مؤمن کا کون سا عمل زیادہ لائق بھروسہ ہے۔

۲؎ دو طرفہ دوستی موالات ہے اور یک طرفہ دوستی حب، یوں ہی دو طرفہ عداوت معادات ہے یک طرفہ دشمنی بغض۔ (مرقات) یعنی لڑائی اللہ کے لیے ہے ملاپ اللہ کے لیے یعنی جو اللہ کا مقبول ہو وہ ہمارا پیارا ہوجائے اگرچہ اجنبی ہو اور جو اللہ کا مردود ہو وہ ہمارا دشمن ہوا اگرچہ قرابت دار ہو۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فداء یک تن بیگانہ کاشنا باشد

رام نام کشے بھلے کہ ٹپ ٹپ ٹپکے چام
واردی کنچن دیہہ کو کہ جس کا نا ہیں رام

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶،ص۵۸۱)

(10) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ۲۱۳۶۱، ج۸،ص۶۸.

(11) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي امامۃ الباهلي، الحديث: ۲۲۲۹۲، ج۸،ص۲۸۹.

(12) شعب الايمان، باب في مقاربۃ وموادۃ اهل الدين، فصل في المصافحۃ...إلخ، الحديث: ۹۰۲۲، ج۶،ص۴۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ ہم مہجورین مشرق میں ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مغرب میں اللہ تعالٰی حضور کا عشق دے تو ان شاء اللہ جنت بلکہ قیامت میں بھی حضور کا قرب نصیب ہوگا، آخرت کا قرب و بعد دنیا کے قلبی قرب و بعد کا نتیجہ ہوگا دعا ہے کہ مولٰی۔ شعر

زمانہ کی خوبی زمانہ کو دے
مجھے تیرے پیارے کا در چاہیے

بعض بدنصیب مدینہ میں رہ کر حضور سے دور ہیں بعض خوش نصیب مدینہ سے دور رہ کر بھی در حضور میں ہیں۔ ←

حدیث ۱۳: جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالا خانے ہیں، وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ان میں کون رہے گا؟ فرمایا: وہ لوگ جو اللہ (عزوجل) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ایک جگہ بیٹھتے ہیں، آپس میں ملتے ہیں۔(13)

حدیث ۱۴: اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔(14)

حدیث ۱۵: جو کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھے، اللہ (عزوجل) کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ (عزوجل) کے لیے دے اور اللہ (عزوجل) کے لیے منع کرے، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔(15)

حدیث ۱۶: دو شخص جب اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں، ان کے درمیان میں جدائی اس وقت ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نے کوئی گناہ کیا۔(16) یعنی اللہ (عزوجل) کے لیے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث ۱۷: اللہ تعالٰی نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی، کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمھاری عزت ہے، جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کریگا، اے رب! وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور

۲؎ یہ ان محب ومحبوبین کو قیامت اور جنت میں جمع فرما دینا اتفاقاً نہ ہوگا بلکہ یہ بتا کر جتا کر ہوگا کہ یہ قرب تیری اس محبت کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ سارے اعمال سے زیادہ پیارا عمل محبوبوں سے محبت ہے کہ یہ ان کے قرب کا ذریعہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور سے محبت کی علامت یہ ہے کہ ان کے احکام، ان کے اعمال، ان کی سنتوں سے، ان کے قرآن، ان کے فرمان، ان کے مدینہ کی خاک سے محبت ہو، بے نماز بے روزہ بھنگی چرسی دعوئ عشق رسول کریں جھوٹے ہیں محبت کی علامت اطاعت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۲ ۸)

(13) شعب الایمان، باب في مقاربۃ وموادۃ أھل الدین، فصل في المصافحۃ... إلخ، الحدیث: ۹۰۰۲، ج۶، ص۴۸۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ سبحان اللہ! ستون یاقوت کے اور بالا خانے زبرجد کے بہت ہی شاندار ہوئے۔ غرف جمع ہے غرفہ کی بمعنی بالا خانہ کھڑکی کو غرفہ کہنا مجازاً ہے کہ اکثر وہ بھی بالا خانہ میں ہوتی ہے۔

۲؎ یہ جگہ تو صرف محبت فی سبیل اللہ کی جزا ہے اس محبت فی سبیل اللہ سے جو اچھے نتیجے نکلتے ہیں ان کے ثواب علیحدہ ہیں۔

۳؎ یعنی ان تینوں کاموں میں سے ایک کام کرنے والے یا تینوں کام کرنے والے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۵۴)

(14) المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۹۷۳، ج۴، ص۱۵۰.

(15) سنن أبي داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، الحدیث: ۴۶۸۱، ج۴، ص۲۹۰.

(16) الادب المفرد للبخاري، باب ھجرۃ المسلم، الحدیث: ۴۰۶، ص۱۲۱.

میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی۔(17)

حدیث ۱۸: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔(18)

حدیث ۱۹: جب ایک شخص دوسرے سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔(19)

---

(17) کنز العمال، کتاب الصحبۃ، رقم ۲۴۶۵۳، ج۹، ص۴۔

وحلیۃ الاولیاء، رقم ۱۵۳۸۴، ج۱۰، ص۳۳۷۔

(18) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۸۰۳۴، ج۳، ص۱۶۸۔۱۶۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ دین سے مراد یا تو ملت و مذہب ہے یا سیرت و اخلاق، دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں یعنی عموماً انسان اپنے دوست کی سیرت و اخلاق اختیار کر لیتا ہے کبھی اس کا مذہب بھی اختیار کر لیتا ہے لہٰذا اچھوں سے دوستی رکھو تا کہ تم بھی اچھے بن جاؤ۔ صوفیاء فرماتے ہیں لاتصاحب الا مطیعا ولا تخالل الاتقیا نہ ساتھ رہو مگر اللہ رسول کی فرمانبرداری کرنے والے کے نہ دوستی کرو مگر متقی سے۔

۲۔ یعنی کسی سے دوستانہ کرنے سے پہلے اسے جانچ لو کہ اللہ رسول کا مطیع ہے یا نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ"۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسانی طبیعت میں اخذ یعنی لے لینے کی خاصیت ہے، حریص کی صحبت سے حرص، زاہد کی صحبت سے زہد وتقویٰ ملے گا۔ خیال رہے کہ خلت دلی دوستی کو کہتے ہیں جس سے محبت دل میں داخل ہو جاوے۔ یہ ذکر دوستی و محبت کا ہے کسی فاسق و فاجر کو اپنے پاس بٹھا کر متقی بنا دینا تبلیغ ہے، حضور انور نے گنہگاروں کو اپنے پاس بلا کر متقیوں کا سردار بنا دیا۔

۳۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں جیسے حافظ سراج الدین قزوینی، حافظ ابن حجر نے قزوینی کا بہت رد کیا اور حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا۔ (مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۴۷)

(19) سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء في إعلام الحب، الحديث: ۲۴۰۰، ج۴، ص۱۷۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ جنگ حنین میں مشرکوں کے ساتھ تھے بعد میں اسلام لائے ان کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ جامع اصول میں انہیں صحابی کہا، ابو حاتم نے کہا کہ بصری ہیں اور تابعی ہیں۔ (اشعہ) ممکن ہے انہوں نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت کفر سنی ہو اور مسلمان ہو جانے کے بعد روایت کی ہو کہ ایسی روایت معتبر ہے۔ (مرقات) اور اگر تابعی ہو تو تابعی کی مرسل حدیث صحیح ہے جب کہ وہ ثقہ ہوں۔

۲۔ یعنی اسے دینی بھائی بنائے اس سے میل جول پیدا کرنا چاہیے۔

۳۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو عالی خاندان سمجھ کر اس سے محبت کی بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہوا تو نفرت ہوگئی اس لیے پہلے سے ہی سارے انتظامات کرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۸۴۸)

حدیث ۲۰: جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اسے خبر کر دے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ (20)

حدیث ۲۱: ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، کہ میں اس شخص سے اللہ (عزوجل) کے واسطے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا: تم نے اس کو اطلاع دیدی ہے۔ عرض کی نہیں، ارشاد فرمایا: اٹھو! اس کو اطلاع دے دو۔ اس نے جا کر خبردار کیا، اس نے کہا جس کے لیے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ تجھے محبوب بنالے۔ واپس آ کر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے کہہ سنایا، ارشاد فرمایا: اس نے کیا کہا؟ جو اس نے کہا تھا کہہ سنایا۔ فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے قصد کیا ہے۔ (21)

حدیث ۲۲: دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہوجائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہوجائے۔ (22)

❁❁❁❁❁

(20) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب إخبار الرجل الرجل بمحبتہ إیاہ، الحدیث: ۵۱۲۴، ج۴، ص۴۲۸۔

(21) شعب الایمان، باب في مقاربة وموادة... إلخ، فصل في المصافحة... إلخ، الحدیث: ۹۰۱۱، ج۶، ص۴۸۹۔

(22) سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في الاقتصاد في الحب والبغض، الحدیث: ۲۰۰۴، ج۳، ص۴۰۱۔

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت سے ہیں۔ (۱) ختنہ کرنا اور (۲) موئے زیرِ ناف مونڈنا اور (۳) مونچھیں کم کرنا اور (۴) ناخن ترشوانا اور (۵) بغل کے بال اُکھیڑنا۔(1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث:۵۰۔(۲۵۷)، ص ۱۵۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؂ سنت قدیمہ جو گزشتہ انبیاء کرام کا بھی طریقہ رہا ہو اسے فطرت کہتے ہیں گویا وہ انسان کی پیدائشی عادت ہے۔ یہاں پانچ کا ذکر حد کے لیے نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی سنتیں انبیاء ہیں جو دوسری احادیث میں مذکور ہیں۔

۲؂ ختنہ امام اعظم کے ہاں سنت ہے، امام شافعی کے ہاں فرض۔(مرقات) سات سال کی عمر تک ختنہ کر دینا چاہیے، نومسلم جوان آدمی کا نکاح ایسی عورت سے کر دیا جاوے جو ختنہ کرنا جانتی ہو پھر ختنہ کے بعد چاہے تو طلاق دیدے، جو بچہ ختنہ شدہ پیدا ہو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ چودہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے: حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، شعیب، یوسف، موسیٰ، زکریا، سلیمان، عیسیٰ، حنظلہ ابن صفوان جو اصحاب رُسل کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ حضرات ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے، عورتوں کا ختنہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔

۳؂ یعنی ناف کے نیچے اور پاخانہ کے مقام کے بال استرہ سے صاف کرنا سنت ہے مرد کے لیے اور کسی دواء سے صاف کر دینا مرد کے لیے خلاف سنت ہے قینچی سے یہ بال کاٹ دینا مرد و عورت دونوں کے لیے خلاف سنت ہے، بحالت جنابت کوئی بال کاٹنا مونڈھنا بہتر نہیں۔(مرقات)

۴؂ اوپری ہونٹ کے بالوں کو مونچھ کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے کاٹے جاویں کہ اوپرے ہونٹ کا کنارہ خوب کھل جاوے، پانی پیتے وقت یہ بال پانی میں نہ ڈوب سکیں، مونچھیں مونڈنا یا بہت زیادہ پست کر دینا خلاف سنت ہے۔ محیط میں ہے کہ مردوں کو سر منڈانا عام حالات میں اچھا نہیں احرام کھولتے وقت سنت ہے۔ حلق کے بال نہ منڈائے، بھویں اور چہرے کے کچھ کچھ بال الگ کر دینا جائز ہے جب کہ ہیجڑوں سے تشبہ نہ ہو، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈھنا یا کترنا مستحب نہیں۔(مرقات)

۵؂ اس طرح ناخن تراشے کہ ہاتھوں کے پہلے پاؤں کے بعد میں، داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی شروع کرے چھنگلی تک کاٹ دے ←

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔(2)

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔(3)

پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرے انگوٹھے تک کاٹ دے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کاٹ دے۔ جو کوئی جمعرات کے دن ناخن تراشا کرے ان شاء اللہ فقیر نہ ہوگا۔ حجامت جمعرات کو چاہیے اور غسل تبدیلی لباس خوشبو جمعہ کو افضل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم پر ناخن کا لباس تھا جنت سے باہر آکر یہ کپڑوں کا لباس عطا ہوا، آپ کا جسم ساٹھ ہاتھ تھا۔ (مرقات)

۲۔ بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے مونڈانا جائز، امام شافعی منڈایا کرتے تھے۔ ناک کے بال اکھیڑنا ممنوع ہے اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۲۶۳)

(2) المرجع السابق، الحدیث: ۵۵۔(۲۶۰)، ص ۱۵۴.

(3) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، الحدیث: ۵۸۹۲، ج ۴، ص ۷۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ مشرکین سے مراد کفار ہیں خواہ بت پرست ہوں یا اہلِ کتاب۔ مخالفت سے مراد شکل، لباس، وضع قطع سب میں مخالفت ہوسکتی ہے مگر یہاں شکل میں مخالفت مراد ہے جیسا کہ اگلی تفسیر سے ظاہر ہے۔ یہ امر وجوب کے لیے ہے کہ مسلمان کو کفار کی سی شکل بنانا حرام ہے۔

۲۔ اوفروا بنا ہے وفر سے بمعنی بڑھانا زیادہ کرانا۔ لحی جمع ہے لحیۃ کی بمعنی ڈاڑھی، رخسار اور ٹھوڑی پر جو بال ہیں انہیں لحیہ یعنی ڈاڑھی کہا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ڈاڑھی کو ہاتھ نہ لگاؤ اسے بڑھنے دو اس کے بڑھنے کی حد دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کی لمبائی چوڑائی سے کچھ کترتے تھے، اسے حضرت عبداللہ ابن عمر کے فعل شریف نے واضح کیا آپ چار انگلی یعنی مٹھی بھر سے زیادہ کو کٹوا دیتے تھے، دیکھو بخاری کتاب الحج اور شامی وغیرہ۔ اگر عورت کے ڈاڑھی نکل آوے تو اس کا اکھیڑ دینا ضروری ہے کہ وہ داڑھی نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ ڈاڑھی مشت سے کم کرنا بھی منع ہے اور اس سے زیادہ کرنا بھی منع ہے اور ہر دو کے پیچھے نماز مکروہ۔ (مرقات وشامی)

۳۔ احفاء اور اعفاء دونوں کے معنی ہیں بڑھانا۔ کفار کی مخالفت کو حضور انور نے مقرر فرمادیا کہ ڈاڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کے کفار ڈاڑھی رکھتے ہوں جیسے ہمارے ہاں کے سکھ تو انکی مخالفت میں داڑھی مونڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور نے مقرر فرمادیا، یہ بھی خیال رہے کہ ایک مشت ڈاڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے، حضرت ہارون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا "لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ" میری ڈاڑھی نہ پکڑو۔ معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی بھر ہی ہے۔ انبیاء کرام کے متعلق احادیث میں ہے کہ وہ کثّ اللحیۃ یعنی بھری ڈاڑھی والے تھے بھری ڈاڑھی مشت سے کم نہیں ہوسکتی لہذا فرنچ یا خشخشی یا مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے کہ یہ منڈانے کے حکم میں ہے۔ اس کی بحث شامی کتاب الصوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۲۶۴)

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ الصلاۃ والسلام بھی یہی کرتے تھے۔(4)

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی و نسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو مونچھ سے نہیں لے گا، وہ ہم میں سے نہیں۔(5) یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو موئے زیرِ ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔(6)

حدیث ۷: ترمذی نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم داڑھی کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ لیا کرتے تھے۔(7)

---

(4) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في قص الشارب، الحدیث:۲۷۶۹، ج۴، ص۳۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ راوی کو شک ہے کہ حضرت ابن عباس نے یاخذ کہا یا یقص معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

۲۔ غالبًا حضرت ابراہیم پہلے وہ نبی ہیں جنہوں نے مونچھیں تراشیں آپ کے بعد تمام نبیوں نے یہ عمل کیا اور ہمارے حضور نے یہ سنت خلیل جاری فرمائی لہذا یہ عمل فطرت ہے اس پر بڑا ثواب ہے۔ مونچھیں ہر ہفتہ یا پندرہ دن میں ضرور تراشا جائیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۸۰)

(5) المرجع السابق، الحدیث:۲۷۷۰، ج۴، ص۳۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی ہمارے طریقہ سے وہ خارج ہے یا بڑی مونچھیں رکھنے والے کے لیے خطرہ ہے کہ اس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہو۔ معاذ اللہ! (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۸۱)

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث رجل من بني غفار رضی اللہ عنہ، الحدیث:۲۳۵۳۹، ج۹، ص۱۲۵.

(7) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في الاخذ من اللحیۃ، الحدیث:۲۷۷۱، ج۴، ص۳۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ لمبائی میں مٹھی بھر یعنی چار انگل سے زیادہ بالوں کو کاٹ دیتے تھے اور چوڑائی میں اس دائرے کے حد میں جو بال آتے باقی رکھے جاتے اس سے بڑھتے ہوئے کاٹ دیئے جاتے۔ چار انگل تک ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، ڈاڑھی منڈانا یا کتروانا فسق ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی مٹھی میں پکڑتے تو جو مٹھی سے باہر بال ہوتے انہیں کاٹ دیتے تھے وہ عمل اس حدیث کی شرح ہے۔ یہاں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے بہت عرصہ تک ڈاڑھی نہ کتوائی حتی کہ ڈاڑھی بہت بڑی ہوگئی تو اب ←

حدیث ۸: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس ۴۰ دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔(8) یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔

حدیث ۹: ابوداود نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ وہ مسلم کا نور ہے، جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا، اللہ تعالٰی اس کی وجہ سے اس کے لیے نیکی لکھے گا اور خطا مٹا دے گا اور درجہ بلند کریگا۔(9)

اسے نہ کٹوائے بلکہ ویسی ہی رہنے دے۔(اشعہ) جن بزرگوں کی ڈاڑھیاں بہت لمبی دیکھی گئیں ہیں وہاں یہ ہی وجہ ہوئی ہوگی۔غرضکہ چار انگل سے ہرگز کم نہ کرے مگر اس سے زیادتی اس کی دو صورتیں ہیں: کوشش کرتا رہے کہ زیادہ نہ ہونے پائے، اگر بہت زیادہ کرلی تو پھر ویسے ہی رہنے دے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۲۸۲)

(8) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۱۔(۲۵۸)،ص ۱۵۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی چالیس سے زیادہ دیر لگانا ممنوع ہے۔سنت یہ ہے کہ مونچھیں و ناخن ہر جمعہ کو کاٹے، زیر ناف کے بال بیس دن میں لے لہذا ہفتہ افضل ہے، پندرہ دن درمیانے، چالیس دن انتہائی مدت۔دراز ناخن سے روزی گھٹتی ہے۔حدیث شریف میں ہے جمعہ کے دن ناخن تراشے تو ان شاء اللہ دس دن تک بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص ۲۶۵)

(9) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في نتف الشیب، الحدیث: ۴۲۰۲، ج۴،ص ۱۱۵۔

وشرح السنۃ للبغوي، کتاب اللباس، باب النھی عن نتف الشیب، الحدیث: ۳۰۷۴، ج۶،ص ۲۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جب سر یا ڈاڑھی میں چٹے بال شروع ہوجاویں تو انہیں مت اکھیڑو ان چٹے بالوں سے نفس کمزور ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اب میں بوڑھا ہو چلا ہوں آخرت کی تیاری کروں یہ بال اکھیڑ دینے سے وہ اپنے کو جوان ہی سمجھے گا، یہ فرق ہے خضاب اور سفید بال اکھیڑنے میں اس لیے خضاب کا حکم دیا اکھیڑنے سے منع فرمایا، سفید بال خواہ سفید ہی رہیں یا سرخ کردیے جاویں قبر یاد دلاتے ہیں کہ تیاری کرو چلنے کا وقت قریب آگیا سویرا ہوگیا اب جاگ جاؤ۔شعر

اٹھ جاگ مسافر بھور ہوئی اب رات کہاں جو سووت ہے   جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے وہ کھووت ہے

اٹھ نیند سے اکھیاں کھول ذرا اور رب سے اپنے دھیان لگا   یہ پریت کرن کی ریت نہیں رب جاگت ہے تو سووت ہے

۲؎ امام مالک نے بروایت سعید ابن مسیب نقل فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے آپ نے پوچھا یارب یہ کیا فرمایا یہ وقار اور نور ہے، فرمایا الٰہی میرا وقار اور نور اور زیادہ کر۔وہ جو حاکم و ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ←

حدیث ۱۰: ترمذی ونسائی نے کعب بن مرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جو اسلام میں بوڑھا ہوا، یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔(10)

حدیث ۱۱: امام مالک نے روایت کی، سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی، اے رب! یہ کیا ہے؟ پروردگار تبارک و تعالٰی نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔ عرض کی، اے میرے رب! میرا وقار زیادہ کر۔(11)

کہ رب تعالٰی نے حضور کو چٹے بال سے بگاڑا نہیں (حاشیہ بیضاوی) وہاں معنی یہ ہیں کہ حضور کے کچھ بال سفید ہوئے تو اس سے حضور کا حسن اور بھی زیادہ ہوگیا کچھ کمی نہ آئی۔ علماء فرماتے ہیں کہ سفید بال اکھیڑنا زینت کے لیے ہو تو منع ہے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۹۹)

(10) سنن الترمذي، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من شاب شيبة في سبيل الله، الحديث: ۱۶۴۰، ج۳،ص۲۳۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی سفید ریش والے مؤمن کے لیے قیامت میں نور ہوگا کہ اس کی سفید ڈاڑھی نورانی ہوگی یا نور کا باعث ہوگی اس دن سواء ابراہیم علیہ السلام کے ڈاڑھی کسی کے نہ ہوگی مگر یہ سفید ڈاڑھی چہرہ کے نور کا باعث ہوگی۔ ان دونوں حدیثوں کی بناء پر حضرت علی، سلمہ ابن اکوع، ابی ابن کعب اور بہت صحابہ کرام نے کبھی خضاب نہ لگایا اپنی ڈاڑھی اور سر سفید رکھے، وہ فرماتے تھے کہ چٹی ڈاڑھی نور اور درجات کا باعث ہو گی۔ بعض صحابہ کرام اور حضرت حسن وحسین نے خضاب لگایا گزشتہ احادیث کی بنا پر لہذا دونوں عمل جائز ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر اپنے شہر میں خضاب کا رواج عام ہو تو خضاب کرنا بہتر ہے، اگر سفید ڈاڑھی کا رواج عام ہو تو سفید رکھنا بہتر اور جہاد کے موقع پر خضاب افضل۔ (مرقات) یوں ہی اگر ہمارے شہر یا ملک میں یہودی سکھ عام ہوں جو خضاب نہیں کرتے تو خضاب کرنا افضل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۳۰۰)

(11) الموطا، کتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في السنة في الفطرة، الحديث: ۱۷۵۶، ج۲،ص۴۱۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ آپ سے پہلے کسی نے مہمان نوازی کا اتنا اہتمام نہ کیا جتنا آپ نے کیا آپ تو بغیر مہمان کھانا ہی نہ کھاتے تھے۔

۲۔ آپ سے پہلے انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور انکی امتوں نے ختنہ کیا نہیں کیونکہ اس زمانہ میں ختنہ کا شرعی حکم نہ تھا۔ سب سے پہلے آپ کے دین میں ختنہ حکم شرعی بنا اور آپ کی وجہ سے ختنہ سنت ابراہیمی ہوا۔

۳۔ آپ سے پہلے کسی نبی کی یا مونچھیں بڑھی نہیں یا بڑھیں اور انہوں نے تراشیں مگر ان کے دینوں میں مونچھ کاٹنا حکم شرعی نہ تھا اب آپ کی وجہ سے یہ عمل سنت ابراہیمی ہوا۔

←

حدیث ۱۲: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا، قیامت کے دن وہ نیزہ ہوجائے گا، جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔ (12)

حدیث ۱۳: طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔ (13)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے قزع سے منع فرمایا۔ نافع سے پوچھا گیا، قزع کیا چیز ہے؟ نافع نے کہا، بچہ کا سر کچھ مونڈ دیا جائے، کچھ متعدد جگہ چھوڑ دیا جائے۔ (14)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک بچہ کو دیکھا،

۴ـ آپ سے پہلے کسی کے بال سفید نہ ہوتے تھے اگر چہ ان کی عمریں صدہا سال ہوتی سب سے پہلے آپ کے بال سفید ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہوئی، نوح علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ ہزار سال مگر بال کسی کے سفید نہ ہوئے۔

۵ـ یعنی بال کی سفیدی وقار کا سبب ہے، اس سے حلم، صبر، عفو اور بڑی اعلیٰ صفات انسان میں پیدا ہوجاتی ہیں۔

۶ـ یعنی مجھے حلم و وقار عطا فرما خواہ اس طرح کہ بالوں کی سفیدی بڑھ جاوے جس سے وقار بڑھے یا اس طرح کہ بال ایسے ہی رہیں صرف وقار بڑھے، یہ تو رب تعالٰی کی دین ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف سیاہ رہے وقار سب سے زیادہ عطا ہوا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۲۹)

(12) کنز العمال، کتاب الزینۃ والتجمل، رقم ۱۷۲۷۶، ج۶، ص۲۸۱.

(13) الجامع الصغیر للسیوطي، حرف النون، الحدیث: ۹۴۶۲، ص ۵۶۳.

(14) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب کراھۃ القزع، الحدیث: ۱۱۳۔ (۲۱۲۰)، ص ۱۱۷۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ قزع قاف کے فتحہ سے بمعنی بادل کے ٹکڑے، اب اصطلاح میں سر کا بعض حصہ منڈوانے یا کترانے اور بعض رکھانے کو قزع کہتے ہیں اسے بادل کے ٹکڑوں سے تشبیہ دیتے ہوئے، یہ ممانعت بچوں بڑوں سب کے لیے ہے۔ مجبوری کے حالات اس سے علیحدہ ہیں جیسے کبھی سرسام میں بیمار کا تالو کھول دیا جاتا ہے یعنی صرف بیچ کھوپڑی کے بال مونڈ دیئے جاتے ہیں ویسے بلا ضرورت ممنوع ہے کہ کراہت تنزیہی ہے، انگریزی حجامت بھی قزع ہے۔

۲ـ بچوں کا ذکر اتفاقاً ہے کہ عرب میں بچوں ہی کی حجامت اس طرح کی جاتی ہے ورنہ یہ ممانعت چھوٹے بڑوں سب کے لیے ہے۔

۳ـ یعنی اس روایت میں اسطرح مروی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ تفسیر ارشاد فرمائی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۶۹)

کہ اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم) نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا کہ کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔ (15)

حدیث ۱۶: ابو داود و نسائی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب حضرت جعفر شہید ہوئے تین دن تک حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم) نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا، پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ۔ کہتے ہیں کہ ہم حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم) کی خدمت میں پیش کیے گئے، فرمایا: حجام کو بلاؤ، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم) نے ہمارے سر مونڈا دیے۔ (16)

---

(15) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب الذؤابة، الحدیث: ۴۱۹۵، ج ۴، ص ۱۱۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیال رہے کہ کل سر منڈانا جائز ہے مگر بہتر نہیں سواء احرام سے کھلنے کے وقت کہ وہاں سر منڈانا بہتر ہے باقی حالات میں منڈانا بہتر نہیں کہ سواء حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی صحابی نے سر نہ منڈایا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ (مرقات) حضرت علی کے سر منڈانے کی حکمت شروع کتاب میں عرض کی گئی۔ اس زمانہ میں تو سر منڈانا بہت ہی برا ہے کہ وہابیوں کی علامت ہے، حضور نے وہابیوں کے متعلق ارشاد فرمایا سیماھم التحلیق ان کی علامت سر منڈانا ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انگریزی بال رکھنا یا قلمیں بنوانا سب ممنوع ہے کہ اس میں قزع ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۷۰)

(16) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في حلق الرأس، الحدیث: ۴۱۹۲، ج ۴، ص ۱۱۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت جعفر بھی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے عبداللہ ابن جعفر بھی حضرت جعفر جناب علی مرتضٰی کے بھائی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد کیونکہ جعفر ابن ابی طالب ہیں، حضرت جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے یہاں اسی کا ذکر ہے۔

۲۔ تعزیت کے لیے بیٹھنے اور عزیز و اقرباء کے تسلی دینے کے لیے آنے کی مہلت تین دن تک دی جیسے آج کل میت والے تین دن تک چٹائی ڈالتے ہیں یہ سنت سے ثابت ہے اس کا یہاں ذکر ہے، بعض لوگ ان دنوں میں میت کے لیے فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی بہت اچھا ہے۔

۳۔ یہاں رونے سے مراد آنکھ کے آنسو نہیں بلکہ تعزیت کے لیے بیٹھنا اور چہرے سے غم کے آثار کا ظاہر ہونا ہے۔ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے سواء خاوند کے کہ اس کی بیوہ بیوی چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

۴۔ یعنی حضرت جعفر کے بچوں کو جو اب یتیم ہو چکے تھے۔ یہ واقعہ غزوہ موتہ کے بعد کا ہے جس میں حضرت جعفر شہید ہوئے تھے، ان کے بچوں کے بال بڑھے ہوئے تھے اس لیے چڑیا کے بچوں سے تشبیہ دی گئی۔

حدیث ۱۷: ابو داود نے ابن الحنظلیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: خریم اسدی بہت اچھا شخص ہے اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا۔ جب یہ خبر خریم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہنچی تو چھری لے کر بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کر لیے اور تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔(17)

حدیث ۱۸: ابو داود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے گیسو تھے۔ میری ماں نے کہا، کہ ان کو نہیں کٹواؤں گی کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم انھیں پکڑتے اور کھینچتے تھے۔(18) یعنی حضور (صلّی اللہ

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم عزیزوں کی خبرگیری کرنا ان کی ضروریات پوری کرنا سنت ہے اور یہاں بال منڈوا دینا علامت تھی مدت تعزیت ختم ہوجانے کی۔ خیال رہے کہ احرام سے کھلتے وقت کے سواء اور موقعوں پر بال منڈوانا اچھا نہیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اب ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ان کی بالوں کی نگرانی وخدمت نہ کرسکیں گی اپنی عدت وغم میں گرفتار رہیں گی اس لیے حضور نے ان کے سر منڈوا دیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یتیموں کا والی تصرف کرسکتا ہے جیسے حجامت اور ختنہ وغیرہ۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰۴)

(17) المرجع السابق، باب ماجاء في إسبال الإزار، الحدیث: ۴۰۸۹، ج۴، ص۸۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سہیل ابن ربیع ابن عمرو ہے، حنظلیہ آپ کی ماں کا نام ہے، سہیل صحابی ہیں، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے، بڑے گوشہ نشین تاریک الدنیا عالم وعامل بزرگ تھے، لاولد تھے، شام میں قیام رہا، دمشق میں وفات ہوئی، امارت امیر معاویہ کے شروع میں وفات پائی۔

۲۔ آپ کا نام خریم ابن اخرم ابن شداذ ابن عمرو ابن فاتک ہے، شام میں قیام رہا، صحابی ہیں، قبیلہ بن اسد سے ہیں جو یمن کا مشہور قبیلہ ہے۔

۳۔ یہ فرمان عالی حضرت خریم کی غیر موجودگی میں ہوا۔ معلوم ہوا کہ کسی کی پس پشت اس کی برائی بیان کرنا درست ہے جب کہ اس کی اصلاح مقصود ہو، اگرچہ سر کے بالوں کا کچھ دراز ہونا ممنوع نہیں مگر چونکہ ان کی نیت اظہار فخر کی تھی اس لیے اس سے منع فرمادیا گیا اس لیے بالوں کے ساتھ درازی تہبند کا ذکر فرمایا ورنہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف کبھی دراز ہوتے تھے۔

۴۔ خیال رہے کہ مردوں کے لیے دونوں حکم ہیں یعنی سر کے بال کٹوانا تہبند اونچا پہننا، عورتوں کو یہ دونوں کام حرام ہیں عورتیں اپنے سر کے بال خود دراز رکھیں ہرگز نہ کٹوائیں تہبند نیچا باندھیں، ہاں احرام سے فارغ ہونے پر عورتیں بالوں کی نوکیں ایک پورا کٹوادیں۔ (مرقات) یہ بھی خیال رہے کہ مرد کو لمبے بال رکھنا ان میں عورتوں کی سی مانگ چوٹی کرنا حرام ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰۲)

(18) المرجع السابق، باب ماجاء في الرخصة، الحدیث: ۴۱۹۶، ج۴، ص۱۱۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چنانچہ حضرت انس نے اپنے اگلے سر کے بال کبھی نہ کٹوائے انہیں قبر میں ساتھ لے گئے کیونکہ ان بالوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ←

تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کا دستِ اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے بقصدِ تبرک چھوڑ رکھے تھے، کٹواتی نہ تھیں۔

حدیث ۱۹: نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے عورت کو سر مونڈانے سے منع فرمایا ہے۔(19)

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند تھی (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہوں وہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہو) اور اہلِ کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے، لہٰذا نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بال سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے مانگ نکالی۔(20) (اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو اس معاملے میں اہلِ کتاب کی

ہاتھ مبارک لگا کرتے تھے حالانکہ سر کے بعض بال رکھنا بعض کٹوانا ممنوع ہے مگر اس خصوصیت نے یہ ممانعت دور کردی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی مس کی ہوئی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا سنت صحابہ ہے، مدینہ منورہ کی زمین پاک کی خاک بھی تبرک ہے کہ اسے کبھی وہ تلوے لگے ہیں جو عرش اعظم پر گئے تھے۔ شعر

کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اسود کے ۔۔۔ یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

اس حدیث سے تصوف کے بہت مسائل حاصل ہوسکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس سے ان کے بچپن سے ہی بڑی محبت تھی، حضور پیار میں ان کے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ شریف رکھتے بالوں کو بٹتے تھے، آپ اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمارہی ہیں۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰۲)

(19) سنن النسائي، کتاب الزینۃ من السنن، باب النھی عن حلق المرأۃ رأسھا، الحدیث: ۵۰۵۹، ص۸۰۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ چنانچہ حضرت انس نے اپنے اگلے سر کے بال کبھی نہ کٹوائے انہیں قبر میں ساتھ لے گئے کیونکہ ان بالوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ مبارک لگا کرتے تھے حالانکہ سر کے بعض بال رکھنا بعض کٹوانا ممنوع ہے مگر اس خصوصیت نے یہ ممانعت دور کردی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی مس کی ہوئی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا سنت صحابہ ہے، مدینہ منورہ کی زمین پاک کی خاک بھی تبرک ہے کہ اسے کبھی وہ تلوے لگے ہیں جو عرش اعظم پر گئے تھے۔ شعر

کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اسود کے ۔۔۔ یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

اس حدیث سے تصوف کے بہت مسائل حاصل ہوسکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس سے ان کے بچپن سے ہی بڑی محبت تھی، حضور پیار میں ان کے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ شریف رکھتے بالوں کو بٹتے تھے، آپ اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمارہی ہیں۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰۳)

(20) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب الفرق، الحدیث: ۵۹۱۷، ج۴، ص۷۹۔

مخالفت کا حکم ہوا۔)

❁❁❁❁❁

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ موافقت اور مشابہت میں بڑا فرق ہے کفار سے مشابہت بہرحال حرام ہے موافقت جائز ہے مگر جائز چیزوں میں۔ مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے حضور انور کو منع نہیں فرمایا گیا ان میں ایسے کام اختیار فرماتے تھے جو مشرکین کے مخالف ہوں اہل کتاب کے موافق۔

۲؎ یعنی سر کے بالوں میں مانگ نہ نکالتے تھے یوں ہی کھلے ہوئے چھوڑ دیتے تھے۔

۳؎ پیشانی سے مراد سر ہے، بعض روایات میں راسہ ہے یعنی حضور انور نے مانگ نہ نکالی بلکہ بال شریف کھلے رکھے۔

۴؎ کیونکہ جبریل امین نے حضور انور سے یہ ہی عرض کیا کہ مانگ نکالا کریں، چنانچہ اب مسلمانوں کو یہ ہی سنت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۶۸)

مسائل فقہیہ

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگیِ رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے، کہ حضور اقدس (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالٰی اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد (1) یعنی دس دن تک۔

ایک حدیث میں ہے، جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے، اُس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہو گی اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس وخوف نکلے گا اور امن وشفا آئے گی (2) اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔ یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں، مگر فضائل میں قابلِ اعتبار ہیں۔ (3)

مسئلہ ۱: حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے، سب سے پہلے چھنگلیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر منجھلی پھر کلمہ کی انگلی اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا پھر

---

(1) مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، تحت الحدیث: ۴۴۲۲، ج۸، ص۲۱۲۔

(2) اعلیٰ حضرت سے اس طرح کا سوال کیا گیا کہ ایک حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت آئی اور دوسری حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت آئی، ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ناخن کاٹنے سے متعلق کسی دن کوئی ممانعت نہیں، اس لیے کہ دن کی تعیین میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں، البتہ بعض ضعیف حدیثوں میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت ہے، لہٰذا اگر بدھ کا دن وجوب کا دن آجائے، مثلاً انتالیس دن سے نہیں تراشے تھے، آج بدھ کو چالیسواں دن ہے، اگر آج نہیں تراشا تو چالیس دن سے زائد ہوجائیں گے، تو اس پر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے اس لیے کہ چالیس دن سے زائد ناخن رکھنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر مذکورہ صورت نہ ہو تو بدھ کے علاوہ کسی اور دن تراشنا مناسب کہ جانب منع کو ترجیح رہتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۶۸۵ ملخصاً)

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۸۔

کلمہ کی انگلی پھر منجھلی یعنی دہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۲: ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی اس میں کچھ پیچیدگی ہے، خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہٰذا ایک دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے مروی ہے، وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اس کے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے، اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا۔ (5) اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ، کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔

مسئلہ ۳: پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں، بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی دہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے۔ (6)

مسئلہ ۴: دانت سے ناخن نہ کھٹکنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذ اللہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (7)

مسئلہ ۵: مجاہد جب دارالحرب میں ہوں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو۔ (8)

مسئلہ ۶: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس ۴۰ دن ہے اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہتے ہیں کہ ناخن ترشوانے اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔ (9)

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۹.

(5) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۰.

(6) المرجع السابق، ص۶۷۰.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(8) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۸.

(9) انظر: صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۱۔(۲۵۸)، ص۱۵۳.

مسئلہ ۷: موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع۔ موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے، اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے، عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے۔(10)

مسئلہ ۸: بغل کے بالوں کا اکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے۔(11)

مسئلہ ۹: بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے انھیں چھوڑ رکھے۔(12)

مسئلہ ۱۰: ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے۔(13)

مسئلہ ۱۱: جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔(14)

مسئلہ ۱۲: بھوں کے بال اگر بڑے ہوگئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں، چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔(15)

مسئلہ ۱۳: بچی (یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں) کے اغل بغل (آس پاس) کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے۔(16)

مسئلہ ۱۴: مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہوجائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے۔(17)

---

(10) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۱.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷، ۳۵۸.

(11) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۰.

(12) المرجع السابق.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(14) المرجع السابق، ص۳۵۸.

(15) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۰، وغیرہ.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۱.

مسئلہ ۱۵: مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔(18)

مسئلہ ۱۶: داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے، ہاں ایک مشت سے زائد ہوجائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔(19)

---

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(19) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۱، وغیرہ.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآنکہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آن بسنت ست چنانچہ نماز عید راسنت گفتہ اند ا ۔

داڑھی بمقدار ایک مشت رکھنا واجب ہے اور جو اسے سنت قرار دیتے ہیں وہ اس معنی میں ہے کہ یہ دین میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جاری کردہ طریقہ ہے یا اس وجہ سے کہ اس کا ثبوت سنت نبوی سے ہے جیسا کہ نماز عید کو سنت کہا جاتا ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔(ت)

(ا ۔ اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب السواک مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۱۲)

فتح القدیر میں ہے:

الاخذ منہا وھی دون ذٰلك کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال ۲ ۔

داڑھی تراشنا یا کترنا کہ وہ مشت کی مقدار سے کم ہوجائے ناجائز ہے جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور ہیجڑے کرتے ہیں۔(ت)

(۲ ۔ فتح القدیر باب الصیام باب مایوجب القضاۃ والکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۷۰)

غرض لحیہ سے کچھ لینا بھی اسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حد شرع تک پہنچ جائے۔

فی الھندیہ من الملتقط لاباس اذا طالت لحیتہ طولا وعرضا لکنہ مقید بما اذا زاد علی القبضۃ ۳ ۔

فتاویٰ ہندیہ میں بحوالہ الملتقط منقول ہے کہ جب داڑھی طول اور عرض میں بڑھ جائے تو ایک مشت مقدار سے زائد کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(ت)(۳ ۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۸)

اور پر ظاہر کہ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال اس قدر ہوں وہ جو بعض بیباک جہال لب زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار انگل ناپتے ہیں کہ ٹھوڑی سے نیچے ایک ہی انگل رہے یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں بیجا کی ہے غرض اس قدر میں تو علمائے سنت کا اتفاق ہے۔ اس سے زائد اگر طول فاحش حد اعتدال سے خارج بے موقع بدنما ہو تو بلاشبہہ خلاف سنت مکروہ کہ صورت بدنما بنانا اپنے منہ پر دروازہ طعن مسخریہ کھولنا مسلمانوں کو استہزاء وغیبت کی آفت میں ڈالنا ہرگز مرضی شرع مطہر نہیں، نہ معاذ اللہ زنہار کہ ←

مسئلہ ۱۷: داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے، اس زمانہ میں داڑھی

ریش اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عیاذا باللہ کبھی حد بدنمائی تک پہنچی سنت ہونا اس کا معقول نہیں۔

وان ذهب بعض العلماء من غير اصحابنا الى اعفاء اللحى جملة واحدة و كراهة اخذ شيئ منها مطلقا وهو الذى اختاره الامام الاجل النووی والعجب من ابن ملك حيث تابعه على ذلك مستدركا به على قول نفسه ان الاخذ من اطراف اللحية طولها وعرضها للتناسب حسن كما نقل عنه المولى على القارى فى كتاب الطهارة من المرقاة[۱] والعجب انه ايضا سكت عليه ههنا مع انه خلاف ما عليه ائمتنا الكرام كما ترى.

اگرچہ ہمارے اصحاب علم کے سوا کچھ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ داڑھی کو یک لخت مجموعی طور پر بڑھنے دیا جائے اور محدود نہ کیا جائے وہ داڑھی کو تراشنے کے حق میں مطلقا نہیں اور وہ تراشنے کو مکروہ خیال کرتے ہیں جلیل القدر امام نووی نے اسی چیز کو پسند کیا ہے لیکن ابن ملک پر تعجب ہے کہ اس نے اس مسئلہ میں امام نووی کی متابعت کرتے ہوئے اپنے قول پر استدراک کیا کہ داڑھی کی اطراف طول وعرض سے تناسب قائم رکھنے کے لئے کچھ تراش خراش کرنا مستحسن یعنی اچھا ہے جیسا کہ اس سے محدث ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ کی بحث طہارت میں نقل کیا ہے اور ان پر بھی تعجب ہے کہ وہ یہاں خاموش رہے حالانکہ یہ اس کے خلاف ہے جس پر ہمارے ائمہ کرام قائم ہیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔(ت) (۱؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب الطہارۃ باب السواک الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲ /۹۱)

ولہذا حدیث میں آیا حضور والا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

من سعادة المرء خفة لحيته[۲]۔ اخرجه الطبرانى فى الكبير وابن عدى فى الكامل عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما۔

آدمی کی سعادت سے ہے داڑھی کا ہلکا ہونا یعنی یہ کہ بیحد دراز نہ ہو۔ (امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی۔ت) (۲؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۲۸۲۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲ /۲۱۱)

(الکامل لابن عدی ترجمہ یوسف بن فرق بن لمازۃ قاضی الاھواز دارالفکر بیروت ۷ /۲۶۲۴، ۲۶۲۵)

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

المراد من ذلك عدم طولها جدا لما ورد فى ذمه[۱]۔

یقینا اس سے مراد غیر طویل ہے کیونکہ اس کی مذمت میں حدیث وارد ہوئی ہے۔ (ت)

(۱؎ نسیم الریاض الباب الثانی فصل الثالث ادارۃ تالیف اشرفیہ ملتان ۱ /۳۳۱)

امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم پھر مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

قد اختلفوا فيما طال من اللحية فقيل ان قبض الرجل على لحيته واخذ ما تحت القبضة فلا بأس به وقد فعله ابن عمر و جماعة من التابعين واستحسنه الشعبى و ابن سيرين و كرهه الحسن وقتادة ومن ←

مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے، بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرادیتے ہیں، بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں، کسی کی

تبعهما وقالوا ترکها عافیة احب لقوله علیه الصلوٰة والسلام اعفوا اللحی لکن الظاهر هو القول الاول فان الطول المفرط یشوه الخلقة ویطلق السنة المغتابین بالنسبة الیه فلا باس للاحتراز عنه علی هذه النیة. قال النخعی عجبت لرجل عاقل طویل اللحیة کیف لایاخذ من لحیته فیجعلها بین لحیتین ای طویل وقصیر فان التوسط من کل شیئ احسن ومنه قیل خیر الامور اوسطها ومن ثم قیل کلما طالت اللحیة نقص العقل [۲]۔

بے شک داڑھی کے دراز حصہ میں (یعنی اس کی درازی کے بارے میں) اہل علم نے اختلاف کیا ہے بس یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی مشت بھر داڑھی کو پکڑ کر مشت سے زائد بالوں کو کاٹ ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرات تابعین کے ایک گروہ نے اس طرح کیا تھا اور امام شعبی اور محمد بن سیرین نے اس کو اچھا سمجھا البتہ حضرت حسن بصری اور امام قتادہ اور ان کے ہمنوا لوگوں نے اس کو مکروہ کہا اور انھوں نے فرمایا کہ اسے بڑھتے ہوئے چھوڑ دینا زیادہ مناسب اور پسندیدہ بات ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ داڑھیاں بڑھاؤ، لیکن ظاہر وہی پہلی بات ہے کیونکہ فحش درازی صورت کو بدنما بنادے گی اور اس کی نسبت (لوگوں کی) زبانیں دراز ہوجائیں گی پھر اس نیت سے اس سے بچنے میں کوئی حرج نہیں پھر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اگر کوئی عقلمند آدمی لمبی داڑھی والا ہو یعنی اس کی داڑھی زیادہ لمبی ہونے لگے تو وہ کیونکر داڑھی نہ تراشے گا، پھر وہ لمبی اور چھوٹی دو قسم کی داڑھیوں کے درمیان کردے گا اس لئے کہ ہر چیز میں میانہ روی اچھی ہوتی ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ بہترین کام درمیانہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ بھی کہا گیا کہ جب بھی داڑھی لمبی ہو تو عقل کم ہوگی۔ (ت)

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الترجل الفصل الثانی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ / ۲۲۳)

ردالمحتار میں ہے:

اشتهر ان طول اللحیة دلیل علی خفة العقل [۱]۔

مشہور ہے کہ لمبی داڑھی بے وقوف ہونے کی علامت ہے۔ (ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۶۱)

اور اگر حد سے زائد نہ ہو تو بعض ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک کما نص علیه الامام ابن حجر فی الاصابة و کذالك نقل الفاضل ابن عبدالله الشافعی نزیل المدینة الطیبة فی کتابه الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء عن الامام البغوی

(جیسا کہ امام ابن حجر نے اصابہ میں تصریح فرمائی ہے اور اسی طرح امام بغوی کے حوالے سے فاضل بن عبداللہ شافعی جو مدینہ طیبہ کے باسی ہیں، نے اپنی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔ ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۵۸۱، ۵۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے جب ان کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں، پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے اخلاقِ سلفِ صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تا کہ دوسری قوموں پر اس کا اثر پڑے۔

مسئلہ ۱۸: بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا، گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اوڑایا کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے، وہ تم پر واضح ہو جائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۱۹: مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔(20)

حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں۔ اگرچہ منڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے۔ دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں۔(21) ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بطورِ عادت مونڈایا کرتے تھے۔(22) حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک (23)، کبھی کان کی لو تک ہوتے (24) اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک سے چھو جاتے۔(25) اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بیچ سر میں مانگ نکالتے۔(26)

---

(20) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۲.

(21) جمع الوسائل في شرح الشمائل للقاري، باب ماجاء في شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ص۹۹.

(22) سنن أبي داود، کتاب الطھارۃ، باب في الغسل من الجنابۃ، الحدیث: ۲۴۹، ج۱، ص۱۱۷.

(23) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب ماجاء في الشعر، الحدیث: ۴۱۸۶، ج۴، ص۱۱۱.

(24) انظر: صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب صفۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۵۱، ج۲، ص۴۸۷.

(25) انظر: صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب الجعد، الحدیث: ۵۹۰۴، ج۴، ص۷۷.

(26) انظر: صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب صفۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۵۸، ج۲، ص۴۸۹.

مسئلہ ۲۰: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں (بالوں کی لڑیاں) بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے (ختم کرنے) کا نام ہے۔

مسئلہ ۲۱: سپید بالوں کو اوکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے، ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔(27)

مسئلہ ۲۲: بیچ سر کو مونڈا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا، جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔(28)

بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے۔(29) پان بنوانے کو قزع سمجھنا غلطی ہے، ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔

مسئلہ ۲۳: بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے، ایسا نہ کریں۔

مسئلہ ۲۴: گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔(30) یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں، جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال مونڈا دیے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈا دیے جائیں۔

مسئلہ ۲۵: آج کل سر پر گھار رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہوگیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں، یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے، سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ

---

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون في الزینۃ، ج۵، ص۳۵۹.

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷.

ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۲.

(29) انظر: صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب القزع، الحدیث: ۵۹۲۰، ج۴، ص۸۰.

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷.

نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۲۶: ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل وبہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

مسئلہ ۲۷: عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کردیے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔(31) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے، ایسی پرقینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں۔

اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو، اس پر اللہ(عزوجل) کی لعنت ہے۔(32) جب بال کٹوانا عورت کے لیے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجہ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرتھ (33) کو جاتی ہیں تو بال مونڈا دیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸: ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انھیں دفن کردے، اسی طرح ناخن کا تراشہ پاخانہ یا غسل خانہ میں انھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔(34) موئے زیر ناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۹: چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کردی جائیں، بال، ناخن، حیض کا لتا (یعنی وہ کپڑا جو عورت کے حیض کا خون صاف کرنے کے لئے استعمال ہوا ہو۔)، خون۔(35)

مسئلہ ۳۰: سر میں جوئیں بھری ہیں اور بال مونڈا دیے، انھیں دفن کردے۔(36)

مسئلہ ۳۱: مجنونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جوئیں پڑگئیں اور اس کا کوئی ولی نہیں تو اگر کسی نے اس

---

(31) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۱.

(32) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء...إلخ، الحدیث:۵۸۸۵، ج۴، ص۷۳.

(33) ہندوؤں وغیرہ کا مقدس مقام، متبرک دریا (گنگا، جمنا) پر نہانے کا گھاٹ۔

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

(36) المرجع السابق.

کا سر مونڈا دیا اس نے احسان کیا، مگر اس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دے تا کہ معلوم ہو سکے کہ عورت ہے۔ (37)

مسئلہ ۳۲: سپید بال اکھیڑنے میں حرج نہیں جبکہ بقصد زینت ایسا نہ کرے۔ (38) اور ظاہر یہی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادہ سے کرتے ہیں تا کہ یہ سپیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو اور جوان معلوم ہوں، اسی وجہ سے حدیث میں اس سے ممانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ داڑھی میں اس قسم کا تصرف زیادہ ممنوع ہوگا۔

❁❁❁❁❁

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان، ج۵،ص۳۵۸.

(38) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص۶۷۱.

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا، اس وقت ان کی عمر شریف اسّی ۸۰ برس کی تھی۔(1)

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں:

انه شعائر الدين كالكلمة وبه يتميز المسلم من الكافر ۴ ۔

ختنہ کرنا کلمہ شریف کی طرح شعائر اسلام میں سے ہے اس سے مسلمان اور کافر میں باہم امتیاز ہوتا ہے۔(ت)

(۴۔ عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب اللباس باب قص الشارب ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲ / ۴۵)

جب ختنہ حالانکہ امر خفی کلمہ طیبہ کے شعائر دین اور وجہ امتیاز مومنین وکافرین قرار پایا یہاں تک کہ مسلمانان ہند نے اس کا نام مسلمانی رکھ لیا۔ تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اسی پر پڑتی ہے بدرجہ اولی شعائر الاسلام وما بہ الامتیاز کرام ولیام ہے اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں جس طرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھئے مورد نزول جانوران ہدی میں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں انھیں شعار دین الٰہی فرمایا حالانکہ تمام مشرکین عرب اس فعل میں شریک تھے اور جب داڑھی شعار دین ہے اور بے شک یونہی ہے تو بحکم قرآن اس کے ازالہ کو حلال ٹھہرالینا حرام اور اس کی تعظیم تقوی قلوب کا کام۔

وجہ خامس ___ آیت ۸:

قال عز مجدہ: واوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا ۱ ۔

میں نے تمھاری طرف وحی بھیجی کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے دین کو اپناؤ (یعنی دین ابراہیمی کی پیروی کرو) جو ہر قسم کے باطل سے الگ تھلگ رہنے والے تھے (ت) (۱۔ القرآن الکریم ۱۶ / ۱۲۳)

آیت ۹:

قال سبحانه وتعالى: قل بل ملة ابراهيم حنيفا ۲ ۔

تم فرماؤ بلکہ ہم ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔(ت) (۲۔ القرآن الکریم ۲ / ۱۳۵)

آیت ۱۰:

مسئلہ ۱: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۲: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی، اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہگئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔(3)

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے، اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہوسکتی تو چھوڑ دیا جائے، بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔(4)

مسئلہ ۴: سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، اس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لیے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔

قال جلت الاؤہ (اللہ تعالٰی نے ارشادفرمایا کہ جس کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔ت):

ومن یرغب عن ملة ابراھیم الا من سفه نفسه ۳۔(۳۔القرآن الکریم ۲/ ۱۳۰)

اور ملت ابراہیمی سے کون بے رخی کرسکتا ہے سوا اس کے جس کو اس کے نفس نے بیوقوف بناڈالا ہو۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب (واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا...إلخ)، الحدیث: ۳۳۵۶، ج ۲، ص ۴۲۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جب حضرت ابراہیم اسی ۸۰ سال کے ہوئے تب حکم الٰہی پہنچا کہ اے ابراہیم ختنہ کرو، آپ نے اپنا ختنہ خود کرلیا اور ہوا غلط طریقہ سے تو آپ سخت زخمی ہوگئے، اس کے متعلق رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَ اِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ" ۔خیال رہے کہ چند نبی ختنہ شدہ پید ہوئے جن میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں، آج جو جوان یا بوڑھا مسلمان ہو وہ یا تو اپنا ختنہ خود کرے یا کسی ختنہ جاننے والی عورت سے نکاح کرے جو اس کی بیوی بننے کے بعد اس کا ختنہ کرے، نائی سے ختنہ نہیں کراسکتا کیونکہ بالغ مرد کا ستر کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ختنہ کرانا سنت ابراہیمی ہے آپ ہی سے یہ رسم جاری ہوئی۔

۲۔ قدوم ق کے فتح دال کے پیش سے، شام میں ایک بستی ہے اور قدوم دال کے شد سے تیشہ (بسولہ) بڑھئیوں کا مشہور ہتھیار ہے۔ آپ نے مقام قدوم میں اسی اوزار سے اپنا ختنہ خود کرلیا، رب تعالٰی کے حکم پر فوراً عمل کیا یہ ہے اطاعت حکم۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۷، ص ۵۳۵)

(3) الفتاوی الھندیة، کتاب الکراھیة، الباب التاسع عشر في الختان، ج ۵، ص ۳۵۷.

(4) المرجع السابق

یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ محصل و فائدہ نہیں۔

مسئلہ ۵: بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا، اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں، ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو، اس سے نکاح کرے، تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرالے۔(5)

مسئلہ ۶: ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپالیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔(6)

---

(5) المرجع السابق

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان، ج۵، ص۳۵۷.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الق عنك شعر الكفر ثم اختتن۔ رواہ الامام احمد ا۔ وابوداؤد عن عثیم بن کلیب الحضرمی الجھنی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

زمانہ کفر کے بال اتار پھر اپنا ختنہ کر (اس کو امام احمد اور امام ابوداؤد نے عثیم بن کلیب حضرمی جہنی سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ت) (ا۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب الرجل یسلم فیؤمر بالغسل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۵۲)

(مسند احمد بن حنبل حدیث ابی کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۵)

ہاں اگر خود کرسکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرلے یا کوئی عورت جو اس کام کو کرسکتی ہو ممکن ہو تو اس سے نکاح کرادیا جائے وہ ختنہ کردے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خریدی جائے۔ اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہوسکیں تو حجام ختنہ کردے (عہ) کہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔

عہ: فتاوی افریقہ بھی یہ مسئلہ دیکھیں۔

درمختار میں ہے:

ینظر الطبیب الی موضع مرضها بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدرها وکذا نظر قابلۃ وختان ا۔

بوقت ضرورت بقدر ضرورت طبیب جائے مرض (خواہ وہ جائے پردہ ہو) کو دیکھ سکتا ہے۔ اور قدر ضرورت محض اندازے سے ہوگی۔ اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔ (ت) (ا۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۲)

ردالمحتار میں ہے:

←

مسئلہ ۷: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی، اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں

قولہ و ختان کذا جزم بہ فی الھدایۃ والخانیۃ وغیرھما لان الختان سنۃ للرجال من جملۃ الفطرۃ لایمکن ترکھا[۲]۔ اھ ملخصا۔

مصنف کا ارشاد ہے وختان اسی طرح ہدایہ اور خانیہ اور دیگر کتب میں اس پر یقین ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ مردوں کے لئے ختنہ سنت ہے اور ان فطری کاموں میں سے ہے کہ جس کا چھوڑنا مناسب نہیں اھ ملخصا (ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب النظر والمس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۷)

درمختار میں ہے:

وقیل فی ختان الکبیر اذا امکنہ ان یختن نفسہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ النکاح او شراء الجاریۃ و الظاھر فی الکبیر انہ یختن[۳]۔

بڑی عمر کے آدمی کے ختنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ خود اپنا ختنہ کر سکے تو خود کرے ورنہ کیا ہی نہ جائے، ہاں اگر اس کے لئے نکاح کرنا یا لونڈی خریدنا ممکن ہو تو ان سے ختنہ کرائے اور ظاہر یہ ہے کہ بالغ آدمی کا بھی ختنہ کیا جائے۔ (ت)

(۳؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۴)

ردالمحتار میں ہے:

الختان مطلق یشمل ختان الکبیر و الصغیر ھکذا اطلقہ فی النھایۃ کما قدمناہ واقرہ الشراح والظاھر ترجیحہ ولذا عبرھنا عن التفصیل بقیل[۴]۔

ختنہ کرنا مطلق بلا قید ذکر کیا ہے لہذا یہ بڑے اور چھوٹے دونوں کو شامل جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور شارحین نے اس کو برقرار رکھا ہے لہذا بظاہر یہی راجح ہے اس لئے یہاں لفظ قیل سے تفصیل کی تعبیر فرمائی گئی۔ (ت)

(۴؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵)

ہندیہ میں ہے:

ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر ویختنہ الحمامی کذا فی الفتاوی العتابیۃ[۱]۔

امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔ یونہی فتاوی عتابیہ میں مذکور ہے۔ (ت)

(۱؎ فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷)

خلاصہ میں ہے:

الشیخ الضعیف اذا اسلم ولایطیق الختن ان قال اھل البصر لا یطیق یترک[۲] الخ۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۲؎ خلاصۃ الفتاوی الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۴۰)

اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت وعیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔(7)

مسئلہ ۸: عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اور لڑکیوں کے کان چھدوانے میں بھی حرج نہیں، اس لیے کہ زمانہ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا۔(8) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے، صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید (یعنی پیروی) میں موقوف کردیا (چھوڑ دیا) جن کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۹: انسان کو خصی کرنا حرام ہے، اسی طرح ہیجڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کریگا، لوگوں کو ایذا پہنچائے گا، انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔(9)

بہت بوڑھا شخص اگر اسلام قبول کرے اور بوجہ ضعف وکمزوری ختنہ نہ کرسکے یا نہ کراسکے تو چند اہل بصیرت حضرات سے رائے لی جائے اگر وہ کہیں کہ واقعی یہ شخص ختنہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے بلاختنہ ہی رہنے دیا جائے اور اس کا ختنہ نہ کیا جائے الخ۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۵۹۳، ۵۹۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷.

(8) المرجع السابق.

(9) المرجع السابق.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عورتوں کو نتھ یا بلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گہنوں کے لئے کان چھیدنا،

فی الدر المختار لاباس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط وھل یجوز فی الانف لم ارہ ا ملخصا قال العلامۃ الطحطاوی قلت وان کان مما یتزین النساء بہ کما ھو فی بعض البلاد فھو فیھا کثقب القرط وقال العلامۃ السندی المدنی قد نص الشافعیہ علی جوازہ اہ نقلھما العلامۃ الشامی ۲ ۔ واقر اقول: ولاشك ان ثقب الاذن کان شائعا فی زمن النبی صلی تعالٰی علیہ وسلم وقد اطلع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم ینکرہ ثم لم یکن الا ایلاما للزینۃ فکذا ھذا بحکم المساواۃ فثبت جوازہ بدلالۃ النص المشترك فی العلم بھا المجتھدون وغیرھم کما تقرر فی مقرہ.

درمختار میں ہے کہ لڑکی کے کان چھیدنے میں بطور استحسان کوئی مضائقہ نہیں کیا ناک چھیدنا بھی جائز ہے۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا، لیکن علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کام عورتوں کی زیبائش میں شامل ہے جیسا کہ بعض شہروں میں رواج ہے تو پھر یہ بالیوں کے لئے کان چھیدنے کی طرح کا عمل ہے۔ اور علامہ سندھی مدنی نے فرمایا شوافع نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ ان دونوں ←

مسئلہ ۱۰: جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے، جیسا کہ امرا و سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں، ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا۔ (10)

مسئلہ ۱۱: گھوڑی کو گدھے سے گابھن کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی سواری کا جانور بغلہ بیضا تھا اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔ (11)

❁❁❁❁❁

باتوں کو علامہ شامی نے نقل کرنے کے بعد برقرار رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی مگر ممانعت نہیں فرمائی، یہ دکھ پہنچانا صرف زیب و زینت کے لئے ہوگا، اور اس طرح یہ بھی ہے کیونکہ دونوں کا حکم مساوی ہے۔ پس اس کا جائز ہونا دلالت نص کی بنیاد پر ثابت ہو گیا اس علم سے جس میں مجتہد و غیر مجتہد مشترک ہیں جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے۔ (ت)

(۱۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۵۲) (۲۔ حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دارالمعرفۃ بیروت ۴ / ۲۰۹) (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۷۰)

اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلا نہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمودہ کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعاً محمود ہے۔ اور جب کہ یہ امر زیور ہائے گوش کے لئے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے جائز مقرر رکھا بحکم دلالت ثابت تو اس کے لئے اثر مارأہ المسلمون (جس کو مسلمان اچھا کہیں تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اچھا ہوتا ہے۔ ت) کی طرف رجوع کی حاجت نہیں فان الثابت بدلالۃ النص کالثابت بالنص (کیونکہ جو دلالت نص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہے۔ ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۴۸۲، ۴۸۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، مسائل متفرقۃ، ج۲، ص۳۸۰.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان، ج۵، ص۳۵۷.

(11) الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، مسائل متفرقۃ، ج۲، ص۳۸۰.

زینت کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی، یہاں تک کہ اس کی چمک حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی۔(1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں نافع سے مروی، کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کبھی خالص عود (اگر) کی دھونی لیتے یعنی اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔(2)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب الطیب في الرأس واللحیۃ، الحدیث: ۵۹۲۳، ج۴، ص۸۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اطیب کے دو معنی ہوسکتے ہیں: خوشبو تیار کرتی تھی یا خوشبو لگاتی تھی۔ حضور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت ہی پسند تھی اس لیے ازواج مطہرات خصوصًا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور کے لیے خوشبو تیار کیا کرتی تھیں حتی کہ احرام کھولتے وقت بھی خوشبو تیار کی گئی تھی۔

۲۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اور ڈاڑھی شریف میں خوشبو لگاتے تھے اور وہ خوشبو اس قدر زیادہ ہوتی تھی کہ بالوں میں اس کی چمک دیکھی جاتی تھی، یہ چمک خوشبو کا رنگ نہ تھا چمک تھی، چمک تو پانی کی بھی محسوس ہوجاتی ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ مردوں کی خوشبو بغیر رنگ والی چاہیے کہ وہاں رنگ سے مراد زینت والا رنگ ہے اس کی ممانعت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۷۸)

(2) صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا، باب کراھۃ قول الانسان... إلخ، الحدیث: ۲۱۔(۲۲۵۴)، ص۱۲۳۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ استجمار وہ خوشبو لینا جو جمرہ یعنی آگ کے انگاروں پر رکھ کر حاصل کی جاوے یعنی بخور یا دھونی اسی لیے انگیٹھی کو مجمرہ کہتے ہیں یہ جمرہ سے ہے نہ جمار سے، جمار سے جو استجمار آتا ہے اس کے معنی ہوتے ہیں ڈھیلے سے استنجا کرنا، اسی سے ہے جمار جن کی رمی حج میں کی جاتی ہے۔ لوبان مشہور خوشبو ہے جو پہلے بہت مروج تھی اب اگربتیوں کی وجہ سے اس کا رواج کم ہوگیا۔ ←

حدیث ۳: ابو داود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کی خوشبو تھی، جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔(3)

حدیث ۴: شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔(4)

حدیث ۵: ابو داود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے۔(5) یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے کنگھا کرے۔

حدیث ۶: امام مالک نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے سر پر بڑے بال تھے

۲۔ یعنی کبھی تو خالص لوبان سے دھونی لیتے کبھی لوبان کے ساتھ کافور بھی شامل فرمالیتے تھے دونوں کی ملا کر دھونی لیتے تھے۔

۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صرف لوبان سے اور کبھی لوبان و کافور کے مجموعے سے دھونی لیا کرتے تھے تم بھی اس سنت پر عمل کرو ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عادت کریمہ جو کام کیے وہ سنت زائدہ کہلاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۷۹)

(3) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في استحباب الطیب، الحدیث: ۴۱۶۲، ج۴، ص۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

سکہ سین کے پیش کاف کے شد سے، عرب کی ایک مشہور خوشبو ہے جس میں بہت خوشبوئیں شامل کی جاتی ہیں مگر یہاں مراد وہ ڈبیہ ہے جس میں یہ خوشبو رکھی جاوے اس لیے منہا ارشاد ہوا جس میں مِن ابتدائیہ ہے۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۷۹)

(4) شرح السنۃ، کتاب اللباس، باب ترجیل الشعر...إلخ، الحدیث: ۳۰۵۷، ج۶، ص۲۰۱، ۲۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

حضرت انس سے روایت ہے کہ رات کو حضور کے سرہانے مسواک اور کنگھی رکھی جاتی تھی جب شب اٹھتے تو یہ دونوں چیزیں استعمال فرماتے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات چیزیں سفر وحضر میں نہ چھوڑتے تھے: پیشاب کا برتن، آئینہ، سرمہ دانی، مسواک، قینچی، سرمہ کی سلائی۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۸۸)

(5) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في إصلاح الشعر، الحدیث: ۴۱۶۳، ج۴، ص۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جس نے سر کے بال رکھے ہوں وہ انہیں ہمیشہ پراگندہ نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی ان میں تیل لگائے کنگھی کرے مگر روزانہ نہیں لہذا یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف نہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۹۳)

میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے عرض کی، ان کو کنگھا کیا کروں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا: ہاں اور ان کا اکرام کرو، لہٰذا ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دومرتبہ تیل لگایا کرتے۔ (6)

حدیث ۷: ترمذی و ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا۔ (7) (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگھار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)

حدیث ۸: امام مالک نے عطاء بن یسار سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مسجد میں تشریف فرما

---

(6) الموطا، کتاب الشعر، باب إصلاح الشعر، الحدیث: ۱۸۱۸، ج ۲، ص ۴۳۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جمہ وہ بال ہیں جو کندھے تک ہوں اور کان کے درمیان ہوں۔ سر کے بالوں کی تین حدیں ہیں: وفرہ، جمہ، لمہ۔ کندھوں سے نیچے مرد کے بال نہ چاہئیں۔

۲۔ یعنی جوشخص اپنے سر پر بال رکھے تو انہیں پریشان نہ رکھے، بال بکھیرے نہ رہے، بھوت بنا ہوا نہ رہے، سر دھونا، تیل ڈالنا، کنگھی کرنا یہ کام کرتا رہے، پھر اس مانگ پٹی میں اتنا بھی مشغول نہ ہو کہ روزہ نماز ہی بھول جاوے۔

۳۔ اگرچہ اتنا زیادہ مانگ پٹی کرنا بہتر نہیں مگر انہوں نے سمجھا کہ میرے لیے بہتر ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا بالوں کی خدمت کرو لہذا میرا اور حکم ہے دوسروں کا اور حکم جیسے حضرت انس کی والدہ نے جناب انس کے سر کے اگلے بال نہ ترشوائے خصوصیت کی بناء پر۔ (اشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۲۴)

(7) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ما جاء في النهي عن الترجل الاغبا، الحدیث: ۱۷۶۲، ج ۳، ص ۲۹۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حکم مرد کے لیے سر کے بالوں میں کنگھی کرنے کے متعلق ہے یعنی جس مرد کے سر پر بال ہوں وہ روزانہ ان میں تیل و کنگھی نہ کرے کہ اسی میں لگا رہے بلکہ کبھی کرے کبھی نہ کرے، ایک دن کرے ایک دن نہ کرے۔ خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک دن کرے۔ غب غین کے کسرہ سے ب کے شد سے، اس کے معنی ہیں اونٹ کو ایک دن پانی پلانا ایک دن ناغہ کرنا تجارت کو بھی غب کہا جاتا ہے۔ اس ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان ظاہری آرائش میں مشغول ہو کر رب کو نہ بھول جائے اس حکم سے عورتیں مستثنی ہیں وہ چاہیں تو روزانہ مانگ چوٹی کریں، یوں ہی اگر مرد ڈاڑھی میں روزانہ کنگھی کرے تو مضائقہ نہیں دیکھو مرقات۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ وضو کے بعد ڈاڑھی میں کنگھی کرنا فقیری کو دور کرتا ہے، امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روز ڈاڑھی میں دو بار کنگھی کرتے تھے۔ (اشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۲۹۱)

تھے۔ایک شخص آیا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے،حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کر کے واپس آیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔(8)

حدیث ۹: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کے یہاں سرمہ دانی تھی، جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں۔(9)

---

(8) الموطأ، کتاب الشعر، باب راصلاح الشعر، الحدیث:۱۸۱۹، ج۲، ص۴۳۵۔۴۳۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔آپ کی کنیت ابو محمد ہے، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، مشہور تابعی ہیں، مدینہ منورہ میں قیام رہا، چوراسی سال عمر پائی، ۹۷ھ ستانوے ہجری میں وفات، پائی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے، اکثر روایات حضرت ابن عباس سے لیتے ہیں، یہ حدیث مرسل ہے۔

۲۔اس طرح کہ نہ سر میں تیل کنگھی نہ ڈاڑھی میں، دونوں کے بال بکھرے ہوئے تھے جس سے شکل بگڑ گئی تھی بری معلوم ہوتی تھی۔

۳۔یعنی آپ نے زبان سے کچھ نہ فرمایا بلکہ ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو ٹھیک کرے حضور کا ہر عضو مبلغ ہے۔

۴۔یعنی مجلس شریف سے باہر گیا وہاں درست کر کے پھر حاضر ہوا۔

۵۔شیطان سے مراد مردود جن ہیں یعنی بھوت یہ اپنی بدشکلی میں مشہور ہیں ان کی شکل ڈراؤنی ہوتی ہے جیسے فرشتے اچھی صورت سیرت میں مشہور ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۳۲۶)

(9) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ماجاء في الاکتحال، الحدیث: ۱۷۶۳، ج۳، ص۲۹۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔یعنی ہمیشہ اثمد سرمہ لگایا کرو۔اثمد الف اور میم کے کسرہ ث کے سکون سے ایک خاص سرمہ کا نام ہے جسے اصفہانی سرمہ کہا جاتا ہے یہ ہلکے سرخ رنگ کا سرمہ ہوتا ہے اس بارحج کے موقعہ پر یہ سرمہ مجھے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے ملا۔بعض شارحین کا قول ہے کہ عام سیاہ سرمہ کو ہی اثمد کہتے ہیں۔بعض نے کہا کہ تیہ کا نام اثمد ہے، بعض نے کہا کہ جس سرمہ میں تھوڑا مشک حل کرلیا جاوے وہ اثمد ہے مگر پہلا قول زیادہ قوی ہے، عرب میں اب بھی اسی خاص لال سرمہ کو اثمد کہا جاتا ہے۔

۲۔یعنی اثمد سرمہ آنکھوں کی روشنی زیادہ کرتا ہے، پلک کے بال دراز کرتا ہے اگر نہ ہوں تو اگاتا ہے۔مرقات میں ہے کہ یہ آنکھ کا پانی خشک کرتا ہے، آنکھ کے زخم اچھے کرتا ہے، نگاہ قائم رکھتا ہے غرضکہ اس میں بہت فائدے ہیں مگر اس کے لیے جسے موافق آجاوے بعض ←

حدیث ۱۰: ابوداود ونسائی نے کریمہ بنتِ ہمام سے روایت کی، کہتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے منہدی لگانے کے متعلق پوچھا؟ انھوں نے فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں، لیکن میں خود منہدی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو اس کی بو ناپسند تھی۔ (10)

لوگوں کو موافق نہیں آتا۔ غرضکہ طبیب کی رائے سے اسے استعمال کرنا چاہیے۔

۳۔ اس طرح کہ پہلے داہنی آنکھ میں دو سلائیاں پھر بائیں آنکھ میں تین پھر داہنی میں ایک اس طرح کہ ابتداء بھی داہنی سے ہو انتہاء بھی داہنی پر، ہمیشہ رات کو سوتے وقت اس طرح سرمہ لگانا فقیری اور ضعف بصر کو دور کرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سوتے وقت داہنی آنکھ میں تین سلائیاں اور بائیں میں دو لگایا کرتے تھے ہوسکتا ہے کہ کبھی یہ عمل ہو کبھی وہ لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ یہاں زعم کا فاعل حضرت ابن عباس ہیں اور زعم بمعنی قول ہے نہ کہ بمعنی وہم، عربی میں بہت دفعہ زعم بمعنی قول استعمال ہوتا ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ زعم کا فاعل محمد ابن حمید ہیں جو امام ترمذی کے شیخ ہیں مگر پہلا احتمال قوی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۳۱۳)

(10) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحدیث: ۴۱۶۴، ج۴، ص ۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ تابعیہ ہیں، آپ کے والد کا نام ابراہیم ابن محمد ابن ابراہیم ابن ہمام ہے۔ (مرقات)

۲۔ کہ عورتوں کو اس کا خضاب ہاتھ پاؤں اور سر میں لگانا کیسا ہے مگر غالب یہ ہے کہ یہاں سر میں مہندی لگانا مراد ہے تاکہ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہو جس میں عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے کا حکم دیا گیا ہے لہذا حدیث واضح ہے (مرقات)

۳۔ شاید سائلہ نے حضرت ام المؤمنین سے پوچھا ہوگا کہ آپ مہندی کیوں نہیں لگاتیں تب آپ نے یہ جواب دیا کہ اس میرے فعل کی وجہ یہ ہے۔

۴۔ اس حدیث کی بنا پر شوافع کہتے ہیں کہ مہندی میں خوشبو نہیں لہذا بحالت احرام اس کا خضاب درست ہے کیونکہ حضور انور کو خوشبو پسند تھی اور مہندی کی بو پسند نہ تھی اگر مہندی میں بھی خوشبو ہوتی تو آپ کو پسند ہوتی، امام اعظم فرماتے ہیں کہ مہندی ہے تو خوشبو اس کا خضاب احرام میں جائز نہیں مگر حضور انور کو جنس خوشبو پسند تھی نہ کہ ہر فرد خوشبو یا بعض خوشبوئیں زیادہ پسند تھیں بعض کم جیسے حضور انور کو گوشت پسند تھا مگر بعض جانوروں کے گوشت ناپسند تھے تو اس سے لازم یہ نہیں کہ وہ گوشت گوشت ہی نہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ازواج پاک کے ہاتھ پاؤں کی مہندی بھی بہتر نہ تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک سر میں تو مہندی لگاتی ہی نہ تھیں ان کے بال سفید تھے ہی نہیں ہاتھ پاؤں میں لگاتی تھیں اسے ناپسند فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ازواج پاک حضور کی ناپسند چیزیں استعمال نہ فرماتی تھیں، حضور حیات ہیں اپنے ازواج پاک کو بعد وفات ملاحظہ فرمارہے ہیں، ان کے حالات سے خوش ہوتے ہیں یہ ناپسندیدگی صرف ازواج پاک کے لیے ہے دوسری عورتوں کے لیے حرج نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۳۰۶)

حدیث ۱۱: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کی، یا نبی اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) مجھے بیعت کرلیجیے۔ فرمایا: میں تجھے بیعت نہ کروں گا، جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے۔ (یعنی مہندی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہورہے ہیں۔ (11) (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کرلیا کریں)۔

حدیث ۱۲: ابوداود و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو دینا چاہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے۔ اس نے کہا، عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگے ہوتی۔ (12)

---

(11) المرجع السابق، الحدیث: ۴۱۶۵، ج ۴، ص ۱۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ہیں، ابوسفیان کی بیوی جناب امیر معاویہ کی والدہ، فتح مکہ کے دن ابوسفیان کے اسلام کے بعد آپ اسلام لائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح قائم رکھا، بڑی عاقلہ فہیمہ تھیں، کبھی زنا کے قریب نہ گئیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت فرمایا کہ زنا نہ کرنا تو آپ بولیں کیا کوئی شریف عورت بھی زنا کرسکتی ہے۔ حضرت عمر کی خلافت میں عین ابوقحافہ کے وفات کے دن فوت ہوئیں حضرت عائشہ نے آپ سے روایات لیں رضی اللہ عنہا۔ (مرقات) عہد فاروقی میں غزوہ قادسیہ و یرموک میں بڑی مجاہدانہ شان سے شریک رہیں بڑی خدمت اسلام کی۔

۲۔ یہ بیعت علاوہ بیعت اسلام کے کوئی اور تھی کسی خاص معاہدہ پر بیعت اسلام فتح مکہ کے دن کی گئی تھی۔

۳۔ یعنی تمہارے ہاتھ مردوں کی طرح سفید ہیں ان میں مہندی سے رنگ کرو پھر بیعت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کی طرح چٹے ہاتھ رکھنا مکروہ ہیں اور مردوں کو عورتوں کی طرح ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا مکروہ ہے حتی کہ عورت کو چاندی کی انگوٹھی بہتر نہیں، اگر پہنے تو اسے رنگ کرلے تاکہ مردوں کی مشابہت نہ رہے۔ (اشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۰۷)

(12) المرجع السابق، الحدیث: ۴۱۶۶، ج ۴، ص ۱۰۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اپنا ہاتھ شریف روک لیا اس کے ہاتھ سے خط نہ لیا اظہار ناراضی کے لیے حضور انور نے کسی اجنبی عورت کو ہاتھ نہ لگایا حتی کہ ان کو زبان سے بیعت فرمایا۔

۲۔ یہ سوال و جواب بھی اظہار ناراضی کے لیے ہیں ورنہ حضور کو خبر تھی کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے عورت کا ہاتھ چھپا نہیں رہتا پھر اس کی ←

حدیث ۱۳: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا، جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ۤالہٖ وسلَّم) نے حکم فرمایا، اس کو شہر بدر کردیا گیا، مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا۔ (13)

آواز پہچانی جاتی ہے۔

۳۔ معلوم ہوا کہ عورت مہندی وغیرہ سے اپنے ناخن رنگین کرے یہ بھی کافی ہے یا مہندی سے ہتھیلیاں رنگے یا صرف ناخن، آج کل ناخن پر پالش لگانے کا رواج ہے مگر پالش میں جسامت ہوتی ہے اس لیے اگر ناخنوں پر لگی ہو تو عورت کا وضو یا غسل نہ ہوگا کہ پالش کے نیچے پانی نہ پہنچے گا۔ غرضیکہ ایسی چیز لگائی جاوے جو صرف رنگ دے اس میں جسامت نہ ہو، ابھی جو حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت میں گزرا کہ حضور انور کو مہندی پسند نہ تھی یہ اپنی ازواج پاک کے متعلق تھا کہ حضور انور کی ازواج مطہرات کے لیے مہندی بہتر نہ تھی عام عورتوں کے لیے مہندی بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۰۸)

(13) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب الحکم في المخنثین، الحدیث: ۴۹۲۸، ج۴، ص۳۶۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مخنث کا بیان کتاب النکاح میں گزر چکا ہے کہ پیدائشی مخنث ہونا فسق نہیں وہ تو قدرتی چیز ہے، ہاں بہ تکلف مخنث بننا، اپنی آواز، لباس، وضع قطع عورتوں کی رکھنا فسق ہے۔

۲۔ عورتوں کی سی شکل بنانے کے لیے یہ حرکات کرتا تھا جیسا آج کل ہیجڑوں میں دیکھا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری بڑی پرانی ہے۔

۳۔ نقیع مدینہ منورہ کے باہر ایک جنگل ہے جہاں اہلِ مدینہ کے جانور چرا کرتے تھے۔ اس مخنث کو اس لیے نکال دیا تاکہ اہل مدینہ اس کی صحبت سے بچیں اور اسے عبرت ہو اور توبہ کرے اور پھر واپس آجائے، یہ مطلب نہیں کہ اسے اس حرکت سے منع نہیں فرمایا گیا یہ نکالنا عملی ممانعت ہے۔

۴۔ یعنی اس مخنث کا نمازیں پڑھنا اس کے مؤمن ہونے کی علامت ہے اور اس نے کوئی ایسا جرم کیا نہیں جس کی سزا قتل ہو جیسے زنا یا ظلماً قتل لہٰذا اسے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ اس فرمان عالی کا یہ مطلب نہیں کہ نمازی آدمی خواہ کیسا ہی جرم کرے اسے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ خیال رہے کہ یہ مخنث اگر منافق تھا تب تو کوئی اعتراض نہیں اور اگر مخلص مؤمن تھا تو اس نے یقیناً توبہ کرلی ہوگی توبہ کرکے مرا ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ صحابی ہے اور صحابہ تمام عادل ہیں کوئی فاسق نہیں یعنی کوئی صحابی گناہ پر قائم نہیں رہے ان کی عدالت کی گواہی قرآن کریم دے رہا ہے، دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۳۲۲)

حدیث ۱۴: ترمذی نے سعید بن المسیب سے روایت کی، کہتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) طیب ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے، ستھرا ہے ستھرائی کو دوست رکھتا ہے، کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے، جواد ہے جود کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو، یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ (14)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں، جوتے اچھے ہوں (یعنی یہ بات بھی تکبر ہے یا نہیں)؟ فرمایا: اللہ (عزوجل) جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔ (15)

---

(14) سنن الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في النظافۃ، الحدیث: ۲۸۰۸، ج ۴، ص ۳۶۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سعید ابن مسیب ہے، مشہور تابعی ہیں، خلافت فاروقی کے دوسرے سال میں پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی مخزومی مدنی ہیں، بڑے محدث، فقیہ، متقی پرہیزگار تھے۔ حضرت مکحول کہتے ہیں کہ میں طلب علم میں دنیا میں گھوما میں نے چالیس حج کیے مگر سعید ابن مسیب سے بڑا عالم نہ پایا ۹۳ ترانوے ہجری میں وفات پائی۔ (مرقات)

۲۔ ظاہری پاکی کو طہارت کہتے ہیں اور باطنی پاکی کو طیب اور ظاہری باطنی دونوں پاکیوں کو نظافۃ کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالٰی بندے کی ظاہری باطنی پاکی پسند فرماتا ہے بندے کو چاہیے کہ ہر طرح پاک رہے جسم، نفس روح، لباس، بدن، اخلاق غرضکہ ہر چیز کو پاک رکھے صاف رکھے، اقوال، افعال، احوال عقائد سب درست رکھے اللہ تعالٰی ایسی نظافت نصیب کرے۔

۳۔ کرم و سخاوت میں فرق ہے۔ کریم وہ جو غذائیں ہی سخاوت کرے، سخی وہ جو چیز میں سخاوت کرے جس انسان کے اچھے اخلاق ظاہر ہوں وہ کریم ہے۔ (مرقات)

۴۔ یعنی اپنے گھر تک صاف رکھو لباس، بدن وغیرہ کی صفائی تو بہت ہی ضروری ہے گھر بھی صاف رکھو وہاں کوڑا جالا وغیرہ جمع نہ ہونے دو۔

۵۔ کیونکہ یہود اپنے گھر کے صحن صاف نہیں رکھتے، نیز یہود بہت گندے بہت بخیل بڑے خسیس بڑے ذلیل ہیں، عیسائی اگرچہ کافر ہیں مگر وہ یہود کی طرح گندے نہیں ان میں کچھ صفائی ہے اگرچہ ان کے بھی دانت میلے منہ بدبودار اور ناخن لمبے ہوتے ہیں ہر طرح کی صفائی تو اسلام نے ہی سکھائی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۲۸)

(15) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، الحدیث: ۱۴۷۔(۹۱)، ص ۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کا مطلب ابھی عرض کیا گیا۔ خیال رہے کہ آگ میں کبر و غرور ہے خاک میں عجز و انکساری، دیکھو باغ کھیت خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں لگتے۔ ایسے ہی ایمان و عرفان کا باغ خاک جیسے عاجز و منکسر دل میں لگتے ہیں آگ جیسے متکبر دل میں نہیں لگتے ہیں۔ ←

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، تم ان کی مخالفت کرو۔(16) یعنی خضاب کرو۔

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو۔(17) یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔

۲؎ سائل سمجھا کہ شاید اچھا لباس پہننا بھی غرور میں داخل ہے کہ اس میں اپنی مالداری یا بڑائی کا اظہار ہے اس لیے اس نے یہ سوال کیا، نیز اکثر متکبرین اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں تو یہ عمدگی لباس متکبرین کی علامت ہے بہر حال سوال بالکل درست ہے۔

۳؎ یعنی رب تعالٰی ذات و صفات میں اچھا ہے، جمیل ہے مخلوق اس کی صفات کی مظہر ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ اپنی عادات، صورت، لباس، اعمال اچھے رکھے تاکہ رب تعالٰی کی صفت جمیل کا مظہر بنے، نیز اس لباس میں رب تعالٰی کی نعمت کا اظہار ہے جو محبوب ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اسے تکبر سے کوئی تعلق نہیں۔

۴؎ یعنی متکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کی حق بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ اس آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۹۲۹)

(16) صحیح البخاري، کتاب أحادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بني اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۲، ج۲، ص۴۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ حکم مجاہدین کے لیے ہے کہ وہ سفید بال لے کر جہاد میں نہ جائیں یا ان کے لیے جو سفید بالوں کی حفاظت میں مسلمان ہوں، دوسرے مسلمانوں کے لیے اختیار ہے کہ بال سفید رکھیں یا سیاہ کے علاوہ کوئی اور خضاب لگائیں اس کی اور توجیہیں بھی ہیں۔(مرقات وغیرہ)

۲؎ یعنی یہودی اپنے سر و ڈاڑھی کے بال چٹے جیسے سفید رکھتے ہیں تم سرخ یا پیلے کرلیا کرو تاکہ ان کی مشابہت سے بچو۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مسلمان یہود کی مخالفت کے لیے ڈاڑھیاں منڈا نہ دیں بلکہ اونہیں سرخ کرکے اون کی مخالفت کریں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو سفید ڈاڑھی والا کافر مسلمان ہو وہ ضرور خضاب کرے تاکہ کفر و اسلام کے رنگوں میں فرق ہوجائے مگر جو پرانا مسلمان ہو اس کے لیے سفید ڈاڑھی رکھنا بھی درست ہے۔

۳؎ یہ حدیث احمد نے حضرت زبیر سے روایت کی، احمد نے حضرت انس سے یوں روایت کی بالوں کا سفید رنگ بدلو اور سیاہ خضاب سے بچو کیونکہ سیاہ خضاب کفار کا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ سب سے پہلے سیاہ خضاب لگانے والا فرعون تھا۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۹۸)

(17) صحیح مسلم، کتاب اللباس... إلخ، باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ... إلخ، الحدیث: ۷۹۔(۲۱۰۲)، ص۱۱۶۴۔ ←

حدیث ۱۸: ابوداود ونسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔(18)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ۔ابوقحافہ کا نام عثمان ابن عامر ہے،قرشی ہیں،فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور خلافت فاروقی تک زندہ رہے،ننانوے سال عمر پائی ۱۴ھ چودہ میں وفات ہوئی،حضرت ابوبکر صدیق کے والد ہیں،آپ سے کچھ احادیث حضرت ابوبکر صدیق اور اسماء بنت ابوبکر نے روایت کیں۔(مرقات) جب آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا تا کہ ایمان قبول کرلیں تو حضور انور نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ابوقحافہ کو یہاں آنے کی تکلیف کیوں دی ہم خود ان کے پاس جا کر انہیں مسلمان کرتے۔(اشعہ)

۲ ۔ثغامہ ایک گھاس کا نام ہے جو بہت سفید ہوتی ہے برف کی طرح،فارسی میں اسے درمنہ سفید کہتے ہیں یعنی حضرت ابوقحافہ کے سر وداڑھی کے بال ایسے سفید تھے جیسے ثغامہ گھاس،حضرت ابوبکر صدیق انہیں اٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے تھے۔(مرقات)

۳ ۔یعنی ان سر اور داڑھی میں سیاہی کے سواء کسی رنگ کا خضاب کردو چنانچہ مہندی سے سرخ خضاب کردیا گیا،حق یہ ہے کہ سیاہ خضاب مرد عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔حضرت عثمان غنی و امام حسن و حسین نے سیاہ خضاب لگایا ہے مگر زینت کے لیے نہیں بلکہ غزوات میں کفار پر رعب طاری کرنے کے لیے کہ وہ لوگ آپ کو بوڑھا نہ سمجھ سکیں اور آپ پر دلیر نہ ہوجائیں،اب بھی بحالت جہاد غازی کو سیاہ خضاب درست ہے۔(مرقات) حضور انور نے داڑھی شریف میں کبھی خضاب نہ کیا،حضور کے بال خضاب کی حد تک سفید نہ ہوئے صرف چند بال شریف سفید تھے،چند بار سر شریف میں مہندی لگائی تھی دردسر کی وجہ سے۔(مرقات) حضرت ابوبکر صدیق نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہے مگر وسمہ اتنا ہوتا تھا جس سے سیاہ رنگت نہ ہوتی تھی بلکہ پختہ سرخ رنگ ہوتا تھا،اسی طرح اور صحابہ سے بھی خضاب منقول ہے۔(اشعہ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۶،ص۲۶۷)

(18) سنن أبي داود،کتاب الترجل،باب ماجاء في خضاب السواد،الحدیث:۴۲۱۲،ج۴،ص۱۱۸.

وسنن النسائي،کتاب الزینۃ من السنن،باب النھي عن الخضاب بالسواد،الحدیث:۵۰۸۵،ص۸۱۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ۔یعنی اپنے سر اور داڑھی کے بال خالص سیاہ کیا کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے خالص سیاہ ہوتے ہیں۔حواصل جمع ہے حوصلہ کی بمعنی معدہ یہاں سینہ مراد ہے بعض کبوتروں کے سینے سیاہ ہوتے ہیں۔

۲ ۔حالانکہ جنت کی مہک پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے یعنی سیاہ خضاب کرنے والے جنت میں جانا تو کیا اس کے قریب بھی نہ پہنچیں گے یعنی اولًا بعد میں معافی ہوکر پہنچ جاویں گے تو دوسری بات ہے(مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ میدان محشر میں جنت کی خوشبو آتی ہوگی جو مسلمانوں کو محسوس ہوگی اس مہک سے مست ہوکر محشر کی شدت بھول جائیں گے مگر یہ سیاہ خضاب کرنے والے محشر میں یہ ←

حدیث ۱۹: ترمذی و ابو داود و نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے، منہدی یا کتم ہے۔(19) یعنی منہدی لگائی جائے یا کتم۔

حدیث ۲۰: ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے منہدی کا خضاب کیا تھا، ارشاد فرمایا: یہ خوب اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے منہدی اور کتم کا خضاب کیا تھا، فرمایا: یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا، فرمایا: یہ ان سب سے اچھا ہے۔(20)

خوشبو محسوس نہ کرسکیں گے اور وہاں کی تکلیف محسوس کریں گے جیسے حوض کوثر کی ایک نہر محشر میں ہوگی جس سے مؤمن پانی پیتے رہیں گے منافق روک دیئے جائیں گے۔(اشعۃ اللمعات) اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب حرام ہے خواہ سر میں لگائے یا ڈاڑھی میں مرد لگائے یا عورت اس سے معذوری کی حالت مستثنیٰ ہے، علاج کے لیے یا غزوہ کے لیے سیاہ خضاب جائز ہے۔(مرقات) بعض لوگ مطلقاً سیاہ خضاب جائز کہتے ہیں، بعض لوگ عورتوں کے لیے جائز کہتے ہیں بعض مردوں کے سر کے لیے جائز کہتے ہیں، ڈاڑھی کے لیے ممنوع مانتے ہیں، بعض لوگ اسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں یہ کل ضعیف ہیں۔ صحیح وہ ہی ہے کہ سیاہ خضاب مطلقاً مکروہ تحریکی ہے۔ مرد و عورت، سر ڈاڑھی سب اسی ممانعت میں داخل ہیں۔(مرقات) ہاتھ پاؤں میں مہندی وغیرہ سے خضاب عورتوں کو جائز مردوں کے لیے ممنوع الا بالعذر۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۹۵)

(19) سنن الترمذي، کتاب اللباس، باب ماجاء في الخضاب، الحدیث:۱۷۵۹، ج۳،ص۲۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات نے سیاہ خضاب جائز کہا، وہ کہتے ہیں کہ مہندی اور وسمہ مل کر سیاہ رنگ دیتے ہیں اور ان کے ملا کر لگانے کی اجازت دی گئی ہے مگر یہ دلیل بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ سیاہ خضاب کی صراحۃً ممانعت کی گئی جیسے کہ اتقوا السواد وغیرہ مگر سیاہ خضاب کی صراحۃً اجازت کہیں نہیں دی گئی ان جیسی احادیث سے سیاہ خضاب کی اجازت نہیں نکلتی اولاً تو یہاں مہندی وسمہ ملانے کی اجازت ہے ہی نہیں، حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بہترین رنگ سفیدی بدلنے کے لیے مہندی اور وسمہ ہے کہ کبھی مہندی سے رنگ کرے کبھی وسمہ سے، مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے وسمہ کا رنگ سبز جیسے کہا جاتا ہے کلمہ اسم ہے اور فعل ہے اور حرف ہے ایسے ہی یہ ہے اور اگر ملانا ہی مراد ہو تب بھی خیال رہے کہ اگر وسمہ مہندی کے ساتھ آدھوں آدھ یا زیادہ ملایا جاوے تب سیاہ رنگ دیتا ہے اور اگر کم ملایا جاوے تو پختہ سرخ کرتا ہے سیاہ نہیں کرتا سرخ مائل بہ سبزی رنگ ہوجاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے، سیاہ خضاب کی سخت ممانعت احادیث میں وارد ہے، یہ حدیث ان احادیث سے متعارض نہیں اگر یہاں سیاہ رنگ مراد ہو تو احادیث میں تعارض ہوگا۔(مرقات واشعہ ولمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶،ص۲۹۴)

←

(20) سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في خضاب الصفرۃ، الحدیث:۴۲۱۱، ج۴،ص۱۱۷.

حدیث ۲۱: ابن النجار نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ سب سے پہلے مہندی اور کتم کا خضاب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔(21)

حدیث ۲۲: طَبَرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔(22)

حدیث ۲۳: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی لعنت اس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی(23) اور گودوانے والی پر۔(24)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، انھوں نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کی لعنت گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوں کے بال نوچ

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اسی طرح کہ مہندی میں تھوڑا سا وسمہ تھا جس سے خضاب کا رنگ پختہ سرخ ہوگیا تھا۔ سیاہ کی حد کو نہ پہنچا تھا۔(مرقات) لہٰذا اس سے سیاہ خضاب کی حلت ثابت نہیں ہوئی، سیاہ خضاب کی حلت کی ایک حدیث بھی نہیں حرمت کی بہت احادیث ہیں۔

۲۔ معلوم ہوا کہ زرد خضاب حضور نے بہت پسند فرمایا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲۹۷)

(21) الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث: ۴۷، ج۱، ص۳۵.

(22) المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب الصفرۃ خضاب المؤمن...إلخ، الحدیث: ۶۲۹۶، ج۴، ص۶۷۵.

(23) یعنی جسم میں سوئی وغیرہ چبھوکر اس میں سُرمہ یا سبزہ یا نیل بھرنے والی۔

(24) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، الحدیث: ۵۹۴۷، ج۴، ص۸۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان دونوں چیزوں کی شرح پہلے گزر گئی۔ واصلہ وہ عورت جو اپنے سر کے بالوں میں دوسری عورت کے بال ملا کر دراز کرے۔ مستوصلہ وہ عورت جو دوسری کے سر میں یہ بال جوڑے یا جو اپنے سر کے بال کاٹ کر اسے دے ملانے کے لیے یہ دونوں کام حرام ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی۔ واشمہ وہ عورت جو سوئی وغیرہ کے ذریعہ اپنے اعضاء میں سرمہ یا نیل گودوالے جیسا کہ ہندو عورتیں بعض ہندو مرد کرتے ہیں۔ مستوشمہ وہ جو دوسری عورت کے گودے دونوں پر لعنت فرمائی۔ حرام کام فاعل و مفعول دونوں کی لعنت کا باعث ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اگر بالوں میں دھاگہ لگا کر انہیں دراز کرلیا جاوے تو جائز ہے جسے موباف کہتے ہیں۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۷۳)

کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لیے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوبصورت بناتی ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حاضر ہوکر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے، انھوں نے فرمایا: میں کیوں نہ لعنت کروں ان پر جن پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے لعنت کی اور اس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے اس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں ملی۔ فرمایا: تو نے (غور سے پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ نہیں پڑھا:

(وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) (25)

یعنی رسول جو کچھ تمھیں دیں اسے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے باز آجاؤ۔

اس عورت نے کہا، ہاں یہ پڑھا ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بی بی میں بھی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اندر جا کر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی، تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبداللہ نے فرمایا اگر اس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی۔ یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہے۔ (26)

---

(25) پ ۲۸، الحشر: ۷۔

(26) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ... إلخ، الحدیث: ۱۲۰۔ (۲۱۲۵)، ص ۱۱۷۵

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

ا۔ یہ لفظ بنا ہے نماص سے، نماص بال اکھیڑنے کے آلہ کو کہتے ہیں جسے پنجاب میں موچنا کہا جاتا ہے یہاں چہرے کا رونگٹا اکھیڑنا مراد ہے یہ حرام ہے ورنہ اگر عورت کے ڈاڑھی یا مونچھیں نکل آویں تو انہیں ضرور اکھیڑ دے۔ (مرقات)

۲۔ متفلجات بنا ہے فلج سے، فلج اس کھڑکی یا کشادگی کو کہتے ہیں جو دو دانتوں کے درمیان ہوتی ہے، بعض عورتیں مشین کے ذریعہ اپنے دانت پتلے کروا کر درمیان میں جھریاں کرالیتی ہیں اسے اپنے لیے حسن و خوبصورت تصور کرتی ہیں یہ حرام ہے، اس سے دانت بھی خراب ہوجاتے ہیں پھر ٹھنڈا پانی گرم چائے یا دودھ نہیں پی سکتیں دانتوں میں لگتا ہے۔ للحسن کا تعلق یا تو صرف متفلجات سے ہے یا والشمات اور متنمصات اور متفلجات تینوں سے ہے یعنی جو عورتیں یہ تینوں کام خوبصورتی کے لیے کریں وہ لعنتی ہیں جو مجبوراً کسی مرض کی وجہ سے کریں انہیں معافی ہے۔

۳۔ خیال رہے کہ تبدیلی خلق اللہ دو طرح کی ہے: ایک شرعاً جائز دوسری حرام۔ چنانچہ ختنہ کرنا، ناخن کٹوانا، مونچھیں ترشوانا، حجامت کرانا ان میں بھی تبدیلی خلق اللہ تو ہے مگر اس کا حکم ہے اور یہ مذکورہ چیزیں دانت پتلے کرانا وغیرہ تبدیلی خلق اللہ ہے مگر حرام، یہاں حرام تبدیلی ←

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ نظرِ بدحق ہے یعنی نظر لگنا صحیح ہے ایسا ہوتا ہے اور گودنے سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے منع فرمایا۔(27)

مراد ہے یعنی چونکہ اس حرکت میں حرام تبدیلی ہے لہٰذا یہ ممنوع ہے۔(اشعۃ اللمعات)

۴۔ یعنی کسی مسلمان پر لعنت جائز نہیں تو تم نے ان مسلمان عورتوں پر لعنت کیوں کی تم نے صحابی رسول ہو کر ایسی جرات کس بنا پر کی۔

۵۔ یعنی میں نے خود اپنی طرف سے ان پر لعنت نہیں کی بلکہ اللہ رسول نے لعنت کی ہے میں تو ان لعنتوں کا ناقل ہوں لعنت رسول تو میں نے خود سنی ہے لعنت اللہ قرآن مجید سے معلوم کی ہے لہٰذا میری یہ لعنت برحق ہے لہٰذا یہ حدیث مرفوع ہوگئی۔

۶۔ یعنی اس کے متعلق حدیث حدیث تو ہوگئی جو میں نے نہ سنی ہو آپ نے سنی ہو کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت زیادہ حاضر رہتے تھے مگر قرآن کریم تو مقرر و معین ہے میں اسے دن رات پڑھتی ہوں میں نے کسی آیت میں ان عورتوں اور ان پر لعنت کا ذکر نہ دیکھا میں اس میں آپ کو سچا کیسے مان لوں۔ لوحین سے مراد قرآن مجید کی جلد کے دو گتے ہیں جن کے بیچ میں قرآن مجید ہوتا ہے مراد ہے سارا قرآن مجید۔

۷۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم قرآن مجید غور سے پڑھتیں سمجھ بوجھ کر تو تم کو اس میں یہ لعنت مل جاتی اور تم میری تصدیق کر دیتیں۔

۸۔ سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز شاندار استنباط ہے اس آیت سے یہ ثابت فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام منع فرمائی ہوئی چیزیں قرآن مجید کی ممانعت میں داخل ہیں اور حضور نے تو ان سے منع فرمایا ہے لہٰذا قرآن نے بھی انہیں منع فرمایا حضور کی لعنت خدا تعالٰی کی لعنت ہے۔(مرقات) لہٰذا حضور کی رحمت و کرم رب تعالٰی کی رحمت ہے۔

۹۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی نے بھی روایت کیا۔(مرقات) اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ حدیث کے احکام کو قرآن کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کہ کتاب قرآن خاموش قرآن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولتے ہوئے قرآن ہیں، لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ نماز کی تعداد و مقدار زکوۃ کی مقداریں وغیرہ سب کچھ قرآن میں ہے کیونکہ یہ حضور نے بتادیے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص ۲۷۳)

(27) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب العین حق، الحدیث: ۵۷۴۰، ج۴، ص ۳۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی نظر بد کا اثر حق ہے اس سے مال بدن پر اثر پڑتا ہے باذن اللہ۔ جیسے اللہ تعالٰی نے سانپ کے منہ میں، بچھو کے ڈنگ میں زہر رکھا ہے یوں ہی اس نے انسان کی نظر میں بھی اثر رکھا ہے جس سے انسان بیمار یا چیز ضائع ہوجاتی ہے، ان شاء اللہ اس کی تحقیق کتاب الطب و الرقی میں آوے گی۔ جادو، نظر وغیرہ سب برحق ہے۔ جب گالی کے لفظوں میں اثر ہے کہ اس سے دل مغموم ہو جاتا ہے تو جادو کے الفاظ میں بھی اثر ہو سکتا ہے یوں ہی دعاؤں وظیفوں دم درود میں شفاء کا اثر برحق ہے۔

←

حدیث ۲۶: سنن ابو داود میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا، بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے، جبکہ بیماری سے یہ نہ کیا ہو۔[۲] (28)

حدیث ۲۷: ابو داود نے روایت کی، کہ جس سال معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہلِ مدینہ تمھارے علما کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی میں بال جوڑنے سے اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) یہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کر دیا۔(29)

❀❀❀❀❀

---

[۲] اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ گودنے سے نظر نہیں لگتی اور لگی ہوئی نظر دفع ہو جاتی ہے اس لیے حضور انور نے اس سے منع فرمایا کہ یہ خلاف عقل اور عقیدہ باطل ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۲۷۵)

(28) سنن ابي داود، کتاب الترجل، باب في صلة الشعر، الحديث: ۴۱۷۰، ج۴، ص۱۰۶۔

(29) المرجع السابق، الحديث: ۴۱۶۷، ج۴، ص۱۰۵۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا موباف (1) بنانا جائز ہے اور کلاوہ میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح گود نے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے (یعنی بال اکھاڑنے کا آلہ) سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دُریا (3)

---

(1) بالوں میں دھاگہ لگا کر انہیں دراز کرنا موباف کہلاتا ہے۔

(2) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص۶۱۴۔

(3) یعنی کانوں کی لو میں پہننے کا چھوٹا سا زیور جس میں عام طور پر صرف ایک موتی ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عورتوں کو نتھ یا بلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گہنوں کے لئے کان چھیدنا،

فی الدر المختار لاباس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط وھل یجوز فی الانف لم ارہ ۱ــ ملخصا قال العلامۃ الطحطاوی قلت وان کان مما یتزین النساء بہ کما ھو فی بعض البلاد فھو فیھا کثقب القرط وقال العلامۃ السندی المدنی قد نص الشافعیہ علی جوازہ اھ نقلھما العلامۃ الشامی ۲ ــ واقر اقول: ولاشك ان ثقب الاذن کان شائعا فی زمن النبی صلی تعالی علیہ وسلم وقد اطلع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولم ینکرہ ثم لم یکن الا ایلاما للزینۃ فکذا ھذا بحکم المساواۃ فثبت جوازہ بدلالۃ النص المشترك فی العلم بھا المجتھدون وغیرھم کما تقرر فی مقررہ۔

درمختار میں ہے کہ لڑکی کے کان چھیدنے میں بطور استحسان کوئی مضائقہ نہیں کیا ناک چھیدنا بھی جائز ہے۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا، لیکن علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کام عورتوں کی زیبائش میں شامل ہے جیسا کہ بعض شہروں میں رواج ہے تو پھر یہ ←

پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔(4)

مسئلہ ۳۴: عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے۔(5) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگاسکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

بالیوں کے لئے کان چھیدنے کی طرح کا عمل ہے۔اور علامہ سندھی مدنی نے فرمایا شوافع نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ان دونوں باتوں کو علامہ شامی نے نقل کرنے کے بعد برقرار رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی مگر ممانعت نہیں فرمائی، یہ دکھ پہنچانا صرف زیب وزینت کے لئے ہوگا، اور اس طرح یہ بھی ہے کیونکہ دونوں کا حکم مساوی ہے۔پس اس کا جائز ہونا دلالت نص کی بنیاد پر ثابت ہوگیا اس علم سے جس میں مجتہد وغیر مجتہد مشترک ہیں جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہوچکی ہے۔(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۵۲) (۲؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دارالمعرفۃ بیروت ۴ / ۲۰۹) (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۷۰)

اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلانہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمودہ کیا جائے شرعاً محمود ہوجاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعاً محمود ہے۔اور جب کہ یہ امر زیور ہائے گوش کے لئے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پُرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے جائز مقرر رکھا بحکم دلالت ثابت تو اس کے لئے اثر مارأہ المسلمون (جس کو مسلمان اچھا کہیں تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اچھا ہوتا ہے۔ت) کی طرف رجوع کی حاجت نہیں فان الثابت بدلالۃ النص کالثابت بالنص۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۸۳-۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۹۳.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون فی الزینۃ، ج۵، ص ۳۵۹.

اعلٰی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔شرعۃ الاسلام ومرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:
الحناء سنۃ للنساء ویکرہ لغیرھن من الرجال الا ان یکون لعذر لانہ تشبہ بھن ۱؎ اھ اقول: والکراھۃ تحریمیۃ للحدیث المار لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء فصح التحریم ثم الاطلاق شمل الاظفار اقول: وفیہ نص الحدیث المار لو کنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء ۱؎ اما ثانیا العذر فاقول ھذا اذا لم یقم شیئ مقامہ ولاصلح ترکیبہ مع شیئ ینفی لونہ واستعمل لاعلی وجہ تقع بہ الزینۃ۔(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ کتاب اللباس حدیث ۴۴۳۸ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ / ۲۱۷) (شرعۃ الاسلام فصل فی اللباس مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۰۲-۳۰۱)
(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء ۲ / ۲۱۸ ومسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا ۶ / ۲۶۲) ←

مسئلہ ۴: عورتیں اپنی چولیوں میں پوت (یعنی شیشے یا کانچ کے دانے) اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔(6)

مسئلہ ۵: پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔(7)

مسئلہ ۶: مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے۔(8)

مسئلہ ۷: گرمی سے بچنے کے لیے خس یا جواسے کی ٹٹیاں (9) لگانا جائز ہے اور اگر تکبر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے۔(10)

مسئلہ ۸: یہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لیے ایسا کرتا ہے تو منع ہے۔(11) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا یا ساتھ والے کسی طرح اسکے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے، جیسا کہ بعض مرتبہ علما و مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل

مہندی لگانی عورتوں کے لئے سنت ہے لیکن مردوں کے لئے مکروہ ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو (تو پھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے مہندی استعمال کرنے میں عورتوں سے مشابہت ہوگی اھ اقول: (میں کہتا ہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے گزشتہ حدیث پاک کی وجہ سے کہ جس میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں، لہٰذا تحریم یعنی کراہت تحریمی صحیح ہوئی۔ اور اطلاق (الفاظ حدیث) ناخنوں کو بھی شامل ہے۔ اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں بھی گزشتہ حدیث کی صراحت موجود ہے (حدیث: اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے سفید ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کر دیتی) رہا عذر کا استثناء کرنا، تو اس کے متعلق میری صوابدید یہ ہے کہ (عذر اس وقت تسلیم کیا جائے گا کہ) جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی استعمال میں بھی محض ضرورت کی بنا پر بطور دوا اور علاج ہو، زیب وزینت اور آرائش مقصود نہ ہو۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون فی الزینۃ، ج۵، ص۳۵۹.

(7) المرجع السابق.

(8) المرجع السابق.

(9) یعنی مخصوص گھاس کا پردہ یا قنات دروازوں وغیرہ پر لگا کر اس پر پانی چھڑکتے ہیں، تاکہ ٹھنڈک حاصل ہو۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون فی الزینۃ، ج۵، ص۳۵۹.

(11) المرجع السابق، ص۳۶۰.

چلتے ہیں اوران کو پیدل چلنے نہیں دیتے، اس میں کراہت نہیں جبکہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور تکبر نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دلجوئی منظور ہو۔

مسئلہ ۹: مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی۔(12)

❁❁❁❁❁

(12) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۹۶.

نام رکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱۱)(1)

اے ایمان والو! ایک گروہ دوسرے گروہ سے مسخرا پن نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ یہ اون سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مسخرا پن کریں، ہوسکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ اور برے لقبوں سے نہ پکارو، ایمان کے بعد فسوق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

❁❁❁❁❁

(1) پ۲۶، الحجرات: ۱۱۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول کئی واقعوں میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت ابنِ قیس بن شماس کوثقلِ سماعت تھا جب وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں، ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہوگئی اور مجلس شریف خوب بھر گئی، اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا، ثابت آئے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ یہاں تک کہ حضور کے قریب پہنچ گئے اور انکے اور حضور کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا تمہیں جگہ مل گئی، بیٹھ جاؤ، ثابت غصہ میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا میں فلاں شخص ہوں، ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا فلانی کا لڑکا اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی، اور نہ تندرست اپاہج کی، نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

احادیث

حدیث ۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔(1)

حدیث ۲: اصحاب سنن اربعہ نے عبد اللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے پکارو برے القاب سے نہ پکارو۔(2)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تمھارے ناموں میں اللہ تعالٰی کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں۔(3)

حدیث ۴: امام احمد و ابو داود نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمھارے نام اور تمھارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا، لہٰذا اچھے نام رکھو۔(4)

حدیث ۵: ابو داود نے ابی وہب جشمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

---

(1) شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، الحدیث: ۸۶۵۸، ج ۶، ص ۴۰۰۔
وکنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۵۱۸۴، ج ۱۶، ص ۱۷۳۔

(2) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۵۲۱۱، ج ۱۶، ص ۱۷۵۔

(3) صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النھی عن التکني بأبي القاسم۔۔۔إلخ، الحدیث: ۲۔(۲۱۳۲)، ص ۱۱۷۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ نام اس لیے پیارے ہیں کہ ان میں اپنی عبدیت کو رب کی طرف نسبت کیا گیا ہے تو اس میں دونوں چیزوں کا اظہار ہے اپنی عبدیت، اللہ کی ربوبیت یعنی انبیاء کرام کے ناموں کے بعد یہ نام رب کو بہت پسند ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ کسی نبی کے نام پر نام رکھے، اس کے بعد یہ بہتر ہے کہ یہ نام رکھے۔ یہاں عبد اللہ اور عبد الرحمن بطور تمثیل فرمائے گئے اسماء الٰہیہ میں سے کسی کی طرف عبدیت کی طرف نسبت کرے بہتر ہے۔ خیال رہے کہ ملائکہ کے نام پر نام رکھنا ممنوع ہے لہٰذا کسی چیز کا جبریل یا میکائیل نام نہ رکھو جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (مرقات) چنانچہ بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث نقل کی کہ نبیوں کے نام پر نام رکھو فرشتوں کے نام پر نام نہ رکھو۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵۸۹)

(4) سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب في تغییر الأسماء، الحدیث: ۴۹۴۸، ج ۴، ص ۳۷۴۔

فرمایا: انبیا علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں اور حرب و مُرّہ برے نام ہیں۔(5)

حدیث ۶: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔(6)

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو، کیونکہ (میری کنیت ابوالقاسم محض اس وجہ نہیں کہ میرے صاحب زادہ کا نام قاسم تھا بلکہ) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمھارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔(7)

---

(5) المرجع السابق، الحدیث: ۴۹۵۰، ج۴، ص۳۷۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرات انبیاء کرام کے نام پر نام رکھو فرشتوں کے نام پر نام نہ رکھو کسی کا نام جبریل یا عزرائیل نہ رکھو یوں ہی جاہلیت کے نام ممنوع ہیں جیسے کلب، حمار، عبدالشمس وغیرہ کہ یہ نام ممنوع ہیں ان کا اثر بھی برا ہوتا ہے۔(مرقات)

۲۔ یوں ہی عبدالکریم عبدالرحیم وغیرہ۔ خیال رہے کہ ان ناموں کی محبوبیت انبیاء کرام کے ناموں کے مقابلہ میں نہیں بلکہ بے معنی ناموں کے مقابل ہے۔

۳۔ کیونکہ حارث کے معنی ہیں کماؤ، حرث کہتے ہیں کمائی کو۔ ہمام کے معنی ہیں قصد و ارادہ کرنے والا، ھم کہتے ہیں ارادہ کو۔ کوئی شخص کمائی یا ارادہ سے خالی نہیں ہوتا لہذا یہ نام بہت سچے ہیں نام مطابق کام کے ہیں۔

۴۔ کیونکہ حرب کے معنی ہیں جنگ و خونریزی، مرہ کے معنی ہیں جھگڑالو یا کڑوی طبیعت کا آدمی، مرہ شیطان کا نام بھی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۱۸)

(6) المسند الفردوس، الحدیث: ۲۳۲۹، ج۲، ص۵۸.

(7) صحیح البخاری، فرض الخمس، باب قولہ تعالٰی (فان للہ خمسہ وللرسول) یعنی للرسول قسم ذلک، الحدیث: ۳۱۱۴، ج۲، ص۳۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اللہ کی ہر نعمت تقسیم میرے ہاتھ سے ہوتی ہے دنیاوی نعمت ہو یا اخروی اس لیے حضرات صحابہ نے بارش، جنت، آنکھیں، دولت، اولاد حضور سے مانگی ہیں جب جنت ہی حضور سے مانگ لی تو دیگر چیزیں بدرجہ اولٰی حضور سے مانگی جاسکتی ہیں اس کے لیے کہ ہماری کتاب سلطنت مصطفی اور جاء الحق کا مطالعہ کرو۔ دوسری روایت میں ہے اللہ المعطی وانا القاسم نہ اللہ کی عطا مقید ہے نہ حضور کی تقسیم رب فرماتا ہے: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ"۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت حضور کی حیات شریف میں تھی بعد وفات ہر طرح اجازت ہے خواہ حضور انور کا نام رکھے یا آپ کی کنیت یا دونوں جمع کردے کہ نام رکھے محمد، کنیت رکھے ابوالقاسم، اس کے ←

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بازار میں تھے، ایک شخص نے ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا، میں نے اس شخص کو پکارا، ارشاد فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو۔ (8)

حدیث ۹: ابو داوٗد نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) اگر حضور کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت کروں؟ فرمایا: ہاں۔ (9)

متعلق اور بہت سے قول ہیں یہ ہی قول قوی ہے جو ہم نے عرض کیا کہ یہ حکم حیات شریف میں تھا۔ (مرقات واشعہ) حضرت علی نے حضور کے بعد اپنے بیٹے کا نام محمد کنیت ابوالقاسم رکھی جنہیں محمد ابن حنفیہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے حضور سے پہلے پوچھا تھا کہ کیا میں آپ کے بعد اپنے کسی بیٹے کا نام محمد، کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہوں فرمایا تھا ہاں۔ خیال رہے کہ اگر قاسم قوی ہو تقسیم بھی قوی ہوتی ہے، ڈول، چرسہ، رہٹ، ٹیوب ویل، دریا بادل سب ہی پانی تقسیم کرتے ہیں مگر ان کی تقسیموں میں جو فرق ہے وہ معلوم ہے۔ سارے نبی اللہ کی نعمتیں تقسیم کرتے تھے حضور بھی تقسیم کرتے ہیں حضور کی تقسیم بہت قوی ہے، تمام امتوں میں وضو تھا مگر اعضاء کا چمکنا حضور کی امت کے وضو سے ہے، پانچ نمازوں کا ثواب پچاس ہے، کیوں، اس لیے کہ یہ حضور کی تقسیم سے ملی ہیں اب پڑھو اللہ المعطی وانا القاسم۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۸)

(8) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب ماذکر في الاسواق، الحدیث: ۲۱۲۰، ج۲، ص۲۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ کسی شخص کا نام ابوالقاسم تھا اس نے اسے پکارا۔

۲؎ مقصد یہ ہے کہ اگر ہزاروں کے نام محمد ہوں تو دھوکہ نہ ہوگا کیونکہ حضور کو صرف نام سے پکارنا حرام ہے، اب جو حضور کو پکارے گا وہ یارسول اللہ کہے گا یا محمد نہ کہے گا، اگر یا محمد کہہ کر پکارے گا تو کسی اور محمد کو پکارے گا نہ کہ حضور کو، اللہ تعالٰی نے ہمارے حضور کو نام لے کر نہ پکارا یا ایھا النبی یا ایھا الرسول سے پکارا لہذا نام کے اشتراک میں شبہ و دھوکہ نہ ہوگا کنیت کے اشتراک میں ضرور دھوکا ہوگا۔ (مرقات) لہذا حدیث واضح ہے۔ پس حضور انور کو یا ابا القاسم کہہ کر پکار سکتے ہیں کہ یہ حضور کا لقب ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ مگر یا محمد کہہ کر نہیں پکار سکتے کہ محمد حضور کا نام شریف ہے، دیکھو مرقات حضور انور کے بڑے صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس نام سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۸۷)

(9) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الرخصۃ في الجمع بینھما، الحدیث: ۴۹۶۷، ج۴، ص۳۸۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ محمد ابن علی ابن ابی طالب ہیں، کنیت ابوالقاسم ہے، آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں یعنی بنی حنفیہ قبیلہ کی ہیں، ←

حدیث ۱۰: ابن عساکر ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھے (10)۔

خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ سے آئیں ۸۱ھ اکیاسی ہجری میں آپ کی وفات ہوئی، پچپن سال عمر پائی، مدینہ منورہ میں دفن ہوئے، خود تابعی ہیں اور آپ کے بیٹے ابراہیم تبع تابعی انہی نے آپ سے کچھ احادیث روایت کیں۔

۲۔ یعنی حضرت علی مرتضی نے حضور انور سے پوچھا کہ اگر آپ کی وفات کے بعد فاطمہ زہرا یا کسی اور بیوی سے میرا لڑکا پیدا ہو تو کیا اس کا نام محمد، کنیت ابو القاسم رکھ دوں فرمایا رکھ دو۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور کی وفات کے بعد دونوں کا اجتماع جائز ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت علی کی خصوصیت ہے مگر یہ درست نہیں اگر خصوصیت ہوتی تو حضور کی حیات شریف میں بھی آپ اس پر عمل فرما لیتے حضرت حسن و حسین میں دونوں کا اجتماع فرما دیتے امام حسن کی کنیت ابو محمد ہے اور حضرت حسین کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۰۹)

(10) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور محمد واحمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں: حدیث (۱) صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر (۳) معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: سمّوا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ۲۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

(۲۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب من سمّی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۵) (صحیح مسلم کتاب الادب باب النھی عن التکنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۶) (جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲/۱۰۷) (سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع بین اسم النبی وکنیتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳) (مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۷۰) (المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۷۳) (کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۲۱)

حدیث (۴) ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ ۳۔

جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ (۳۔ کنز العمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۲۲)

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں: ھذا امثل حدیث ورد فی ھذا الباب واسنادہ حسن ۱۔ جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(۱۔ رد المحتار بحوالہ السیوطی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۶۸) ←

....

ونازعه تلمیذه الشامی بما رده العلامة الزرقانی فراجعه. ان کے شامی شاگرد نے اس میں نزاع کیا کہ جس کو علامہ زرقانی نے رد کیا تھا لہٰذا اس کی طرف رجوع کریں۔(ت)

حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔

رب عزوجل فرمائے گا: ادخلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد ومحمد ۲؎۔ جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

(۲؎ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵ /۴۸۵)

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو، کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بدمذہب اگر چہ حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی ۳؎ وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں، (۳؎ کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۱۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۲۲۳) (العلل المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱ /۱۶۳)

اور فقیر نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث (۶) ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالیٰ عزوجل وعزتی وجلالی لا اعذب احدا تسمی باسمك بالنار یا محمد ۱؎۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

(۱؎ تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر الفتنی باب فضل اسمہ واسم الانبیاء کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص ۸۹)

حدیث (۷) حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، حدیث (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، حدیث (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعم طعام علی مائدة ولا جلس علیها وفیها اسمی الا قدسوا کل یوم مرتین ۲؎۔ ←

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیے جائیں۔

(۲؎ الکامل لابن عدی ترجمہ احمد بن کنانہ شامی دارالفکر بیروت ۱ / ۱۷۲)

حاصل یہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دوبار امکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ لہٰذا حدیث امیر المؤمنین کے لفظ یہ ہیں:

ما من مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد و محمد الا قدس اللہ ذلک المنزل کل یوم مرتین ۳؎۔

کوئی دسترخوان بچھایا نہیں گیا کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام احمد اور محمد ہو (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) تو اللہ تعالٰی ہر روز دو بار اس گھر کو تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتا ہے (اور ہر روز دو بار وہاں اس کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مترجم)۔(ت)

(۳؎ الفردوس بماثور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۶۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ / ۴۳، ۴۴)

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمدان و ثلثۃ ۱؎۔

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(۱؎ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العمری مرسلاً حدیث ۴۵۲۰۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ / ۴۱۹)

ولہٰذا فقیر غفر اللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے بحمد اللہ تعالٰی فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں سلمھم اللہ تعالٰی وعافاھم والٰی مدارج الکمال رقاھم (اللہ تعالٰی ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور انہیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ت) اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلھم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ اٰمین (اللہ تعالٰی اپنی رحمت کے صدقے اور اسم محمد کی اس عزت وتوقیر کے صدقے جو اس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اور ان کی ذات کو ذریعہ اجر، ذخیرہ اور پیشرو بنادے، آمین۔ت)

حدیث (۱۱) ظرائفی و ابن الجوزی امیر المؤمنین مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الا لم یبارک لھم فیہ ۲؎۔

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔ (۲؎ العلل المتناہیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۲۶۷ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱ / ۱۶۸)

حدیث (۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ ثلثۃ فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل ۳؎۔

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

(۳؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ / ۷۱)

وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔(11)

حدیث (۱۳) حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس والاتقبحوا لہ وجھا ا۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔(ا۔ تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن اسمٰعیل العلوی ۱۰۸۲ دارلکتاب العربی بیروت ۳/ ۹۱)

حدیث (۱۴) بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموہ ۲۔ جب لڑکے کا نا محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم رکھو۔

(۲۔ کشف الاستار عن زوائد البزار باب کرامۃ اسم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۲/ ۴۱۳)

حدیث (۱۵) فتاوی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا ۳۔

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔ (۳۔ فتاوی امام شمس الدین سخاوی)

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ماکان فی اھل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ ۴۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواھب۔

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے (دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ مناوی نے اس کو شرح تیسیر میں ذکر فرمایا اور اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح مواہب للدنیہ میں ذکر کیا ہے۔ت)

(۴۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماضر احدکم المکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۳۵۲)

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۶۸۴، ۶۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) کنز العمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی برالاولاد وحقوقہم، الحدیث: ۴۵۲۱۵، ج۸، الجزء السادس عشر، ص ۱۷۵. وفتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۶۸۶۔

حدیث ۱۱: حافظ ابو طاہر سلفی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص رب العزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، حکم ہوگا انھیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے، الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں؟ فرمائے گا: جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو، دوزخ میں نہ جائے گا۔(12)

حدیث ۱۲: ابو نعیم نے حلیہ میں عبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا، اسے عذاب نہ دوں گا۔(13)

حدیث ۱۳: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: تم میں کسی کا کیا نقصان ہے، اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔(14)

حدیث ۱۴: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، وہ ضرور جاہل ہے۔(15)

حدیث ۱۵: حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔(16)

حدیث ۱۶: بزار نے ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔(17)

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ان کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنا تزکیہ نہ کرو (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو) اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم میں برا

---

(12) فردوس الاخبار، الحدیث: ۸۵۱۵، ج۲، ص۵۰۳۔ وفتاوی رضویہ، ج۲۴، ص۶۸۷۔

(13) کشف الخفاء، حرف الخاء، الحدیث: ۱۲۴۳، ج۱، ص۳۴۵۔

(14) الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقۃ الاولی من اھل المدینۃ من التابعین، محمد بن طلحۃ، رقم ۶۲۲، ج۵، ص۴۰۔

(15) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۰۷۷، ج۱۱، ص۵۹۔

(16) الجامع الصغیر، الحدیث: ۷۰۶، ص۴۹۔

(17) البحر الزخار المعروف بمسند البزار، الحدیث: ۳۸۸۳، ج۹، ص۳۲۷۔

اور نیکی والا کون ہے، اس کا نام زینب رکھ دو۔(18)

حدیث ۱۸: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جویریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام برہ تھا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا اور یہ بات حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے پاس سے چلے گئے۔(19)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔(20)

حدیث ۲۰: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

---

(18) صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن... إلخ، الحدیث:۱۹۔(۲۱۴۲)، ص۱۱۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ زینب حضور انور کی سوتیلی بیٹی ہیں جو اپنی والدہ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور اقدس کے گھر میں آئیں اور حضور انور کی پرورش میں رہیں اور زینب بنت خدیجۃ الکبریٰ حضور کی سگی بیٹی ہیں جو ابوالعاص کے نکاح میں رہیں۔

۲۔ یعنی میری والدہ ام سلمہ نے یا میرے والد ابوسلمہ نے میرا نام برہ رکھا، برہ کے معنی ہیں نہایت نیک صالح بچی۔

۳۔ اس فرمان عالی میں اشارہ اس آیات کریمہ کی طرف ہے "فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ"، "بَلِ اللہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ"۔

۴۔ زینب کے بہت معنی ہیں زنب بمعنی موٹاپا تندرستی زینب موٹی وتندرست عورت یا زنب وہ درخت جو خوبصورت خوشبودار ہو یا یہ لفظ بنا ہے زین اور اب سے یعنی اچھے باپ کی بیٹی، یہ تیسرے معنی نہایت موزوں ہیں۔(مرقات) واقعی ان سے بڑھ کر اچھے باپ والی بیٹی کون ہوگی رضی اللہ عنہا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۳)

(19) المرجع السابق، الحدیث:۱۶۔(۲۱۴۰)، ص۱۱۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جویریہ تصغیر ہے جاریۃ کی جاریہ کے معنی ہیں لڑکی، جویریہ چھوٹی لڑکی، آپ جویریہ بنت الحارث ہیں، غزوہ مریسیع جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں جو ۵ھ میں ہوا اس میں قید ہو کر آئیں، ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہیں نے آپ کو مکاتبہ کر دیا حضور انور نے آپ کا مال کتابت ادا کر دیا اور آپ سے نکاح کر لیا، آپ کی وفات ربیع الاول ۵۶ھ چھپن میں ہوئی، ۶۵ سال عمر پائی رضی اللہ عنہا۔(اکمال)

۲۔ یعنی حضور انور نے برہ نام اس لیے بدل دیا کہ اگر آپ اپنی ان بیوی صاحبہ کے پاس سے تشریف لائیں تو نہ کہا جاوے کہ آپ برہ یعنی نیک کے یا نیکی کے پاس سے آئے کہ اس کا مطلب یہ بن جاتا ہے کہ نیکی سے نکل کر آئے تو نعوذ باللہ برائی میں آئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۴)

(20) صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن... إلخ، الحدیث:۱۵۔(۲۱۳۹)، ص۱۱۸۱۔ ←

برے نام کو بدل دیتے تھے۔ (21)

حدیث ۲۱: صحیح بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں: میرے دادا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا: حزن۔ فرمایا: تم سہل ہو۔ یعنی اپنا نام سہل رکھو کہ اس کے معنی ہیں نرم اور حزن سخت کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: جو نام میرے باپ نے رکھا ہے اسے نہیں بدلوں گا۔ (22) سعید ابن المسیب کہتے ہیں: اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عاصیہ عاصی بمعنی گنہگار کا مؤنث نہیں وہ تو عصیان سے بنتا ہے بلکہ عاص یا عیص کا مؤنث، عرب میں عیص گنجان درخت کو کہتے تھے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی کا نام عیص ابن اسحاق تھا ایک صحابی کا نام ابوالعاص ہے ان ناموں کا ماخذ یہی عیص ہے۔ (مرقات)

۲۔ چونکہ عاصیہ کے ایک معنی گنہگار عورت بھی ہے اس لیے حضور انور نے یہ نام بدل دیا، اہل جاہلیت اس نام کے معنی کرتے تھے برائیوں سے انکار کرنے والی بی بی۔ خیال رہے کہ برہ اور جمیلہ میں فرق یہ ہے کہ برہ بذات خود نیک اور جمیلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک بی بی جس سے نیک اعمال ہی سرزد ہوں۔ جمیلہ بنا ہے جمال بمعنی حسن سے، عاصیہ کا مقابل مطیعہ ہے مگر جو جمیل ہو وہ مطیع بھی ہے۔ (مرقات)

(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۵۹۵)

(21) سنن الترمذي، كتاب الادب، باب ماجاء في تغيير الاسماء، الحديث: ۲۸۴۸، ج۴، ص۳۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے جانوروں کے بلکہ شہروں بستیوں کے برے نام بدل کر اچھے نام رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص کا نام تھا اسود حضور انور نے اس کا نام ابیض رکھا، مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا حضور انور نے اس کا نام مدینہ طیبہ، انطع، بطحا وغیرہ رکھے، کفار کے لیے برعکس عمل تھا چنانچہ ابوالحکم کا نام حضور نے ابوجہل رکھا۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۶۱۱)

(22) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب تحويل الاسم إلى اسم أحسن منه، الحديث: ۶۱۹۳، ج۴، ص۱۵۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عبدالحمید بھی تابعی ہیں اور سعید ابن مسیب بھی، ابن مسیب بڑے مشہور عالم فقیہ تابعی ہیں، حضرت عمر کی خلافت میں آپ پیدا ہوئے، بہت صحابہ سے ملاقات کی مکحول کہتے ہیں کہ میں نے روئے زمین میں سعید ابن مسیب سے بڑا عالم نہ دیکھا، چالیس حج کیے ۹۳ھ میں وفات پائی۔

۲۔ حزن ح کے فتحہ سے سخت زمین اور سخت دل انسان، حزن ح کے پیش سے رنج وغم، سہل سین کے فتحہ ہ کے سکون سے نرم زمین اور نرم دل انسان، آسانی ونرمی کو بھی سہل کہتے ہیں، چونکہ حزن کے معنی اچھے نہیں اس لیے آپ نے تبدیلی نام کا مشورہ دیا۔ ←

تک سختی پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: نام رکھنے کے متعلق بعض مسائل عقیقہ کے بیان میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں (23)، بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

❁❁❁❁❁

۳؎ ان کا مقصد یہ تھا کہ سہل یعنی نرم زمین ہمیشہ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے اس پر غلاظت ڈالی جاتی ہے اس لیے ایسا نام رکھنا میری ذلت ہے، نیز اپنے باپ کی یادگار کا مٹانا ہے اس لیے میں وہ نام رکھوں گا اسے بدلوں گا نہیں۔ خیال رہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ تھا امر نہ تھا اس لیے حضور نے کچھ ارشاد نہ فرمایا حضور کا مشورہ قبول مستحب ہے واجب نہیں لہذا اس عرض پر اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ حزن ابن وہب ابن عمرو ابن عایذ مخزومی قرشی ہیں، اشراف قریش سے ہیں، بعد اسلام مہاجر ہوئے، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، شاید یہ واقعہ ان کی ہجرت کی ابتداء میں تھا جب کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے واقف نہ تھے نہ آپ کے مشوروں کی قدر و منزلت جانتے تھے۔ (اشعہ)

۴؎ یعنی حضرت حزن نے جو حضور انور کا مشورہ قبول نہ کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے خاندان بلکہ ہماری پشتوں میں رنج و غم رہا۔ حزن کے بیٹے مسیب ہیں اور مسیب کے بیٹے سعید ابن مسیب ہیں، سعید کہتے ہیں کہ دادا کا اثر ہم پوتوں تک باقی رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے ناموں کا برا اثر ہوتا ہے اور کبھی ایک شخص کی غلطی سے پورے خاندان پر برا اثر ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶۱۷)

(23) میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ملفوظات پر مبنی نام کیسے رکھے جائیں؟ مطالعہ فرمائیں

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: اللہ تعالٰی کے نزدیک بہت پیارے نام عبد اللہ وعبد الرحمن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، ان دونوں میں زیادہ افضل عبد اللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت (یعنی عبد کی نسبت) علم ذات کی طرف ہے۔ انھیں کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو، مثلاً عبد الرحیم، عبد الملک، عبد الخالق وغیرہا۔

حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالٰی کے نزدیک پیارا فرمایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبد اللہ وعبد الرحمن ہیں، وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبد شمس اور کسی کا عبد الدار ہوتا۔

لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام محمد واحمد سے بھی افضل ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے اسم پاک محمد واحمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لیے منتخب فرمائے، اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لیے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں، ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ ۲: جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے، وہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی، کیونکہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو پکارا، چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابو القاسم کہہ کر آواز دی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے اس کی طرف توجہ فرمائی تو اس نے کہا، میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔ (1)

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہوسکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو نام پاک کے ساتھ پکارنا قرآن پاک نے منع فرما دیا تھا:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (2)

---

(1) انظر صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب ما ذکر في الاسواق، الحدیث: ۲۱۲۰، ج۲، ص ۲۴۔

(2) پ۱۸، النور ۶۳۔

لہٰذا صحابہ کرام (رضی اللہ تعالٰی عنہم) جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے، وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے، بلکہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے۔

وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلّم) مراد ہوں۔ اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی اجازت سے ہوا، لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ ۳: بعض اسماء الٰہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالٰی پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے، مثلاً العلی، الرشید۔

ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہوگیا ہے، لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب کہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا، مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالٰی ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی، کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے، اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اون کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔(3)

مسئلہ ۴: ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو، اس میں علما کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔(4)

مسئلہ ۵: مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے دفن کردیں۔(5)

ترجمہ کنزالایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۸۸۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني والعشرون في تسمیۃ الاولاد، ج۵،ص۳۶۲۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثاني والعشرون في تسمیۃ الاولاد، ج۵،ص۳۶۲۔

یہ ظاہر الروایۃ ہے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ بہر حال اس کی تکریم کے لیے اس کا نام رکھا جائے۔ ملتقی الابحر میں ہے کہ اس پر فتوٰی ہے اور نہر سے مستفاد ہے کہ یہی مختار ہے ایسا ہی درمختار باب صلاۃ الجنازۃ جلد ۳، صفحہ ۱۵۳ میں ہے۔ بہار شریعت جلد اول حصہ ۴، صفحہ ۸۴۱، نماز جنازہ کا بیان میں بھی اسی کو اختیار کیا اور اس حصے پر اعلٰی حضرت کی یہ تصدیق بھی ←

مسئلہ ٦: بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لیے ہو سکتا ہو۔(6)

مسئلہ ۷: بچہ کی کنیت ہو سکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہو سکتی ہے، حدیث ابی عمیر اس کی دلیل ہے۔(7)

مسئلہ ۸: بچہ کی کنیت ابوبکر، ابوتراب، ابوالحسن، وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔(8)

مسئلہ ۹: جو نام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے، کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔(9) حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے برے ناموں کو بدل دیا۔ ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا۔(10) اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔(11) یسار، رباح، افلح، برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔(12)

مسئلہ ۱۰: عبدالمصطفٰی، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۱۱: ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خودستائی (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف) نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بدل ڈالا برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔(13) شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخر الدین، نصیر الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسما جن کے اندر خودستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیے۔

رہا یہ کہ بزرگانِ دین وائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ

ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا، لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

(6) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۹۔

(7) انظر: صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود... إلخ، الحدیث ۳۰۔(۲۱۵۰)، ص۱۱۸۵۔

(8) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۹۔

(9) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في تغییر الاسماء، الحدیث: ۴۹۴۸، ج۴، ص۳۷۴۔

(10) المرجع السابق، باب في تغییر الاسم القبیح، الحدیث: ۴۹۵۴، ج۴، ص۳۷۵۔

(11) انظر: صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح... إلخ، الحدیث: ۱۴۔(۲۱۳۹)، ص۱۱۸۱۔

(12) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۹۔

(13) صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن... إلخ، الحدیث: ۱۹۔(۲۱۴۲)، ص۱۱۸۲۔

تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیہ اور مناصب جلیلہ (یعنی بڑے بڑے رتبوں اور عہدوں) پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور یہاں ایک جاہل اوران پڑھ جوابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ (یعنی بزرگی والے الفاظ) سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ باوجود اس جلالت شان کے ان کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں۔ (14)

---

(14) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۹۔۶۹۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخرالدین، شمس الاسلام، بدرالاسلام وغیر ذٰلک، سب کو علماء اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا، اکابردین قدست اسرارھم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا، جیسے شمس الائمہ حلوائی۔ فخرالاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ، صدرالشریعۃ، یونہی محی الحق والدین حضور پرنور سیدنا غوث اعظم، معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمر سہروردی، بہاؤالحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فریدالحق والدین مسعود، نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی، محمد نصیرالحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نورالنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب پاک خود روحانیت اسلام نے رکھا جس کی روایت معروف ومشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ وعلماء میں مذکور، حق سبحانہ، وتعالیٰ فرماتا ہے: فلا تزکوا انفسکم ا؎۔ (پس آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ۔ت)۔ (ا؎ القرآن الکریم ۵۳ / ۳۲)

فصول عمادی میں ہے:

لایسمیہ بما فیہ تزکیۃ ۲؎۔

کوئی اس نام کے ساتھ نام نہ رکھے جس میں تزکیہ کا اظہار ہو۔ (ت)

(۲؎ ردالمحتار بحوالہ فصول العمادی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۶۸)

ردالمحتار میں ہے:

یؤخذ من قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع ما فیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضھم فقال۔ ←

مسئلہ ۱۲: غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ اسما جن میں انبیاء وصحابہ واولیا کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کر کے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بدباطنی کی دلیل ہے۔ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام کو بدل کر

اری الدین لیستحیی من اللہ ان یری ۔۔۔ وھذا لہ فخر وذاك نصیر

فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ ۔۔۔ ھم مافی مراعی المنکرات حمیر

وانی اجل الدین عن عزہ بھم ۔۔۔ واعلم ان الذنب فیہ کبیر

ونقل عن الامام النووی انہ کان یکرہ من یلقبہ بمحی الدین ویقول لا اجعل من دعانی بہ فی حل ومال الی ذلك العارف باللہ تعالٰی الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم واقام الطامۃ الکبرٰی علی المتسمین بمثل ذلك وانہ من التزکیۃ المنھی عنھا فی القراٰن ومن الکذب قال ونظیرہ مایقال للمدرسین بالترکی افندی وسلطانم ونحوہ ثم قال فان قیل ھذہ مجازات صارت کالاعلام فخرجت عن التزکیۃ فالجواب ان ھذا یردہ مایشاھد من انہ اذا نودی باسمہ العلم وجد علی من ناداہ بہ فعلم ان التزکیۃ باقیۃ ا۔ الخ۔

(ا۔ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۹۔۲۶۸)

مصنف کے قول "الا بمافیہ تزکیۃ" سے معلوم ہوتا ہے ممانعت مثل محی الدین وشمس الدین نام رکھنے میں ہے، علاوہ اس کے اس میں جھوٹ بھی ہے، اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے، اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنٰی میں کی ہے، اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں، پس کہا ہے:

میں دیکھتا ہوں دین کو حیا کرتا ہے اللہ تعالٰی سے جو دکھایا جائے حالانکہ یہ اس کے لئے فخر ہے اور یہ اس کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے، تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں نے ساتھ اس کی عزت میں کی ہے اور جان لے کہ اس میں ان کا بڑا گناہ ہے۔

اور امام نووی سے نقل کیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب سے پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا، اور اس کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان عارف باللہ اپنی کتاب تبیین المحارم میں، اور اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجت قاہرہ قائم کی اور فرمایا کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے، اور کہا مثل اس کے وہ جو کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی وسلطانم، اور اس کی مثل پھر کہا ہے پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں کی طرح ہوگئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رَد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے، پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لئے باقی ہے الخ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۶۸۴، ۶۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غلام اللہ نام رکھا، یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا، غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں، اللہ (عزوجل) اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: یقال عبدُ اللہ واَمَۃُ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجَارِیَۃُ اللہ۔(15)

مسئلہ ۱۳: محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: غفور الدین، غفور اللہ نام رکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ غفور کے معنی ہیں مِٹانے والا، اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے، لہٰذا غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

مسئلہ ۱۵: طٰہٰ، یٰس نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علما نے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد طٰہٰ، محمد یٰس کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کریگا۔

مسئلہ ۱۶: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے، غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا۔

تنبیہ: اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو، نیز حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔

❁❁❁❁❁

(15) الحدیقۃ الندیۃ شرح طریقۃ المحمدیۃ، النوع الثالث والعشرون... إلخ، ج۲، ص۲۷۹۔

ترجمہ یعنی یوں کہا جاتا ہے، اللہ عزوجل کا بندہ، اللہ عزوجل کی بندی اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ عزوجل کا غلام یا اللہ عزوجل کی لونڈی۔

مسابقت کا بیان

حدیث ا: صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کچھ لوگ پیدل تیر اندازی کررہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر، ان کے پاس رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا: اے بنی اسمٰعیل (یعنی اہلِ عرب کیونکہ عرب والے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں)! تیر اندازی کرو کیونکہ تمھارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا۔ انھوں نے کہا، جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم) بنی فلاں یعنی ہمارے فریق مقابل کے ساتھ ہوگئے تو اب ہم کیوں کر تیر چلائیں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا: تم تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم

---

(1) صحيح البخاري، کتاب المناقب، باب نسبۃ اليمن... إلخ، الحديث: ۳۵۰۷، ج ۲، ص ۴۷۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ سلمی ہیں، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے، بہت ہی بڑے بہادر اور پیادہ لڑنے والوں کے امام تھے، تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے، آپ ہی سے بھیڑیئے نے کلام کیا تھا، اسی برس عمر پائی ۷۴ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۲۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سوق سے مراد ایک خاص جگہ ہے جو مدینہ منورہ میں تھی، بعض نے فرمایا کہ سوق ساق کی جمع ہے بمعنی پیادہ یعنی وہ لوگ پیدل تیر اندازی کرتے تھے ظاہر بھی یہ ہی ہے کیونکہ بازار میں تیر اندازی مشکل ہے وہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔

۳۔ یعنی اسماعیل علیہ السلام تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے تم ان کی اولاد ہو تم بھی اس میں کمال پیدا کرو تمہارے باپ کی میراث ہے۔

۴۔ یعنی یہ فرمان عالی سن کر دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کردی۔

۵۔ یعنی حضور آپ تو ان دوسروں کے ساتھ ہوگئے ہم بے سہارا رہ گئے پھر ہم کس کے بل بوتے پر تیر اندازی کریں یہ عرض معروض اس دوسرے فریق نے کی۔

۵۔ یعنی ہم تمہارے دونوں فریقوں کے معاون اور مددگار ہیں یہ معیت سے مراد لی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۷۵۸)

نے مضمر (2) گھوڑوں میں حفیا (3) سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ

(2) صحیح البخاري، کتاب الجھاد والسیر، باب غایۃ السبق للخیل المضمرۃ...إلخ، الحدیث: ۲۸۷۰، ج۲، ص۲۷۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ ضمار کی صورت یہ ہوتی ہے کہ گھوڑے کو مصالحے دے کر فربہ کیا جائے پھر اس کی خوراک کم کر کے کسی بند جگہ میں باندھ دیا جائے تو جھول وغیرہ اس پر کس دی جائے حتی کہ پسینہ اسے خوب چلے اور گھوڑا قدرے دبلہ ہو کہ اپنی اصلی حالت پر آجائے ایسا گھوڑا بہت قوی ہوتا ہے اس عمل کو اضمار کہتے ہیں اور ایسے گھوڑے کو مضمر کہا جاتا ہے، اس کا مادہ ضمر ہے یعنی بمعنی دبلا پن اور پیٹ کا پیٹھ سے لگ جانا۔ (مرقات وغیرہ)

۲؎ حفیا یا حیفاح کے فتحہ سے مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے ثنیہ بمعنی پہاڑ کی گھاٹی اسے ثنیہ وداع اس لیے کہتے ہیں کہ اہل مدینہ اپنے مہمان کو یہاں تک پہنچانے جاتے تھے، یہاں سے اسے وداع یعنی رخصت کرتے تھے۔ فقیر نے اس جگہ کی زیارت کی ہے اب وہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے جسے مسجد وداع کہتے ہیں، اس کے متصل موقف سیارات یعنی لاریوں کا اڈا ہے اور لکڑی و کوئلہ کی ٹال ہے مشہور جگہ ہے۔

۳؎ عربی میل کہ تین میل کا ایک کوس ہوتا ہے تو چھ میل کے دو کوس پختہ ہوئے اب عرب شریف میں بجائے میل کے کیلو ہوتے ہیں ہمارے پاکستانی پونا میل کا ایک کیلو ہے۔

۴؎ زریق ایک قبیلہ کا نام ہے جس کے مورث اعلیٰ کا نام زریق تھا اس قبیلہ کے محلہ میں یہ مسجد تھی اس لیے اسے مسجد بنی زریق کہتے تھے۔

۵؎ چونکہ ضمار کیا ہوا گھوڑا بہت قوی ہوتا ہے اس لیے اس کی ڈور کا فاصلہ زیادہ رکھا گیا اور بغیر ضمار والا گھوڑا اس سے ہلکا اس لیے اس کا فاصلہ تھوڑا تجویز ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑ دوڑ کرانا جائز بلکہ سنت ہے۔ بشرطیکہ اس پر مالی ہار جیت نہ ہو ورنہ پھر جوا ہے اور حرام ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۷۶۴)

(3) سنن الترمذي، کتاب الجھاد، باب ماجاء في الرھان والسبق، الحدیث: ۱۷۰۶، ج۳، ص۲۶۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ سبق ب اور ق کے فتحہ سے وہ مال جو آگے نکل جانے والے کو دیا جائے یعنی مالی شرط لگانا کہ جیتنے والا ہارنے والے سے اتنا مال لے یہ تمام مقامات میں تو حرام ہے کہ جوا ہے مگر ان تین چیزوں میں جائز ہے کہ یہ تیاری جہاد کا ذریعہ ہے اس سے مجاہد کو تیاری جہاد کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ (مرقات)

۲؎ یعنی تیاری جہاد کے لیے مسلمان آپس میں مقابلتا تیر اندازی کریں اور شرط یہ ہو کہ اگر میرا تیر پیچھے رہ جائے وہ اتنی رقم آگے تیر والے کو دے، یوں ہی اونٹ یا گھوڑوں کی دوڑ کرنا مالی شرط پر کہ پیچھے رہ جانے والا اتنی رقم آگے والے کو دے یہ جائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ تیر اندازی میں پتھر پھینکنا اور گھوڑ دوڑ میں خچروں گدھوں کی دوڑ اور خود اپنی دوڑ بھی داخل ہے کہ جہاد کی تیاری کے موقعہ پر ان ←

میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔(4)

حدیث ۳: ترمذی و ابوداود و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے میں۔(5)

چیزوں میں مقابلہ کرنا جائز ہے۔(مرقات) خیال رہے کہ ان چیزوں میں دوطرف مالی شرط حرام ہے کہ جوا ہے لہٰذا اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ تیسرا شخص مال رکھے اور کہے کہ جو آگے بڑھ جائے اسے یہ مال ملے گا یہ جائز ہے کہ یہ جوا نہیں انعام ہے، یا فریقین میں سے ایک شخص کہے کہ اگر تو مجھ سے آگے بڑھ گیا تو تجھے اتنا مال میں دوں گا لیکن اگر میں تجھ سے آگے نکل گیا تو تجھ سے کچھ نہ لوں گا یہ بھی جائز ہے کہ یہ بھی انعام ہے جوا نہیں، باقی کبوتروں کتوں وغیرہ کے مقابلہ میں یہ بھی حرام ہے کہ بدعت ہے۔(اشعۃ اللمعات) لہٰذا اس حدیث کی بنا پر آج کل کی مروجہ ریس وغیرہ کو جائز نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خالص جوا ہے اور حرام ہے۔دو طرفہ مالی شرط کے جواز کی ایک صورت یہ ہے کہ تیسرا گھوڑا بیچ میں داخل کردیا جائے جسے محلل کہتے ہیں اس کا ذکر اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵،ص۴۶۸)

(4) شرح السنۃ، کتاب السیر والجهاد، باب أخذ المال علی المسابقۃ...إلخ، الحدیث: ۲۶۴۸، ج۵، ص۵۳۷۔

(5) سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في المحلل، الحدیث: ۲۵۷۹، ج۳، ص۴۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی ایک صورت کی شرح ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً زید اور عمر اپنے گھوڑے مقابلہ میں دوڑا رہے ہیں تو بکر نے بھی ان کے درمیان اپنا گھوڑا کھڑا کردیا اور شرط یہ ٹھہری کہ اگر بکر کا گھوڑا نصب العین حد پر پہلے پہنچ گیا پھر زید و عمر کے گھوڑے ایک ساتھ یا آگے پیچھے وہاں پہنچے تو بکر ان دونوں سے سو سو روپیہ لے گا اور اگر زید و عمر کے گھوڑے ایک ساتھ وہاں پہلے پہنچ گئے پھر تیسرا گھوڑا بکر کا پہنچا تو کسی کو کچھ نہ ملے گا اور اگر زید عمر کے گھوڑوں میں سے کسی کا گھوڑا پہلے پہنچ گیا پھر دوسرا گھوڑا بکر کے گھوڑے کے ساتھ یا آگے پیچھے پہنچے تو یہ اگلے گھوڑے والا یہ پوری رقم دو سو روپیہ پر قبضہ کرے گا اور اگر بکر کا گھوڑا اور اس کے ساتھ پہلے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا ایک ساتھ پہلے پہنچے پھر ایک گھوڑا بعد میں پہنچا تو وہ دونوں اگلے گھوڑے والے اس رقم پر قبضہ کرلیں یہ جائز ہے کہ اب جوا نہ رہا۔(مرقات)

۲؎ یعنی اگر اس تیسرے شخص بکر کو یقین ہے کہ میرا گھوڑا ان دونوں سے آگے نکلے گا کہ یہ تیز ہے وہ دونوں سست تو اس مال کا لینا بکر کو بہتر نہیں اور اگر مشکوک معاملہ ہو تو مال اسے حلال ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں دونوں فریقوں کا مالی شرط لگانا ہار جیت مقرر کرنا جوا اور حرام ہے لیکن جب تیسرا آدمی ان میں اپنا گھوڑا شامل کردے جو مال نہ دے اور اسے اپنے اس گھوڑے کے جیتنے کا یقین بھی نہ ہو شک میں ہو کہ نہ معلوم جیتے یا ہارے تو وہ دونوں فریق مالی ہار جیت طے کرسکتے ہیں اور وہ عمل جوا نہ رہے گا۔اس تیسرے گھوڑے کو شریعت میں ←

حدیث ۴: شرح سنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کرلیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں خیر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جاسکتا ہے تو مضایقہ نہیں۔(6) یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز۔

حدیث ۵: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے ہو جانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔(7)

محلل کہتے ہیں یعنی اس عمل یا اس مال کو حلال کرنے والا اب جیت و ہار کی چار پانچ صورتیں ہوگئیں جو ابھی عرض کی گئیں۔

۳؎ یہاں ان یسبق معروف بھی ہوسکتا ہے اور مجہول بھی یعنی اس کے آگے رہنے کا امن و اطمینان ہو یا پیچھے رہ جانے سے امن ہو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۶۹)

(6) المرجع السابق، باب في الجلب علی الخیل في السباق، الحدیث: ۲۵۸۱، ج۳، ص۴۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کے حالات بار بار بیان ہو چکے، آپ وہ ہی صحابی ہیں جو تیس سال بیمار رہے اور اس بیماری پر صابر و شاکر رہے، آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔

۲؎ یعنی گھوڑ دوڑ میں دونوں فریق یا ایک فریق نہ جلب کرے نہ جنب یہ دونوں لفظ کتاب الزکوۃ میں گزر چکے ہیں مگر وہاں ان کے اور معنی تھے یہاں جلب کے معنی ہیں اپنے گھوڑے کے ساتھ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑنا اور شور مچا کر ڈانٹ کر اس دوڑ والے گھوڑے کو تیز کرنا۔اور جنب کے معنی ہیں اس دوڑنے والے گھوڑے کے ساتھ اور گھوڑا رکھنا اگر راہ میں وہ گھوڑا تھک جائے تو اس دوسرے کو بازی میں لگا دیا جائے۔چاہیے یہ کہ دوڑ کی حالت میں گھوڑوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے وہ خود اپنی مرضی و طاقت سے دوڑیں جو آگے نکل جائے وہ جیتے۔لفظ فی الرھان یا تو حضور انور کا ہی فرمان عالی ہے یا کسی راوی کا ہے جو حدیث کی تفسیر کے لیے بولا گیا یعنی جلب اور جنب گھوڑ دوڑ میں ممنوع ہے اور جگہ نہیں۔

۳؎ ترمذی نے وہاں زیادتی یہ فرمائی ہے ولاشغار فی الاسلام ومن انتھب نھبۃ فلیس منا یعنی اسلام میں شغار (مقابلہ کا نکاح بغیر مہر) نہیں اور جو لوٹ مچائے وہ ہم میں سے نہیں، یہ حدیث نسائی نے بھی بروایت حضرت انس نقل فرمائی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۷۰)

(7) سنن أبي داود، کتاب الجھاد، باب في السبق علی الرجل، الحدیث: ۲۵۷۸، ج۳، ص۴۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی بحالت سفر کسی منزل پر ہم نے قیام کیا میدان تھا، رات کے اندھیرے یا دن میں اکیلے میں میں نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ←

حدیث ۶: ابو داود و نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جلب و جنب نہیں ہیں یعنی گھوڑ دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے اور مارے کہ یہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوتل گھوڑا (یعنی خالی گھوڑا) رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہوجائے۔

حدیث ۷: ابو داود نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں۔ کہتی ہیں: میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہوگئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہوگئی، میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) کے ساتھ دوڑ کی۔ اس مرتبہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلَّم) آگے ہوگئے اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔

دوڑ لگائی کہ یہ دیکھیں کون آگے نکل جائے، یہ دوڑ سواری پر نہ تھی پاؤں پر تھی میں آگے نکل گئی حضور نے خود ہی آپ کو آگے نکل جانے دیا ہوگا انہیں خوش کرنے کے لیے۔

۲۔ یہ پتہ نہ لگا کہ یہ دوڑ کس جگہ ہوئی بہرحال کچھ عرصہ کے بعد ہوئی ہوگی اور اس دوڑ میں آپ پیچھے رہ گئیں، یہ ہے اپنی ازواج پاک سے اخلاق کا برتاؤ۔ ایسے اخلاق سے گھر جنت بن جاتا ہے، مسلمان یہ اخلاق بھول گئے، خیال رہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ لڑکپن میں حضور کے نکاح میں آئیں جب کہ حضور کی عمر شریف پچاس سال کے قریب تھی، اس قدر تفاوت عمر کے باوجود آپ کبھی نہ گھبرائیں کیوں ان اخلاق کریمانہ کی وجہ سے، باقی بیویاں بیوگان اور عمر رسیدہ تھیں لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ گڑیاں کھلانا دوڑ لگانا، کھیل دکھانا صرف عائشہ صدیقہ ہی سے کیوں ہے دوسری بیویوں سے کیوں نہیں۔

۳۔ یعنی اب کیسے، ہم جیت گئے بدلہ ہوگیا۔ فتاوٰی قاضی خان میں ہے کہ چار چیزوں میں دوڑ جائز ہے اونٹ، گھوڑا، تیراندازی، پیدل، ان میں دوطرفہ مال کی شرط حرام ہے کہ یہ جوا ہے، یک طرفہ جائز ہے کہ انعام ہوں اگر تیسرا کہہ دے کہ تم میں سے جو جیتے گا اسے یہ انعام ملے گا جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۷۲)

مسائل فقہیہ

مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہوسکتی ہے یا گھوڑے، گدھے، خچر میں، جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے، اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لیے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی طیاری ہے لہو ولعب مقصود نہیں اگر محض کھیل کے لیے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: سبقت لے جانے والے کے لیے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیا کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں، بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہوسکتی ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: سابق کے لیے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لیے حلال وطیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعوے اکر کے جبراً وصول نہیں کرسکتا۔ (3)

مسئلہ ۳: مسابقت جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو، یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لیے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہوگئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہوگیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے، ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کرلیا جس کو محلل کہتے ہیں اور

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۳.

(2) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۶.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس فی المسابقۃ، ج۵، ص۳۲۴.

(4) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۵، وغیرہ

ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں، اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: محلل کے لیے یہ ضرور ہے کہ اس کا گھوڑا بھی انھیں دونوں جیسا ہو یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو اور اگر اس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہی رہ جائے گا یا معلوم ہو کہ یقیناً آگے نکل جائے گا تو اس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوگی۔ (6)

مسئلہ ۶: محلل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو کچھ دینے کو کہا تھا، یہ محلل دونوں سے لے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کرلیا کہ اگر محلل آگے ہو گیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے لے گا اور اگر محلل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہوگا وہ دوسرے سے پان سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا، نہ محلل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا۔ (7)

مسئلہ ۷: مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کرسکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لیے جائیں، وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے۔ اسی طرح تیر اندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں۔ (8)

مسئلہ ۸: اونٹوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہوجائے گردن کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہوجائے وہ آگے ہونے والا مانا جائے گا۔ (9) مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ گھوڑوں میں

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس فی المسابقۃ، ج۵، ص ۳۲۴.
والدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۵.

(6) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۵.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۵.

(8) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۵.

(9) المرجع السابق.

کنوتی (یعنی گھوڑے کے کان) کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کنوتی بھی جب ہی آگے ہوگی کہ گردن آگے ہو جائے۔

مسئلہ ۹: طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اس کو یہ دیا جائے گا، اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز، مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمھاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمھاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا، یہ جائز ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدعی (یعنی دعویٰ کرنے والا) ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کردے وہ مقدم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے۔(11)

❀❀❀❀❀

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس فی المسابقۃ، ج۵، ص۳۲۴.

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح...إلخ، ج۲، ص۳۸۰.

کسب کا بیان

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دین کے لیے کفایت کرسکے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل وعیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے (یعنی بچا کر رکھنے) کی بھی سعی وکوشش کرے۔ ماں باپ محتاج وتنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدرِ کفایت دے۔ (1)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر في الکسب، ج۵،ص۳۴۸،۳۴۹۔

حدیث میں ہے: کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت۔ ا ؎ واللہ تعالی اعلم۔

(ا ؎ سنن ابوداؤد کتاب الزکوۃ آفتاب عالم پریس لاہور ا / ۲۳۸) (مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۲ / ۱۶۰، ۱۹۴، ۱۹۵) (المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ / ۳۸۲)

کسی آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اسے ضائع کردے جس کی روزی اس کے ذمہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسب حلال کا ثواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (پ 2، البقرۃ:198)

اور فرماتا ہے،

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿10﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

(پ 28، الجمعۃ:10)

حضرتِ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور بے شک اللہ عزوجل کے نبی حضرتِ سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم ۲۰۷۲، ج ۲، ص ۱۱)

ایک روایت میں ہے کہ بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے پاکیزہ کبھی کوئی کمائی نہیں کھائی اور آدمی اپنی جان، گھر والوں، بچوں ←

مسئلہ ۱: قدر کفایت سے زائد اس لیے کماتا ہے کہ فقراء و مساکین کی خبر گیری کر سکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں

اور اپنے خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی، رقم ۲۱۳۸، ج ۳، ص ۶)

حضرتِ سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔

(مستدرک، کتاب البیوع، باب لیس منا من غشنا، رقم ۲۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی افضل ہے؟ فرمایا کہ بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ای کسب اطیب، رقم ۶۲۱۲، ج ۴ ص ۱۰۲)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ عزوجل پیشہ ور مومن کو پسند فرماتا ہے۔

(المعجم الاوسط، باب میم، رقم ۸۹۳۴، ج ۶، ص ۳۲۷)

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو اپنے ہاتھ کے کام سے تھک کر شام کرتا ہے وہ مغفرت یافتہ ہو کر شام کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب نوم الصباح، رقم ۶۲۳۸، ج ۴ ص ۱۰۸)

حضرتِ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلّم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو دیکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اپنے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور بڑائی کے اظہار کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۲۸۲، ج ۱۹، ص ۱۲۹)

حضرتِ سیدنا ابو سَعِید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے حلال مال کمایا پھر اسے خود کھایا یا اس کمائی سے لباس پہنا اور اللہ عزوجل کی دیگر مخلوق کو کھلایا اور پہنایا تو اس کا یہ عمل اس کی زکوٰۃ ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرضاع، باب النفقۃ، رقم ۴۲۲۲، ج ۶، ص ۲۱۸)

حضرتِ سیدنا ابو سَعِید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے حلال مال کمایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت میں آج کل ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ فرمایا کہ میرے بعد کے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب (۱۲۵) رقم ۲۵۲۸، ج ۴، ص ۲۳۳)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی گئی، ←

کی مدد کریگا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لیے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہوگا، فخر و تکبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے۔(2)

مسئلہ ۲: جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں، اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے۔(3)

اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔ (پ2، البقرہ:168)

تو حضرتِ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اے سعد! اپنی غذا کو پاکیزہ کرلو مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے، اس ذات پاک کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے بیشک بندہ جب حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو جہنم کی آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ (المعجم الاوسط، باب میم، رقم ۶۴۹۵، ج۵، ص ۳۴)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے کمایا اور اسے کارِ ثواب میں خرچ کرے اللہ عزوجل اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا اللہ عزوجل اس کے لئے ذلت وحقارت کے گھر کو حلال کردے گا اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ (پ15، بنی اسرائیل:97)۔

(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ رقم ۵۵۲۷، ج۴، ص ۳۹۶)

(2) المرجع السابق، ص ۳۴۹.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ج۵، ص ۳۴۹.

مسئلہ ۳: سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہو مگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لیے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ (4) مقصود اصلی ہو جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت وحرفت کا مرتبہ ہے۔(5)

مسئلہ ۴: چرخہ کاتنا (یعنی چرخہ چلانے کا کام کرنا) عورتوں کا کام ہے، مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے۔(6)

مسئلہ ۵: جس کے پاس اس دن کے کھانے کے لیے موجود ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے۔(7)

---

(4) یعنی اللہ عزوجل کا نام اور دین اسلام کا سربلند ہونا۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر في الکسب، ج۵،ص۳۴۹.

(6) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۷۱.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر في الکسب، ج۵،ص۳۴۹.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

گدائی تین قسم ہے:

ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی اور سادھو بچے، انھیں سوال کرنا حرام اور انھیں دینا حرام، اور اُن کے دیئے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی، فرض سر پر باقی رہے گا۔

دوسرے وُہ کہ واقع میں قدرِ نصاب کے مالک نہیں مگر قوی وتندرست کسب پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضروریات کے لیے نہیں جو ان کے کسب سے باہر ہو کوئی حرفت یا مزدوری نہیں کی جاتی مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انھیں سوال کرنا حرام، اور جو کچھ انھیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث کہ حدیث شریف میں: لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔ا۔ صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لیے اور نہ کسی توانا وتندرست کے لیے(ت)

(ا۔ جامع الترمذی، ابواب الزکوۃ باب ماجاء من لاتحل لہ الصدقۃ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ۱/ ۸۳)

انھیں بھیک دینا منع ہے کہ معصیت پر اعانت ہے، لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے: گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو(ت)(۲۔ القرآن ۵/ ۲)

مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں، قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقراء۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے صدقات فقراء کے لیے ہیں (ت)(۳۔ القرآن ۹/ ۶۰)

تیسرے وُہ عاجز ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قدرت، یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں، انھیں بقدرِ حاجت سوال حلال، اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لیے طیب، اور یہ عمدہ مصارفِ زکوٰۃ سے ہیں اور انھیں دینا باعثِ اجرِ عظیم، یہی ہیں وُہ جنھیں جھڑکنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۲۵۳، ۲۵۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۶: جو شخص علم دین وقرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے۔(8) یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کیے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے، یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ امر کہ قرآن مجید وعلم دین کی تعلیم پر اُجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا، اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں (9) یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

مسئلہ ۷: جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان کو واپس کردیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کردیں۔(10)

مسئلہ ۸: اگر مال میں شبہہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کرسکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے، اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے۔(11)

❁❁❁❁❁

---

(8) المرجع السابق.

(9) دیکھئے حصہ ۱۴، اجارہ کا بیان

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر في الکسب، ج۵، ص۳۴۹.

(11) المرجع السابق.

امر بالمعروف ونہی عنِ المنکر کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾﴾ (1)

اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع

---

(1) پ ۴، اٰل عمران ۱۰۴۔

نیکی کی دعوت دینا فرضِ کفایہ ہے:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مکلّف، آزاد، غلام اور مرد وعورت پر واجب ہے لیکن واجب علی الکفایہ ہے۔ اس کی دلیل اللہ عزَّ وجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: "وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۰۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے۔" کیونکہ اگر یہ فرضِ عین ہوتا تو اللہ عزَّ وجَلَّ ارشاد فرماتا: "وَلۡتَكُوۡنُوۡا۔" ہاں! کبھی یہ فرضِ عین بھی ہو جاتا ہے جیسے اگر وہ ایسے مقام پر ہو جہاں کوئی دوسرا اس کا علم نہیں رکھتا یا دوسرا اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

فرضِ کفایہ وہ ہوتا ہے کہ جسے اگر ایک شخص سرانجام دے دے تو اسے ثواب مل جائے گا اور باقیوں سے ذمہ داری ساقط ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک طبقہ کے نزدیک اس کا نفع زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ فرضِ عین سے افضل ہے۔

ایک شخص کے فرضِ کفایہ فعل ادا کرنے سے دوسرے سے اس کے ساقط ہونے میں شرط ہے کہ اسے دوسرے کے ادا کرنے کا یقینی علم ہو ورنہ اس سے ساقط نہ ہوگا جیسے اپنے گمان سے (کہ دوسرے ادا کرتے ہوں گے) جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کر دینا۔ کیونکہ گناہ میں دار ومدار فاعل کی ذات پر ہوتا ہے نہ کہ نفسِ فعل پر۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ جس نے کسی عورت کو اجنبی گمان کرتے ہوئے اس سے وطی کی حالانکہ وہ اس کی بیوی تھی تو اسے زنا کا گناہ ملے گا اور اس کے برعکس ہو (یعنی اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطی کی) تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کے احکام:

اگر سب لوگ برابر طور پر ہاتھ اور زبان سے روک سکتے ہوں تو اس کی ذمہ داری سب پر عائد ہوگی اور اگر ایک شخص ہاتھ سے اور دوسرے زبان سے روکنے پر قادر ہوں تو پہلے کی ذمہ داری ہوگی، البتہ! اگر زبان سے روکنے والے کے ذریعے برائی سے رکنا زیادہ آسان ہو یا زبان سے روکنے سے وہ ظاہری وباطنی طور پر رک جائے جبکہ ہاتھ سے روکنے سے صرف ظاہراً رُکے تو اس صورت میں زبان سے روکنے والے کی ذمہ داری ہوگی۔

←

کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

دل میں بُرا جاننے کا حکم:

دل میں برا جاننا مکلّف سے بالکل ساقط نہ ہوگا کیونکہ یہ نافرمانی کو ناپسند کرنا ہے جو ہر مکلّف پر واجب ہے بلکہ علما کے ایک طبقہ کے نزدیک برائی کو دل میں برا نہ جاننا کفر ہے۔ حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل بھی انہی میں شامل ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ ''یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر......الخ، الحدیث:۱۷۷، ص۶۸۸)

جو شخص ناواقفیت و جہالت کی بنا پر کسی برائی میں مبتلا ہو کہ اگر آگاہ ہو جائے تو اس سے رُک جائے تو اسے نرمی سے سمجھانا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر اُسے معلوم ہو کہ کسی دوسرے کو مخاطب کر کے سمجھانا اِسے فائدہ دے گا تو دوسرے کو مخاطب کرے۔ یا جو شخص برائی کو جاننے کے باوجود اس میں مبتلا ہو مثلاً بھتہ لینے اور غیبت پر ڈٹا رہنے والا، تو اسے نصیحت کرے اور اس گناہ کی وعید یاد دِلا کر خوف دلائے۔ پھر درجہ بدرجہ انتہائی نرمی و خندہ پیشانی سے سمجھائے کیونکہ ہر چیز اپنی قضاوقدر کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لطف و کرم پر اپنی نظر رکھے کہ اس نے اس برائی سے بچایا، اگر وہ چاہتا تو اس کے برعکس کر دیتا بلکہ اب بھی وہ اس برائی میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں۔

اگر زبان سے روکنے سے عاجز آ جائے یا اس پر قادر نہ ہو اور تُرش رُوئی، جھڑکنے، سختی کرنے اور غضب ناک ہونے کی قدرت رکھتا ہو تو ایسا کرنا ضروری ہے اور صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔ اگر اس نے وعظ و نصیحت نہ کی اور برائی میں مبتلا شخص کا اس پر ڈٹا رہنا معلوم ہوا تو اس سے سخت کلامی سے پیش آئے اور اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرے مگر گالیاں نہ بکے جیسے یوں کہے: ''اے فاسق! اے جاہل! اے احمق! اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے نہ ڈرنے والے!''

برائی سے منع کرنے والے کو چاہئے کہ غضب ناک ہونے سے بچے ورنہ اپنی نصرت کے لئے برائی سے منع کرے گا یا کسی اور فعلِ حرام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس کا ثواب عذاب میں بدل جائے گا۔ یہ تمام احکام اس برائی کے لئے ہیں جو ہاتھ سے نہ روکی جا سکے اور جو ہاتھ سے دُور کی جا سکے اسے ہاتھ سے ختم کرنا ضروری ہے مثلاً غیر محترم شراب بہانا (یعنی ایسی شراب جو شراب ہی کے لئے رکھی گئی ہو نہ کہ سرکہ وغیرہ کے لئے)، آلاتِ لہو توڑنا، مرد سونا یا ریشم پہنے ہو تو اُتروا دینا، بکری وغیرہ کو توڑ پھوڑ کرنے سے روکنا اور جنبی، گندگی کھانے والے اور نجاست والے شخص سے نجاست ٹپک رہی ہو تو اسے مسجد سے باہر نکالنا۔ بلکہ اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اسے اپنے پاؤں سے دھکیل دے یا کسی مددگار کے ذریعے اُسے دور کرے اور شراب بہانے اور آلاتِ لہو کو بری طرح توڑنے سے بچے، البتہ! اگر وہ توڑے بغیر نہ بہتی ہو یا خوف ہو کہ فاسق لوگ اسے لے لیں گے اور اسے روک لیں گے تو ہر وہ کام کرے جس کا کرنا ضروری ہو خواہ اسے جلانا یا بہانا پڑے۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ)(2)
تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ (عزوجل) پر ایمان رکھتے ہو۔

---

(2) پ ۴، اٰل عمرٰن ۱۱۰۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ہم خوش نصیب ہیں

میرے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب نیکی کی دعوت میں تحریر فرماتے ہیں:

الحمدللہ عزوجل ہم خُوش نصیب ہیں کہ اللہ عزوجل کے حبیبِ مُکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کا دامنِ کرم ہمارے گنہگار ہاتھوں میں آیا، یقیناً ہمارے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا مکّی مَدَنی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کے صدقے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کی اُمت بھی تمام اُمَمِ سابقہ (یعنی پچھلی اُمّتوں) سے افضل ہے۔ افضلیّت کا سبب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ اِس اُمّت میں سَرمایہ داروں کی کثرت ہوگی یا یہ لوگ دُنیوی طور پر بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہوں گے، ان میں انجینیئر اور ڈاکٹر بکثرت ہوں گے، نہ ہی فضیلت کی یہ وجہ ہے کہ یہ جنگجو، بہادر اور طاقتور ہوں گے یا یہ اس لیے افضل ہیں کہ نہایت ہی چالاک و زِیرَک (یعنی ہوشیار) ہوں گے بلکہ ان کی اَفضلیّت کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر (یعنی بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کے اَہم مَنصب پر فائز ہیں۔ اللہ عزوجل کرے کہ ہم اپنے اِس مَنصب عالی کی اہمیّت سمجھنے میں کامیاب ہوجائیں۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر کی تعریف

مُفسِّر شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان "تفسیرِ نعیمی" میں ان آیات کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: "اَلْمَعْرُوْف" اور "اَلْمُنْكَر" میں ساری بھلائیاں از مُستَحَبّات تا اِیمانیات (یعنی مُستَحَبّات سے لے کر اسلامی عقائد تک) داخل ہیں، اور ساری بُرائیاں از مکروہات تا کُفرِیات (یعنی ناپسندیدہ باتوں سے لے کر ہر قسم کے کُفر تک) شامل ہیں۔ اور "اَمر" (کے معنیٰ ہیں حکم) یعنی (یہاں) حکم سے مُراد ہر قسم کا حکم ہے، زَبانی ہو یا قَلَمی یا طاقت والا، خواہ بڑوں سے عَرض کرکے ہو یا ساتھیوں کو مشورہ دے کر، یا چھوٹوں کو دباؤ سے حکم دے کر، یعنی تمہاری شان یہ ہے کہ ہر بھلائی کا ہر طرح حکم دو اور ہر خُوبی ہر طرح پھیلاؤ اور ہر بُرائی کو ہر طرح مِٹاؤ اور لوگوں کو اِس (یعنی بُرائی) سے باز رکھو۔ مَزید فرماتے ہیں: اِس آیتِ مُقدَّسہ میں گویا فرمایا گیا کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کی اُمّت! تم میری صِفَتِ ہدایت کے مَظہَر (یعنی ظاہر کرنے والے) ہو، لہٰذا تم بہترین اُمّت ہو، تمہارے دم سے تمام لوگ فائدہ اُٹھاتے رہیں گے، میں تمہارے ذریعے لوگوں کو اِیمان، قُرآن اور عرفان (یعنی اپنے رب کی پہچان) بخشوں گا اور تمہاری ہی روشنی سے اُنہیں راہِ جنان (یعنی جنّت کا راستہ) دِکھلاؤں گا، جو مجھ تک پہنچنا چاہے تمہارے زُمرے (یعنی گروہ) میں آجائے۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۴ ص ۸۹، ۹۵)

اور قرآن میں ہے:

(یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾)(3)

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

❁❁❁❁❁

(3) پ۲۱، لقمٰن ۱۷.

احادیث

حدیث ۱: تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے یعنی اسے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔(1)

حدیث ۲: حدود اللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلاف شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان... إلخ، الحدیث: ۷۸۔(۴۹)، ص ۴۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سعد بن مالک انصاری خدری ہے اور آپ اپنی کنیت ابوسعید خدری کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں، آپ ان حفاظ حدیث میں سے ہیں جن کو بہت زیادہ احادیث یاد ہیں، نیز آپ کا شمار بڑے بڑے فضلاء اور عقلاء میں ہوتا ہے، آپ سے صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں، چوراسی سال کی عمر میں ۷۴ھ میں آپ نے وصال فرمایا اور آپ کو جنت البقیع (مدینہ طیبہ) میں سپرد خاک کیا گیا، لفظ خدری میں خاء پر ضمہ ہے اور دال ساکن ہے۔

۲۔ رای یری مہموز العین باب فتح یفتح دیکھنا، منکر باب افعال سے اسم مفعول ہے وہ کام جو از روئے شریعت ناجائز ہو اسے ختم کرنا مراد ہے، استطاعت کسی کام کا آدمی کے بس میں ہونا طاقت مراد ہے۔

۳۔ برائی کو بدلنے کے لیے ہر طبقے کو اس کی طاقت کے مطابق ذمہ داری سونپی گئی کیونکہ اسلام میں کسی بھی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ ارباب اقتدار، اساتذہ، والدین وغیرہ جو اپنے ماتحتوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں وہ قانون پر سختی سے عمل کرا کے اور مخالفت کی صورت میں سزا دے کر برائی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

مبلغین اسلام، علماء و مشائخ، ادیب وصحافی اور دیگر ذرائع ابلاغ مثلاً ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے بھی لوگ اپنی تقریروں تحریروں بلکہ شعراء اپنی نظموں کے ذریعے برائی کا قلع قمع کریں اور نیکی کو فروغ دیں، بلسانہ کے تحت یہ تمام صورتیں آتی ہیں۔

۴۔ اور عام مسلمان جسے اقتدار کی کوئی صورت بھی حاصل نہیں اور نہ ہی وہ تحریر و تقریر کے ذریعے برائی کا خاتمہ کر سکتا ہے وہ دل سے اس برائی کو برا سمجھے اگرچہ یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے کیونکہ کوشش کر کے زبان سے روکنا چاہیے لیکن دل سے جب برا سمجھے گا تو یقیناً خود برائی کے قریب نہیں جائے گا اور اس طرح معاشرے کے بے شمار افراد خود بخود راہ راست پر آجائیں گے۔

۵۔ حدیث شریف سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو آدمی برائی کو دل سے بھی برا نہ جانے اسے اپنے آپ کو مؤمنین میں شمار کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ دل سے برا سمجھنے میں تو کسی کا ڈر نہیں پھر بھی برا نہیں سمجھتا تو معلوم ہوا وہ اس پر راضی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۹۵۸) ←

اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصہ میں، نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انھوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا۔

اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو؟اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے۔ (لہٰذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑلیا اور کھودنے سے روک دیا تو اسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی اور اگر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی۔ (2)

حدیث ۳: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو

---

(2) صحیح البخاري، کتاب الشھادات، باب القرعۃ في المشکلات...الخ، الحدیث:۲۶۸۶، ج۲، ص۲۰۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابوعبداللہ حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ انصاری ہیں، آپ ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال نو مہینے تھی، آپ کے والدین بھی صحابی تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کوفہ کے والی تھے، ۶۵ھ میں آپ کو اہل حمص نے شہید کیا، آپ سے ایک جماعت نے احادیث روایت کیں جن میں آپ کے صاحبزادے محمد اور حضرت امام شعبی (رضی اللہ عنہم) بھی شامل ہیں۔

۲۔ المدھن اسم فاعل مداھنت سے بنا ہے جس کا معنی فریب کرنا دھوکہ دینا ہے یہاں سستی کرنا مراد ہے۔ حدود حد کی جمع وہ شرعی سزائیں جو مقرر ہیں۔ استھمو جمع مذکر فعل ماضی باب استفعال قرعہ اندازی کی۔ صار بمعنی ہو جانا، باب ضرب یضرب، اجوف یائی۔ تاذوا انہوں نے اذیت پائی، باب تفعل سے فعل ماضی جمع مذکر کا صیغہ ہے اور مہموز الفا ناقص یائی ہے۔ ینقر باب نصر ینصر سے مضارع واحد مذکر کا صیغہ ہے سوراخ کرنا توڑنا۔ اخذوا علی یدیہ کسی کا ہاتھ روکنا۔ انجوا باب افعال سے انہوں نے بچایا اور نجوا ثلاثی مزید باب تفعیل ہے جو کہ متعدی اھلك باب افعال کسی کو ہلاک کرنا یا اس کو ہلاکت کا سبب بتانا اور ھلك نصر فتح سمع تینوں طرح آتا ہے اور اس کا معنی ہلاک ہوا دونوں ماضی کے صیغے ہیں۔

۳۔ اس حدیث شریف میں ایک مثال کے ذریعہ برائی سے روکنے اور نیکی کا حکم دینے کی اہمیت کو واضح کیا گیا اور بتایا گیا کہ اگر یہ سمجھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیا جائے کہ برائی کرنے والا خود نقصان اٹھائے گا ہمارا کیا نقصان ہے تو یہ سوچ غلط ہے اس لیے کہ اس کے گناہ کے اثرات تمام معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور جس طرح کشتی توڑنے والا اکیلا ہی نہیں ڈوبتا بلکہ وہ سب لوگ ڈوبتے ہیں جو کشتی میں سوار ہیں اسی طرح برائی کرنے والے چند افراد کا یہ جرم تمام معاشرے میں ناسور بن کر پھیلتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۵۹)

گے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا، پھر دعا کرو گے اور تمھاری دعا قبول نہ ہوگی۔ (3)

حدیث ۴: جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے برا جانتا ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔ (4)

حدیث ۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ) (5)

---

(3) سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ماجاء في الامر بالمعروف... إلخ، الحديث: ٢١٧٦، ج ۴، ص ۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کے امین تھے، آپ سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوالدرداء اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) نے احادیث روایت کی ہیں، آپ نے ۳۶ھ میں مدائن میں انتقال فرمایا اور آپ کا مزار پر انوار بھی وہیں ہے۔

۲۔ لیوشکن اوشاك سے واحد مذکر غائب لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ کا صیغہ ہے اور یہ افعال مقاربہ میں سے ہے۔

۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے پہلو تہی کتنا بڑا جرم ہے۔ اس حدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس کا بیان کیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو تمہیں یہ فریضہ انجام دینا ہوگا یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے بعد اگر دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ یہ نہایت سخت قسم کی وعید ہے یعنی جب تک تم اپنی کوتاہی کا ازالہ نہیں کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگو گے تمہاری کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ اس حدیث میں امر بالمعروف کا ذکر بھی قسم اور تاکیدی صیغوں کے ساتھ ہوا اور عذاب کے ذکر کے لیے بھی تاکیدی صیغہ استعمال کیا گیا جو اس کی اہمیت اور عدم بجا آوری کی صورت میں عذاب کے یقینی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۹۶۱)

(4) سنن ابي داود، كتاب الملاحم، باب الامر والنهي، الحديث: ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ج ۴، ص ۱۶۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عرس بن عمیرہ، عرس کی عین پر ضمہ اور راء ساکن ہے جب کہ عمیرہ کی عین مفتوح اور میم مکسور ہے۔ یہ حضرت عدی بن عمیرہ کے بھائی ہیں، صحابی ہیں، ان سے ان کے بھتیجے عدی بن عمیرہ اور زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔ اس حدیث شریف میں برائی کو دل سے برا جاننے کی اہمیت کا ذکر ہوا کہ اگرچہ ایک شخص برائی کے ارتکاب کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو لیکن اس پر راضی ہو تو گویا وہ موجود تھا اور جو وہاں موجود ہو لیکن اس حرکت کو ناپسند کرے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں گویا حقیقی موجودگی اور عدم موجودگی دل کی ہوتی ہے جسم کی نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۹۶۲)

(5) پ ۷، المائدة ۱۰۵.

اے ایمان والو! اپنے نفس کو لازم پکڑلو، گمراہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گا، جب کہ تم خود ہدایت پر ہو۔
(یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لیے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالٰی ان پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔ (6)
حدیث ۲: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالٰی سب پر عذاب بھیجے۔ (7)

---

(6) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۴۰۰۵، ج ۴، ص ۳۵۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت غیر معروف نہیں، آپ سب سے پہلے ایمان لائے، سفر وحضر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ کے فضائل ومناقب پر آیات واحادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اور آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ اور مسلمانوں کے پہلے امیر تھے۔
۲۔ قرآن کریم کی آیت "اے ایمان والو! اپنی فکر کرو اگر تم ہدایت پر رہو گے تو گمراہ ہونے والے تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے" کے حوالے سے بعض لوگ سمجھتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت نہیں بلکہ آدمی کو اپنی اصلاح کرنا چاہیے دوسروں کے گناہ یا کوتاہیاں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔
۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس مغالطے کو دور کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے حوالے سے بتایا کہ جب لوگ برائی کو دیکھ کر اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں تو وہ سب عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔
۴۔ دوسری روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس تبدیلی کا تعلق طاقت سے ہے یعنی برائی کو بدلنے والے لوگ اس بات کی طاقت رکھنے کے باوجود نہ بدلیں تو وہ بھی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت عام اور مطلق نہیں بلکہ مقید اور خاص ہے یعنی جب لوگ تمہاری بات نہ سنیں تو آپ اپنی اصلاح میں مصروف ہو جاؤ اس صورت میں ان کے گناہ کا تم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات ہمارے دور سے متعلق نہیں اس وقت لوگ نیکی کی بات سنتے اور قبول کرتے ہیں یہ زمانہ بعد میں آئے گا، بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ "جب تم ہدایت پر ہو" کا مطلب یہ ہے کہ تم برائی سے روکو اور وہ نہ مانیں تو اب عذاب عام نہیں ہوگا بلکہ صرف برائی کے مرتکب لوگوں کو ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۹۶۳)

(7) سنن أبي داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۳۸، ج ۴، ص ۱۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو ہے اور آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چالیس دن ←

حدیث ۷: اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمھیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کرلو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں)۔ تمھارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگارا لینا، عمل کرنے والے کے لیے اوس زمانہ میں پچاس شخص عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) ان میں سے پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا۔ فرمایا کہ تم میں سے پچاس کی برابر اجر ملے گا۔(8) پانچویں حدیث میں جو آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لیے ہے۔

پہلے اسلام لائے، اس کے بعد کوفہ تشریف لے گئے اور ایک عرصہ دراز کے بعد قرقسیا مقام پر منتقل ہوئے اور ۵۱ھ میں انتقال فرمایا آپ سے بے شمار لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔ اس حدیث کا مضمون گزشتہ حدیث کے مطابق ہے اور اس میں اس بات کا اضافہ ہے کہ جس قوم یا جماعت میں کچھ لوگ برائی کے مرتکب ہوں اور وہ قوم ان کو روکنے کی طاقت رکھنے کے باوجود نہ روکے تو وہ بھی عذاب خداوندی کے مستحق ہوں گے اور یہ عذاب وہ لوگ مرنے سے پہلے دنیا میں ہی دیکھ لیں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ برائی کو بدلنے میں کوتاہی کرنا دوسرے جرائم کے مقابلے میں اس لحاظ سے منفرد ہے کہ دوسرے گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی جب کہ اس کوتاہی کی سزا دنیا میں بھی ملے گی اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات) اس حدیث کی روشنی میں حکمرانوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے کہ وہ اقتدار اور طاقت کے باوجود معاشرے سے برائیوں کا قلع قمع نہیں کرتے حالانکہ یہ ان کا فرض ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۶۴)

(8) المرجع السابق، الحدیث: ۱۴۴۳۱، ج۴، ص۱۶۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابوثعلبہ جرھم بن ناشب خشنی رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابوثعلبہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں، بیعت رضوان کے موقع پر آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ لوگ بھی اسلام لے آئے، حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے اور ۷۵ھ میں وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

۲۔ ائتمروا باب افتعال سے جمع مذکر حاضر امر کا صیغہ ہے، تناھوا باب تفاعل سے جمع مذکر حاضر امر کا صیغہ ہے۔ مطاعا باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ، متبعا باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، مؤثرۃ تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ۔ اعجاب کا مطلب اپنی رائے پر اترانا اور تکبر کرنا ہے۔

۳۔ اس حدیث شریف میں ان مشکل حالات کا ذکر ہے جن میں آدمی کسی سے نیکی کی بات سننا پسند نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی کے ←

حدیث ۸: لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہہ دے۔(9)

حدیث ۹: چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کریگا مگر جبکہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا۔(10)

روکنے سے برائی سے رکے گا کیونکہ لالچ، خواہشات نفسانیہ اور خود پسندی جیسی صفات ذمیمہ نے اسے اندھا اور بہرہ کر دیا ہوگا، ان حالات میں اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کی مجلس میں جانے کے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے رنگ میں رنگا جاؤں گا تو اس وقت اپنے ایمان کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے، چونکہ وہ لوگ کوئی بات سننے کو ہی تیار نہیں لہذا اب امر بالمعروف سے پہلو تہی قابل مؤاخذہ نہیں ہوگی، یہ وہ حالات ہوں گے کہ اس ماحول میں عمل کرنے والے کو پچاس عاملین کے برابر ثواب ملے گا اور وہ بھی عام لوگ نہیں بلکہ صحابہ کرام میں سے پچاس مراد ہیں۔

۴۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ امت کے آخری دور کے لوگوں کو صحابہ کرام پر جزوی فضیلت حاصل ہے لیکن جمہور علماء نے اس کا سخت رد کیا اور فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو شرف صحابیت حاصل ہے اس کا مقابلہ کوئی فضیلت نہیں کر سکتی اور دوسرے لوگ اس اعزاز سے محروم ہیں۔ قوت القلوب میں لکھا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر انوار پر ایک نظر پڑنے سے جو پردے کھلتے ہیں اور ان کا کام بنتا ہے وہ دوسروں کی سالہا سال کی محنت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔(اشعۃ اللمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۶۵)

(9) سنن الترمذي، کتاب الفتن، باب ما أخبر النبي صلی اللہ علیہ وسلم أصحابہ بما هو کائن إلی یوم القیامۃ، الحدیث: ۲۱۹۸، ج۴، ص۸۱.

(10) شرح السنۃ، کتاب الرقاق، باب الامر بالمعروف والنهي عن المنکر، الحدیث: ۴۰۵۰، ج۷، ص۳۵۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عدی ابن عدی الکندی (الکندی کاف کے کسرہ سے ہے) ایک یمنی قبیلہ کندہ کی طرف منسوب ہیں، آپ تابعی فقیہ ہیں، آپ کے والد عدی بن عمیرہ اور چچا عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں، آپ نے ان دونوں سے احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے حضرت ایوب اور عطا خراسانی وغیرہما نے احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔ العامۃ عام لوگ، الخاصۃ قوم کے بعض افراد، بین ظهرینهم ان کے سامنے۔ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جب کسی قوم میں سے کچھ افراد برائی کا ارتکاب کریں تو اس کا عذاب صرف انہی کو ہوگا قوم کے دوسرے افراد کو نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۳۔ البتہ جب ان کے سامنے برائی ہو رہی ہو اور وہ روکنے پر قادر ہونے کے باوجود ان کو نہ روکیں تو اب سب کو عذاب ہوگا اور یہ ارشاد خداوندی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ گناہ کرنے والوں کو ان کے عمل کی سزا ملے گی اور دوسرے اس لیے سزا کے مستحق ہوئے کہ انہوں نے برائی کو روکنے سے متعلق اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کر کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹۶۸)

حدیث ۱۰: بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علما نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علما ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ کھانے پینے لگے، خدا نے علما کے دل بھی انھیں جیسے کر دیے اور داود و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: خدا کی قسم! تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالٰی تم سب کے دل ایک طرح کے کر دے گا پھر تم سب پر لعنت کردے گا، جس طرح ان سب پر لعنت کی۔ (11)

حدیث ۱۱: میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ میں

---

(11) سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن، [باب] ومن سورة المائدة، الحديث: ۳۰۵۹، ج۵، ص۳۶۔
وسنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب الامر والنهي، الحديث: ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ج۴، ص۱۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ؎ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں، آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ اسلام لانے والوں میں چھٹے نمبر پر ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے تھے، آپ کے نعلین مبارک اور مسواک مبارک کے امین اور آپ کے راز دار تھے، آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے، بے شمار احادیث کی روایت سے مشرف ہوئے، ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے، آپ سے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت علی المرتضی اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) نے احادیث روایت کی ہیں۔

۲ ؎ فجالسوھم ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوگئے اکلوھم، جالسوھم، شاربوھم تمام صیغے باب مفاعلہ سے جمع مذکر غائب ماضی کے صیغے ہیں اور ھم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے۔ باب مفاعلہ فعل میں شراکت کا تقاضا کرتا ہے گویا ان کا کھانے پینے اور مجلس میں اشتراک تھا، اطر یاطر باب ضرب اور نصر دونوں سے آتا ہے۔ کسی چیز کو توڑ دینا ہے اور دوہرا کرنا۔ اس حدیث شریف میں بنی اسرائیل کے علماء کا کردار ذکر کرنے کے بعد اس راستے پر چلنے سے روکا گیا بتایا گیا کہ بنی اسرائیل کے علماء نے اپنی قوم کو برائی سے منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو بجائے اس کے کہ وہ ان کا بائیکاٹ کر کے ان کو برائی چھوڑنے پر مجبور کرتے خود ان کے ہم مجلس اور ہم پیالہ وہم نوالہ ہو گئے اور ان کے دل ایک جیسے ہو گئے جس کی بنیاد پر وہ لعنت کے مستحق ہوئے۔

۳ ؎ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ارباب اختیار اور علماء کو متنبہ کیا کہ تمہیں اس طریقہ کار سے بچنا ہوگا اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کا ہاتھ روکنا ہوگا، منافقت و مداہنت سے کام لینے کے بجائے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے متعلق اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہوگا ظالم کا ہاتھ روک کر اسے راہ حق پر لانا ہوگا ورنہ تم بھی بنی اسرائیل کی طرح لعنت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۹۲۹)

نے پوچھا، جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ آپ کی اُمت کے واعظ ہیں، جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے۔ (12)

حدیث ۱۲: بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا، افضل جہاد ہے۔ (13)

حدیث ۱۳: میرے بعد میں امرا ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بری، جس نے بری بات سے کراہت کی وہ بری ہے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا، لیکن جو راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا۔ (14)

حدیث ۱۴: مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی امت میں مبعوث کیا، اس کے لیے اُمت سے حواریین اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر اون کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے، جس نے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں۔ (15)

❁❁❁❁❁

---

(12) شرح السنۃ، کتاب الرقاق، باب وعید من یامر بالمعروف ولا یأتیہ، الحدیث: ۴۰۵۴، ج۷، ص ۳۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے آپ کی کنیت ابوحمزہ خزرجی تھی، آپ کی والدہ کا نام سلیم بنت ملحان تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہوگئے وہاں آپ لوگوں کو فقہ کی تعلیم دیتے رہے، آپ نے ۹۱ھ میں ایک سوتین سال یا ننانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ بصرہ میں انتقال کرنے والے آخری صحابی تھے، مقاریض مقراض کی جمع (اسم آلہ) قینچیاں۔

۲۔ شب معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف لوگ مختلف سزاؤں میں مبتلا دکھائے گئے تاکہ آپ اپنی امت کو آگاہ فرمائیں کہ فلاں فلاں جرم کی فلاں فلاں سزا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یوں لوگ اجتناب کی راہ اختیار کریں گے، چونکہ واعظین اور خطباء اپنی زبانوں سے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں اس لیے خطباء کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کٹتی ہوئی دکھائی گئیں اور واضح کیا گیا کہ دوسرے کو تبلیغ کرکے خود عمل نہ کرنے والے سزا کے مستحق ہیں اور یہ زبانیں اس قابل ہیں کہ ان کو یہ سزا دی جائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص ۴۷۰)

(13) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۴۰۱۱، ج۴، ص ۳۶۳.

(14) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الانکار علی الامراء... الخ، الحدیث: ۶۳، ۶۴۔ (۱۸۵۴)، ص ۱۰۳۱.

(15) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان... الخ، الحدیث: ۸۰۔ (۵۰)، ص ۴۴.

مسائل فقہیہ

امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا۔ اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا۔ یہ دونوں چیزیں فرض ہیں، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ)(1)

احادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ ۱: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے، جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے، نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کرلیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔ (2)

مسئلہ ۲: کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے، اس کو سخت الفاظ کہے، مگر گالی نہ دے، نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کرسکتا ہے کرے، مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے، برتن توڑ پھوڑ ڈالے، گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (3)

مسئلہ ۳: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آجائیں گے، تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں اور

(۲) اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور

(۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کرسکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور

---

(1) پ ۴، آل عمران ۱۱۰۔
ترجمہ کنزالایمان: تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص ۳۵۲، وغیرہ۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص ۳۵۲۔

(۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرلے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور

(۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔(4)

مسئلہ ۴: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کریگا توقتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔(5)

مسئلہ ۵: امرا کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسطوت (یعنی طاقت و دبدبہ) سے اس کام کو روک دیں اور علما کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا ہے۔(6) اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بری بات دیکھے، اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا برا ہونا ظاہر کردے اور منع کردے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔(7) یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چودھری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لیے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ ۶: امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے:

اول: علم (8) کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔

دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت ومہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔

---

(4) المرجع السابق، ص۳۵۲۔۳۵۳.

(5) المرجع السابق، ص۳۵۳.

(6) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء...إلخ، ج۵، ص۳۵۲.

(7) انظر: المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعید الخدري، الحدیث: ۱۱۴۶۰، ج۴، ص۹۸.

(8) علم سے یہ مراد نہیں کہ وہ پورا عالم ہو، بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا جانتا ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور دوسرے کو بری بھلی بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو، کہ موثر پیرایہ سے اس کو کہہ سکے۔

چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔

پنجم: یہ شخص (9) خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا، کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے۔ اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو، جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے ہوئے ہو۔ (10)

مسئلہ ۷: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے، خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔ (یعنی بزرگوں پر اعتراض کرنا بڑی نادانی وخطا ہے) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے، کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (11) یہ حکم ان علما کے متعلق ہے، جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے وہ لوگ مراد نہیں جو حلال وحرام کی پروا نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ ۸: جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کردے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔ (12)

مسئلہ ۹: ایک شخص برا کام کرتا ہے اس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی جائے یا نہیں اگر معلوم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور وہ منع بھی کردے گا تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ۔ اسی طرح زوجین اور بادشاہ ورعیت یا آقا وملازمین کے بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے۔ (13)

مسئلہ ۱۰: باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس کا جی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اسے حکم نہ دے کہ اس صورت میں اگر اس نے نہ کیا تو عاق ہوگا جو ایک سخت کبیرہ گناہ

---

(9) اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص خود عامل نہ ہو، وہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے۔

(10) الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص۳۵۳.

(11) الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص۳۵۳.

(12) المرجع السابق.

(13) الفتاوی الخانية، كتاب الحظر والاباحة، فصل في التسبيح... إلخ، ج۲، ص۳۸۲.

ہے۔(14)

مسئلہ ۱۱: کسی نے گناہ کیا پھر سچے دل سے تائب ہوگیا، تو اسے یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لیے پیش کرے کہ حدِ شرع قائم کی جائے کیونکہ پردہ پوشی بہتر ہے۔(15)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور اس پر ظلم کریگا تو خاموش ہوجائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کردے۔(16)

مسئلہ ۱۳: مشرکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہوجائے گا، مگر یہ بھی غالب گمان ہے کہ یہ بھی ان کے آدمی کو قتل کریگا یا زخمی کردے گا یا شکست دے دے گا تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان یہ ہو کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے گا تو حملہ نہ کرے اور اگر فساق مسلمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہوجائے گا اور ان کا کچھ نہیں بگڑے گا، جب بھی ان کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگرچہ منع نہ کرنے کی بھی رخصت ہے۔(17) کیونکہ اس صورت میں قتل ہوجانا فائدہ سے خالی نہیں اس وقت اگرچہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

(14) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص ۳۵۳.

(15) المرجع السابق.

(16) المرجع السابق.

(17) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج۵، ص ۳۵۳۔۳۵۴.

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز (یعنی بڑائی کی علامت) ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع (ایجاد) کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا) (1)

اللہ (عزوجل) سے اوس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جو علم والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ) (2)

اللہ (عزوجل) تمھارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے، درجے بلند فرمائے گا۔

اور فرماتا ہے:

(فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا

---

(1) پ ۲۲، فاطر ۲۸۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اور اس کے صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت وشان سے باخبر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ عزّ وجلّ کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔

(2) پ ۲۸، المجادلۃ ۱۱۔

اِلَیۡہِمۡ لَعَلَّہُمۡ یَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ (3)

کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرسنائے، اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اور فرماتا ہے:

(قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۹﴾) (4)

تم فرماؤ! کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

❀❀❀❀❀

---

(3) پ ۱۱، التوبۃ ۱۲۲۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائلِ عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقُّہ حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لئے، حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرماں برداری کا حکم دیتے اور نماز زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے، جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرما دیتے۔ (خازن) یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزۂ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرضِ عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ۔ حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔

مسئلہ: طلبِ علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے جو شخص طلبِ علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنّت کی راہ آسان کرتا ہے۔ (ترمذی)

مسئلہ: فِقہ افضل ترین علوم ہے۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔ (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی) فِقہ احکامِ دین کے علم کو کہتے ہیں، فِقہِ مُصطلَح اس کا صحیح مصداق ہے۔

(4) پ ۲۳، الزمر ۹۔

احادیث

حدیث ۱: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالٰی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) دیتا ہے۔(1)

حدیث ۲: سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں، جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے، اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ علم حاصل کریں۔(2)

حدیث ۳: انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم

---

(1) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، الحدیث: ج۱، ص ۴۲۔

فِقہ کے شرعی معنی یہ ہیں کہ اَحکامِ شرعِیّہ فَرعِیّہ کو انکے تفصیلی دلائل سے جاننا۔(اس حدیث کے) معنی یہ ہوئے کہ اللہ جسے تمام دنیا کی بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے۔(ماخوذ از نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۱، ص ۴۲۴)

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی اسے علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی، طریقت اور حقیقت، یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔اس (حدیث) سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ قرآن وحدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علمِ دین نہیں بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے۔یہی مشکل ہے۔اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے۔اسی وجہ سے تمام مُفسّرین ومُحدِّثین آئمہ مُجتہدین کے مُقلِّد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے۔دوسرے یہ کہ حدیث وقرآن کا علم کمال نہیں، بلکہ انکا سمجھنا کمال ہے۔عالمِ دین وہ ہے جسکی زبان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہو اور دل میں انکا فیضان۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۱۸۷)

(2) صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ...الخ، باب الارواح جنود مجندۃ، الحدیث: ۱۶۰۔(۲۶۳۸)، ص ۱۴۱۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔یعنی صورت میں تمام انسان یکساں مگر سیرت، اخلاق اور صفات میں مختلف جیسے ظاہری زمین یکساں اس میں کانیں مختلف، نیک سے نیکی ظاہر ہوگی اور بد سے بدی۔

۲۔یعنی جو زمانہ کفر میں عمدہ اخلاق، بہترین صفات کی وجہ سے اپنے قبیلوں کے سردار تھے جب وہ مسلمان ہوکر علم سیکھ لیں تو مسلمانوں میں سردار ہی رہیں گے، اسلام سے عزت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں۔وہ لوگ اسلام سے پہلے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے لعل تھے۔مسلمان ہوکر عالم بنے، دھل کر صاف ہوگئے۔اس سے معلوم ہوا کہ نومسلموں کو حقیر جاننا بہت برا ہے۔اور کفار کا سردار مسلمان ہوکر مسلمانوں کا سردار ہی رہے گا، بے گرایا نہ جائے گا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۱۹۹)

نہیں ہوتے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) (۱) صدقہ جاریہ اور (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور (۳) اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔(3)

حدیث ۴: جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور جب کوئی قوم خانہ خدا میں مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کریگا۔(4)

---

(3) صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، الحدیث:۱۴۔(۱۶۳۱)، ص۸۸۶.

وسنن ابی داود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الصدقۃ عن المیت، الحدیث:۲۸۸۰، ج۳، ص۱۶۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ انسان سے مراد مسلمان ہے عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز وقرآن پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی لئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔

۲ـ یہ تین چیزیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے، وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۰۱)

(4) صحیح مسلم، کتاب الذکر...الخ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن...الخ، الحدیث:۳۸۔(۲۶۹۹)، ص۱۴۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۵ـ یعنی جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لیئے عالم کے گھر جائے۔سفر کرکے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کرے گا، مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا، قبر وحشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا بہت ثواب ہے۔موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے خضر علیہ السلام کے پاس سفر کرکے گئے، حضرت جابر ایک حدیث کے لیئے ایک ماہ کا سفر طے کرکے عبداللہ ابن قیس کے ←

حدیث ۵: مسجد دمشق میں ایک شخص ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالٰی اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالبعلم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی

پاس پہنچے۔(مرقاۃ)

۶؎ یہاں اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں، دینی مدرسے اور صوفیاء کی خانقاہیں ہیں، جو اللہ کے ذکر کے لئے وقف ہیں۔ یہود ونصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو مسلمان کو بلاضرورت جانا ہی منع ہے۔ درس قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت۔ تجوید احکام سیکھنا ہیں لہذا اس میں صرف، نحو، فقہ حدیث، تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں۔ جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے، اسی لیئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا۔

۷؎ سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے، کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے، اس کی برکت سے دل سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے۔ رحمت سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقت ذکر ذاکر کو ہر طرف سے گھیرتی ہے۔ فرشتوں سے سیاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذکر اللہ ہو رہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اترتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کامل کر ذکر کرنا افضل ہے، جماعت کی نماز کا درجہ زیادہ کہ اگر ایک کی قبول سب کی قبول۔

۸؎ یعنی فرشتوں کی جماعت۔ اس کی شرح وہ حدیث ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رب کو اکیلے یاد کرے رب بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہے، جو جماعت میں یاد کرے رب اسے فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" اس رب کی یاد کا اثر یہ پڑتا ہے کہ مخلوق اس بندے کو یاد کرنے لگتی ہے، بزرگوں کے مزارات پر زائرین کا ہجوم وہاں ذکر اللہ کی دھوم اسی یاد کا نتیجہ ہے۔

۹؎ یعنی نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی۔ شعر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی | کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

کیا تمہیں خبر نہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے بلوں کو جگہ تھی مگر ان کے کافر بیٹے کنعان کے لئے جگہ نہ تھی۔ مقصد یہ کہ شریف النسب اعمال سے لاپروانہ ہو جائیں، یہ منشاء نہیں کہ شرافت نسب کوئی چیز نہیں اس کی تحقیق ہمارے رسالہ "الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول" میں دیکھو مؤمن کو نسب الرسول ضرور فائدہ دے گا۔ تمام دنیا کی عورتیں حضرت فاطمہ زہرا کے قدم پاک کو نہیں پہنچ سکتیں، رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا: "اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ" بنی اسرائیل کے تمام عالم پر افضل ہونے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اولاد انبیاء ہیں لہذا یہ حدیث کسی آیت کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۰۲)

کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انھوں نے علم کا وارث کیا، پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔(5)

---

(5) سنن الترمذي، کتاب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ٢٦٩١، ج ٤، ص ٣١٢.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ دمشق شام کا دارالخلافہ ہے۔کثیر ابن قیس تابعی ہیں، حضرت ابوالدرداء کے صحبت یافتہ ہیں۔

٢۔ ظاہر یہ ہے کہ اس طالب علم نے متن حدیث سن لیا تھا اس شوق میں یہاں آئے کہ صحابی کے منہ سے سنوں تا کہ برکت اور زیادتی یقین حاصل ہو۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے متن حدیث نہیں سنا تھا اجمالًا پتہ لگا تھا کہ حضرت ابوالدرداء فلاں بارے میں حدیث بیان فرماتے ہیں۔ چونکہ مدینہ کے معنی مطلقًا شہر کے ہیں اس لیئے مدینۃ الرسول فرمایا، یعنی میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ طلب علم کے لیئے سفر بزرگوں کی بلکہ نبیوں کی سنت ہے۔موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے بہت دراز سفر کرکے خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط الرسول کہہ سکتے ہیں، جب کہ علامت سے معلوم ہوا کہ یہاں حضور مراد ہیں رب تعالٰی فرماتا ہے: "یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ" اور فرماتا ہے: "مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ" اسے ناجائز کہنا بے دلیل ہے۔

٣۔ یعنی سوا حدیث سننے کے اور کسی دینی دنیوی غرض کے لئے سفر نہیں کیا۔اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ سوائے تین مسجدوں کے اور کسی طرف سفر جائز نہیں، حالانکہ خود نوکری تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرتے رہتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات، زیارت قبور وغیرہ کے لئے سفر جائز ہے۔جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے اور ان شاءاللہ "باب المساجد" میں ممانعت سفر کی حدیث کے ماتحت بھی پوری تحقیقات کردی جائے گی، نیز اس کے لئے ہماری کتاب جاءالحق کا مطالعہ کرو۔

٤۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ وہ حدیث نہیں ہے جس کے سننے کے لیئے وہ صاحب حاضر ہوئے تھے بلکہ ان کی ہمت افزائی اور انکے سفر کی قبولیت کی بشارت کے لئے یہ حدیث سنائی۔مطلب یہ ہے کہ جو مسئلہ پوچھنے، علم پڑھنے، حدیث سننے وغیرہ کے لئے سفر کرکے یا بغیر سفر تھوڑا راستہ طے کرکے جائے تو اسے دنیا میں نیک اعمال کی توفیق ملے گی جو جنت ملنے کا سبب ہیں یا آخرت میں پل صراط پر گزر آسان ہوگی اور جنت میں سہولت سے پہنچے گا۔امام شافعی فرماتے ہیں: کہ علم دین کی طلب نفلی نماز سے افضل ہے کہ یہ فرض ہے وہ نفل۔(مرقاۃ)

٥۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی ہی مراد ہیں کہ جب طالب علم علم میں مشغول ہوتا ہے تو اس کا کلام سننے کے لیئے ملائکہ نیچے اتر آتے ہیں اور گفتگو سنتے ہیں جیسا تلاوت قرآن کے موقعہ پر یا قیامت میں طالب علم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھائیں گے یا مطلب یہ ہے کہ طالب علم کے لیئے ملائکہ نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی مشقتوں کو آسان کرتے ہیں۔رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ" اسی جگہ مرقاۃ نے اس کے متعلق عجیب واقعات بیان فرمائے ہیں۔

٦۔ یعنی علمائے دین کے لیئے چاند، سورج، تارے اور آسمانی فرشتے ایسے ہی زمین کے ذرے، سبزیوں کے پتے اور بعض جن وانس ←

حدیث ٦: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں، جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔(6)

اور تمام دریائی جانور مچھلیاں وغیرہ دعائے مغفرت کرتے ہیں، کیونکہ علمائے دین کی وجہ سے دین باقی ہے اور دین کے بقا سے عالم قائم ہے، علماء کی ہی برکتوں سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے، حدیث شریف میں ہے: "بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ"۔ علماء کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہوجائے گی، علماء دنیا کا تعویذ ہیں۔(مرقاۃ واشعۃ) خیال رہے کہ علماء میں علمائے شریعت بھی داخل ہیں اور علمائے طریقت بھی بلکہ کوئی شخص علم کے بغیر ولی اللہ نہیں بنتا، اللہ جاہلوں کو ولی نہیں بناتا، فرماتا ہے: "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔(از مرقاۃ)

٧۔ عالم سے مراد وہ عالم ہے جو صرف ضروری اعمال پر قناعت کرے اور بجائے نوافل کے علمی خدمات انجام دے۔ عابد سے وہ شخص مراد ہے جو صرف اپنے ضروری مسائل سے واقف ہو اور اپنے اوقات نوافل میں گزارے۔ بے دین اور فاسق عالم اور نرا جاہل عابد اس گفتگو سے خارج ہے۔ خیال یہ چاند آفتاب سے نور لے کر رات میں سارے عالم کو جگمگا دیتا ہے، ایسے ہی عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لے کر دینی روشنی پھیلا دیتے ہیں۔ تارے خود نور ہیں مگر چاند نور بخشنے والا۔ عابد اپنے لیئے اور عالم عالَم کے لیئے کوشش کرتے ہیں، عابد اپنی کملی بچاتا ہے، عالم طوفان سے لوگوں کا جہاز نکال لے جاتا ہے۔ لازم سے متعدی افضل۔

٨۔ سبحان اللہ! جب مورث اتنے اعلیٰ تو وارث کیسے شان دار ہوں گے۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ علمائے مجتہدین رسولوں کے وارث ہیں اور علمائے غیر مجتہدین نبیوں کے، لفظ علماء وانبیاء ان دونوں کو شامل ہے۔ خیال رہے کہ علمائے اسلام حضور کے وارث اور چونکہ حضور تمام نبیوں کی صفات کے جامع ہیں لہذا علماء سارے انبیاء کے وارث ہوئے۔

٩۔ خیال رہے کہ بعض انبیاء تارک الدنیا تھے جنہوں نے کچھ جمع نہ کیا جیسے حضرت یحیی وعیسی علیہما السلام اور بعض نے بہت مال رکھا۔ جیسے حضرت سلیمان وداؤد علیہما السلام لیکن کسی نبی کی مالی میراث نہ بٹی، ان کا چھوڑا ہوا مال دین کے لیئے وقف ہوتا ہے اور تا قیامت علماء ان کے وارث، اسی لیئے علماء کو وارثین انبیاء کہا جاتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۱۰)

(6) المرجع السابق، الحدیث: ٢٦٩٤، ج۴، ص ۳۱۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ ظاہر یہ ہے کہ ان سے خاص مرد مراد نہیں بلکہ عمومی سوال ہے، یعنی اگر دو آدمیوں میں سے ایک عالم اور ایک عابد ہو تو درجہ کس کا زیادہ ہوگا، عالم وعابد کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے۔

٢۔ یہ تشبیہ بیان نوعیت کے لئے ہے نہ کہ بیان مقدار کے لیئے، یعنی جس قسم کی بزرگی مجھ کو تمام مسلمانوں پر حاصل ہے اس قسم کی بزرگی عالم کو عابد پر یعنی دینی بزرگی نہ کہ محض دنیاوی، اگرچہ ان دونوں بزرگیوں میں کروڑہا فرق ہیں۔ بادشاہ کو رعایا پر سلطنت کی، مالدار کو فقیر پر ←

حدیث ۷: ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔(7)

حدیث ۸: علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے، جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔(8)

مال کی، جتھے والے کو بے کس پر قوت کی، حسین کو بدشکل پر جمال کی بزرگی حاصل ہے۔مگر یہ بزرگیاں، دنیوی اور فانی ہیں، نبی کو مخلوق پر دینی بزرگی حاصل ہے، جو ابدالآباد تک قائم ہے، ایسے ہی عالم کو جاہل پر، آج سکندر کو کسی فقیر پر ملکی بزرگی نہیں، مگر امام ابوحنیفہ کو تمام مقلدین پر بے پناہ عظمت اب بھی حاصل ہے۔خیال رہے حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نبیوں پر اور درجہ کی بزرگی ہے، صحابہ پر اور درجہ کی، اولیاء و علماء پر اور درجہ کی، عوام پر اور درجہ کی، اَدْنٰی کُمْ میں اس آخری درجہ کی طرف اشارہ ہے۔فرماتے ہیں:"وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ" رب تعالٰی فرماتا ہے:"مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ" اس آیت میں نور الٰہی کی مثال نور چراغ سے دی گئی حالانکہ چراغ کے نور کو اس نور سے کیا نسبت؟ایسے ہی یہ بھی تمثیل ہے۔

۳ـ ملائکہ سے حاملین عرش فرشتے اور اہلِ سمٰوٰت سے باقی فرشتے مراد ہیں۔اللہ کی صلوٰۃ سے اس کی خاص رحمت اور مخلوق کی صلوٰۃ سے خصوصی دعائے رحمت مراد ہے، ورنہ عام رحمتیں اور عام دعائیں سارے مسلمانوں کے لیے ہیں۔رب تعالٰی فرماتا ہے:"ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰئِکَتُہٗ" اور فرماتا ہے:"وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" الخ۔لہذا یہ حدیث نہ تو قرآن کے خلاف ہے اور نہ اس سے یہ لازم آیا کہ علماء حضور کے برابر ہو جائیں کیونکہ حضور پر بھی رب تعالٰی صلوٰۃ بھیجتا ہے اور علماء پر بھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱،ص۲۱۱)

(7) سنن الترمذي، کتاب العلم، باب ماجاء في فضل الفقہ علی العبادۃ، الحدیث: ۲۶۹۰، ج۴،ص۳۱۱۔

وسنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث: ۲۲۲، ج۱،ص۱۴۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ حدیث شیطان سے بچنے کا بڑا ذریعہ ہے۔خیال رہے کہ یہاں عالم سے وہ عالم مراد ہے جس پر اللہ کا فضل ہوا سی لیے فقیہ فرمایا گیا عالم نہ فرمایا گیا، یعنی دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱،ص۲۱۴)

(8) سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث: ۲۲۴، ج۱،ص۱۴۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ مسند امام ابوحنیفہ میں "وَمُسْلِمَۃٍ" ہے یعنی ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے، علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں۔لہذا روزے نماز کے مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں۔لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کے آفات شیطانی اثرات وغیرہ کا جاننا بھی ہر مسلمان کو ضروری ہے تا کہ ان سے بچ سکے۔ ←

حدیث ۹: جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہے۔(9)
حدیث ۱۰: مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا منتہٰی جنت ہوتا ہے۔(10)
حدیث ۱۱: اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کرلی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچا دی، کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں، جو ان سے زیادہ فقیہ ہے۔(11)

۲۔یہاں علم سے مراد دقیق و باریک مسائل اور گہرے علمی نکات ہیں جنہیں عوام نہ سمجھ سکیں، یعنی وہ عالم جو عوام کے سامنے غیر ضروری اور باریک پیچیدہ مسائل یا قابل شرح آیات و احادیث پیش کرے وہ ایسا ہی بے وقوف ہے جیسے موتیوں کا ہار سوروں کو پہنانے والا کہ جہلاء ایسی چیزیں سن کر انکار کر بیٹھتے ہیں۔اسی لیئے سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ان کی عقل کے لائق کلام کرو ورنہ وہ اللہ اور رسول کو جھٹلا دیں گے اور اس کا وبال تم پر ہوگا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۱،ص۲۱۵)

(9) سنن الترمذي، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، الحدیث:۲۶۵۶، ج۴، ص۲۹۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی جو کوئی مسئلے پوچھنے کے لیئے اپنے گھر سے، یا علم کی جستجو میں اپنے وطن سے علماء کے پاس گیا وہ بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہے، غازی کی طرح گھر لوٹنے تک اس کا سارا وقت اور ہر وقت اور ہر حرکت عبادت ہوگی، گھر آجانے کے بعد یہ ثواب ختم ہو جائے گا، پھر عمل اور تبلیغ کرنے کا ثواب شروع ہوگا۔لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ علم صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب بعد موت بھی ملتا رہتا ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۱،ص۲۱۷)

(10) المرجع السابق، باب ماجاء في فضل الفقه علی العبادة، الحدیث:۲۶۹۵، ج۴، ص۳۱۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی علم دین کی حرص ایمان کی علامت ہے، جتنا ایمان قوی اتنی ہی یہ حرص زیادہ، بڑے بڑے علماء علم پر قناعت نہیں کرتے۔صوفیاء فرماتے ہیں: "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ" یعنی گہوارہ سے قبر تک علم سیکھو۔اس حدیث میں علم کے حریص کو جنت کی بشارت ہے۔ان شاء اللہ علم دین کا متلاشی مرتے ہی جنتی ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ کسی کو اپنے خاتمہ کی خبر نہیں سوا عالم دین کے کہ ان کے لیئے حضور نے وعدہ فرمالیا کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے علم دین دیتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۱،ص۲۱۹)

(11) سنن الترمذي، کتاب العلم، باب ماجاء في الحث ...إلخ، الحدیث:۲۶۶۵، ج۴، ص۲۹۸۔
ومشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، باب ماجاء في الحث علی تبلیغ السماع، الحدیث:۲۲۸، ج۱، ص۱۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی مجھ سے یا میرے صحابہ سے میرا یا ان کا کوئی قول یا عمل سنے۔لہذا حدیث چار قسم کی ہوئی حضور کا قول اور فعل، صحابہ کا قول ←

حدیث ۱۲: مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔ علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اشاعت کی اور اولاد صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لیے مکان بنادیا نہر جاری کردی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اس کے مرنے کے بعد اس کو ملے گا۔(12)

حدیث ۱۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا، ساری رات عبادت سے افضل ہے۔(13)

اور نفل۔ اسی لیئے مِنَّا جمع اور شَیْئًا نکرہ ارشاد ہوا۔

۲۔ اس طرح کہ مضمون نہ بدلے یا حدیث کے الفاظ میں فرق نہ پیدا ہو۔ خیال رہے کہ ابن عمر، مالک ابن انس، ابن سیرین وغیرہم کے نزدیک حدیث کی روایت بالمعنے حرام ہے، کیونکہ بسا اوقات لفظ کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں اور راوی کو خبر نہیں ہوتی اور امام حسن، شعبی، نخعی و مجاہد وغیرہم کے نزدیک روایت بالمعنی جائز کہ راوی حدیث کے الفاظ اس طرح بدل دے کہ معنی نہ بدلیں۔ پہلے قول میں احتیاط ہے دوسرے میں گنجائش، بہتر یہی ہے کہ الفاظ بھی نہ بدلیں۔ دیکھئے حضرت وائل ابن حجر نے نماز کی آمین کے بارے میں فرمایا "مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ" بعض راویوں نے اسے "رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ" سے روایت کیا۔ وہ سمجھے کہ دونوں کے معنے ایک ہی ہیں مگر بعد والوں کو دھوکہ لگا کہ شاید اس کے معنی ہیں بلند آواز سے آمین کہی، حالانکہ اس کا ترجمہ تھا کہ آمین کھینچ کر الف کے مد کے ساتھ کہی، روایت بالمعنی میں یہ خطرے ہیں اس لیئے فرمایا کہ جیسی سنے ویسی پہنچائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۲۲۴)

(12) سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، الحدیث: ۲۴۲، ج۱، ص۱۵۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ زبان سے یا قلم سے کہ اپنے کامل شاگرد اور بہترین تصنیفات چھوڑیں، جب تک مسلمان ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، اسے ثواب پہنچتا رہے گا۔

۲۔ خواہ اولاد کو نیک بنا کر گیا یا اس کے مرنے کے بعد اولاد نیک ہوگئی دونوں صورتوں میں اسے ثواب ملتا رہے گا۔

۳۔ اس طرح کہ اپنے ہاتھ سے قرآن لکھ کر یا خرید کر چھوڑ گیا اسی حکم میں تمام دینی کتب ہیں۔

۴۔ کوشش سے یا اپنے پیسہ یا اپنے ہاتھ سے، اسی حکم میں مدرسے اور خانقاہیں بھی ہیں۔

۵۔ تندرستی کی اس لیئے قید لگائی کہ مرض الموت میں خیرات کرنے کا آدھا ثواب ہے کیونکہ اس وقت خود اپنے کو مال کی حاجت نہیں رہتی اس میں تمام صدقہ جاریہ آگئے جیسے کنویں کھدوانا، نلکے لگوانا، ہسپتال بنا جانا وغیرہ۔

۶۔ بعض تا قیامت بعض اس سے کم، جس قدر صدقہ کا بقا اسی قدر اس کا اجر۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۲۲۵)

(13) سنن الدارمي، باب مذاکرۃ العلم، الحدیث: ۶۱۴، ج۱، ص۱۵۷۔

حدیث ۱۴: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں تھیں۔ فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ اللہ (عزوجل) سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں، وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کردے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں، میں معلم بنا کر بھیجا گیا۔ اور اسی مجلس میں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) بیٹھ گئے۔ (14)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ایسے ہی دن میں کچھ دیر علم کا مشغلہ تمام دن کی عبادت سے افضل ہے۔ عبادت سے نفلی عبادات مراد ہیں یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑ کر علم سیکھے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم دین کی نیند بھی عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے فقہ سیکھنا افضل۔ ان دونوں کا ماخذ یہ حدیث ہے اس کی وجہ ہم بارہا بیان کر چکے عالم تھوڑی عبادت پر جاہل کی بڑی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے۔

لطیفہ: ایک بزرگ پٹنہ سے حج بیت اللہ کے لیئے پا پیادہ ہر پانچ قدم پر دو نفل پڑھتے چلے، دس سال میں گجرات پہنچے ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر آپ ہوائی جہاز سے ایک رات میں مکہ معظمہ پہنچ جاتے اور اتنے نوافل وہاں پڑھتے تو ہر رکعت پر ایک لاکھ کا ثواب پاتے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ا، ص ۲۴۷)

(14) سنن الدارمی، باب فی فضل العلم والعالم، الحدیث: ۳۴۹، ج ا، ص ۱۱۱۔ ۱۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی مسجد نبوی شریف میں صحابہ کی دو جماعتیں دو گوشوں میں تھیں، ایک گوشہ میں ایک جماعت نوافل و تلاوت وغیرہ عبادت کر رہی تھی، دوسرے گوشہ میں دوسری جماعت علمی گفتگو اور سیکھے سبق کی تکرار کر رہی تھی، حضور نے ان دونوں کو ملاحظہ فرمایا۔

۲۔ یعنی مجلس علم مجلس عبادت سے افضل ہے اسکی وجہ آگے آ رہی ہے۔

۳۔ عابدوں کی محنت اپنی ذات کے لیئے ہے جس کی قبولیت اور ثواب یقینی نہیں کیونکہ یہ اللہ کے کرم پر موقوف ہے اس نے ان چیزوں کا وعدہ نہیں فرمایا۔ اس حدیث میں معتزلہ کا کھلا ہوا رد ہے کہ وہ عبادت کا ثواب واجب اور ضروری جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ آیت کریمہ "اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ" کے معنے یہ ہیں کہ تم مجھے پکارو میں جواب دوں گا یا تم مجھ سے دعا کرو ثواب دوں گا قبولیت دعا کا وعدہ نہیں، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔

۴۔ یعنی اپنے لیئے کچھ نہیں مانگتے دین پھیلا رہے ہیں انکی خدمت یقینی قابل قدر ہے۔ خیال رہے کہ بے عمل عالم اس اندھے چراغ والے کی طرح ہے جو اپنے چراغ سے خود فائدہ نہ اٹھائے مگر لوگ فائدہ اٹھالیں لیکن غیر مقبول عبادت بالکل ہی بیکار جس سے کسی کو فائدہ نہیں، لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں بے عمل عالم ایسا ہی ہے جیسے بیمار طبیب اوروں کا علاج کردے۔

۵۔ سبحان اللہ! مجلس علم کیسی بابرکت ہے اب بھی سرکار علماء ہی میں تشریف فرما رہتے ہیں انہیں مجلس علم میں ڈھونڈ ھو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اول درجہ کے عابد بھی ہیں لیکن حضور کی عبادت عملی تعلیم ہے۔ لہذا آپ نماز پڑھتے ہوئے بھی معلم ہیں اور ←

حدیث ۱۵: جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں، اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع وشہید ہوں گا۔(15)

حدیث ۱۶: دوحریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔(16)

حدیث ۱۷: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دوحریص آسودہ نہیں ہوتے، ایک صاحب علم، دوسرا صاحب دنیا، مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم اللہ (عزوجل) کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا

حضور کی تشریف آوری کا اصل مقصد تعلیم ہے رب فرماتا ہے: "وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۲۴۸)

(15) شعب الایمان، باب في طلب العلم، فصل في فضل العلم وشرفه، الحدیث: ۱۷۲۶، ج۲، ص۲۷۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث کے بہت پہلو ہیں: چالیس حدیثیں یاد کرکے مسلمان کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کرکے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا، سب ہی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جوکسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہنچادے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوے کی خصوصی گواہی دوں گا ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریبا تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں علیحدہ چہل حدیث جسے"اربعینیہ" کہتے ہیں جمع کیں۔ امام نووی اور شیخ عبدالحق دہلوی کی اربعینیات مشہور ہیں۔ فقیر نے بھی اپنی کتاب"سلطنت مصطفٰی" میں چالیس حدیثیں جمع کی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۲۴۸)

(16) شعب الایمان، باب في الزھد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۲۷۹، ج۷، ص۲۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حرص کے معنے ہیں ہمیشہ زیادتی کی خواہش، دنیاوی حرص بری ہے دینی حرص اچھی، عالم کو علم سے کبھی سیری نہیں ہوتی یہ اللہ کی نعمت ہے، رب فرماتا ہے: "قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" دنیادار دنیا سے سیر نہیں ہوتا، جیسے جلندھر کا بیمار پانی سے۔ خیال رہے کہ یہ سب اپنے لیئے ہیں، حضور امت کے لیئے یہ ان سے لے کر سیر نہیں ہوتے حضور دے کر سیر نہیں ہوتے، رب فرماتا ہے: "حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" لفظ ایک ہے معنے علیحدہ۔

۲۔ امام نووی نے اپنی چہل حدیث میں فرمایا کہ ابوالدرداء کی حدیث بہت اسنادوں سے مروی ہے جو ساری ضعیف ہیں مگر اسنادوں کی کثرت اور علماء کے قبول کر لینے کی وجہ سے حدیث قوی ہوگی، کیونکہ تعدد اسناد سے ضعیف حسن بن جاتی ہے۔ نیز فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہے۔ (ازمرقاۃ واشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۲۴۸)

سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی:

(كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿6﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿7﴾)(17)

اور دوسرے کے لیے فرمایا:

(اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا)(18)

حدیث ۱۸: جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔(19)

حدیث ۱۹: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا، مگر اس نے طلب نہیں کی اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اس نے نفع نہیں

---

(17) پ۳۰، العلق ۶۔۷۔

ترجمہ کنزالایمان: ہاں ہاں، بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔

(18) سنن الدارمي، باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ۳۳۲، ج۱، ص۱۰۸۔

پ۲۲، فاطر ۲۸۔

ترجمہ کنزالایمان: اللہ (عزوجل) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ تابعی ہیں آپ نے حضرت ابن عباس، ابن مسعود، ابوہریرہ سے روایتیں لیں اور آپ سے امام زہری اور امام ابوحنیفہ نے روایتیں لیں۔

۲۔ مَنْهُوْمٌ نَهْمٌ سے ہے بمعنی کھانے کی زیادہ رغبت، یعنی طالب علم اور طالب دنیا حریص دونوں ہیں مگر انجام میں فرق ہے۔

۳۔ صوفیاء کی اصطلاح میں دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کرے۔منافقوں کی نماز دنیا تھی اور عثمان غنی کا مال عین دین، وہی یہاں مراد ہے۔لہذا حضرت سلیمان، عثمان غنی اور امام ابوحنیفہ جیسے مالداروں کو دنیادار نہیں کہا جاسکتا، ان کا مال رضائے رحمان کا ذریعہ ہے۔

۴۔ یعنی یہ میں محض اپنے رائے سے نہیں کہتا بلکہ رب تعالیٰ نے دنیادار کے مال کو زیادتی طغیان اور عالم کے علم کو زیادتی رحمت کا سبب بتایا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۵۲)

(19) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث ۱۰۴۸۱، ج۳، ص۵۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ مثال ہے، یعنی جس علم سے نہ عالم نفع اٹھائے نہ دوسرے وہ اسی مال کی طرح ہے جس سے نہ مالک فائدہ اٹھائے نہ اور لوگ، جیسے وہ مال بیکار بلکہ مضر ایسے ہی یہ علم وبال۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۶۹)

اٹھایا۔(20)

حدیث ۲۰: علما کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اوراس پر غالب ہوجائے گی ۔(21)

حدیث ۲۱: علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اوراگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔(22)

حدیث ۲۲: علم تین ہیں، آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ اوران کے سوا جو کچھ ہے، وہ زائد ہے۔(23)

حدیث ۲۳: حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا علم دو ہیں ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے دوسراوہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پراللہ (عزوجل) کی حجت ہے۔(24)

حدیث ۲۴: جس نے علم طلب کیا اور حاصل کرلیا اس کے لیے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر۔(25)

حدیث ۲۵: جس کوموت آگئی اور وہ علم کو اس لیے طلب کررہا تھا کہ اسلام کا احیا کرے، اس کے اور انبیا

---

(20) تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم:۵۹۷۸،محمد بن احمد بن محمد، ج۵۱،ص ۱۳۷،۱۳۸۔

(21) تاریخ بغداد، الرقم:۶۱۸،محمد بن الحسن بن ازھر، ج۲،ص ۱۹۰۔

(22) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:۱۲۶۰۰، ج۴،ص ۳۱۴۔

(23) سنن أبي داود، کتاب الفرائض، باب ماجاء في تعلیم الفرائض، الحدیث:۲۸۸۵، ج۳،ص ۱۶۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی علم دین ان چیزوں کا جاننا ہے احکام کی غیر منسوخ آیتیں مع تفصیل اور صحیح غیر منسوخ حدیثیں اجماع امت اور قیاس جو کتاب وسنت کی طرح واجب العمل ہیں۔خیال رہے کہ یہاں فریضہ سے مراد علم فرائض (میراث) نہیں کہ وہ کتاب وسنت میں آگیا بلکہ فقہ ہی مراد ہے۔عادلہ بمعنی عدیل ومثل۔(مرقاۃ واشعہ)

۲۔ یعنی ان تین کے علاوہ باقی علوم علم دین نہیں بلکہ زائد یا فضول ہیں۔خیال رہے کہ صرف ونحو وغیرہ قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے ہیں اور اصول فقہ واصول حدیث وغیرہ ان علوم کے خدام جوان کو اپنا مقصود بنالے بڑا بے وقوف ہے۔شعر۔

علم دین فقہ است تفسیر وحدیث ہر کہ جوید غیر ازیں باشد خبیث

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱،ص ۲۳۱)

(24) سنن الدارمي، المقدمۃ باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ، الحدیث:۳۶۴، ج۱،ص ۱۱۴۔

(25) سنن الدارمي، المقدمۃ باب في فضل العلم والعالم، الحدیث:۳۳۵، ج۱،ص ۱۰۸۔

کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔(26)

حدیث ۲۶: اچھاشخص وہ عالمِ دین ہے کہ اگر اس کی طرف احتیاج لائی جائے تو نفع پہنچا تا ہے اور اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پروا رکھتا ہے۔(27)

---

(26) سنن الدارمي، باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ۳۵۴، ج۱، ص۱۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ فن حدیث میں جب حسن مطلق بولا جائے تو اس سے خواجہ حسن بصری مراد ہوتے ہیں۔آپ کے والد کا نام ابوسعید ہے، وہ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، ان کے والد یسار کو رُبیع بنت نظیر نے آزاد کیا تھا، خواجہ حسن بصری مدینہ منورہ میں عہد فاروقی میں فاروق اعظم کی شہادت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے، حضرت عمر فاروق نے اپنے دست مبارک سے ان کی تحنیک (یعنی پہلا پہیہ) کی۔آپ کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کی لونڈی تھیں، بارہا حضرت ام سلمہ نے ان کی والدہ کی غیر موجودگی میں ان کو اپنا شیر مبارک پلایا ہے، اسی کی برکت سے آپ اتنے بڑے عالم اور امام وقت ہوئے، شہادت عثمان کے بعد بصرے آگئے تھے، آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے، اپنے وقت کے امام بڑے متقی پرہیزگار تھے۔رجب ۱۱۰ھ میں مقام بصرہ میں آپ کا وصال ہوا وہیں مدفون ہیں، آپ کی قبر شریف زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔(اکمال) فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ طالب علم ہے جو عالم دین نہ بن سکا پہلے ہی موت آگئی جب اس کی یہ فضیلت ہے تو علمائے دین کا کیا پوچھنا یا اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو عالم دین ہیں مگر علم سے سیر نہیں ہوتے ہمیشہ مطالعۂ کتب صحبتِ علماء سے اپنا علم بڑھاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اپنے کو طالب علم سمجھتے رہتے ہیں اور یہ سب کچھ خدمت دین کی نیت سے کرتے ہیں۔

۳۔ یعنی انہیں انبیاء سے بہت قرب نصیب ہوگا کہ اعلیٰ علّیین میں وہ حضرات ان کے نیچے یہ علماء کیونکہ یہ دنیا میں وارثین انبیاء تھے۔خیال رہے کہ بعض مؤمن جنت میں انبیاء کے ساتھ رہیں گے۔رب فرماتا ہے:"فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ" الایہ مگر یہ ہمراہی ایسی ہوگی جیسے بادشاہ کے خدام خاص اس کے ساتھ کوٹھی میں رہتے ہیں کہ یہ بادشاہ نہیں بن جاتے ایسے ہی یہ حضرات نبی کے درجہ پر نہ ہوں گے بلکہ خادم خاص لہذا حدیث اور آیات قرآنی بالکل واضح ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۴۰)

(27) مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث: ۲۵۱، ج۱، ص۱۱۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی نہ متکبر بنے نہ محتاج لوگوں کی ضرورت پر دل وجان سے حاضر ہوجائے اور جب لوگ اسے نہ چاہیں ان پر نہ گرے، امیر غریب کے دروازے پر بہتر، مگر غریب امیر کے دروازے پر برا۔مرقاۃ میں ہے کہ عابد باعمل کا چرچہ ملکوت میں ہوتا ہے، فرشتے اسے عظیم کہتے ہیں یعنی بڑا آدمی۔خیال رہے کہ جس عالم میں تین باتیں جمع ہوں وہ زمانہ کا سردار ہوگا علم دین کامل، قناعت اور استغناء اعمال صالحہ۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۴۲)

حدیث ۲۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہدے کہ اللہ اعلم، کیونکہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق یہ کہدے اللہ اعلم۔ اللہ تعالٰی نے اپنے نبی (علیہ السلام) سے فرمایا:

﴿قُلْ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ﴿۸۶﴾﴾ (28)

میں تم سے اس پر اُجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلُّف کرنے والوں سے ہوں۔
یعنی جو بات معلوم نہ ہو اس کے متعلق بولنا تکلف ہے۔ (29)

حدیث ۲۸: قیامت کے دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے بُرا مرتبہ اس عالم کا ہے، جو علم سے مُنْتَفِعْ نہ ہو۔ (30)

حدیث ۲۹: زیاد بن لبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک چیز ذکر کر کے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) علم کیونکر جائے گا؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے، اسی طرح قیامت تک سلسلہ

---

(28) پ ۲۳، ص ۸۶.

(29) صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب قولہ (وما انا من المتکلفین)، الحدیث ۴۸۰۹، ج ۳، ص ۳۱۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث موقوف ہے یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود کا اپنا فرمان۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی عالم اپنی بے علمی ظاہر کرنے میں شرم نہ کرے، اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو گھڑ کر نہ بتائے ہماری بے علمی علم سے زیادہ ہے رب فرماتا ہے: "وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" فرشتوں نے عرض کیا تھا: "لَا عِلْمَ لَنَاۤ" حضرت علی سے سرِ منبر کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، وہ گستاخ بولا کہ آپ بے علمی کے باوجود منبر پر کیوں کھڑے ہوگئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں بقدر علم منبر پر چڑھا ہوں اگر بقدر جہالت چڑھتا تو آسمان پر پہنچ جاتا۔ (مرقاۃ)

۲۔ یعنی اپنی بے علمی جاننا بھی علم ہے، اپنی جہالت سے ناواقف ہونا جہل مرکب، مفتیان کرام فتوے کے آخر میں لکھتے ہیں: "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَعْلَمُ" وہ یہاں سے اخذ ہے۔

۳۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اولین وآخرین سب سے بڑے عالم، تمام جہان کے معلم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا جس چیز کا علم آپ کو اب تک نہ دیا گیا ہو بتکلف نہ بتائیں۔ چنانچہ حضور سے اصحاب کہف کی تعداد پوچھی گئی نہ بتائی کیونکہ اس کا علم بعد میں عطاء ہوا، حضرت عمر سے سوال ہوا کہ فاکھہ اور ابٌّ (میوہ اور چارہ) میں کیا فرق ہے؟ فرمایا مجھے خبر نہیں، حضرت امام مالک نے چھتیس مسائل میں فرمایا کہ میں نہیں جانتا، حضرت امام ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ دھر کیا چیز ہے فرمایا مجھے خبر نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۶۲)

(30) سنن الدارمي، باب العمل بالعلم وحسن النیۃ فیہ، الحدیث: ۲۶۲، ج ۱، ص ۹۳.

جاری رہے گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: زیاد! تجھے تیری ماں روئے، میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے، کیا یہ یہود ونصاریٰ توریت وانجیل نہیں پڑھتے، مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔(31)

حدیث ۳۰: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا، ارباب علم کون ہیں؟ کہا، وہ جو جانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایا: کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا؟ کہا، طمع نے۔(32)

---

(31) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ذہاب القرآن والعلم، الحدیث: ۴۰۴۸، ج۴، ص ۳۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، زرقی ہیں۔ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، ہجرت سے پہلے حضور کے پاس مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ پھر مدینہ منورہ ہجرت کرکے آئے اس لیئے آپ کو تمام صحابہ مہاجر انصار کہا کرتے تھے، حضور نے آپ کو حضرموت کا حاکم مقرر فرمایا، امیر معاویہ کے شروع زمانہ امارت میں وفات پائی۔

۲۔ یعنی یہ نہایت ہولناک واقعات جب ہوں گے جب دنیا سے علم دین اٹھ گیا ہوگا۔

۳۔ یہاں قرآن پڑھنے پڑھانے سے مراد پورا علم سکھنا سکھانا ہے یعنی جب تعلیم وتعلم کا مشغلہ قائم رہے گا تو علم کیونکر اٹھ جائے گا۔ مصدر کے ہوتے حاصل مصدر کہاں جاسکتا ہے۔

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ استاد اپنے شاگرد کو غیر مناسب سوال کرنے پر عتاب کرسکتا ہے یہ الفاظ کہ ہم تمہیں ایسا جانتے تھے اظہار عتاب کے لیئے ہوتے ہیں نہ کہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لیئے جیسا کہ بعض ناسمجھ لوگوں نے اس حدیث سے حضور کے علم کا انکار کیا۔

۵۔ یعنی علم سے ہماری مراد نتیجہ علم ہے۔ یعنی علم ہوگا عمل نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ عیسائیوں کے پادری اور جوگی رشوتیں لیکر عوام و اعمال سے معافی دے دیتے ہیں اور ان کے گناہ بخشتے رہتے ہیں تو خود کیا نیکی کرتے ہوں گے، ہفتہ میں ایک دن گرجے میں گا بجالینا ان کے عمل ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص ۲۶۲)

(32) سنن الدارمي، باب صيانة العلم، الحديث: ۵۸۴، ج۱، ص ۱۵۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سفیان ابن سعید ہے، قبیلہ ثور کے ہیں، کوفی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، آئمہ مجتہدین اور قطب عالمین میں سے ہیں، ۹۹ھ میں پیدا ہوئے، ۱۶۱ھ میں بصرے میں وفات پائی۔

۲۔ آپ کا لقب کعب احبار ہے، توریت کے بڑے عالم تھے، بنی اسرائیل کے سردار تھے، حضور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ ہوا، عہد فاروقی میں اسلام لائے، حضرت عمر، صہیب و عائشہ صدیقہ سے روایتیں لیں خلافت عثمانیہ میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی وہیں دفن ہوئے شاندار تابعی ہیں۔

←

حدیث ۳۱: میری اُمت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امرا کے پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کرلیں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا، جس طرح قتاد (ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا، اسی طرح امرا کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں۔ (33)

حدیث ۳۲: خدا کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علما) وہ ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ (34)

حدیث ۳۳: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اگر اہلِ علم، علم کی حفاظت کریں اور اس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہلِ زمانہ کے سردار ہوجائیں، مگر انھوں نے علم کو دنیا والوں کے لیے خرچ کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں، لہٰذا ان کے سامنے ذلیل ہوگئے۔ میں نے تمھارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے تمام فکروں کو ایک فکر آخرت کی فکر کردیا، اللہ تعالٰی فکرِ دنیا سے اس کی کفایت فرمائے گا اور جس کے لیے احوالِ دنیا کی فکریں متفرق رہیں، اللہ (عزوجل) کو اس کی کچھ پروانہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔ (35)

۳؎ حضرت کعب احبار نے یہ دونوں باتیں غالبًا توریت شریف سے دیکھ کر بیان فرمائیں۔ حضرت فاروق اعظم نے ہی پوچھا تھا کہ توریت میں کسے عالم کہا گیا ہے۔ علم نکل جانے سے مراد ہے علم کے انوار کا نکل جانا طمّاعی عالم حق بیان نہیں کرسکتا جیسا آج دیکھا جارہا ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۵۶)

(33) سنن ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، الحدیث: ۲۵۵، ج۱، ص۱۶۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی بعض علماء وقاری صاحبان بلاضرورت طمع نفسانی کی خاطر اور مال وعزت حاصل کرنے کے لیئے فاسق مالداروں اور حکام کے پاس جانا آنا نشست وبرخاست رکھیں گے محض دنیا کی غرض سے۔

۲؎ ہماری شرح سے معلوم ہوگیا کہ امیروں سے فاسق اور بے دینی امیر مراد ہیں ان کے پاس علماء کا آنا جانا دین کے لیئے خطرناک ہے کہ وہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق غلط فتوے حاصل کرتے ہیں جیسے کہ آج دیکھا جارہا ہے کہ فساق مالدار انتخاب کے موقعوں پر دونوں کے لیئے عالموں اور پیروں کو ناجائز استعمال کرلیتے ہیں۔ دین دار امیروں کے پاس دینی فائدے کے لیئے علماء کا جانا جائز بلکہ بڑا فائدہ مند ہے۔ یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے افسر مال رہے، آپ کی برکت سے عزیز کو ایمان اور دنیا کو قحط سے امان مل گئی۔ قاضی امام یوسف ہارون رشید بادشاہ کے قاضی القضاۃ رہے، آپ کی برکت سے بادشاہ کو تقوٰے نصیب ہوا اور دنیا علم سے مالا مال ہوگئی۔ یہ واقعات اس حدیث کے خلاف نہیں، محمد ابن مسلمہ فرماتے ہیں کہ پاخانہ پر بیٹھنے والی مکھی امیروں اور حاکموں کے دروازہ پر جانے والے عالم وقاری سے اچھی ہے کہ وہ نجاست لے کر آتی ہے اور یہ دین دیکر اور ظلم لیکر آتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۵۳)

(34) المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۶، ج۱، ص۱۶۷۔

(35) المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۷، ج۱، ص۱۶۷۔

حدیث ۳۴: جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی، اس کے مونھ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگادی جائے گی۔(36)

حدیث ۳۵: جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علما سے مقابلہ کریگا یا جاہلوں سے جھگڑا کریگا یا اس لیے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریگا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔(37)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی علم کو ذلت اور اہانت سے بچاتے اس طرح کہ خود طمع اور لالچ میں دنیا داروں کے دروازے پر دھکے نہ کھاتے کہ عالم کی ذلت سے علم کی ذلت ہے اور علم کے بے حرمتی دین کی ذلت ہے۔

۲۔ یعنی قدر دانوں اور شریف الطبع لوگوں کو علم سکھاتے۔

۳۔ اس طرح کہ بادشاہ ان کے قدموں کے نیچے اور ان کے احکام ان کے قلموں کے نیچے ہوتے ہیں رب کا وعدہ ہے:"وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"۔

۴۔ معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں لالچی اور حریص عالم پیدا ہو چکے تھے، جنہیں دیکھ کر صحابہ یہ فرمارہے ہیں۔

۵۔ سبحان اللہ! تجربہ بھی اس حدیث کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو دوغم اور دو فکریں نہیں دیتا، جس دل میں آخرت کا غم وفکر ہے ان شاء اللہ اس میں دنیا کا غم وفکر نہیں آتا دنیاوی تکلیفیں اگر آبھی جائیں تو دل ان کا اثر نہیں لیتا۔ کلورا فارم سنگھا دینے سے آپریشن کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ غم آخرت نصیب کرے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کلورا فارم سونگھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کربلا کی مصیبتیں خندہ پیشانی سے جھیل گئے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۲۵۴)

(36) سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ماجاء في كتمان العلم، الحديث: ۲۶۵۸، ج۴، ص۲۹۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر کسی عالم سے دینی ضروری مسئلہ پوچھا جائے اور وہ بلاوجہ نہ بتائے تو قیامت میں وہ جانوروں سے بدتر ہوگا کہ جانور کے منہ میں چمڑے کی لگام ہوتی ہے اور اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ خیال رہے کہ یہاں علم سے مراد حرام، حلال، فرائض واجبات وغیرہ تبلیغی مسائل ہیں جن کا چھپانا جرم ہے۔ عالم پر شرعی مسئلہ بتانا ضروری ہے نہ کہ لکھنا لہذا مفتی فتوے لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے۔ خصوصاً وہ فتویٰ جن پر مقدمے چلتے ہیں اور مفتی کو کچہریوں میں حاضری دینی پڑتی ہے۔ رب فرماتا ہے:"وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ"۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۲۲۰)

(37) المرجع السابق، باب فيمن يطلب بعلمه الدنيا، الحديث: ۲۶۶۳، ج۴، ص۲۹۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ انصاری ہیں، خزرجی ہیں، عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شریک تھے، اسلام کے نامور شعراء میں سے ہیں، آپ غزوۂ تبوک میں ←

حدیث ۳۶: جو علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (یعنی علم دین) اس کو جو شخص اس لیے حاصل کرے کہ متاع دنیا مل جائے، اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی۔(38)

حدیث ۳۷: وعظ نہیں کہتا، مگر امیر یا مامور یا متکبر۔ یعنی وعظ کہنا امیر کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کردے کہ وہ کہے اور ان کے سوا جو کوئی کہتا ہے، وہ طلب جاہ وطلب دنیا کے لیے ہے۔(39)

حدیث ۳۸: جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو

پیچھے رہ گئے تھے اس پر آپ کا بائیکاٹ کیا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد آپ کی اور آپ کے دو ساتھیوں ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیعہ کی توبہ قبول ہوئی۔ رب فرماتا ہے: "وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا" آپ آخر میں نابینا ہوگئے تھے، ۷۷ سال عمر ہوئی، ۵۰ھ میں وفات پائی۔

۲ے یعنی جو دینی علم دین کے لئے نہ سیکھے بلکہ عزت یا مال حاصل کرنے یا دین میں فساد پھیلانے کے لئے سیکھے تو اول درجہ کا جہنمی ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو قرآن کا ترجمہ دیکھ کر اور چار حدیثیں پڑھ کر آئمہ مجتہدین اور علماء دین کے منہ آنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نیت خیر عطا فرمائے۔ خیال رہے کہ علماء کا مناظرہ اور ہے مقابلہ کچھ اور، مناظرہ میں تحقیق حق مقصود ہوتی ہے، مقابلہ میں اپنی بڑائی کا اظہار، بوقت ضرورت مناظرہ اچھا ہے مقابلہ برا، یہاں مقابلہ کی برائی مذکور ہے۔ مناظرے آئمہ مجتہدین بلکہ صحابہ کرام میں بھی ہوئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۲۱)

(38) سنن أبي داود، کتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله، الحديث: ۳۶۶۴، ج۳، ص۴۵۱.

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱ے یہ حدیث گزشتہ احادیث کی شرح ہے جس میں فرمایا گیا کہ علم دین رضائے الٰہی کے لیے حاصل کرو اسے صرف دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ دنیا کے سامان سے روپیہ پیسہ بھی مراد ہے اور دنیوی عزت وجاہ بھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ علم دین کے ذریعے دنیا حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ دنیا اصل مقصود ہو اور علم دین محض اس کا وسیلہ یہ سخت برا ہے وہی یہاں مراد ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین سے دین ہی مقصود ہو مگر تبعًا دنیا بھی حاصل کی جائے تاکہ فراغت سے خدمت دین ہوسکے یہ ممنوع نہیں، کیونکہ اب دین مقصود ہے اور دنیا اس کا وسیلہ۔ فقیر عالم کا وعظ دلوں میں موثر نہیں ہوتا۔ حضرات خلفائے راشدین نے خلافت پر تنخواہیں لیں۔ جہاد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر فقط غنیمت کے لئے کرتا ہے تو برا اور اگر تبلیغ دین کے لئے ہے اور غنیمت وملک اس کا وسیلہ ہے تو اچھا ہے۔

۲ے یعنی اولاً اگرچہ ریاکاری کی سزا بھگت کر یا حضور کی شفاعت کے ذریعہ معافی ہوجائے گی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۲۲)

(39) سنن أبي داود، کتاب العلم، باب في القصص، الحديث: ۳۶۶۵، ج۳، ص۴۵۱.

مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی۔(40)

حدیث ۳۹: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قادر نہیں ہوں گے۔(41)

حدیث ۴۰: اللہ تعالٰی علم کو اس طرح نہیں قبض کریگا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کرلے، بلکہ علم کا قبض کرنا علما کے قبض کرنے سے ہوگا، جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے، وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔(42)

---

(40) المرجع السابق، باب التوقي في الفتيا، الحديث: ۳۶۵۷، ج ۳، ص ۴۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو شخص علماء کو چھوڑ کر جاہلوں سے مسئلہ پوچھے اور وہ غلط مسئلہ بتائیں تو پوچھنے والا بھی گنہگار ہوگا کہ یہ عالم کو چھوڑ کر اس کے پاس کیوں گیا نہ یہ پوچھتا نہ وہ غلط بتاتا اس صورت میں اُفتِیَ بمعنی اِستَفتیٰ ہے۔دوسرے یہ کہ جس شخص کو غلط فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتوے دینے والے پر ہے اس صورت میں پہلا اُفتِیَ مجہول ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ بے علم کو مسئلہ شرعی بیان کرنا سخت جرم ہے۔

۲۔یعنی اگر کوئی مسلمان کسی سے مشورہ حاصل کرے اور وہ دانستہ غلط مشورہ دے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ مشیر پکا خائن ہے خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، راز، عزت، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۳۳)

(41) سنن الترمذي، کتاب العلم، باب ماجاء في ذهاب العلم، الحديث: ۲۶۶۲، ج ۴، ص ۲۹۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔علم سے علم دین مراد ہے اور یہ واقعہ قیامت کے قریب ہوگا جب مال بڑھ جائے گا، علم دین گھٹ جائے گا بلکہ فنا ہو جائے گا کہ علماء وفات پا جائیں گے اور پیدا نہ ہوں گے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ صدہا سال بعد آنے والے واقعات کو بھی ملاحظہ فرما لیتی ہے، ان کے لئے معدوم موجود کھلی چھپی سب چیزیں یکساں ہیں۔کہ فرما رہے ہیں ھٰذَا اَوَانُ جیسے ہم خیال اور خواب میں اگلے پچھلی چیزیں شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔بادشاہ مصر نے آنے والے قحط کے سال گائے اور بالیوں کی شکل میں خواب دیکھے، انبیاء ان کے طفیل سے بعض اولیاء کی نگاہیں ہمارے خواب وخیال سے زیادہ تیز ہوتی ہیں۔مولانا فرماتے ہیں شعر

اے بلکہ قبل از زادنِ تو سالہا مرا ترا بینند بچندیں حالہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دوزخیوں کے وہ عذاب ملاحظہ فرما لیئے جو بعد قیامت ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۳۶)

(42) صحیح البخاري، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، الحديث: ۱۰۰، ج ۱، ص ۵۴.

←

حدیث ۴۱: بدتر سے بدتر برے علما ہیں اور بہتر سے بہتر اچھے علما ہیں۔ (43)
حدیث ۴۲: علم کی آفت نسیان ہے اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے۔ (44)
حدیث ۴۳: ابن سیرین نے فرمایا: یہ علم دین ہے، تمھیں دیکھنا چاہیے کہ کس سے اپنا دین لیتے ہو۔ (45)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث کا تتمہ ہے جس میں فرمایا گیا کہ قریب قیامت علم اُٹھ جائیگا، جہالت پھیل جائے گی، یعنی اس کے اٹھنے کا ذریعہ نہ ہوگا کہ لوگ پڑھا ہوا بھول جائیں گے، بلکہ علماء وفات پاتے رہیں گے اور بعد میں دوسرے علماء پیدا نہ ہوں گے جیسا کہ اب ہو رہا ہے کہ ایک خلقت انگریزی کے پیچھے پھر رہی ہے، دین رسول اللہ یتیم ہو کر رہ گیا۔ علم سے علم دین مراد ہے۔
۲۔ پیشوا سے مراد قاضی، مفتی، امام اور شیخ ہیں جن کے ذمے دینی کام ہوتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ دینی عہدے جاہل سنبھال لیں گے اور اپنی جہالت کا اظہار ناپسند کریں گے۔ مسئلہ پوچھنے پر یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں بلکہ بغیر علم گھڑ کر غلط مسئلے بتائیں گے اس کا انجام ظاہر ہے۔ بے علم طبیب مریض کی جان لیتا ہے اور جاہل مفتی اور خطیب ایمان برباد کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۲۰۴)

(43) سنن الدارمي، باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله، الحديث: ۳۷۰، ج۱، ص۱۱۶۔

(44) سنن الدارمي، باب مذاكرة العلم، الحديث: ۶۲۴، ج۱، ص۱۵۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سلیمان، کنیت ابو محمد اسدی ہیں، کوفی ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت انس بن مالک سے ملاقات کی ہے، تیرہ سو ۱۳۰۰ حدیثیں آپ سے منقول ہیں، ۷۰ سال جماعت کی تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھی، امام حسین کی شہادت کے دن پیدائش ہے، ۱۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کو سید المحدثین کہا جاتا ہے لیکن مائل برفض تھے۔ (اشعۃ اللمعات)
۲۔ یعنی جیسے مال وصحت بعض آفتوں سے برباد ہوجاتے ہیں ایسے ہی علم بھولنے سے برباد ہوجاتا ہے لہذا عالم کو چاہیئے کہ علم کا مشغلہ رکھے، کتب بینی چھوڑ نہ دے، حافظہ کمزور کرنے والی عادتوں اور چیزوں سے بچے۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ چھ چیزیں حافظہ کمزور کرتی ہیں۔ چوہے کا جوٹھا کھانا، جوں پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا، ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنا، علک گوند چبانا، کھٹا سیب کھانا، سیب کے چھلکے چبانا۔ (نوٹ) جو کوئی بعد نماز داہنا ہاتھ سر پر رکھ کر اکیس بار یاقوی پڑھ کر دم کرلیا کرے ان شاء اللہ اس کا حافظہ قوی ہوگا۔ خیال رہے کہ یہاں نااہل سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم کی باریکیاں سمجھ نہ سکیں یہ لوگ علم پڑھ کر دنیا میں فساد ہی پھیلائیں گے جیسا کہ آج مشاہدہ ہو رہا ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۲۵۵)

(45) مقدمة الكتاب للامام مسلم، باب بيان أن الاسناد من الدين... إلخ، ص۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام محمد ابن سیرین، کنیت ابوبکر ہے، شاندار تابعین میں سے ہیں، آپ کے والد سیرین حضرت انس کے آزاد کردہ غلام تھے، ←

....

❁❁❁❁❁

آپ بڑے عالم، فقیہ، علم تعبیر کے امام تھے، آپ کی عمر ۷۷ سال ہوئی ۱۱۰ھ میں وصال ہوا، بصرہ سے قریباً دس میل دور عشرہ میں خواجہ حسن بصری کے قبہ میں آپ کا مزار ہے، فقیر نے زیارت کی ہے۔

۲۔ یعنی علم شریعت علم دین جب بنے گا جب سکھانے والا استاد عالم دین ہوگا، بے دین عالم سے حاصل کیا ہوا علم بے دینی ہی دے گا، آج لوگ بے دینوں سے تفسیر و حدیث پڑھ کر بے دین ہو رہے ہیں، فرمان کے ساتھ فیضان ضروری ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۶۳)

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: اپنے بچہ کو قرآن وعلم پڑھنے پر مجبور کرسکتا ہے، یتیم بچہ کو اس چیز پر مار سکتا ہے جس پر اپنے بچہ کو مارتا ہے۔(1) کیونکہ اگر یتیم بچہ کو مطلق العنان (یعنی بالکل آزاد) چھوڑ دیا جائے تو علم وادب سے بالکل کورا رہ جائے گا اور عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے اور جب تک انھیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے، مگر مارنے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے ایسے ہی موقع پر فرمایا گیا:

(وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ)(2)

اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح۔

اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں، مگر وہ کلیہ ان کے پیش نظر بھی ہونا چاہیے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اسے بھی اتنی ہی سزا دیتے، بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچہ کی تربیت وتعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارنا محض غصہ اتارنے کے لیے ہے سدھارنا مقصود نہیں، ورنہ اپنے بچہ کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ ۲: عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے، لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے، نہ عالم سے آگے آگے چلے، نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے، عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاذ کا حق شاگرد پر ہے، عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی۔(3)

مسئلہ ۳: دینِ حق کی حمایت کے لیے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے اور اگر اس لیے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کر دے یا اس لیے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر ہو جائے یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے، مال ملے گا یا

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحدود، مطلب: فی تعزیر المتهم، ج۶، ص۱۲۵.

(2) پ۲، البقرة: ۲۲۰.

(3) الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۳.

لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوگی، یہ ناجائز ہے۔(4)

مسئلہ ۴: مناظرہ میں اگر مناظر طلب حق کے لیے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود نہیں مگر بے جا ضد اور ہٹ نہیں کرتا انصاف پسندی سے کام لیتا ہے جب تو اس کے ساتھ حیلہ کرنا جائز نہیں اور اگر محض اس کا مقصود ہی یہ ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کردے اور ہرا دے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بدمذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے مکر اور داؤں سے اپنے کو بچانا ہی چاہیے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی ترکیبیں کرسکتے ہیں۔(5)

مسئلہ ۵: منبر پر چڑھ کر وعظ ونصیحت کرنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر ووعظ سے مال وجاہ مقصود ہو تو یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔(6)

مسئلہ ۶: وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کردینا، مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا یا ان میں کچھ ایسی کمی کردینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں، جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لیے ایسی حرکتیں کرڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود انھیں باتوں میں آلودہ ہے، اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہیے اور اگر واعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ وتقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اثر اچھا پڑے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن وحدیث کے فوائد اور نکات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے۔(7)

مسئلہ ۷: معلم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے چٹائی کے لیے پیسے لاؤ۔ پیسے اکٹھے ہوئے، کچھ پیسوں کی چٹائیاں لایا اور کچھ خود رکھ لیے، جو اپنے کام میں صرف کریگا ایسا کرسکتا ہے کیونکہ بچوں کے باپ وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہوگا، وہ ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود اس رقم زائد کی تملیک ہے۔(8)

---

(4) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۵.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۸.

(6) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۵.

(7) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۷.

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۷.

مسئلہ ۸: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ تفاخر کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے، بلکہ محض تحدیثِ نعمت الٰہی کے لیے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔(9)

مسئلہ ۹: طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے، کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل ونقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے۔ طلب دنیا وطلب جاہ نہ ہو اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے، مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا، یہ نیتیں بھی اچھی ہیں اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: عالم و متعلّم (عالم وطالب علم) کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے، مثلاً اس سے عاریت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے، تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جو شخص علم میں بخل کریگا، تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مرجائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا۔(11)

مسئلہ ۱۱: عالم و متعلّم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے، یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے، پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے، وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھولے اب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہیے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے، کھانے پہننے، رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے، عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے، مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بی بی بچوں کا بھی حق ہے، سب کا حق پورا کرنا چاہیے۔

عالم و متعلّم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں، دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں، کتب بینی کرتے رہیں، کسی سے جھگڑا ہوجائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے۔(12)

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۷.

(10) المرجع السابق، ص۳۷۸.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۸.

(12) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: استاذ کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاذ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے، جب استاذ کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔(13)

مسئلہ ۱۳: نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم وجور ہے۔(14) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، پڑھ کر چھوڑ دیں گے، جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علما کو بدنام کریں گے۔

مسئلہ ۱۴: معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اس پر لازم ہیں۔

(1) تعلیم پر اُجرت لینا شرط نہ کرے، اگر کوئی خود کچھ دیدے تو لے لے، ورنہ کچھ نہ کہے۔

(2) باوضو رہے۔

(3) خیر خواہانہ تعلیم دے، توجہ کے ساتھ پڑھائے۔

(4) لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے، یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم۔

(5) بچوں کو زیادہ نہ مارے، مارنے میں حد سے تجاوز کریگا تو قیامت کے روز محاسبہ (یعنی حساب) دینا پڑے گا۔(15)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے نماز وغیرہ کے مسائل اس لیے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے بتائے گا اور دوسرے نے اس لیے سیکھے کہ ان پر خود عمل کریگا، پہلا شخص اس دوسرے سے افضل ہے۔(16) یعنی جبکہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کریگا اور تعلیم بھی دے گا یا یہ کہ محض تحصیل علم میں اول کو دوسرے پر فضیلت ہے، کیونکہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

(13) المرجع السابق، ص۳۷۸۔۳۷۹۔

(14) المرجع السابق، ص۳۷۹۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۹۔

(16) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۲۔

مسئلہ ۱۶: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے، کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔(18)

۞۞۞۞۞

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص ۶۷۲.

(18) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص ۶۷۲.

ریا و سمعہ کا بیان

ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ) (1)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو، اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔

اور ارشاد ہوا:

(فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾) (2)

جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔

اور فرماتا ہے:

(فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾

---

(1) پ ۳، البقرۃ ۲۶۴.
اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ منافق ریا کار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے نہ تھے۔

(2) پ ۱۶، الکھف ۱۱۰.
اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ شرک اکبر سے بھی بچے اور ریاء سے بھی جس کو شرک اصغر کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنۂ دجال سے محفوظ رکھے گا۔ یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کو پڑھے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿٧﴾ (3)

ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں، جو ریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

اور فرماتا ہے:

(فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿٢﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ) (4)

اللہ (عزوجل) کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اس کے لیے خالص کر، آگاہ ہو جاؤ کہ دین خالص اللہ (عزوجل) کے لیے ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿٣٨﴾) (5)

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ (عزوجل) پر ایمان لاتے ہیں اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو برا ساتھی ہوا۔

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں، بعض ذکر کی جاتی ہیں:

❁❁❁❁❁

---

(3) پ ۳۰، الماعون ۴۔ ۷۔

(4) پ ۲۳، الزمر ۲۔ ۳۔

(5) پ ۵، النسآء ۳۸۔

احادیث

حدیث ۱: ابن ماجہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کررہے تھے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ میں تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر خوف ہے؟ ہم نے کہا، ہاں یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم)، ارشاد فرمایا: وہ شرک خفی ہے، آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ یہ دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔(1)

حدیث ۲: امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔لوگوں نے عرض کی، شرک اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ریا ہے۔(2)

---

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۴۲۰۴، ج ۴، ص ۴۷۰.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۵۳۳۳، ج ۳، ص ۱۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دولت خانہ سے یا باہر سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے نماز کا وقت تھا یا ویسے ہی حضرات صحابہ کا مجمع تھا اور اتفاقا دجال کے خطرناک کا ہم لوگ تذکرہ کررہے تھے۔

۲۔ کیونکہ دجال کو تو کوئی شخص ہی پائے گا وہ بھی قیامت کے قریب پھر انسان اس سے بچ بھی سکے گا کہ نہ اس کے پاس جائے نہ اس کے پھندے میں پھنسے مگر ریا کاری کی مصیبت ہر شخص کو ہر وقت درپیش ہے اس لیے یہ آفت دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔

۳۔ یعنی اگر اکیلے میں نماز پڑھے تو تھوڑی اور ہلکی پڑھے مگر جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو نوافل بہت تعداد میں پڑھے اور خوب لمبے دراز پڑھے، یہ ہے وصف میں ریا جب یہ بھی شرک خفی ہوا تو اصل نماز میں ریا بہت ہی خطرناک ہے۔ہم ریا کی یہ دوقسمیں پہلے بیان کرچکے ہیں اور یہ بھی بتاچکے ہیں کہ اصل عبادت میں ریا زیادہ خطرناک ہے نماز کا ذکر مثلاً فرمایا ہر نیکی کا یہی حال ہے۔اس بیماری میں واعظین زیادہ مبتلا ہیں، اکثر ہر واعظ کا خیال یہ ہوتا ہے کہ میرا وعظ سب سے اچھا رہے لوگ خوب واہ واہ کہیں، بعض واعظین بغیر داد لیے وعظ نہیں کہہ سکتے۔اللہ تعالٰی اخلاص عطا فرمائے۔ریا والی عبادت گھنے ہوئے تخم کی طرح ہے جس سے پیداوار نہیں ہوتی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۷۲)

(2) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث محمود بن لبید، الحدیث: ۲۳۶۹۲، ج ۹، ص ۱۶۰.

بیہقی نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، ریا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے کام کرتے تھے، جا کر دیکھو کہ وہاں تمھیں کوئی بدلا اور خیر ملتا ہے۔(3)

حدیث ۳۳: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوسعید ابن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو اس دن میں جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں، تو ایک منادی ندا کریگا، جس نے کوئی کام اللہ (عزوجل) کے لیے کیا اور اس میں کسی کو شریک کرلیا وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔(4)

---

(3) شعب الایمان، باب في اخلاص العمل... إلخ، الحدیث: ۶۸۳۱، ج ۵، ص ۳۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ انصاری ہیں، اشہلی ہیں، آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے، امام مسلم نے آپ کو تابعی مانا ہے، امام بخاری آپ کو صحابی کہتے ہیں، امام بخاری کا قول قوی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف پانچ سال تھی۔ (مرقات، اشعہ امیر علی)

۲۔ علیکم میں خطاب یا تو حضرات صحابہ کرام سے ہے یا سارے مسلمانوں سے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر مؤمن کے لیے خطرات بہت ہیں مگر ریا کا خطرہ سب سے زیادہ خطرناک ہے کہ اس سے بچنا بہت مشکل، بڑے بڑے اس میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

۳۔ یہ پہلی وہ حدیث ہے جس میں ریا کو شرک اصغر فرمایا گیا ہے۔ مشرک اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے معبودوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے، ریاکار اپنی عبادات سے اپنے چھوٹے مقصودوں یعنی لوگوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے اس لیے ریاکار چھوٹے درجہ کا مشرک ہے اور اس کا یہ عمل چھوٹے درجہ کا شرک ہے، چونکہ ریاکار کا عقیدہ خراب نہیں ہوتا عمل و ارادہ خراب ہوتا ہے اور کھلے مشرک کا عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے اس لیے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا۔

۴۔ یعنی قیامت کے دن جب اعمال کے بدلے دیئے جانے کا وقت آوے گا تو ریاکار بھی مخلصین کے ساتھ جزا اعمال کا انتظار کریں گے تب ان سے کہا جاوے گا۔

۵۔ یعنی ان مخلصین کے ٹولہ سے الگ ہوجاؤ جنہیں خوش کرنے کے لیے تم اعمال کرتے تھے، ان سے اپنے اعمال کا بدلہ لو وہ ہی تم کو بدلہ دیں، یہ فرمان عالی انتہائی غضب کے اظہار کے لیے ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۷۳)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي سعید بن أبي فضالۃ، الحدیث: ۱۵۸۳۸، ج ۵، ص ۳۶۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام ہے، آپ انصاری حارثی ہیں، اہل مدینہ سے ہیں، مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں صرف ابوسعید ہے لوگ ابوسعید خدری سمجھے یہ غلط ہے۔

←

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے فرمایا: میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔(5) یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتا ہے: میں اس سے بَری ہوں، وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عمل کیا۔(6)

۲؎ یعنی قیامت کے دن ایک فرشتہ اللہ تعالٰی کی طرف سے اعلان فرمائے گا یہ اعلان تمام لوگوں کو سنانے کے لیے ہوگا۔

۳؎ یعنی جو کام رضائے الٰہی کے لیے کیے جاتے ہیں ان میں کسی بندے کے رضا کی نیت کرے۔ بندے سے مراد دنیا دار بندہ ہے اور ظاہر کرنا بھی اپنی ناموری کے لیے ہونا مراد ہے لہٰذا جو شخص اپنی عبادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی بھی نیت کرے یا جو کوئی مسلمانوں کو سکھانے کی نیت سے لوگوں کو اپنے اعمال دکھائے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریا صرف عبادات میں ہوتی ہے معاملات اور دوسرے دنیاوی کام تو دکھانے کے لیے ہی کیے جاتے ہیں ان میں ریا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لیے عمل کے ساتھ عملہ للہ فرمایا گیا۔

۴؎ یعنی آج اعمال کے بدلہ کا دن ہے دنیا میں جس کی رضا کے لیے عبادت کی تھی آج اسی سے جنت بھی مانگو یہ انتہائی سختی و ناراضی کا اظہار ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ریا کار کبھی بخشا ہی نہ جائے گا ہر مؤمن آخر کار بخشا جائے گا۔

۵؎ اس فرمان عالی کی دو شرحیں ابھی گزشتہ حدیث میں عرض کی جا چکی ہیں۔ شرکاء سے مراد دنیا کے شریک و حصہ دار ہیں یا مشرکین کے بت وغیرہ جنہیں وہ اللہ کے شریک جانتے تھے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۵۸)

(5) صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب من أشرک فی عملہ، الحدیث: ۴۶۔(۲۹۸۵)، ص۱۵۹۴.

(6) شعب الایمان، باب فی إخلاص العمل للہ... إلخ، الحدیث: ۶۸۱۵، ج۵، ص۳۲۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی دنیا والے اپنے حصہ داروں شریکوں سے راضی وخوش ہوتے ہیں کیونکہ وہ اکیلے اپنا کام نہیں کر سکتے مگر میں شریکوں سے پاک بے نیاز ہوں مجھے کسی شریک کی ضرورت نہیں۔ شرکاء سے مراد دنیا کے شریک ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے حصہ دار ہوتے ہیں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں روئے سخن مشرکین سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم لوگوں نے جن چیزوں کو میرا شریک ٹھہرایا ہے میں ان سے بے نیاز بھی ہوں بےزار بھی، بے نیاز کو شریک کی کیا ضرورت ہے۔

۲؎ یعنی جو شخص میری عبادات میں میرے ساتھ میرے بندوں کو بھی راضی کرنا چاہے خالص میرے لیے عبادت نہ کرے تو میں اس پر نظر کرم نہ کروں گا، اس سے فرماؤں گا کہ جاؤ انہیں سے ثواب لو جنہیں راضی کرنے کی تم نے نیت کی تھی۔ حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ عبادت میں جنت حاصل کرنے، دوزخ سے بچنے کی نیت کرنا بھی ایک قسم کا شرک ہے، اللہ کے بندے بنو جنت یا دوزخ کے بندے نہ بنو، اگر اللہ تعالٰی جنت دوزخ پیدا نہ کرتا تو کیا وہ عبادت کا مستحق نہ ہوتا۔

←

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی تمھاری صورتوں اور تمھارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا، وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔(7)

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں جندب یعنی ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو سنانے کے لیے کام کریگا، اللہ (عزوجل) اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا اور جو ریا کریگا اللہ تعالٰی اسے ریا کی سزا دے گا۔(8)

۳۔ یعنی جو شخص دوسروں کی رضا کے لیے ہی عبادت یا میری رضا کے لیے بھی کرے دوسروں کی رضا کے لیے بھی وہ عمل میرے لیے نہیں، انہیں دوسروں کے لیے ہے ان سے ہی ثواب لے۔ خیال رہے کہ عبادات میں اللہ تعالٰی کے ساتھ اس کے رسول کی رضا کی نیت ریا نہیں بلکہ عبادت کا کمال ہے کہ حضور کی رضا اللہ کی رضاء ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ" یہاں اہلِ دنیا مراد ہیں چودھری امیر یا عوام۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۵۶)

(7) صحیح مسلم، کتاب البر... إلخ، باب تحریم ظلم المسلم... إلخ، الحدیث: ۳۴۔(۲۵۶۴)، ص۱۳۸۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی تمہاری اچھی صورتیں جب سیرت سے خالی ہوں ظاہر باطن سے خالی ہوں، مال خیرات وصدقات سے خالی ہوں تو رب تعالٰی اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھتا۔ اے مسلمانوں صورت بھی اچھی بناؤ سیرت بھی اچھی لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں اعمال اچھے کرو اور صورت بھگوان داس کی سی بناؤ، یا مطلب یہ ہے کہ رب تعالٰی فقط صورت نہیں دیکھتا سیرت بھی دیکھتا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں دیکھنے سے مراد کرم ومحبت سے دیکھنا ہے، مطلب وہ ہی ہے کہ تمہارے دلوں عملوں کو بھی دیکھتا ہے۔ خیال رہے کہ کوئی شریف آدمی گندے برتن میں اچھا کھانا نہیں کھاتا، رب تعالٰی صورت بگاڑنے والوں کے اچھے اعمال سے بھی خوش نہیں ہوتا **من تشبہ بقوم فھو منھم**۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۵۵)

(8) صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۶۴۹۹، ج۴، ص۲۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جو کوئی عبادات لوگوں کے دکھلاوے سنانے کے لیے کرے گا تو اللہ تعالٰی دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کردے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ کہ لوگ اس کی عمل سن کر اس پر پھٹکار ہی کریں گے اس کی شرح ابھی کچھ آگے آرہی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے صدقات خیرات شہرت کے لیے اخباروں میں دیواروں پر لکھواتے ہیں، لوگ پڑھ پڑھ کر ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ اس شہرت کی کیا ضرورت تھی، بعض لوگ شہرت کے لیے اولاد کی شادیوں میں بہت خرچ کرتے ہیں مگر چو طرفہ سے ان پر وہ پھٹکار پڑتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس حدیث کا ظہور آج بھی ہورہا ہے (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۵۷)

حدیث ۷: طبرانی وحاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ریا کا ادنٰی مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں، جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں، وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔(9)

حدیث ۸: ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو قبر نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس روتا ہوا پایا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے کہا، ایک بات میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے سنی تھی، وہ مجھے رلاتی ہے۔ میں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کو یہ فرماتے سنا کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ (عزوجل) کے ولی سے دشمنی کرے، وہ اللہ (عزوجل) سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی نیکوں، پرہیزگاروں، چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے وہ کہ غائب ہوں تو ڈھونڈیں نہ جائیں، حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر غبار آلود تاریک سے نکل جاتے ہیں۔(10) یعنی

(9) المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم، الحدیث: ۵۴۳۱، ج ۴، ص ۳۰۶.

(10) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ... إلخ، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۴، ص ۳۵۱.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۵۳۲۸، ج ۳، ص ۱۳۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس زمانہ میں حجرہ شریف میں دروازہ تھا جس سے لوگ قبر انور تک پہنچ جاتے بہت عرصہ کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا اب قبر انور تک کوئی نہیں پہنچ سکتا آپ خاص قبر انور سے متصل بیٹھے ہوئے رو رہے تھے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے معاذ کیوں رو رہے ہو فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رلا رہا ہے یا کوئی اور تکلیف۔ معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھے تو ضرور وجہ پوچھے اگر ہو سکے تو اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے۔

۳۔ یعنی میں نے ایک نصیحت حضور سے سنی مگر اس پر عمل نہ کر سکا اپنی اس محرومی یا معذوری پر رو رہا ہوں۔

۴۔ علماء فرماتے ہیں کہ ریا کے بہت درجے ہیں کچھ درجے چھوٹی چیونٹی سے زیادہ باریک ہیں۔ انسان ان کو ریا نہیں سمجھتا مگر وہ ہے ریا، ان سے بچنا بہت مشکل ہے اس سے تو خاص لوگوں کا بچنا مشکل ہے عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے مجھے خطرہ ہے کہ میں بھی ریا کے کسی درجہ میں مبتلا ہوں۔

۵۔ یعنی میرے رونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں کی ایذا رب سے جنگ ہے اور اللہ کے اولیاء ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے، بہت دفعہ پڑوسیوں دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے، ممکن ہے کہ ←

مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔

حدیث ۹: امام بخاری نے ابوتمیمہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا، جندب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ان کو نصیحت کررہے تھے۔ انھوں نے کہا، تم نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا: جو

ان میں سے کوئی ولی اللہ ہو ان کی تکلیف میرے لیے مصیبت بن جاوے۔ حدیث قدسی میں ہے اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری میرے ولی میری قبا میں رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ (مرقات) خیال رہے کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں: تکوینی ولی اور تشریعی ولی۔ تکوینی ولی جو دنیا کے سیاہ سفید کے مالک ومختار بنادیے جاتے ہیں، ان کی تعداد مقرر ہے مگر تشریعی اولیاء اللہ تعداد میں جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں وہاں ان شاء اللہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے، اس ولی کو خود بھی خبر نہیں ہوتی کی میں ولی ہوں مگر ہوتا ہے ولی۔ اس کی بحث ان شاء اللہ مشکوٰۃ شریف آخری باب میں ہوگی۔

۶۔ غالبًا اس سے وہ ہی اولیاء تشریعی مراد ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اولیاء تکوینی بھی اسی میں داخل ہوں کہ اکثر ان میں سے چھپے ہوئے رہتے ہیں کم وہ حضرات ہیں جنہیں مخلوق پہچانتی ہے جیسے حضور غوث پاک یا خواجہ اجمیری یا داتا گنج بخش ہجویری وغیرہم۔ خیال رہے کہ نبوت کا اعلان ضروری ہے مگر ولایت کا اعلان ضروری نہیں، اکثر اعلان ولایت کرنے والے خالی ہوتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا شعر

ایں مدعیاں در طلبش بے خبر اند ۔۔۔ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد

علماء کے لیے اعلان ضروری ہے کہ یہ نائبین رسول ہیں، نبوت کا اعلان ضروری، اولیاء اللہ اکثر چھپے رہتے ہیں، علماء دین اسلام کی ظاہری پولیس ہیں، اکثر اولیاء اللہ خفیہ پولیس یہ حضرات بھی اپنے کو ولی نہیں کہتے۔ بعض اولیاء کے متعلق لوگوں کی زبان سے خواہ مخواہ ولی نکلتا ہے۔

۷۔ جیسے چراغ سے ہدایت ونور ملتا ہے ایسے ہی ان کے دلوں ان کی نگاہوں سے لوگوں کو نور ملتا ہے یہ حضرات حقانیت اسلام کی دلیلیں ہیں۔ حق دین وہ ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں انہیں کا راستہ صراط مستقیم ہے، رب فرماتا ہے: "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" اور فرماتا ہے: "وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"۔ اسی شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہے جس میں سبزہ پھول ہیں، سوکھی شاخ کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا وہ آگ کے لائق ہے، اسلام کی اسی شاخ کا تعلق حضور سے قائم ہے جس میں ولایت کے پھول ہوں۔

۸۔ یعنی یہ اولیاء اللہ تاریک گھروں غیر مشہور محلوں نامعلوم بستیوں سے پیدا ہوتے رہیں گے۔ شعر

خاک ساران جہاں را بحقارت منگر ۔۔۔ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

یا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات تاریک گردو غبار والے عقائد و اعمال وشبہات سے نکل جائیں گے کبھی اس میں پھنسیں گے نہیں۔ (مرقات) امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر عالم دین متقی ولی اللہ ہے اگر متقی عالم ولی نہ ہو تو کوئی ولی ہی نہیں۔ (مرقات) مشہور یہ ہے کہ جس سے روحانی فیوض جاری ہوں انہیں صوفیاء اولیاء کہا جاتا ہے، جن سے شرعی فیوض جاری ہوں انہیں علماء کہتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۶۷)

سنانے کے لیے عمل کریگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔ انھوں نے کہا، ہمیں وصیت کیجیے۔ فرمایا: سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑے گا، لہٰذا جس سے ہوسکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ کھائے، وہ یہی کرے اور جس سے ہوسکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔(11)

حدیث ۱۰: امام احمد نے شداد بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ

---

(11) صحیح البخاري، کتاب الاحکام، باب من شاق شق اللہ علیہ، الحدیث: ۷۱۵۲، ج۴، ص۴۵۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابوتمیمہ کا نام طریف ابن مجالد جہمی ہے، آپ تابعی ہیں، بصری ہیں، ۹۵ پچانوے میں آپ کی وفات ہے، صفوان ابن سلیم زہری بھی تابعی ہیں، حمید ابن عبدالرحمن ابن عوف کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ نے چالیس سال کروٹ زمین پر نہ لگائی۔ اصحاب سے مراد ان کے شاگرد ہیں۔ (مرقات)

۲۔ جندب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام شریف ہے، آپ مشہور صحابی ہیں، آپ ان حضرات کو ریا، شہرت سے بچنے کی نصیحت فرمارہے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۳۔ یعنی اے صحابی رسول اگر آپ نے ریاکاری شہرت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو ہم کو سنایئے۔

۴۔ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی کہ جو دنیا میں ریاکار شہرت پسند ہوگا رب تعالیٰ اسے قیامت میں رسواء عام فرمادے گا یعنی اسے شہرت تو دے گا مگر بدنامی کی۔

۵۔ یعنی جو اپنے نفس پر غیر ضروری مشقت ڈال لے گا جیسے رات کو نہ سونا، نکاح نہ کرنا، اچھا نہ کھانا، تارک الدنیا ہو کر رہنا وغیرہ یا جو دوسروں پر مشقت ڈالے گا کہ اپنے نوکروں ماتحتوں سے سخت بھاری کام لے گا تو قیامت میں اس پر عتاب الٰہی کا بوجھ و مشقت ڈالا جاوے گا۔

۶۔ یہ فرمان رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ! کیسا پیارا فرمان ہے۔ طب یونانی کہتی ہے کہ نوے فیصدی بیماریاں پیٹ سے پیدا ہوتی ہیں، طب ایمانی بھی کہتی ہے کہ نوے فیصدی گناہ پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں، حرام غذا صدہا بیماریوں کی جڑ ہے۔ گندا پیٹرول موٹر کی مشین کو خراب کرتا ہے، گندی حرام غذا انسان کی مشینری بگاڑ دیتی ہے لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اکل حلال صدق مقال ہو۔

۷۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا لپ بھر خون بھی ظلمًا بہائے گا کہ اسے ظلمًا قتل کرے یا ظلمًا زخمی کرے تو یہ ظلمًا خون اس کے اور جنت کے درمیان حائل ہوجائے گا کہ اسے جنت میں داخل نہ ہونے دے گا لہذا اس سے بچے رہو ایسا نہ ہو کہ حقیر سا گناہ تم کو ایسی عظیم نعمت سے محروم کردے۔ خیال رکھو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر جلا ڈالتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۲۶)

رکھا، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صدقہ دیا، اس نے شرک کیا۔(12)

حدیث ۱۱: امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ یہ روئے، کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنی تھی وہ یاد آگئی اس نے مجھے رلا دیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا: ہاں مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بت کو نہیں پوجیں گے، بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔(13)

---

(12) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس، الحدیث: ۱۷۱۴۰، ج۶، ص۸۱۔ ۸۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شرک دو قسم کا ہے: شرک جلی، شرک خفی۔ شرک جلی تو کھلم کھلا شرک و بت پرستی کرنا ہے۔ شرک خفی ریا کاری ہے، یوں کہو کہ شرک اعتقادی تو کھلا ہوا شرک ہے اور شرک عملی ریا کاری ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کل ماصدک عن اللہ فھو صنمک جو تمہیں اللہ سے روکے وہ ہی تمہارا بت ہے، نفس امارہ بھی بت ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں بھی ریا کاری ہوسکتی ہے، ہاں روزے میں ریا خالص نہیں ہوسکتی اسی لیے ارشاد ہے الصوم لی وانا اجزی بہ۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر لوگوں کے سامنے بہت کلیاں کرتے، سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں، کہتے پھرتے ہیں ہائے روزہ بہت لگا ہے بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ وغیرہ یہ بھی روزے کی ریاء ہے اور اس حدیث میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ ریاء کی دو قسمیں ہیں: ایک ریا اصل عمل میں، دوسری ریا وصف عمل میں۔ اصل عمل میں ریا یہ ہے کہ کوئی دیکھے تو یہ نماز پڑھ لے نہ دیکھے تو نماز پڑھے ہی نہیں۔ وصف عمل میں ریاء یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز خوب اچھی طرح پڑھے تنہائی میں معمولی طرح پڑھے، پہلی ریا بہت بری ہے دوسری ریاء پہلی سے کم۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

کلید در دوزخ است آں نماز | کہ در روئے مردم گزاری دراز

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۷، ص۱۰۷)

(13) المرجع السابق، الحدیث: ۱۷۱۲۰، ج۶، ص۷۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تخوف بنا ہے تخوف سے بمعنی بہت ہی ڈرنا۔ خوف عام ہے معمولی ڈر ہو یا سخت ڈر، تخوف خاص ہے بہت ڈر، یا تخوف وہ خوف ہے جس کی علامات ظاہر ہو چکی ہوں، خوف میں یہ قید نہیں یعنی میں اپنی امت پر بہت ہی ڈرتا ہوں۔ یا علامات ریا دیکھ کر ڈرتا ہوں۔ اس فرمان عالی میں الخفیہ شرک اور شہوت دونوں کی صفت۔ معنی یہ ہے کہ میں اپنی امت پر خفیہ شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں۔ خفیہ وہ شرک و شہوت ہے جو مجاہدہ و ریاضت کرنے والوں پر بھی ظاہر نہ ہو، وہ حضرات بھی اس سے دھوکا کھا جاویں صرف قوت قدسیہ والے ہی ←

حدیث ۱۲: امام احمد و مسلم و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالٰی اپنی نعمتیں دریافت کریگا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کریگا، ارشاد فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا، اللہ تعالٰی فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ لیا گیا، حکم ہوگا اس کو مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا، وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کریگا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، فرمائے گا: ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا، میں نے تیرے لیے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا، حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا، جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے، اس سے اپنی نعمتیں

اس کی خبر رکھ سکتے ہیں۔ (مرقات)

۲؎ سائل کو شبہ یہ ہوا کہ امت محمدیہ تو امت مرحومہ ہے یہ کبھی نہ بگڑے گی اس لیے یہ سوال کیا۔ بعدك سے مراد حضرات صحابہ کرام نہیں بلکہ بعد کی نسلیں ہیں، حضرات صحابہ کے ایمان و اخلاص کی گواہی قرآن مجید و احادیث نبویہ میں دی ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا"۔

۳؎ وثن ہر بت کو کہتے ہیں جس کی پوجا کی جاوے خواہ چاند سورج ہو، یا پتھر درخت وغیرہ یہاں خاص کے بعد عام کا ذکر ہے۔

۴؎ اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہے "فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا"۔ اس آیت میں شرک سے مراد یہ ہی ریاکاری ہے اسی کو حضور انور نے شرک فرمایا بالکل حق ہے۔

۵؎ یا تو روزہ رکھ لے گا یا رکھنے کی نیت کرے گا پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۶؎ اس طرح کہ اس نے روزہ رکھ لیا ہوگا کوئی اچھے کھانے کی دعوت آگئی یا کسی نے شربت سوڈا پیش کیا تو اس کھانے شربت کی وجہ سے روزہ توڑ دیا یا روزہ کی نیت تھی کہ آج روزہ رکھوں گا مگر یہ چیزیں دیکھیں ارادہ بدل دیا محض نفسانی لذت و خواہش کے لیے کہ ایسا مزہ دار کھانا کون چھوڑے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کھانا ہے عرض کیا گیا ہاں، فرمایا لاؤ ہم نے تو آج روزہ رکھ لیا تھا پھر کھانا ملاحظہ فرمایا کہ افطار فرمالینا خواہش نفس کے لیے نہ تھا بلکہ حکم شرعی بیان کرنے کے لیے تھا کہ نفل روزہ رکھ کر توڑ دینا جائز ہے اگرچہ قضا واجب ہوگی۔ حضرت ام ہانی کو حضور انور نے اپنا پس خوردہ پانی دیا آپ نے پی کر پوچھا کہ حضور میرا روزہ تھا فرمایا کوئی حرج نہیں، وہ روزہ توڑنا حضور کے تبرک سے برکت حاصل کرنے کے لیے تھا نہ کہ نفسانی خواہش سے لہذا احادیث سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۷۱)

دریافت فرمائے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، فرمائے گا: تو نے ان کے مقابل کیا کیا؟ عرض کریگا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے، مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا۔ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے سو کہہ لیا گیا، اس کے متعلق بھی حکم ہوگا موںھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(14)

حدیث ۱۳: بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگو جبُّ الحزن سے یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے، اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں، جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں۔(15)

حدیث ۱۴: طَبرانی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، نہ آخرت کا طالب ہے، اس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔(16)

حدیث ۱۵: حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے، جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔(17)

حدیث ۱۶: امام احمد و طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کس طرح شرک سے بچیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ.(18)

---

(14) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار، الحدیث: ۱۵۲۔(۱۹۰۵)، ص۱۰۵۵۔

(15) کنز العمال، کتاب الاخلاق، رقم: ۷۴۷۷، ج۳، ص۱۹۰۔

وسنن الترمذي، کتاب الزھد، باب ماجاء في الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۲۳۹۰، ج۴، ص۱۷۰۔

(16) المعجم الاوسط، باب العین، الحدیث: ۴۷۷۶، ج۳، ص۳۳۸۔

والترغیب والترھیب للمنذري، الترھیب من الریاء... إلخ، الحدیث: ۱۲، ج۱، ص۳۲۔

(17) نوادر الاصول في معرفۃ أحادیث الرسول، الاصل الرابع والسبعون والمئتان... إلخ، الحدیث: ۱۰۹۱، ص۶۷۲۔

(18) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي موسی الاشعري، الحدیث: ۱۹۶۲۵، ج۷، ص۱۴۶۔

الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اس سے استغفار کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

حدیث ۱۷: طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالٰی نے جنتیوں کے لیے سامان طیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔ پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔(19)

حدیث ۱۸: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس کی نیت طلبِ آخرت ہے اللہ تعالٰی اس کے دل میں غنا پیدا کر دے گا اور اس کی حاجتیں جمع کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالٰی فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے کاموں کو متفرق کر دے گا اور ملے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔(20)

---

(19) المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث:۱۹۹، ج۱۵، ص۸۵.

ومجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء في الریاء، الحدیث:۱۷۶۴۹، ج۱۰، ص۳۷۷.

(20) سنن الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ، باب:۹۵، الحدیث:۲۴۷۳، ج۴، ص۲۱۱.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث:۵۳۲۰، ج۳، ص۱۳۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ شمل جمع ہے شملۃ کی بمعنی حاجت یا عادت یعنی اخلاص والے کو رب تعالٰی دلی استغناء بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں یکجا جمع بھی فرما دیتا ہے کہ گھر بیٹھے اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں، ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا ضروریات اس کے پاس آتی ہیں۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جس جانور کو کیلے سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔ ←

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یہ فرمایئے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں)؟ فرمایا: یہ مومن کے لیے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔ (21)

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا)۔ ارشاد فرمایا: ابوہریرہ! تمھارے لیے دو ۲ ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔ (22)

یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں، عبادت خالصاً اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا، اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی برائی کے لیے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۲۔ دنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی یعنی دنیا اور دنیادار اس کے پاس خادم بن کر حاضری دیتے ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر دیکھا جا رہا ہے۔ شعر

اُن کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

۳۔ فقیری سے مراد ہے لوگوں کی محتاجی، ان کا حاجت مند رہنا ہے، ان کے دروازوں پر دھکے کھانا، انکی خوشامدیں کرنا۔

۴۔ یعنی اس کا دل پریشان رہے کبھی روٹی کے پیچھے دوڑے گا کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرے گا کبھی دیگر ضروریات کے لیے پریشان پھرے گا، اللہ اللہ کرنے کا وقت ہی نہ پائے گا یہ بھی تجربہ سے ثابت ہے۔

۵۔ یعنی اس کی ایسی دوڑ دھوپ سے اس کی دنیا میں اضافہ نہ ہوگا بلکہ اس کی پریشانیوں میں ہی اضافہ ہوگا، دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۷، ص۱۶۰)

(21) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ...الخ، باب إذا أثني علی الصالح...الخ، الحدیث: ۱۶۶۔(۲۶۴۲)، ص ۱۴۲۰۔

(22) سنن الترمذي، کتاب الزھد، باب عمل السر، الحدیث: ۲۳۹۱، ج ۴، ص ۱۷۱۔

وشرح السنۃ، کتاب الرقاق، باب من عمل للہ فحمد علیہ، الحدیث: ۴۰۳۶، ج ۷، ص ۳۴۶۔

بچائے۔(23) یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں، اس کو ریا و عجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے، مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

❁❁❁❁❁

(23) شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل... الخ، الحدیث: ۶۹۷۸، ج۵، ص۳۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی دنیاوی کمالات دولت، صحت، طاقت میں یوں ہی دینی کمالات علم، عبادت، ریاضت میں مشہور ہونا عوام کے لیے خطرناک ہی ہے کہ اس سے عموماً دل میں غرور تکبر پیدا ہوجاتے ہیں اس سے گمنامی اچھی چیز ہے۔

۲۔ یعنی ہاں بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ شہرت سے متکبر نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ نیک نامی و بدنامی اللہ کے قبضہ میں ہے اور لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں، انہیں زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگاتے دیر نہیں لگتی۔ حضور کے تحمل کا یہ حال ہے کہ

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است　　　خویشتن را عبدہ فرمودہ است

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۷، ص۱۶۵)

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: روزہ دار سے پوچھا، کیا تمہارا روزہ ہے؟ اسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں ہے، کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں، یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے، یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہوجاتا ہے یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔(1)

مسئلہ ۲: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے، بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدقِ نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جبکہ بعد میں معلوم ہوگیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا، وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا۔

اور کبھی شرائط صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کیے اور شرائط بھی پائے گئے، مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔

ریا کی دو صورتیں ہیں، کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن و خوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۷۰۰۔

(2) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۷۰۱۔

ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۴: روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے مونھ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: ریا کی طرح اُجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے بغرض ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں، اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں پھر میت کے لیے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا۔ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب، نہ میت کو بلکہ اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔ (5) ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔

بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اُجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہوجاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہوچکا، ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کے لیے۔

پنج آیت (6) پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا یہ زائد حصہ پنج آیت کا معاوضہ ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اُجرت نہ ملے تو جھگڑ (یعنی جھگڑا) کرلیتا ہے، اسی طرح یہ بھی لیتا ہے، لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا، وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک

---

(3) المرجع السابق

(4) المرجع السابق، ص۲۰۲۔

(5) المرجع السابق۔

(6) یعنی سورہ فاتحہ اور چاروں قل، جو فاتحہ میں پڑھتے ہیں۔

حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں، اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔

بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ وتقریر کا معاوضہ ہے۔

اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں، یہ مختصر بیان دین دار متبع شریعت کے لیے کافی ووافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کرسکتا ہے کہ کہاں عمل خیر کی اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ ۶: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموال تجارت بھی لے گیا، اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے، اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔(7)

---

(7) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۷۰۲.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دوسرے یہ کہ وعظ حمد ونعت سے ان کا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال، تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو اگرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صور اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جسے درمختار میں فرمایا: الوعظ لجمع المال من ضلالۃ الیھود والنصاری ۲؎۔ مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے۔

(۲؎ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۵۳)

یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اولیٰ کے قریب تر ہے جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لے جائے جسے لیس علیك جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم ۳؎ (تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی رزق حلال) تلاش کرو۔ت) فرمایا۔ (۳؎ القرآن الکریم ۲ / ۱۹۸)

لہذا فتوی اس کے جواز پر ہے۔ افتی بہ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالی کما فی الخانیۃ والھندیۃ وغیرھما والذی ذکرتہ توفیق بین القولین وباللہ التوفیق واللہ تعالی اعلم۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالی نے اس پر فتوی دیا ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خاں اور فتاوی عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے ←

مسئلہ ۷: فرائض میں ریا کو دخل نہیں۔(8) اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض میں ریا پایا ہی نہیں جاتا اس لیے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کرسکتا ہے، ہوسکتا ہے کہ فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا، اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوتو اس مداخلت کو اعتبار کرکے فرض کو ترک نہ کرے (یعنی فرائض کو نہ چھوڑے) بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

❁❁❁❁❁

اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے یہ دو قولوں کے درمیان موافقت پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۳۸۱، ۳۸۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۳.

زیارتِ (1) قبور کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ

---

(1) زیارت کے متعلق مسائل حصہ چہارم میں ذکر کیے گئے ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس جگہ چند مسائل یاد رکھو:(۱) تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ زیارت قبور سنت ہے کیونکہ اس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ اور دنیا سے بے توجہی حاصل ہوتی ہے۔(۲) زیارت قبور میں زائر کو بھی فائدے ہیں اور میت کو بھی۔ زائر کو ثواب آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی حاصل ہوتی ہے اور میت کو زائر سے اُنس اور اس کے ایصال ثواب سے نفع میسر ہوتا ہے۔(۳) یہ کہ زائر قبر پر پہنچ کر پہلے صاحب قبر کو سلام کرے، پھر قبر کی طرف منہ اور کعبہ کو پشت کر کے کھڑا ہو اور کچھ سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچائے۔(۴) یہ کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ انبیاء کرام خصوصًا حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد لینا جائز ہے، غیر انبیاء کی قبروں کے متعلق بعض ظاہر بین علماء نے اختلاف کیا، مگر محققین فقہا اور تمام صوفیاء فرماتے ہیں کہ اولیاء اور علماء کی قبور سے مدد لینا جائز ہے، قبور اولیاء سے تاقیامت دینی و دنیاوی فیوض جاری رہیں گے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لیے مجرب تریاق ہے، امام غزالی فرماتے ہیں کہ جن بزرگوں سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے ان سے بعد وفات بھی مدد مانگی جائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چار شخصوں کو دیکھا جو زندگی سے زیادہ اپنی قبروں سے دنیا میں تصرف کررہے ہیں، ان میں سے معروف کرخی اور حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی ہیں۔ سید احمد مرزوق فرماتے ہیں کہ زندے کی مدد سے مردے بزرگ کی مدد زیادہ قوی ہے، یہ تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ میت اپنے زائرین کو دیکھتی ہے اور ان کا کلام سنتی ہے، ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ بعد وفات روح کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اکیلی روح ایسے ایسے کام کردیتی ہے جو لاکھوں آدمی نہ کرسکیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق کی روح نے صدہا کافروں کو ایک آن میں تہ تیغ کردیا اور روح جنت میں رہتے ہوئے ہوئے مشرق ومغرب کو دیکھ لیتی ہے۔(۵) قبر کے سامنے بلا آڑ نماز پڑھنا حرام، ہاں بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانا یا وہاں نمازیں پڑھنا، برکت کے لیئے دعائیں مانگنا جائز ہے۔(۶) حق یہ ہے کہ قبر یعنی تعویذ قبر کو بوسہ نہ دے، نہ وہاں ناک یا پیشانی خاک پر رگڑے کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے، ہاں آستانہ بوسی اور چیز ہے۔(۷) جمعہ کے اول دن میں زیارت قبور بہت بہتر ہے۔ روایت میں ہے کہ اس دن میت کا علم وادراک اور توجہ الی الدنیا زیادہ ہوتی ہے۔(۸) وفات کے بعد سات روز تک برابر صدقہ وخیرات کیا جائے، اس پر تمام علماء متفق ہیں اور اس بارے میں صحیح احادیث بھی وارد ہیں۔(۹) بعض روایتوں میں ہے کہ ہر جمعہ کی شب میت کی روح اپنے گھروں میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے زندے میرے واسطے کچھ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔(از لمعات واشعۃ اللمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۹۸۴)

میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمھاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔(2)

(2) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل۔۔۔ الخ، الحدیث:۱۰۶۔(۹۷۷)،ص۴۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کا نام بریدہ ابن حصیب اسلمی ہے، مشہور صحابی ہیں، بدر سے پہلے ایمان لائے مگر بدر میں شریک نہ ہوسکے، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، مدنی ہیں مگر بعد میں بصرہ قیام کیا، آخر میں خراسان چلے گئے تھے، پھر یزید ابن معاویہ کی طرف سے مرو میں غازی ہوکر گئے، وہاں ۶۲ھ میں وفات پائی۔(اکمال ومرقاۃ)

۲۔ شروع اسلام میں زیارت قبور مسلمان مردوں عورتوں کو منع تھی کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے، اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبر پرستی شروع کردیں، جب ان میں اسلام راسخ ہوگیا تو یہ ممانعت منسوخ ہوگئی، جیسے جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن استعمال کرنا بھی ممنوع ہوگیا تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب یاد نہ کرلیں، جب لوگ ترک شراب کے عادی ہوگئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہوگئی۔

۳۔ یہ امر استحبابی ہے۔حق یہ ہے کہ اس حکم میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ انہیں بھی زیارت قبر کی اجازت دی گئی۔(لمعات، اشعہ ومرقات) لیکن اب عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے یعنی گھر سے زیارت قبور کے لیئے نہ نکلیں سوائے روضہ اطہر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کو نہ جائیں، ہاں اگر کہیں جارہی ہوں اور راستہ میں قبر واقع ہو تو زیارت کرلیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عبدالرحمان کی قبر کی زیارت کی اور اگر کسی گھر میں ہی اتفاقًا قبر واقع ہو تو زیارت کرسکتی ہیں۔حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف تھی جہاں آپ مجاورہ منتظمہ تھیں۔خیال رہے کہ زُوْرُوْا مطلق امر ہے لہذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لیئے سفر بھی جائز ہے۔جب ہسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کرکے جاسکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کرکے جاسکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہوسکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ زُوْرُوْا مطلق ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ نہ چھوڑا بلکہ جب موقعہ ملا تو بت نکال دیئے۔آج بھی نکاح میں لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کیئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت۔نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ۔نکاح و زیارت قبور دونوں کے لیئے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔یہ دونوں مسائل شامی نے جلد اول باب زیارت قبور میں بہت تفصیل سے بیان فرمائے۔

۴۔ یعنی شروع اسلام میں مسلمانوں پر غربت اور افلاس کا غلبہ تھا اس لیے قربانی کرنے والوں کو حکم تھا کہ جس قدر گوشت تم تین دن کے اندر کھاسکو وہ کھالو باقی غرباء میں خیرات کردو، پھر جب مسلمانوں کو رب نے مال عام دیا اور عام مسلمان قربانی کرنے لگے تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اب چاہے سال بھر تک قربانی کا گوشت کھاؤ۔

←

حدیث ۲: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو، کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاددلاتی ہے۔(3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.(4)

---

۵ یعنی جب شراب حرام ہوئی تو اندیشہ تھا کہ مسلمان شراب کے برتن دیکھ کر پھر شراب نوشی شروع کر دیں گے اس لیے اس کے برتنوں میں پانی، دودھ یا شراب زلال جسے نبیذ کہتے ہیں پینا حرام کر دیا گیا، پھر جب مسلمان شراب بھول گئے تب اس کے برتنوں کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔اس حدیث میں تین چیزوں کی حرمت منسوخ کی گئی۔فتویٰ اس پر ہے کہ پتلی نشہ والی چیز مطلقاً حرام ہے نشہ دے یا نہ دے لہذا جو، جوار اور کھجور وغیرہ کی شرابیں ایک قطرہ پینا بھی حرام ہے، امام اعظم کا یہ ہی آخری قول ہے۔جمی ہوئی نشہ آور چیزیں اگر نشہ دیں حرام یا انہیں طرب کے لیے کھانا حرام ہے ورنہ حلال۔چنانچہ افیون، بھنگ اور چرس وغیرہ دواء استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ نشہ نہ دیں۔اس کی مکمل بحث ان شاء اللہ کتاب الاشربہ میں ہوگی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۸۴)

(3) سنن ابن ماجہ، کتاب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، الحدیث:۱۵۷۱، ج ۲، ص ۲۵۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ممانعت زیارت قبور منسوخ ہے اب اس کی اجازت ہے۔حق یہ ہے کہ اس اجازت میں مرد وعورت سب ہی داخل ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا۔اب عورتوں کو اس سے روکنا دوسری وجہ سے ہے۔زیارت قبور سے دل بیدار ہوتا ہے، نفس مرتا ہے اور امراء وسلاطین کی ملاقاتوں سے دل غافل ہوتا ہے، نفس موٹا پڑتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۹۱)

(4) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور...الخ، الحدیث:۱۰۴۔(۹۷۵)، ص ۴۸۵۔

وسنن ابن ماجہ، کتاب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فیما یقال اذا دخل المقابر، الحدیث:۱۵۴۷، ج ۲، ص ۲۴۰۔

ترجمہ: اے قبرستان والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ عزوجل ہم تم سے آملیں گے، ہم اللہ عزوجل سے اپنے لئے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جا کر پہلے سلام کرنا پھر یہ عرض کرنا سنت ہے، اس کے بعد اہل قبور کو ایصال ثواب کیا جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ مردے باہر والوں کو دیکھتے پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا کیونکہ جو سنتا نہ ہو ←

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم مدینہ میں قبور کے پاس گزرے تو اودھر کو مونھ کرلیا اور یہ فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ.(5)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم) آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ.(6)

یا سلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا جائز نہیں، دیکھو سونے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کرسکتے۔

۲۔ یہ ان شاء اللہ یا تو برکت کے لیے یا ایمان پر موت کے لیے یعنی اگر رب نے چاہا تو ہمارا خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا اور ہم تم سے ملیں گے، کفار کے پاس نہ جائیں گے ورنہ موت تو یقیناً آنی ہے وہاں ان شاء اللہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

۳۔ عوام مسلمین کی قبروں پر بعد سلام یہ الفاظ کہے جائیں، اولیاء اللہ کے مزارات پر یوں عرض کرے "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" اور شہداء کے مزارات پر یوں عرض کرے "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ"۔ (عالمگیری)

• یہاں دیار سے مراد قبور ہیں کیونکہ قبریں میتوں کے گھر ہیں اور قبرستان ان کا شہر۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۹۸۶)

(5) سنن الترمذي، کتاب الجنائز، باب مایقول الرجل إذا دخل المقابر، الحدیث: ۱۰۵۵، ج۲، ص۳۲۹۔

ترجمہ: اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی قبور کی طرف منہ کرکے اور قبلہ کو پشت کرکے کھڑے ہوئے، زیارت قبر کے وقت اسی طرح کھڑا ہونا چاہیے۔ (مرقاۃ) قبر کو چومنا ممنوع ہے، البتہ عالمگیری و مرقات میں اس جگہ ہے کہ والدین کی قبریں چومنا جائز ہے۔

۲۔ یعنی ہم سے آگے تم چلے گئے، تمہارے پیچھے ہم بھی آرہے ہیں۔ متقدمین کو سلف کہتے ہیں متاخرین کو خلف۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۹۸۷)

(6) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور... إلخ، الحدیث: ۱۰۲۔ (۹۷۴)، ص۴۸۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آخری شب میں بقیع یعنی قبرستان مدینہ کی زیارت فرماتے تھے، اپنی باری کا ذکر اس لیے فرماتی ہیں کہ آپ کے علم میں یہ ہی آیا۔ عربی میں بقیع درخت والے میدان کو کہتے ہیں۔ غرقد ایک خاص درخت کا ←

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کریگا، اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا۔(7)

حدیث ۷: خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مُردہ اسے پہچانتا ہے اور

نام ہے چونکہ اس میدان میں پہلے غرقد کے درخت تھے اسی لیئے اس جگہ کا نام بقیع الغرقد ہوگیا۔

۲۔ یعنی تمہارا وعدۂ موت پورا ہو چکا اور تم کو موت آچکی، اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا، ہماری ابھی موت بھی باقی ہے اور اجر وثواب بھی۔ اس صورت میں یہ دو جملے ہیں یا معنے یہ ہیں کہ جس اجر وثواب کا تم سے وعدہ تھا وہ عنقریب یعنی کل قیامت میں تمہیں ملنے والا ہے، اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے اَتَاکُم ماضی بمعنی مستقبل ہے، پہلے معنے زیادہ موزوں ہیں۔

۳۔ یعنی وفات پاکر تم تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم بقیع میں دفن ہونے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بقیع میں نہیں اپنے گھر شریف میں واقع ہوئی۔

۴۔ اس دعا کی وجہ سے بعض مؤمن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تا کہ اس خصوصی دعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔ دعا یہ ہے کہ الٰہی تمام بقیع والے مدفونوں کی مغفرت فرما۔ رب تعالیٰ اس پاک سرزمین میں دفن ہونا نصیب کرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۸۸)

(7) شعب الایمان، باب في برالوالدین، فصل في حفظ حق الوالدین بعد موتھما، الحدیث: ۷۹۰۱، ج ۶، ص ۲۰۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی محمد ابن نعمان اگرچہ تابعی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی مگر انہوں نے صحابی کے ذریعہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی لہذا حدیث مرسل ہے۔

۲۔ یہاں جمعہ سے مراد یا تو جمعہ کا دن ہے یا پورا ہفتہ۔ بہتر ہے کہ ہر جمعہ کے دن والدین کی قبور کی زیارت کیا کرے، اگر وہاں حاضری میسر نہ ہو جیسے کہ یہ فقیر اب پاکستان میں ہے اور میرے والدین کی قبریں ہندوستان میں تو ہر جمعہ کو ان کے لیئے ایصال ثواب کیا کرے۔

۳۔ یعنی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنے والا گویا اب بھی انکی خدمت کر رہا ہے۔ جو ثواب ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنے کا ہے وہ ہی ثواب ان کی وفات کے بعد ان کی قبور کی زیارت کا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ والدین کی وفات کے بعد تین کام کرو: ایک یہ کہ ہر جمعہ کو ان کی قبروں کی زیارت کرو، ان کے لیئے دعاء ختم وغیرہ پڑھو۔ دوسرے یہ کہ ان کے قرض ادا کرو، ان کے وعدے پورے کرو۔ تیسرے یہ کہ والد کے دوستوں اور والدہ کی سہیلیوں کو اپنا باپ وماں سمجھو اور ان کی خدمت کرو، ان کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۹۰)

اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔(8)

حدیث ۸: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف فرما ہیں (یعنی روضہ اطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اوتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لیے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم! میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔(9)

❁❁❁❁❁

---

(8) تاریخ بغداد، رقم ۳۱۷۵، ج۶، ص ۱۳۵۔

(9) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۲۵۷۱۸، ج۱۰، ص ۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب تک میرے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق مدفون رہے تب تک تو میں سر کھولے یا ڈھکے ہر طرح حجرے شریف میں چلی جاتی تھی کیونکہ نہ خاوند سے حجاب ہوتا ہے نہ والد سے۔

۲۔ جب سے حضرت عمر میرے حجرے میں دفن ہوگئے تب سے میں بغیر چادر اوڑھے اور پردہ کا پورا اہتمام کیئے بغیر حجرے شریف میں نہ گئی، حضرت عمر سے شرم و حیا کرتی ہوں۔اس حدیث سے بہت مسائل معلوم ہوسکتے ہیں:ایک یہ کہ میت کا بعد وفات بھی احترام چاہیئے۔فقہاء فرماتے ہیں کہ میت کا ایسا ہی احترام کرے جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا۔دوسرے یہ کہ بزرگوں کی قبور کا بھی احترام اور ان سے بھی شرم وحیا چاہیئے۔تیسرے یہ کہ میت قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتا اور انہیں جانتا پہچانتا ہے،دیکھو حضرت عمر سے عائشہ صدیقہ ان کی وفات کے بعد شرم وحیاء فرمارہی ہیں،اگر آپ باہر کی کوئی چیز نہ دیکھتے تو اس حیاء فرمانے کے کیا معنی۔چوتھے یہ کہ قبر کی مٹی تختے وغیرہ تو میت کی آنکھوں کے لیئے حجاب نہیں بن سکتے مگر زائر کے جسم کا لباس ان کے لیئے آڑ ہے،لہذا میت کو زائر ننگا نہیں دکھائی دیتا ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ کا چادر اوڑھ کر وہاں جانے کے کیا معنے تھے،یہ قانون قدرت ہے۔لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب حضرت عمر قبر کے اندر سے زائر کو دیکھ رہے ہیں تو زائر کے کپڑوں کے اندر کا جسم بھی انہیں نظر آرہا ہے۔پانچویں یہ کہ بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا رہنا درست ہے،حضرت عائشہ صدیقہ روضہ اطہر کی مجاورہ تھیں۔چھٹے یہ کہ عورت بھی مجاورہ ہوسکتی ہے مگر باپردہ اور حیا کے ساتھ۔ساتویں یہ کہ مجاورہ عورت کو قبر کی زیارت کی اجازت ہے کیونکہ وہ وہاں ہی رہتی ہے۔(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۹۹۳)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: زیارت قبور جائز و مسنون ہے۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اوران کے لیے دعا کرتے۔(1) اور یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔(2)

مسئلہ ۲: جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔(3)

مسئلہ ۳: قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے، اللہ تعالٰی میت کی قبر میں نُور پیدا کریگا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا، اب قبرستان کو جائے راستہ میں لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہنچے جوتیاں اوتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف مونھ اور اس کے بعد یہ کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ بِالْاَثَرِ. اور سورہ فاتحہ وآیۃ الکرسی و سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ و اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھے، سورہ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔(4)

مسئلہ ۴: چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، دوشنبہ (پیر)، پنج شنبہ (جمعرات)، جمعہ، ہفتہ، جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنج شنبہ کو دن کے اول وقت میں اور بعض علما نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے، متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے، مثلاً شب براءت، شب قدر، اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے۔(5)

مسئلہ ۵: قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا

---

(1) انظر: الدر المنثور للسیوطي، سورۃ الرعد، تحت الآیۃ: ۲۴، ج ۴، ص ۶۴۰۔ ۶۴۱۔

(2) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبيصلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل... إلخ، الحدیث: ۱۰۶۔ (۹۷۷)، ص ۴۸۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس عشر في زیارۃ القبور، ج ۵، ص ۳۵۰۔

(4) المرجع السابق۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس عشر في زیارۃ القبور، ج ۵، ص ۳۵۰۔

گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا، تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی مِلک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی مِلک نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہیے کہ صدقہ کردے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کردے تو کرسکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۶: بزرگانِ دین اولیا وصالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظرِ عوام میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں ان کے برکات حاصل کریں۔(7)

❁❁❁❁❁

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر، ج۲، ص ۴۷۳۔ ۴۷۴۔

(7) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۹۔

مزار پر چادر چڑھانا

بُزرگانِ دین اور اولیاء وصالحین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِین کے مزاراتِ طیبات پر غِلاف (یعنی چادر) ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحِب مزار کی وَقعت (یعنی عزّت وعظمت) عوام کی نظر میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں، ان کے بَرَکات حاصل کریں۔ (رَدُّ المُحتار ج۹ ص۵۹۹)

توجہ رہے ردالمحتار کے مصنف کا پورا نام محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی متوفی 1252ھ ہے اور آپ اعلیٰ حضرت سے پہلے کے بزرگ ہیں۔

ایصالِ ثواب

مسئلہ ۱: ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے، زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ (1) اور شرح عقائد نسفی (2) میں اس کا بیان موجود

---

(1) انظر: الھدایۃ، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج۱، ص۱۷۸۔

(2) انظر: شرح العقائد النسفیۃ، مبحث دعاء الاحیاء للاموات... إلخ، ص۱۷۲۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اس باب میں قول فیصل اور اجماع کلام یہ ہے کہ مسلمان مُردوں کو ثواب پہنچانا اور اجر ہدیہ کرنا ایک پسندیدہ اور شریعت میں مندوب امر ہے جس پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے ــــ اس عمل کو درست قرار دینے اور اس کی رغبت دلانے سے متعلق حضور سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں ــــ جن میں سے کچھ احادیث امام علامہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں امام علامہ فخر الدین زیلعی نے نصب الرایہ میں امام علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں فاضل علامہ علی قاری نے مسلک متقسط میں اور دوسرے حضرات نے دوسری کتابوں میں بیان فرمائی ہیں ــــ اس عمل کا انکار وہی کرے گا جو بے وقوف جاہل یا گمراہ صاحب باطل ہو ــــ اس زمانہ کے بدمذہبوں میں معتزلیت کا چھپا ہوا خون جوش میں آگیا ہے معتزلہ کی نیابت اور خصوصی وکالت کے پردے میں ایصالِ ثواب کے منکر ہیں اور خود اہلسنت کے اجماع قطعی کے مخالف ہیں۔ پھر احادیث کثیرہ کی شہادت اور جمہور ائمہ کے جزم اور تصحیح سے ثابت ہے کہ ثواب پہنچانا قربتِ مالی سے خاص نہیں بلکہ مالی و بدنی دونوں کو عام ہے ــــ یہی ائمہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اسی پر بہت سے محققین شافعیہ بھی ہیں اور اسی پر جمہور ہیں۔

اور یہی صحیح، راجح اور نصرت یافتہ مسلک ہے۔ پھر بدنی و مالی دونوں کو جمع کرنا اس طرح کہ قرآن بھی پڑھیں، صدقہ بھی کریں، اور دونوں کا ثواب مسلمانوں کو پہنچائیں، یہ حسن کو حسن اور مندوب کو مندوب کے ساتھ یکجا کرنا ہی تو ہے، ہرگز ان دونوں میں کوئی منافات نہیں، جیسے نماز کے اندر مصحف دیکھ کر تلاوت کرنے میں ہے، نہ ہی شریعت میں اس جمع سے منع وارد ہے جیسے رکوع و سجود میں قراءت قرآن سے متعلق ہے، پھر اس کو ممنوع ٹھہرانا عقل کے دائرے سے قدم باہر لانا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی در احیاء العلوم فرماید اذا لم یحرم الآحاد فمن این یحرم المجموع ا؟ وھمدر انست ان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا ۲۔ (ا۔ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد مکتبہ ومطبعہ المشہد الحسینی قاہرہ ۲ / ۲۷۳) (۲۔ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد مکتبہ ومطبعہ المشہد الحسینی قاہرہ ۲ / ۲۷۳)

←

ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔
حضرت سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کوآں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (3) معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔
اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کرچکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہوگئے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: جب الگ الگ افراد حرام نہیں تو مجموعہ کہاں سے حرام ہوجائے گا!___ اور اسی میں ہے: جب مباحات کے افراد مجتمع ہوں تو مجموعہ بھی مباح ہی ہوگا (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۵۷۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) سنن أبي داود، کتاب الزکاۃ، باب في فضل سقي الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ج ۲، ص ۱۸۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عبدالرحمن تابعی ہیں، ثقہ ہیں، قاضی مدینہ منورہ ہیں، ان کی احادیث مضطرب ہوتی ہیں، ان کے والد کا نام عمرو ابن حصین ہے یا ثعلبہ ابن عمرو ابن حصین وہ صحابی ہیں۔ (اشعہ و مرقات) ان کی والدہ کا نام معلوم نہ ہوسکا مگر وہ صحابیہ نہیں تابعیہ ہیں۔
۲۔ یعنی شام کے وقت لونڈی یا غلام آزاد کرنا چاہا مگر کہا کہ صبح آزاد کروں گی رات میں اچانک فوت ہوگئیں، اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ نیکی میں جلدی کرے دیر نہ لگائے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ"۔
۳۔ یعنی میں نے حضرت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق سے مسئلہ پوچھا کہ اگر اب ان کی طرف سے میں غلام آزاد کردوں تو کیا انہیں ثواب ملے گا۔
۴۔ حضرت قاسم نے مسئلہ نہ بتایا بلکہ مسئلہ کی دلیل بتادی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے صدقہ و خیرات و نفل نماز کا ثواب کسی کو بخشنا جائز ہے یوں ہی غلام لونڈی آزاد کرکے اس کا ثواب بخش دینا بھی جائز ہے اور یہ ثواب میت کو ضرور پہنچتا ہے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۱۸)

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہلِ حاجت کو چنے، بتاسے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصالِ ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب براءت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دس ۱۰ دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں (یعنی سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی

ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحابِ کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُدولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ (4) بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ ۲: عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب وخیر وبرکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ (5) ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو وخرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

❁❁❁❁❁

(4) یعنی کسی ولی یا بزرگ کی فاتحہ کا کھانا، جو عرس کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔

(5) انظر: الدرالمنثور للسیوطی، سورۃ الرعد، تحت الآیۃ ۲۴، ج ۴، ص ۶۴۰۔ ۶۴۱۔

مجالسِ خیر

مسئلہ ۱: میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے۔ اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) کے فضائل و معجزات وسیر وحالات حیاۃ ورضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں، ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے، جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں، اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں، اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہوجاتے، اسی طرح ذکر پاک کے لیے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے، مٹھائی بانٹنا بروصلہ ہے، جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کردے گا، یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا، بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی۔ اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو، تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اس کو ضروری جانتا ہوگا۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھتے ہیں علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے۔ کھڑے ہوکر صلاۃ وسلام پڑھنا بھی جائز ہے۔

بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہ وسلَّم) اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں، مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ ۲: مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں، موضوعات اور گڑھے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں، کہ بجائے خیر وبرکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ ۴: یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے

اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے، لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ ۵: خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے، کہ وہ حضرات مقتدایان اہلِ اسلام ہیں، ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لیے مشعل ہدایت ہیں اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔

مسئلہ ۶: رجب کی ۲۶ و ۲۷ کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضایقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ ۷: عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں، ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ و اقربا و رفقا اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع کا نام بھی نہ آنے دیا، مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہیے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

مسئلہ ۸: تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح بنتی ہے (یعنی ایک قسم کا تعزیہ جو گنبد نما ہوتا ہے) اور علم اور شدے (یعنی جھنڈے یا اور جھنڈے نما نشان) نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درختِ کی شاخیں کاٹی جاتیں ہیں، کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علَم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔

تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ

اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک (یعنی قاصد، پیغام رساں) بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اوس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقہ (یعنی پانی بھر کر لانے والا) بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علَم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علَم دار ہیں کہ فُرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں یہ سب لغو خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے اِحیائے دین وسنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور(1) بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی ایسی بری حرکت، اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہلِ بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں یہ واقعہ تمھارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشہ بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے، سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ(2) پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں

---

(1) ایک قسم کا بندر جس کا منہ کالا اور دُم لمبی ہوتی ہے، یہ عام بندر سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

میت پر چلا کر رونا جزع فزع کرنا حرام سخت حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اثنتان فی الناس هما بهم کفر فی النسب والنیاحة. رواہ مسلم ؎ عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه و رواہ ابن حبان والحاکم ←

غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہل بیتِ کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ اکثر

وزاد اشق الجیب. لوگوں میں دو یا تین کفر ہیں کسی کے نسب پر طعنہ اور میت پر نوحہ۔ (امام مسلم نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا، ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے مگر حاکم نے یہ اضافہ اور گریبان پھاڑنا۔(ت)

(۲؎ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۸)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند المصیبۃ. رواہ البزار ۳؎ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح.

دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے، نعمت کے وقت باجا اور مصیبت کے وقت چلانا (محدث بزار نے اس کو صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ت)

(۳؎ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الجنائز باب ماجاء فی النوح موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۳۷۷)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیمۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب رواہ مسلم ۱؎ عن ابی مالک الاشعری.

چلا کر رونے والی جب اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن کھڑی کی جائے گی یوں کہ اس کے بدن پر گندھک کا کرتا ہوگا اور کھجلی کا دوپٹہ۔ (امام مسلم نے اسے ابومالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الوعید للنائحۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۳)

اور ایک روایت میں ہے: قطع اللہ ثیابا من قطران ودرعا من لھب النار. رواہ ابن ماجۃ عنہ ۲؎۔ اللہ تعالٰی اسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کا دوپٹہ اڑھائے گا۔ (ابن ماجہ نے اس کو ابومالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت) (۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز، باب فی النہی عن النیاحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۴)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ھٰؤلاء النوائح یجعلن یوم القیمۃ صفین فی جھنم صف عن یمینھم وصف عن یسارھم فینبحن علی اھل النار کما تنبح الکلاب. رواہ الطبرانی ۳؎ فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ.

یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنم میں دو صفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے داہنے بائیں وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتیاں بھونکتی ہیں۔ (امام طبرانی نے اس کو الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ت)

(۳؎ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۵۲۲۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۱۱۰) ←

مرثیہ(3) رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرّا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سنّی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ ۹: اظہارِ غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ (عزوجل) اور رسول صلَّی اللہ تعالٰی

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا برئ ممن حلق وسلق وخرق۔ رواہ الشیخان[۱] عن ابی موسی الاشعری رحمہ اللہ تعالی۔

میں بیزار ہوں اس سے جو بھدرا کرے اور چلا کر روئے اور گریبان چاک کرے (بخاری و مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ تعالٰی کے حوالہ سے اسے روایت کیا۔ت) ([۱] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۰)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ اویرحم وان المیت یعذّب ببکاء اھلہ علیہ۔ روایاہ عن ابن عمر[۲] رضی اللہ تعالی عنھما۔

ارے سنتے نہیں ہو بیشک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرے نہ دل کے غم پر (اور زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ہاں اس پر عذاب ہے۔ یا رحم فرمائے اور بیشک مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے اس پر نوحہ کرنے سے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ت)

([۲] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۴)

عالمگیری میں جامع المضمرات سے ہے:

النوح العالی لایجوز والبکاء مع رقۃ القلب لاباس بہ[۳]۔

بلند آواز سے رونا اور بین کرنا (اسلام میں) جائز نہیں لیکن بغیر آواز کے رونا اور آنسو بہانا ممنوع نہیں۔ (ت)

([۳] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصلٰوۃ الفصل السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۶۷)

درمختار میں ہے:

لا تصح الاجارۃ لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاھی[۴]۔

گناہوں پر اجارہ (مزدوری کرنا) درست نہیں، گانا بجانا رونا پیٹنا یہ افعال گناہ ہیں، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

([۴] درمختار کتاب الاجارہ فاسدہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۷۹) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۴۸۲، ۴۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) یعنی وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کے مصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔

علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ ۱۰: تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں یہ ناجائز ہے، کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے، یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انھیں فائدہ بھی پہنچے، مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

آدابِ سفر (1) کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم غزوہ تبوک کو پنجشنبہ کے روز (یعنی جمعرات کے دن) روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانہ ہونا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کو پسند تھا۔ (2)

---

(1) سفر کے متعلق بہت سی باتیں حصہ ششم میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔

(2) صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب من اراد غزوۃ... إلخ، الحدیث: ۲۹۵۰، ج ۲، ص ۲۹۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ وہ ہی کعب ابن مالک ہیں جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوسکے تھے جس پر آپ کا بائیکاٹ کیا گیا تھا، پھر سورۂ توبہ میں آپ کی توبہ قبول ہونے بائیکاٹ کھلوانے کا ذکر ہے، بڑی ہی شان کے مالک ہیں اللہ تعالٰی نے آپ کو صادقین میں سے فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو حکم دیا "کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ"۔

۲۔ تبوک غیر منصرف ہے علمیۃ اور وزن فعل کی وجہ سے۔ بوك سے بنا ہے بمعنی پانی کا جوش مارنا لکڑی وغیرہ رہنے کی وجہ سے، شام کے ایک شہر کا نام تبوک ہے۔ یہ فقیر تبوک کے اوپر سے ہوائی جہاز سے گزرا، مدینہ منورہ سے خیبر ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک ہے، اس زمانہ میں مدینہ منورہ سے تبوک ایک ماہ کے فاصلہ پر تھا، غزوہ تبوک ۹ھ میں ہوا اور یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے۔ (از مرقات) فقیر نے خیبر کی زیارات کی ہیں اب حجاز کی سرحد مقام مان تک ہے، مان تبوک سے تقریبًا دو سو میل ہے اور مان سے مقام عمان تین سو میل ہے، عمان اردن کا دار الخلافہ ہے، عمان سے ۹۸ میل بیت المقدس ہے جسے اب قدس کہتے ہیں بیت المقدس فلسطین میں ہے۔

۳۔ یا تو سفر جہاد کے لیے جمعرات پسند فرماتے تھے یا ہر سفر کے لیے۔ خیال رہے کہ چند وجوہ سے جمعرات کو سفر کے لیے پسند فرمایا گیا: ایک یہ کہ جمعرات مبارک دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ عملی حج کی ابتداء اس دن سے ہو۔ دوسرے یہ کہ جمعرات ہفتہ کا آخری دن ہے۔ تیسرے یہ کہ جمعرات جمعہ کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ جمعرات کو عربی میں خمیس کہتے ہیں تو اس دن روانگی میں نیک فال ہے۔ پانچویں یہ کہ جمعرات کو خمیس کہتے ہیں جو خمس بمعنی پانچ سے بنا ہے اور غنیمت سے اللہ رسول کے لیے خمس ہی نکالا جاتا ہے اللہ تعالٰی خمیس کی برکت سے خمس والی غنیمت عطا فرمائے۔ خیال رہے کہ سفر کے لیے ہفتہ، سوموار اور جمعرات نہایت ہی مبارک ہیں جو کوئی ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے سفر کو نکل جائے ان شاء اللہ کامیاب اور بامراد واپس ہوگا۔ (از مرقات و اشعہ مع زیادۃ) مگر خیال رہے کہ اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت منحوس نہیں ہاں بعض دن بابرکت ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۷۸۶)

حدیث ۲: ترمذی و ابوداود نے صَخْر بن وَدَاعَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: الٰہی! تو میری امت کے لیے صبح میں برکت دے اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم) جب سریہ یا لشکر بھیجتے تو صبح کے وقت میں بھیجتے اور صَخْر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے، یہ اپنی تجارت کا مال صبح کو بھیجتے، یہ صاحب ثروت ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔(3)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔(4)

---

(3) سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، الحديث:۲۶۰۶، ج۳، ص۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام صخر ابن عمرو ابن عبداللہ ابن کعب ازدی ہے، آپ صحابی ہیں، طائف میں قیام رہا، شمار اہل حجاز سے ہے۔(مرقات اشعہ)

۲۔ یعنی میری امت کے تمام ان دینی و دنیاوی کاموں میں برکت دے جو وہ صبح سویرے کیا کرے جیسے سفر طلب علم تجارت وغیرہ۔

۳۔ یعنی حضور کی دعا دہ تھی جو ابھی بیان ہوئی اور عمل یہ تھا لہذا حضور کے دعا وعمل سے یہ وقت برکت والا ہے۔

۴۔ یعنی صحابہ کا تجربہ بھی اس کے متعلق ہوچکا ہے کہ وہ حضرات اس سنت پر عمل کی برکت سے بہت فائدے اٹھا چکے ہیں۔فقیر نے بھی تجربہ کیا کہ صبح سویرے کاموں میں بہت برکت ہے۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو طالب علم مغرب وعشاء کے دوران اور فجر کے وقت محنت کرے پھر عالم نہ بنے تو تعجب ہے اور جو طالب علم ان دو وقتوں میں محنت نہ کرے اور عالم بن جاوے تو بھی حیرت ہے۔

۵۔ ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابوہریرہ روایت کی الٰہی میری امت کے جمعرات کے دن صبح کے وقت کے کاموں میں برکت دے۔(مرقات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۸۰۲)

(4) صحيح البخاري، کتاب الجهاد، باب السير وحده، الحديث:۲۹۹۸، ج۲، ص۳۰۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دینی و دنیاوی دونوں نقصان۔دینی نقصان تو یہ کہ اکیلا آدمی سفر میں جماعت نہیں کرسکتا۔دنیاوی نقصان یہ کہ اکیلے میں وحشت بھی ہوتی ہے،سفر کے ضروریات بھی پورے نہیں ہوتے، بیماری میں تو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے، اگر موت واقع ہوجائے تو کوئی وطن میں خبر پہنچانے والا بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ یعنی اگر اکیلے سفر کرنے کے نقصانات کما حقہ معلوم ہوں تو پیدل تو کیا سوار بھی اکیلے سفر کرنے کی جرات نہ کرے لہذا اس میں پیدل کو اکیلے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔خیال رہے کہ اُس زمانہ میں راستے پر امن نہ تھے اکیلے سفر نہایت خطرناک تھا اب ریل ہوائی جہاز موٹروں کی وجہ سے وہ خطرے نہیں ہیں لہذا اب احکام نرم ہوں گے، نیز رات کا اکیلے سفر اس زمانہ میں زیادہ خطرناک تھا وہاں یہ مثل مشہور تھی اللیل اخفی بالویل اس لیے خصوصیت سے رات ہی میں سفر کا ذکر ہوا(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۷۸۷)

حدیث ۴: امام مالک و ترمذی و ابو داود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔(5)

حدیث ۵: ابو داود نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنالیں۔(6)

حدیث ۶: بیہقی نے سَہل بن سَعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے، جو شخص خدمت میں سبقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔(7)

---

(5) سنن الترمذي، کتاب الجهاد، باب ماجاء في کراهية أن يسافر الرجل وحده، الحديث: ۱۶۸۰، ج ۳، ص ۲۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جنگل میں اکیلا مسافر آفات کے نرغہ میں ہوتا ہے، نماز باجماعت سے محروم ہے، ضرورت کے وقت اسے مددگار کوئی نہ ملے گا، بلاؤں آفتوں کے خطرے میں ہے خصوصًا اس زمانہ پاک میں جب کہ راستے پرخطر تھے اب اس امن کے زمانہ میں بھی ریل کے ڈبہ میں اکیلے سفر کرنے والے چلتی ٹرین میں لٹ گئے حتی کہ حکومت نے انٹر کلاس کی زنانہ سواریوں کو اجازت دی کہ وہ رات میں اپنی تھرڈ کلاس کی سہیلی کو اپنے ساتھ انٹر میں بٹھا سکتی ہیں سرکار کے فرمان ہمیشہ ہی مفید ہیں۔

۲۔ یعنی دو مسافر بھی آفات کے خطرے میں ہیں کہ اگر ایک بیمار ہوجائے تو دوسرا بے یار و مددگار رہ جائے۔

۳۔ یعنی تین مسافر ہیں جنہیں صحیح معنی میں قافلہ کہا جاوے۔ رکب اسم جمع ہے جیسے نفر اور رہط اور صحب اس لیے ارشاد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ (رحمت) ہے۔ اس فرمان عالی میں بھی بڑی حکمتیں ہیں سفر میں کسی کی رضا قضا واقع ہوجائے تو باقی اور دو آسانی سے اسے سنبھال سکتے ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۰۴)

(6) سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، الحديث: ۲۶۰۸، ج ۳، ص ۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر مسافر تین یا زیادہ ہوں تو انتظام قائم رکھنے کے لیے اپنے میں سے ایک افضل اور تجربہ کار کو اپنا سردار بنائیں جو ہر چیز کا انتظام رکھے اور باقی ساتھی اس کے مشورہ پر عمل کریں اس میں برکت بھی ہوگی اور سفر میں آسانی بھی اس سردار کو چاہیے کہ اپنے کو ان ساتھیوں کا حاکم نہ سمجھے بلکہ خادم تصور کرے، نماز بھی وہ ہی پڑھائے جیسا کہ بزاز نے بروایت حضرت ابوہریرہ مرفوعًا روایت کی کہ جب تم چند آدمی سفر کرو تم میں سے بڑا قاری (عالم) تمہاری امامت کرے اور جب وہ تمہاری امامت کرے تو وہ ہی تمہارا امیر و سردار ہے۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۰۵)

(7) شعب الايمان، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ۸۴۰۷، ج ۶، ص ۳۳۴.

حدیث ۷: صحیح بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے، لہٰذا جب کام پورا کرلے جلدی گھر کو واپس ہو۔(8)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔آپ کے حالات بارہا بیان ہوچکے ہیں کہ آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام سہل رکھا،آپ ساعدی ہیں،انصاری مدنی ہیں،خود بھی صحابی ہیں خود آپ کے والد سعد بھی صحابی ہیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ سولہ سالہ تھے پھر کافی عمر پائی،۹۱ اکیانوے ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی،آپ مدینہ پاک کے آخری صحابی ہیں،آپ کی وفات پر مدینہ پاک صحابہ سے خالی ہوگیا۔(اشعہ)

۲۔اس فرمان عالی کی دو شرحیں ہوسکتی ہیں:ایک یہ کہ سفر میں جو اپنے ساتھی مسافروں کا امیر بنے وہ ان کا حاکم نہ بنے بلکہ خادم بنے کہ اپنے آرام پر اپنے ساتھیوں کے آرام کو مقدم رکھے اور ان کی ظاہری واندرونی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے اس صورت میں یہ خبر بمعنی امر ہے۔دوسرے یہ کہ سفر میں جو اپنے ساتھیوں کی خدمت کرے وہ اگرچہ بظاہر معمولی ہے مگر درحقیقت ان سب کا سردار ہے شرف خدمت سے ہے نہ کہ فقط نام سے۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ ایک سفر میں حضرت عبداللہ مروزی کے ساتھ ابوعلی نے سفر کیا حضرت عبداللہ امیر سفر بنے تو آپ اکثر ابوعلی کا سامان بھی اپنی پشت پر اٹھاتے بارش ہوئی تو ابوعلی پر کمبل تان کر کھڑے ہوگئے پوچھا گیا کہ یہ کیا فرمایا کہ امیر سفر کے یہ ہی فرائض منصبی ہیں یہ ہے اس حدیث پاک پر عمل۔

۳۔یعنی سفر جہاد وغیرہ میں جو شخص اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتا رہے گا وہ ان سب نمازیوں وغیرہم سے بڑھ جاوے گا ان لوگوں کا کوئی عمل اس خدمت سے نہیں بڑھ سکتا ہاں جو ان میں سے راہ خدا میں شہید ہوجائے گا وہ شہادت اس خدمت سے بڑھ جائے گی۔یہ فرمان عالی عقل کے بھی بالکل مطابق ہے کیونکہ اس سفر میں یہ خدمت کرنے والا نماز وغیرہ سارے کام دوسروں کی طرح کرے گا مگر خدمت یہ کرے گا دوسرے نہ کریں گے تو اس کا عمل زیادہ ہوا لہٰذا اس کا درجہ وثواب بھی زیادہ ہونا چاہیے۔

۴۔اس حدیث کو حاکم نے اپنی تاریخ میں ابن ماجہ نے حضرت ابوقتادہ سے خطیب نے حضرت ابن عباس سے بھی روایت کیا۔(مرقات)
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۵،ص۸۱۹)

(8) صحیح مسلم،کتاب الامارۃ،باب السفر قطعۃ من العذاب...إلخ،الحدیث:۱۷۹۔(۱۹۲۷)،ص۱۰۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہاں عذاب سے مراد تکلیف وہ ہے نہ کہ سزا کیونکہ بعض سفر تو ثواب ہیں جیسے سفر جہاد،سفر حج،سفر طلب علم وغیرہ مگر یہ سارے سفر تکلیف دہ ضرور ہیں جن میں وہ تکالیف ہوتی ہیں جو آگے مذکور ہیں۔

۲۔یعنی عموماً سفر میں انسان وقت پر کھانے،وقت پر سونے،وقت پر باجماعت نماز گھر کی طرح نہیں کرسکتا۔چنانچہ اب بھی یہ دیکھا جاتا ہے اگرچہ اب ریل،بس،ہوائی جہازوں کے سفر میں بڑی آسانیاں ہوچکی ہیں۔ ←

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات میں منزل پر اترو تو راستہ سے بچ کر ٹھہرو، کہ وہ جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔(9)

حدیث ۹: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ یعنی جب سواری رکی ہوئی ہو تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے سواریوں کو تمھارے لیے اس لیے مسخر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے ایسے شہروں کو پہنچو، جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمھارے لیے زمین کو اللہ تعالٰی نے بنایا ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو یعنی باتیں

۳۔ نہمہ کے معنی ہیں بلوغ الہمۃ اور وجہہ سے مراد اپنی سفر کی جہت ہے یعنی جس طرف سفر کر کے گیا تھا تو جس مقصد کے لیے گیا تھا سفر میں وہ مقصد پورا ہو جائے۔(مرقات)

۴۔ تاکہ نماز کی جماعتیں حقوق کی ادائیگی اچھی طرح سے ہوسکیں، بعض علماء نے فرمایا کہ دنیاوی سفروں کے لیے یہ فرمان ہے۔ سفر حج و سفر جہاد وغیرہ کا یہ حکم نہیں مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ میں جتنی حاضری نصیب ہو جائے بہتر ہے اسی لیے یہاں نہمتہ فرمایا۔ نہمہ کہتے ہیں دنیاوی ضرورت و حاجت کو، فقیر اس کو ترجیح دیتا ہے، حاکم و بیہقی نے بروایت حضرت عائشہ بجائے نہمتہ کے حجہ روایت کی یعنی حج سے فارغ ہو کر جلد لوٹو جیسا کہ مرقات میں ہے مگر مدینہ آخر مدینہ ہی ہے وہ تو ہر مؤمن کا دیس ہے پردیس ہے ہی نہیں جیسا سکون قلب اداء عبادات میں وہاں میسر ہوتا ہے گھر میں میسر نہیں ہوتا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵،ص ۴۹۳)

(9) المرجع السابق، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب... إلخ، الحدیث: ۱۷۸۔(۱۹۲۶)، ص ۱۰۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۴۔ معرستم بنا ہے تعریس سے، عربی میں تعریس کے معنی ہیں مسافر کا آخری رات میں آرام کرنا، یہاں بطریق تجربہ مطلقاً رات میں آرام کرنا مراد ہے اول رات میں ہو یا آخر رات میں جیسا کہ آئندہ وجہ بیان فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے۔ یہ احکام استحبابی ہیں بطور مشورہ۔

۵۔ دواب سے مراد مسافروں کے جانور ہیں، ھوام سے مراد زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ بہر حال راستے اور گزرگاہ میں اترنا ٹھہرنا تکلیف دہ بھی ہے خطرناک بھی۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ تعریس سے مراد مطلقاً اترنا ہے رات میں ہو یا دوپہری میں۔

۶۔ نقی نون، قاف، ی بمعنی ہڈی کی مینگ یعنی اس سے پہلے سفر ختم کر کے گھر پہنچ جاؤ کہ جانوروں کی ہڈی کی مینگ ختم ہو جائے اور دبلے ہو کر تھک رہیں۔ بعض شارحین نے نقب ب سے روایت کی ہے بمعنی اونٹ کے پاؤں کا ہلکا ہو جانا یعنی ان کا پاؤں ہلکا پڑ جانے سے پہلے گھر پہنچ جاؤ جب بھی مطلب وہ ہی ہے، بعض لوگوں نے نقب بمعنی راستہ کہا مگر یہ غلط ہے کہ پھر مطلب ہی کچھ نہیں بنتا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵،ص ۴۹۱)

کرنی ہوں تو زمین پر اتر کر کرو۔(10)

حدیث ۱۰: ابو داود نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ لوگ جب منزل میں اُترتے تو متفرق ٹھہرتے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا متفرق ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کے بعد صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جب کسی منزل میں اُترتے تو مل کر ٹھہرتے۔(11)

---

(10) سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، الحديث: ۲۵۶۷، ج ۳، ص ۳۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی بلا ضرورت انہیں کھڑا کر کے ان پر سوار رہو اور لوگوں سے بات چیت تجارت وغیرہ کرتے رہو اس میں جانور کو بلا وجہ تکلیف دینا ہے یہ کام نیچے اتر کر کرو ان پر صرف سفر کرو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ پر قیام فرما کر عرفات شریف میں خطبہ دینا یا حجاج کا عرفات میں اونٹ پر قیام کرنا ضرورۃً ہے۔

۲۔ یہاں بلا ضرورت سوار رہنے سے ممانعت ہے لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہو جب جانور بہت دراز سفر کر کے آیا ہو تھکا ہوا ہو یا جب بوجہ قحط سالی کے جانور دبلے اور کمزور ہوں اور اجازت اس صورت میں ہو کہ جانور قوی اور تازہ دم ہوں۔ واللہ اعلم!

۳۔ یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے اور سب کے لیے بعض حالات میں حکم وجوبی ہے اور بعض حالات میں استحبابی ہے جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۰ ۸)

(11) المرجع السابق، باب ما یؤمر من انضمام العسکر وسعته، الحديث: ۲۶۲۸، ج ۳، ص ۵۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کا نام جرہم ہے، کنیت ابو ثعلبہ مگر آپ کنیت میں مشہور ہیں، آپ بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو اپنی قوم خشن کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا، آپ کی تبلیغ سے وہ سب لوگ مسلمان ہوگئے پھر آپ نے شام میں قیام اختیار کیا، ۷۵ھ میں انتقال کیا۔ (اشعہ) مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ ۵۵ھ میں حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی رضی اللہ عنہما۔ (مرقات واشعہ)

۲۔ شعاب جمع ہے شعب کی بمعنی گھاٹی یا پہاڑی راستہ یعنی حضرات صحابہ کرام دوران سفر میں جب کبھی عارضی قیام فرماتے تھے تو متفرق ہو کر کچھ حضرات کہیں کچھ کہیں۔

۳۔ یعنی تمہارے اس طرح بکھرنے سے شیطان کو موقع ملتا ہے کہ کفار سے تم پر چڑھائی کرادے کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ یہ لوگ متفرق ہیں ان پر اچانک ٹوٹ پڑو یہ ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکیں گے اس طرح الگ الگ اترنا خطرناک ہے۔ انما ذلکم تاکید کے لیے ہے جیسے جسمانی دوری خطرناک ہے ایسے ہی دلی دوری بھی شیطانی اثر سے ہوتی ہے اور سخت خطرناک رب تعالیٰ مسلمانوں میں تنظیم اور یکجہتی نصیب کرے۔

←

حدیث ۱۱: ابو داود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: رات میں چلنے کو لازم کرلو (یعنی فقط دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے کچھ حصہ میں بھی چلا کرو) کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔(12) یعنی رات میں چلنے سے راستہ جلد طے ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲: ابو داود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب ہم منزل میں اُترتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔(13)

حدیث ۱۳: ترمذی و ابو داود نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پیدل تشریف لے جارہے تھے۔ ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٰالہٖ وسلَّم) سوار ہوجایئے اور خود پیچھے سرکا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: یوں نہیں، جانور کی صدر جگہ بیٹھنے میں تمہارا حق ہے مگر جبکہ یہ حق تم مجھے دیدو۔ انھوں نے کہا میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٰالہٖ وسلَّم) کو دیا۔ حضور (صلَّی

۴؎ سبحان اللہ! حضور نے مسلمانوں کے صرف جسموں کو یکجا نہ فرمایا بلکہ ان کے دلوں کو بھی یکجا کردیا مسلمان یک دل اور یک جان ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ مسافر منزل پر اکٹھے رہیں اس میں بہت فائدے ہیں۔ ہر ایک ایک دوسرے سے خبردار رہتا ہے تعاون کرسکتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۸۰۸)

(12) المرجع السابق، باب في الدلجۃ، الحدیث: ۲۵۷۱، ج۳، ص۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اب بھی اہل عرب رات میں سفر زیادہ کرتے ہیں، سمندری جہاز رات میں تیز چلائے جاتے ہیں، تمام حجاج سے بعد نماز عشاء کہہ دیا جاتا ہے کہ اب آرام کرو جیسا کہ ہم نے تجربہ کیا۔ دلجہ رات کی اندھیری کو کہتے ہیں اسی سے ہے ادلاج۔

۲؎ اس طرح کہ رات کا مسافر یہ ہی سمجھتا ہے کہ ابھی میں نے سفر کیا ہے مگر ہوجاتا ہے زیادہ۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رات میں بھی سفر کیا کرو صرف دن کے سفر پر قناعت نہ کیا کرو، بعض احادیث میں ہے کہ اول دن اور اول رات میں سفر کرو۔(اشعہ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۸۰۳)

(13) المرجع السابق، باب في نزول المنازل، الحدیث: ۲۵۵۱، ج۳، ص۳۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی ہم نفلی عبادت پر اس کام کو مقدم رکھتے تھے کہ پہلے اونٹوں پر سے کجاوے وغیرہ اتارتے تھے تاکہ وہ ہلکے ہوجاویں پھر منزل پر نوافل وغیرہ ادا کرتے تھے اس میں اونٹوں کو راحت ہوتی تھی اور ان حضرات کو بے فکری ہوجاتی تھی جس سے نماز اطمینان سے ہوتی تھی اس ایک عمل میں بہت سی حکمتیں۔ سفر میں یہ ہی چاہیے خواہ سفر جہاد ہو یا سفر حج یا اور کوئی سفر۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۸۱۱)

اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) سوار ہو گئے۔ (14)

حدیث ۱۴: ابن عساکر نے ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لیے کچھ ہدیہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔ (15)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم اپنے اہل کے پاس سفر سے رات میں نہیں تشریف لاتے، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) صبح کو آتے یا شام کو۔ (16)

---

(14) سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب رب الدابة أحق بصدرها، الحديث ۲۵۷۲، ج ۳، ص ۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ پتہ نہ چلا کہ یہ کون سا سفر تھا بہرحال کوئی سفر ہو حضور انور اس میں پیدل تھے اس اعرابی نے چاہا کہ حضور کو آگے سوار کریں خود پیچھے بیٹھیں ادب کے لیے۔

۲۔ گردن سے قریب کا حصہ سینہ کہلاتا ہے اس فرمان عالی میں یہ تعلیم دی گئی کہ اگر ایک جانور پر دو شخص سوار ہوں تو آگے جانور کا مالک بیٹھے پیچھے دوسرا آدمی۔

۳۔ چونکہ جانور کا سینہ مالک کا اپنا حق ہے وہ چاہے جسے دے اس لیے حضور انور اس کی اجازت کے بعد آگے سوار ہوئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۱۲)

(15) کنز العمال، کتاب السفر، رقم ۱۷۵۰۲، ج ۶، ص ۳۰۱.

(16) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الطروق وھوالدخول لیلا... إلخ، الحدیث: ۱۸۰۔(۱۹۲۸)، ص ۱۰۶۴.

وصحیح البخاري، کتاب العمرۃ، باب الدخول بالعشی، الحدیث ۱۸۰۰، ج ۱، ص ۵۹۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ بغیر اطلاع اچانک رات میں مسافر کا گھر پہنچنا گھر والوں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور اس زمانہ میں خبر رسانی کے ذرائع بہت محدود تھے اب تو خط، تار، ٹیلی فون وغیرہ سے خبر دی جاسکتی ہے۔ یطرق بنا ہے طرق سے بمعنی دروازہ بجانا کواڑ کھڑکانا، چونکہ رات میں آنے پر اس کھڑکانے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے رات میں آنے والے مسافر کو طارق کہتے ہیں ستارہ کو بھی طارق کہا جاتا ہے کہ وہ رات میں ہی چمکتا ہے۔ (مرقات)

۲۔ صبح صادق سے زوال تک کا وقت غدوہ ہے اور زوال سے سورج ڈوبنے تک کا وقت عشیہ یعنی حضور کی مدینہ منورہ میں آمد یا صبح کے وقت ہوتی تھی یا بعد ظہر۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۹۶)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کسی کے غائب ہونے کا زمانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے۔(17)

دوسری روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے ان سے فرمایا: اگر رات میں مدینہ میں داخل ہوئے تو بی بی کے پاس نہ جانا، جب تک وہ بناؤ سنگار کرکے آراستہ نہ ہوجائے۔(18)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے لیے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔(19)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ساتھ سفر میں تھا، جب ہم مدینہ میں آگئے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے مجھ سے فرمایا: مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔(20)

❁❁❁❁❁

(17) صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب لایطرق أهله لیلا...إلخ، الحدیث: ۵۲۴۴، ج۳، ص۴۷۵.

(18) المرجع السابق، باب طلب الولد، الحدیث: ۵۲۴۶، ج۳، ص۴۷۶.

(19) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتین في المسجد...إلخ، الحدیث: ۷۴۔(۷۱۶)، ص۳۶۱.

دسنن الدارمي، کتاب الصلاة، باب في صلاة الرجل إذا قدم من سفره، الحدیث: ۱۵۲۰، ج۱، ص۴۲۸.

(20) صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب الصلاة إذا قدم من سفر، الحدیث: ۳۰۸۷، ج۲، ص۳۳۶.

مسائل فقہیہ

عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔(1)

(۹) یہ ظاہر الروایۃ ہے۔مگر علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مناسک صفحہ 57 پر لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ایک دن کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔فتنہ وفساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتویٰ دینا چاہیے۔

(انظر: ردالمحتار، کتاب الحج، ج ۳،ص ۵۳۳) بہار شریعت جلد اول، حصہ 4، نماز مسافر کا بیان، صفحہ 752 پر ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔اور اسی حصہ 4 پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا۔لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہے۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

عورت اگر چہ عفیفہ یا ضعیفہ ہو اسے بے شوہر یا محرم سفر کو جانا حرام ہے، یہ عفیفہ ہے تو جن سے اس پر اندیشہ ہے وہ تو عفیف نہیں، اور یہ ضعیفہ ہے تو سفر خصوصاً حج میں اور زیادہ محتاج محرم ہے کہ جہاز یا اونٹ پر چڑھانے اتارنے کے لیے ضعیفہ کو دوسرے شخص کی زیادہ حاجت ہے۔ ہاں اگر چلی جائے گی گنہ گار ہوگی، ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا، مگر حج ہوجائے گا کہ معیت محرم شرط صحت حج نہیں، رہی واپسی اگر اس کا شوہر یا محرم اس کے ساتھ حج کو جاسکتا ہے تو یہی مناسب ہے۔اس صورت میں واپسی کرنا مناسب نہیں، اگر زوج یا محرم کوئی نہیں یا ہے مگر حج کو نہیں جاسکتا تو اگر ابھی مدت سفر تک نہیں گئی ہے واپسی لازم ہے، اور اگر مدت سفر تک قطع کر چکی تو شوہر یا محرم ہو تو واپس لائیں کہ اس میں ازالہ گناہ ہے اور ازالہ گناہ فرض ہے۔قال اللہ تعالیٰ یاایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچالو۔(ت)

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ۲۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: تم میں سے جو برائی دیکھے اسے طاقت سے روکے۔(ت) (ا۔القرآن ۶۶/ ۶)

(۲۔صحیح مسلم باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱)

اور اگر شوہر و محرم نہیں رکھتی تو اگر اتنی دور پہنچ گئی کہ مکہ معظمہ تک مدت سفر نہیں مثلاً جدہ پہنچ گئی تو اب چلی جائے اور واپس نہ ہو کہ واپسی میں سفر بلا محرم ہے اور وہ حرام ہے۔وکانت کمن ابانہا زوجہا اومات عنہا ولو فی مصر ولیس بینہا وبین مصرہا مدۃ سفر رجعت ولو بین مصرہا مدۃ وبین مقصدہا اقل مضت. مثلاً اس عورت کو خاوند نے طلاق بائن دے دی یا وہ ←

باندی کے لیے بھی یہی حکم ہے۔(2)

مسئلہ ۱: جہاد کے سوا کسی کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لیے والدین سے اجازت حاصل کرے، اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کریگا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف (یعنی سفر کے اخراجات) بھی پورے کرے، ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہ ہوں، ان کا نفقہ (یعنی کھانا، کپڑے وغیرہ کا خرچ) اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے، جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کر سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۲: بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لیے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں

فوت ہو گیا اگر وہ شہر تھا اور اس عورت اور اس کے وطن کے درمیان مدت سفر نہیں تو وہ عورت لوٹ آئے اور اگر اس کے وطن کے لیے مدت سفر ہو اور مقصد کے لیے مدت سفر کم ہو تو سفر جاری رکھے۔(ت)

پھر بعد حج مکہ معظمہ میں اقامت کرے بلا محرم گھر کو واپس آنا بلکہ مدینہ طیبہ کی حاضری ناممکن ہے، یہ وہ عورت ہے جس نے خود اپنے آپ کو بلا میں ڈالا، اس کے لیے چارہ کار نہیں مگر یہ کہ اس کا کوئی محرم جا کر اسے لائے، یوں کہ اس سال وہ جانا چاہتا تھا اس سال گیا یا یوں کہ اس سال تک اس کا کوئی محرم نابالغ تھا اب بالغ ہوا اور لا سکتا ہے، اور یہ بھی نہ ہو تو چارہ کار نکاح ہے نکاح کرے پھر شوہر کے ساتھ چاہے واپس آئے یا وہیں مقیم رہے، اور اگر دونوں طرف مدت سفر ہے تو بلاسخت تر ہے اور جانا یا آنا کوئی بھی بے گناہ نہیں ہو سکتا، مگر بہ حصول محرم یا تحصیل شوہر، شوہر کے قبضے میں اگر ہمیشہ رہنا نہ چاہے تو اس کا یہ علاج ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ میرا کام میرے ہاتھ میں رہے گا جب چاہوں اپنے آپ کو طلاق بائن دے لوں، اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو سب طرف سے دروازے بند ہیں پوری مضطرہ ہے، اگر ثقہ معتمدہ عورتیں واپسی کے لیے ملیں تو مذہب امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل کر کے ساتھ واپس آئے، اور جانے کے لیے ملیں تو انکے ساتھ جائے انہیں کے ساتھ واپس آئے کہ تقلید غیر عند الضرورۃ بلاشبہہ جائز ہے کما فی الدرالمختار وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ت) اس لیے ارشاد ہوا کہ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ ا۔ (میرے صحابہ کا اختلاف تمھارے لیے رحمت ہے۔ت)(ا۔ تہذیب تاریخ دمشق ترجمہ سلیمان بن کثیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ / ۲۸۵)(کنز العمال حدیث ۱۰۰۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱ / ۱۹۹)

ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند ربی فلیحرر ولیراجع

(یہ مجھ پر واضح ہوا اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۰۷، ۷۰۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۴۲۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس والعشرون، ج۵، ص ۳۶۵۔

کہا جائے گا۔(4)

❁❁❁❁❁

(4) المرجع السابق،ص۳۶۶.

متفرقات

مسئلہ ۱: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ اونگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔(1)

مسئلہ ۲: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ اور ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ (یعنی دعائیں) رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنب (2) و حائض (یعنی حیض والی) ونفسا (یعنی نفاس والی) بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔(3)

مسئلہ ۳: بچھونے یا مصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے، یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ (یعنی جدا جدا لکھے ہوئے

---

(1) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص۵۹۹۔

(2) یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا ہو۔

(3) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص۶۰۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
عملیات وتعویذ اسمائے الٰہی وکلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیر معلوم المعنی جیسے حفیظی، رمضان، کعسلہون اور دعائے طاعون میں طاسوسا، عاسوسا، ماسوسا، ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو، یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے، یونہی حب وتسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع وخلاف ادب ہے، اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہو جائے گا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے۔ اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔ یونہی تفریق وعداوت کے عمل وتعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام، یونہی زن وشو میں نفاق ڈلوانا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، ص۱۹۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حروف) کا بھی احترام ہے۔(4)

اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۴: وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا، اگرچہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثنا نہ کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانب سے استثنا موجود ہے، اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ آؤں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ ناچ رنگ اور شراب خواری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں وہاں سے یہ چلا آیا، یہ وعدہ خلافی نہیں ہے یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا یہ چلا آیا، وعدہ کے خلاف نہیں ہوا۔(5)

مسئلہ ۵: بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے، کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ.(6)

یا اردو میں یہ کہدے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔

مسئلہ ۶: مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے، یہ اس وقت ہے کہ برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے۔(7)

مسئلہ ۷: عجیب وغریب قصے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے، جبکہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں ان کو بھی سنا جاسکتا ہے، جبکہ بطور ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ و پند کے لیے درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر

---

(4) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۰.

(5) مشکل الآثار، ج۲، ص۶.

(6) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۱.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الرابع عشر في أھل الذمۃ والاحکام، ج۵، ص۳۴۷.

بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا۔

گلے خوشبوئے درحمام روزے الخ۔(8)

مسئلہ ۸: تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولےٰ سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی یہی زبان ہے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی، جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا۔(9) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے، قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول وفروع اسی زبان میں ہیں اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ ۹: عورت رخصت ہوکر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا، کہ یہ تمھاری عورت ہے اُس سے وطی جائز ہے، اگرچہ یہ خود اُسے پہچانتا نہ ہو۔(10) اسی طرح عورتوں نے شبِ زفاف میں اُس کے کمرہ میں جس عورت کو دولہن بنا کر بھیج دیا اگرچہ یہ نہیں کہا کہ یہ تمھاری عورت ہے اوس سے وطی جائز ہے، کہ اس کو سہاگ مخصوصہ کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے، کیونکہ دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

مسئلہ ۱۰: جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو تو اگر اس کی ایسی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے۔(11) اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں، یعنی اس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا

---

(8) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۷، وغیرہ۔

(9) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۱۔

(10) المرجع السابق، ص۶۹۴۔

(11) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں علامہ شامی اور طحطاوی رحمۃ اللہ علیہما کے حوالے سے امام اخصب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ: خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیوں کہ وہ لوگ باہم متفق تھے آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کرنا جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۵۶۲)

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۹۷۔

نہیں جاتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: مکان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر مکان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے، کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرادی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے، یہ خیال نہ کرے کہ مکان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت، کہ مکان اگرچہ اس کا ہے مگر سکونت (یعنی رہائش) دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی سکونت کی وجہ سے ہے۔(14)

مسئلہ ۱۳: حمام میں جائے تو تہبند باندھ کر نہائے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا ناجائز ہے۔تنہائی میں جہاں کسی کی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کر سکتا ہے۔اسی طرح تالاب یا دریا میں جبکہ ناف سے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے۔(15)

مگر جبکہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر مواضع ستر پر پڑے گی، تو ایسے موقع پر پانی میں بھی برہنہ ہونا، جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۴: اہلِ محلہ نے امام مسجد کے لیے کچھ چندہ جمع کر کے دے دیا یا اسے کھانے پہننے کے لیے سامان کر دیا، یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اُجرت پر امامت کو ناجائز فرماتے ہیں، کہ یہ اُجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہیے۔(16)

مسئلہ ۱۵: جو شخص مقتدیٰ (یعنی جس کی پیروی کی جائے) اور مذہبی پیشوا ہو اوس کے لیے اہل باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کریگا، تو مضایقہ نہیں جبکہ یہ غیر معروف شخص ہو۔(17)

مسئلہ ۱۶: کسی نے کٹکھنا کتا (یعنی کاٹ کھانے والا کتا) پال رکھا ہے جو راہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے، تو بستی والے ایسے کتے کو قتل کر ڈالیں۔ ہاں اگر ایذا (یعنی تکلیف) پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں، اسے ایذا دے کر نہ ماریں۔(18)

---

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في التفرقات، ج۵،ص۳۷۹.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في التفرقات، ج۵،ص۳۷۹.

(15) المرجع السابق، الباب الرابع والعشرون في دخول الحمام، ج۵،ص۳۶۳.

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹،ص۶۹۹.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الرابع عشر في أھل الذمۃ، ج۵،ص۳۴۶.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي والعشرون فیما یسع من جراحات بني آدم، ج۵،ص۳۶۰۔۳۶۱.

مسئلہ ۱۷: ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کے لیے مار سکتے ہیں اور ضرر سے بچنے کے لیے بھی اسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے، جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اوس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے، جوں کو بدن یا کپڑوں سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریق ادب کے خلاف ہے۔(19) کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ ۱۸: جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر ورثہ اغنیا (یعنی مالدار) ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں گی، تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے۔(20)

مسئلہ ۱۹: مرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا اور عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا مکروہ ہے، زوجہ و محارم کے جھوٹے میں حرج نہیں۔(21) کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تلذذ (یعنی لذّت) کے طور پر ہو اور اگر تلذذ مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک سمجھ کر لوگ کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰: بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے، اسی طرح ترکِ زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۲۱: بی بی بے ہودہ بلکہ فاجرہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے ڈالے۔ یوہیں اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر یہ واجب نہیں کہ اس سے پیچھا چھڑائے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے، حکم شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی میں حرج نہیں۔(23)

مسئلہ ۲۲: حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں، جبکہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کریگا تو حرام کھاتا ہے اور اگر بغیر ادا کیے مر گیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کر دے گا، تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مواخذہ نہ ہو۔(24)

مسئلہ ۲۳: جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہو گیا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس

---

(19) المرجع السابق، ص ۳٦۱.

(20) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۱.

(21) المرجع السابق، ص ۷۰۳.

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۴.

(23) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۴.

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع والعشرون في القرض والدین، ج۵، ص ۳٦٦.

پر یہ واجب نہیں کہ شہروں شہروں اُسے تلاش کرتا پھرے۔(25)

مسئلہ ۲۴: جس کا دَین تھا وہ مرگیا اور مدیون (قرض دار) دَین سے انکار کرتا ہے ورثہ اس سے وصول نہ کرسکے، تو اس کا ثواب دائن (قرض دینے والے) کو ملے گا اس کے ورثہ کو نہیں اور اگر مدیون نے اس کے ورثہ کو دَین ادا کردیا تو بری ہوگیا۔(26)

مسئلہ ۲۵: جس کے ذمہ دَین تھا وہ مرگیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمہ دَین ہے تاکہ ترکہ سے ادا کرے، اس نے ترکہ کو خرچ کرڈالا تو وارث سے دَین کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو اس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا، اس وجہ سے ادا نہ کیا، جب بھی آخرت میں مؤاخذہ نہیں۔ ودیعت کا بھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مؤاخذہ نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۶: مدیون اور دائن جارہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیرا، مدیون یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دَین ادا کردوں تاکہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں، آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کرسکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا؟ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالٰی یہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کرسکتا ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھالی ہیں، اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دینا وارث نہ ہو تو خیرات کردینا، اس شخص کی صرف بی بی ہے کوئی دوسرا وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دَین مہر اس کے ذمہ ہے جب تو روپے اسی کو دیے جائیں، ورنہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سوا روپیہ جبکہ عورت یہ کہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔(29)

مسئلہ ۲۸: اگر جان مال آبرو (عزت) کا اندیشہ (خوف، ڈر) ہے ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہوجائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لچے شہدے (یعنی شریر، بدمعاش) ایسے ہوتے ہیں

---

(25) المرجع السابق۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع والعشرون في القرض والدین، ج۵، ص۳۶۶۔۳۶۷۔

(27) المرجع السابق، ص۳۶۷۔

(28) المرجع السابق، ص۳۶۷۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع والعشرون في القرض والدّین، ج۵، ص۳۶۸۔

کہ سر بازار کسی کو گالی دے دینا یا بے آبرو کر دینا (بے عزت کر دینا) ان کے نزدیک معمولی بات ہے، ایسوں کو اس لیے کچھ دے دینا تا کہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے، تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لیے کچھ دے دینا جائز ہے۔(30)

مسئلہ ۲۹: بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لیے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے، یہ ناجائز و رشوت ہے اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں، تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے۔

اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہدے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرانا۔ اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو، تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے۔(31)

مسئلہ ۳۰: باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے، کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے، کہ شوہر کو نام لے کر پکارے۔(32) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شاید اسے اس لیے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔

مسئلہ ۳۱: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جبکہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو، مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۲: زلزلہ کے وقت مکان سے نکل کر باہر آجانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر دیوار جھکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے، اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے۔(34)

---

(30) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۹۹۔

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۶۔

(32) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۹۰۔

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۹۔

(34) المرجع السابق۔

مسئلہ ۳۳: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے، ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔

طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے، نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۳۴: کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے، ہدایت کی دعا کر سکتا ہے۔(35)

---

(35) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

طاعون کے خوف سے شہر یا محلہ یا گھر چھوڑ کر بھاگنا حرام و گناہ کبیرہ ہے، اس کا کافی بیان ہمارے رسالہ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف ا۔

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔ (ا۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ / ۸۲، ۱۴۵، ۲۵۵) (الزواجر الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دار الفکر بیروت ۲ / ۸۸۔۲۸۷)

جس کے لئے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے، ایسا نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ جہاد سے بھاگنے والا بھی کہہ سکتا ہے وہ بھی بھاگ کر تقدیر ہی میں جائے گا مگر اس بھاگنے کا منتہی جہنم ہے، طاعون عمواس شام میں تھا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے عزم سے روانہ ہو چکے تھے جب سرحد شام وحجاز موضع سرغ پر پہنچے ہیں خبر پائی کہ شام میں بشدت طاعون ہے امیر المومنین نے مہاجرین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا بعض نے کہا حضرت کام کے لئے چلے ہیں رجوع نہ چاہیے بعض نے کہا حضرت کے ساتھ بقیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہماری رائے نہیں کہ انہیں وبا پر پیش کریں، پھر انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا وہ بھی یوں ہی مختلف ہوئے پھر اکابر مومنین فتح کو بلایا انہوں نے بالاتفاق نہ جانے کی رائے دی امیر المومنین نے واپسی کی ندا کر دی، اس پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: أفرار من قدر اللہ کیا تقدیر الٰہی سے بھاگنا، امیر المومنین نے فرمایا: کاش کوئی اور ایسا کہتا نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہاں ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے انہوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کے حکم کا علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

←

مسئلہ ۳۵: ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا، مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے، تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔ (36)

اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه.
جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو وہاں طاعون کے سامنے نہ جاؤ اور جب تمہاری جگہ واقع ہو تو اس سے بھاگنے کو نہ نکلو۔
اس پر امیر المومنین حمد الٰہی بجالائے کہ ان کا اجتہاد موافق ارشاد واقع ہوا اور واپس ہو گئے ا ۔
(ا ۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۸۵۳)
ایسی جگہ نفر من قدر الله الی قدر الله کہنا ٹھیک ہے کہ موافق حکم ہے، طاعون سے بھاگنا فسق ہے بھاگنے والوں سے فاسقوں کا سا برتاؤ چاہیے، بدعت بمعنی بدمذہبی نہیں، ہاں اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم ہے اور انہیں رد کرتا اور اپنی نامرادی و بزدلی کے حکم کو اُن پر ترجیح دیتا ہے تو ضرور بدمذہب ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم
(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۲۰۴، ۲۰۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الرابع عشر فی أھل الذمۃ، ج۵، ص۳۴۸.

اعلٰی حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
علماء نے کافر کے لیے دُعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے، پھر دعائے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلٰی ۔ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد مما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا الله و نعم الوکیل اس لیے کہ مالک بعض دفعہ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ اُس پر راضی نہیں ہوتا، جیسا کہ غلام بسا اوقات اپنے مالک کو پسند کرتا ہے مگر اُس کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (ت)
امام محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں:
"صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالٰی فیما اخبر بہ ولھذا قال المصنف وغیرہ ان کان مؤمنین " ۔ ا ۔
یعنی امام شہاب قرآنی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے، کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگادی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔ (ا ۔ حلیۃ المحلی)
پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ "تقدم ان کفر" ۲ ۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔ (۲ ۔ حلیۃ المحلی)
ردالمحتار میں ہے:
الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً ولتکذیب النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمؤمنین کما ←

مسئلہ ۳۶: مکان میں پرند نے گھونسلا لگایا اور بچے بھی کیے، بچھونے اور کپڑوں پر بیٹ گرتی ہے، ایسی حالت میں گھونسلا بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہیے، بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے بڑے ہو کر اڑ جائیں۔(37)

مسئلہ ۳۷: جماع کرتے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک خیر کے سوا دوسری بات نہ کرے۔(38)

مسئلہ ۳۸: ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں۔(39) یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو بات ہے۔

مسئلہ ۳۹: قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

مسئلہ ۴۰: نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں، کہ فلاں ستارہ طلوع کریگا تو

علمت فالحق ما فی الحلیۃ [۳]۔

اس کی دُعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً و شرعاً ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لیے دعا کے۔ جیسا کہ تُو جان چکا ہے، اور حق وہ ہے جو حلیہ میں ہے۔(ت).

(۳ ردالمحتار کتاب الصلوۃ فصل واذا اراد الشروع فی الصلوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱)

درمختار میں ہے:

الحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر [۴]۔

(۴ الدرالمختار کتاب الصلوۃ فصل واذا اراد الشروع فی الصلوۃ دار احیاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۷۸)

حق یہ ہے کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص ۳۸ ۷، ۳۹ ۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(37) المرجع السابق

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج ۵، ص ۳۸۰۔

(39) المرجع السابق۔

فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اس طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔(40)

مسئلہ ۴۱: ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں، بلکہ حدیث کا یہ ارشاد لاصفر۔(41) یعنی صفر کوئی چیز نہیں۔ ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کریگا، لہٰذا معافی مانگنے میں تاخیر کی اس تاخیر میں یہ معذور نہیں۔ ظالم نے مظلوم کو بار بار سلام کیا اور وہ جواب بھی دیتا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہوگیا، یہ کافی نہیں ہے بلکہ معافی مانگنی چاہیے۔(42)

مسئلہ ۴۳: عمامہ کھڑے ہوکر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۴: کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے دہنی آستین یا دہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔(44)

مسئلہ ۴۵: پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔

مسئلہ ۴۶: بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا اور گدھے سے ہل جوتنا جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ بیل سے

---

(40) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب لا ھامة، الحدیث: ۵۷۵۷، ج ۴، ص ۳۶.

(41) المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۱۸۲، ج ۶، ص ۱۱۱.

(42) صحیح البخاري، کتاب الطب، باب لا ھامة، الحدیث: ۵۷۵۷، ج ۴، ص ۳۶.

(43) الفتاوی الھندیة، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج ۵، ص ۳۷۵۔۳۷۶.

(44) انظر: کشف الالتباس في استحباب اللباس للشیخ المحقق عبدالحق، ذکر شملہ، ص ۳۹.

صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ نہ لادا جائے اور گدھے پر صرف بوجھ ہی لادا جائے ہل نہ جوتا جائے۔(45)

مسئلہ ۴۷: جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے جتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے اتنا ہی اس پر لادا جائے یا جتنی دور جاسکے وہیں تک لے جایا جائے یا جتنی دیر تک کام کرنے کا متحمل ہو سکے اتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ تانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا لیتے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بلاوجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے۔ جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی برا کیونکہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ (عزوجل) کے سوا نہیں اس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے۔(46)

وَصَلَّی اللّٰہُ علٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

❀❀❀❀❀

---

(45) انظر: المرجع السابق، ذکر جیب، ص ۴۳۔

(46) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۲۔

فقہ حنفی کی عالمی نمائندہ کتاب

شرح بہار شریعت

16

مصنف: حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

شارح: علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس